ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنة کہ یہ دیوان فصاحت و بلاغت عنوان سراپا افسون افسانۂ عشق موسوم بہ

صنمخانۂ عشق

۱۳۰۶ھ

نتیجۂ فکر فلک سیر استاد الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
سلمہم اللہ القدیر استاد نواب خلد آشیان والی دار الریاستہ رامپور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنة کہ یہ دیوان فصاحت بلاغت عنوان سراپا افسون افسانۂ عشق موسوم بہ

۱۳۱۳ھ

صنمخانۂ عشق

۱۸۹۶ء

نتیجہ فکر فلک سیر استاذ الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
سلمہم اللہ القدیر استاد نواب خلد آشیان والی دار الریاسة رامپور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ آفتاب ہے گرم اُسکی کبریائی کا
کہ ذرّہ ذرّہ ہے آئینہ خودنمائی کا

پکارتا ہے یہ انداز و ناز توبہ شکن
کہ آئے وہ جسے دعویٰ ہو پارسائی کا

زمانے بھر کی حسین کیون نہ جان دین اُسپر
چلن اُسی سے تو سیکھا ہے دلربائی کا

دکھا کے تیغ وہ نا آشنا یہ کہتا ہے
یہ گھاٹ ہے مرے دریاے آشنائی کا

دراز عمر ہو شاطر تصوّر کی
مزہ وصال کا دیتا ہے غم جدائی کا

فقیر اُسکی گلی کا ہو نہین عجب کیا ہے
جو تاج شاہ ہو کاسہ مری گدائی کا

پسند ہے اُسے چوکھٹ پر اپنی سجدۂ عجز
ستارہ اوج پہ ہے داغ جبہہ سائی کا

یہ کسکی راہ مین کھوے گئے کہ ہمسے خضر
طریق پوچھتے ہین آکے رہنمائی کا

حیا تو یہ کہ ہے ستر ہزار پردونمین
مگر ہے شوق اسے عالم آشنائی کا

سمجھ رہا ہے جسے حشر و نشر تو زاہد
کرشمہ وہ بھی ہے ایک اُسکی خوش ادائی کا

رسائی کچھ نہین دشوار بام تک اُسکی
لگائین زینہ جو اقرار نارسائی کا

چلون جو دیر کو مین توڑ کر بتِ پندار
تو غل بتون مین ہوا اللہ کی دُہائی کا

طریقِ عشق مین گم ہو کے پہنچے منزل پر
نیا یہ راستہ سوجھا ہمین رسائی کا

رہِ طلب مین ادب ہی سے سرفرازی ہے
مزہ کلیم سے پوچھو برہنہ پائی کا

خدا خدا جو کرے اور خودی کا دم بھی بھرے
بڑا فریبی ہے جھوٹا ہے وہ خدائی کا

جو بندہ ہے تو مزہ بندگی مین پیدا کر
نہین وہ بندہ جسے ذوق ہو رہائی کا

بشر سے حمد الٰہی امیر کیا ممکن
پہاڑ اُٹھا سکے کہان حوصلہ یہ رائی کا

سکہ رائج جب سے دینِ مصطفےٰ کا ہو گیا
غلغلہ ساری خدائی مین خدا کا ہو گیا

جب سے دل دیوانہ محبوبِ خدا کا ہو گیا
مصطفےٰ اُسکے ہوے وہ مصطفےٰ کا ہو گیا

حشر مین پہنچے لواے حمد کے پائی جگہ
ظلِ رحمت سایہ اُس زلفِ رسا کا ہو گیا

چارہ سازی درحقیقت کی تو نام پاک نے
نام اطبا کا ہوا شہرہ دوا کا ہو گیا

اوّل بعثت مین ختم الانبیا پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا مین انتہا کا ہو گیا

جب سے گلگشت باغونمین مدینے کی چلی
پھولونکی ڈالی وہین دامن صبا کا ہو گیا

یاد لب مین ہجر نے دی وصل کی لذت مجھے
زہر قاتل مین اثر آبِ بقا کا ہو گیا

موم پتھر کو یہ اُس فخر سلیمان نے کیا
حلقۂ خاتم نگینِ نقشِ پا کا ہو گیا

شربت دیدار نے اچھی دوا دی وقت نزع
خوب بیڑا پار اس دردآشنا کا ہو گیا

طوق دینِ مصطفےٰ کا جسکی گردن مین پڑا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہو گیا

جزوِ ایمان کہکے کیا رتبہ بڑھایا آپ نے
چشم حورانِ جنان مین گھر حیا کا ہو گیا

چار بالشت پر حکومت کی کیا جسدن جلوس
حاکم آب و آتش و خاک و ہوا کا ہو گیا

چودہوین کا چاند دکھلا کر یہ کہتا ہے فلک
لو شبیہ پاک کا تیار خاکا ہو گیا

رحمتِ حق کیون نہو نازل محب پر آپکے
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہو گیا

روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیل عرش
آشیانہ اُس گرفتار بلا کا ہو گیا

خاتمہ جب ہوگیا بالخیر تو سمجھا ہین
التجا پر اُمتِ عاصی کی جب آمین کہی
دونون رخسارونکی مدحت مین ہوا موزون جو شعر

ختم مجہپر لطف ختم الانبیا کا ہوگیا
بول بالا ان غریبونکی دعا کا ہوگیا
ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کا ہوگیا

نعت مین ہے جو لکھا ایکپرچہ بھی امیر
ملگئی دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہوگیا

حسن مطلق کا ازل کے دن سے مین دیوانہ تھا
دل کا حاکم جان کا مالک غمِ جانانہ تھا
بے تعلق کیا ہمین اسکے تصور نے کیا
باغ عالم کا تماشا باعثِ غفلت ہوا
شکر صد شکر اُس حسین کے نور سے روشن ہے دل
اسقدر اُسکے تصور نے مٹایا ہے مجھے
کیا ہوا انکار اگر اصرار ہوتی پر ہوا
گل سراپا گوش بنتے کیون نہ سُننے کے لیے
دار پر چڑھکر انا الحق جو کہا منصور نے
ہم غلط فہمی سے سمجھے قتل کرنے کو عتاب
سُن لئے دو حرف جسنے ہوگیا سرمست عشق
وعظ کی مجلس مین بھی آئے تو یون مستانِ عشق
جگھٹے لیلیٰ وشون کے دیکھنے تھے شہر مین
وصل ہوتا کسطرح خلوت کہان تھی رات کو
مزرعِ عالم مین مجسا سوختہ قسمت کہان
دیر کی تحقیر کر اتنی نہ اے شیخِ حرم

لامکان کہتے ہین جسکو وہ مرا کاشانہ تھا
میہمان جسکو مین سمجھا تھا وہ صاحب خانہ تھا
جب جھکایا سر گریبان اپنا خلوت خانہ تھا
دیکھنا آنکھون کا کانون کے لئے افسانہ تھا
شمعِ رخ پر جسکے جبریلِ امین پروانہ تھا
شبہہ ہوتا ہے کہ ہستی مین کبھی تہا یا نہ تھا
یہ کمالِ شوق تھا وہ ناز معشوقانہ تھا
چپچہے بُلبل کے گلشن مین ترا افسانہ تھا
وہ بھی اک تیرا کرشمہ ہمتِ مردانہ تھا
اور وہان اک چھیڑ تھی اک ناز معشوقانہ تھا
چشم افسون ساز کا افسون مرا افسانہ تھا
مے کی بوتل تھی بغل مین ہاتھ مین پیمانہ تھا
جا کے جنگل مین بسا مجنون بڑا دیوانہ تھا
پھول تھے نرگس کے رکھے شمع تھی پروانہ تھا
جلگیا قسمت کا میری کھیت مین جو دانہ تھا
آج کعبہ بنگیا کل تک یہی بتخانہ تھا

آزما دیکھا اُسے سو بار ہمنے اے امیر
آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ تھا

مین پُرانا مست ہون جنت مرا کاشانہ تھا
حور ساقی چشمۂ کوثر مرا پیمانہ تھا

موسمِ گل مین چمن کیسا پری میخانہ تھا
پھول جو تھا وہ کسی محبوب کا پیمانہ تھا

پھول بھی تھے پھل بھی تھے اُس سرزمین پر کیا نہ تھا
آج ہے ویران کبھی آباد یہ ویرانہ تھا

ہاے کیا دن تھے کہ دورِ بادہ و پیمانہ تھا
بادشاہون کا جلوخانہ درِ میخانہ تھا

دیکھئی منصور کو سولی ادب کے ترک پر
تھا انا الحق حق مگر اک حرف گستاخانہ تھا

مین تڑپ کر کیون لگاتا ناز برداری مین داغ
روک کے خنجر پھیرنا تو نازِ معشوقانہ تھا

پھول جس گھر مین چُنے جاتی تھے اب ہوتی ہین پھول
آج وہ ماتم سرا ہے کل جو عشرت خانہ تھا

یار اُدہر بدمست مین بیخود تکلف برطرف
ایسی صحبت مین جو آتا ہوش کیا دیوانہ تھا

نیند کے جھونکے چلے آتے تھے کیون ہنگامِ ذبح
تیغِ قاتل کی زبان پر کونسا افسانہ تھا

حُسنِ خطِ سبز نے کیسا مجھے دھوکا دیا
مین نہ سمجھا کچھ یہ سبزہ سبزۂ بیگانہ تھا

آج جس دل کا کوئی گاہک نہین کل تک یہی
حور کا آئینہ تھا زلفِ پری کا شانہ تھا

بیٹھے بیٹھے حکم وے بیٹھے وہ قتلِ عام کا
جب کہا یہ کیا تو بولے نازِ معشوقانہ تھا

کہتے ہین فرہاد و شیرین کا سُنا کل ہمنے حال
خاک یہ تھہر تھا مزہ پھیکا سا اک افسانہ تھا

گور مین اگر ہوا کوئی نہ غربت کا شریک
جو یگانہ تھا بپکتے ہی پلک بیگانہ تھا

پوچھتا پھرتا ہے غم اُسکا مرے سینے مین اب
کیا ہوا وہ جو یہان دل نام اک ویرانہ تھا

حال میرا سُنکے وہ بولے کہ جی دکھنے لگا
ہاے کس کمبخت کس بدرو کا افسانہ تھا

تڑپتے ہی مین شمعین تیری محفل کی رہین
گو پرون سے پنکھیا جھلتا ہر اک پروانہ تھا

وان نگاہین تیز تیز اور یان تھین آہین دردخیز
وصل کی شب اُسطرف افسون ادہر افسانہ تھا

جامِ جم کو دیکھتے ہی مین نے پہچانا امیر

میرے ہی میخانے کا چھوٹا سا اک پیمانہ تھا

آنکھون مین نور تیرا دل مین سرور تیرا
دروازے سے ہے گھر تک سارا ظہور تیرا

جنت مین بھی ہے چرچا اے رشکِ حور تیرا
شہرہ ہے اللہ اللہ اب دور دور تیرا

تو مہر تیرے آگے سب قطرہاے شبنم
اِنکا کہان ٹھکانا جب ہو ظہور تیرا

اے چشم شوق وہ تو ہر رنگ مین ہے ظاہر
اب بھی جو تو نہ دیکھے تو ہے قصور تیرا

مین آئنہ ہون تیرا تو آئنہ ہے میرا
تجھ مین ظہور میرا مجھ مین ظہور تیرا

مدہوشِ عشق ہو کر جا بزم معرفت مین
پردہ نہ ہیچ مین ہو غافل شعور تیرا

ہے بیخودی ہی جس سے ہوتا ہی قرب حاصل
غائب جو آپ سے ہو پائے حضور تیرا

خورشید و ماہ سب مین جلوے ترے ہین لیکن
ایسی کہان ہین آنکھین دیکھین جو نور تیرا

اے دل جو اُسکے غم کو تجھ مین جگہ ملی ہے
رکھا ہے نام ہمنے دارالسرور تیرا

نادان امیر ناحق امیدوار ہے تو
دل لیکے پھیر دے گا وہ اب ضرور تیرا

نہ شوق وصل کا موقع نہ ذوق آشنائی کا
مین اِک ناچیز بندہ اور اُسے دعوی خدائی کا

بڑا صدمہ ہے شکر جو داغ اپنے سینے مین جدائی کا
ستارہ بنگیا آخر وہ صُبحِ آشنائی کا

درازی دھیان مین آتی ہے کب روز قیامت کی
کہ اِک پیوند ہے پیراہنِ روز جدائی کا

بنے جو موج اپنے بحر خون مین حلقہ اے قاتل
الٰہی ہو وہ چھلا تیری انگشتِ حنائی کا

نوید وصل عاشق کے لیے ہے صدمۂ فرقت
اُبھرنا بیٹھ جانا ہے [illegible] آشنائی کا

جلاتا کیون ہے ایدل مجھکو شوقِ وصل بھڑکا کر
رہے اس آگ سے تو پھونک دے پردہ جدائی کا

الٰہی کون سے مجرم کی آمد ہے قیامت مین
ہوا ہے حکم رحمت کو یہ کس کی پیشوائی کا

ہدف دل کو بناتے ہین جو کچھ کہیے تو کہتے ہین
سکھاتے ہین چلن تیرون کو اپنے دلربائی کا

پہنچکر یار تک بیخود ہوے پہنچے نہ مطلب کو
رسائی نے دیا کیا داغ ہمکو نارسائی کا

قدم تیرا جہان پڑتا ہے بو مہندی کی آتی ہے
ترے نقش قدم مین رنگ ہے پای حنائیکا

شب وصلت نزاکت انکی شوق وصل سے بولی
ترس کہا مجہپہ ظالم وقت ہے بیوست و پائیکا

وفا منظور اسکو بھی نہین ہے اسکی فرقت مین
سبق پڑہنے چلی ہے عمر اُس سے بیوفائیکا

تمہین تم آئنہ خانے مین ہو چارونطرف دیکھو
کہو جی اب بھی کچہ ارمان نکلا خودنمائیکا

لپٹ کر سیکڑون کالی بلائین لیوسی لیتی ہین
انہین باتون سے مُنہ کالا ہے شبہای جدائیکا

سر اُسکے پاون پر رکہے بنائے ہین یہ بت جسنے
مزہ ہے خاک تہر پائے بُت پر جبہہ سائیکا

بہت ہی بہر گیا ہے عمر کا پیمانہ اب چہلکا
چراغ اک جہلملاتا سا ہے بزم آشنائیکا

قفس مین ہون مگر سارا چمن آنکھونکے آگے ہے
رہائی کے برابر اب تصور ہے رہائی کا

نہین ممکن ہے سونا ہجر مین نیند اُنہین سکتی
طلایہ پھر رہا ہے آنکھ مین طوق طلائیکا

امیر خستہ جان آفت مین ہے یا حیدر صفدر
کرو امداد اسکی وقت ہے مشکلکشائیکا

ترے بندون سے کرتے ہین یہ بت دعوی خدائیکا
تماشا دیکھتا ہون تیری شان کبریائیکا

دکھایا مہر نے جلوہ جوان کو خودنمائیکا
تو بولے چور ہے تو بھی مرے رنگ طلائیکا

لچکتی ہے جو شاخ گل مین اس غیرت سے ڈرتا ہون
کہان دیکھا لچکنا اسنے اُس نازک کلائیکا

نئی دھج اُسنے مقتل مین دکھائی بہجانون کو
لگایا بانکپن پر اور طرہ کج ادائی کا

نیا افسانہ کہہ واعظ تو شاید گرم ہو مجلس
قیامت تو پرانا حال ہے روز جدائیکا

نہ پہنچے ہاے سب بے بال و پری سی شاخ گل تک بھی
چمن سے لیچلے ہم پہول داغ نارسائیکا

خدا کی شان ہے ترسا کرین ہم دیکھنے والے
مزہ آئینہ لوٹے یار تیری خودنمائی کا

رلایا حسرت پابوس مین مجکو لہو برسون
تصور رنگ لایا کیا تری پاے حنائیکا

نزاکت دیکھنا رنگ حنا سے وہ یہ کہتا ہے
کہ تجہپر خون ہے ظالم مری نازک کلائیکا

کہا جب وصل مین مین نے کہ آنکھونسے لڑین آنکھین
تو بولے ہان ابھی ارمان باقی ہے لڑائیکا

کیا سواے عالم جیب کے بردمین مجھ تونے
کہین کالا تو خورشید محشر بھی نہو جاے
اُسے دیکھا جو آتے نزع مین امید بول اُٹھی
ہزار آئینے آئین روبرو آنکھین نہ کھولین ہم
کف ہمت ہے مثل پھول ہے بادشاہ اپنا
یہ کودک طبع کیا جانین کہ مین جور معلم ہون
سیہ بختی نے پہنچایا ہے مجکو اہل بینش تک
ہوا ظاہر یہ ہندو کی جبین پر دیکھکر ٹیکا

تری عصمت کے سر پر خون میری پارسائی کا
بھا ہے پھیل کر کاجل مری شام جدائی کا
کہ دیکھو روکنے والا وہ آیا میری آئی کا
پسند آتا نہین ہم کو یہ شیوہ خودنمائی کا
ہلال آسا تہ ناخن نہین کاسہ گدائی کا
بڑا ہے چہرۂ نیکی پہ پردہ بدنمائی کا
گزر آنکھون مین اس سرمے کی بدولت ہے سلائی کا
کہ ہے کافر کو بھی داغ اُسکے در کی جبہہ سائی کا

امیر اک بات بھی واعظ نہین کہتا خدا لگتی
خدا جانے بکا کرتا ہے کیا جھوٹا خدائی کا

لئے ہے آفتاب حشر بھی کاسہ گدائی کا
یہ شکوہ بیوفائی کا یہ رونا کچھ ادائی کا
برا ہو ہاے اس عمر روان کی بیوفائی کا
خدا نے ان بتونکو کچھہ نئی طینت عنایت کی
کتر دا اگر اُسکے تاج بنواے سلاطین نے
ہوا تیغ ادا سے دل دو نیم اپنا تو سمجھے ہم
کرے کوئی جہان مین مجھسے بڑھکر بندگی تیری
بخوبی جانچ کرلے جنس کی بازار ہستی مین
پہنا کر حلقۂ گیسو مین میرے دل کو کہتے ہین
دیا بے مانگے بوسہ مین نے پھر مانگا تو وہ بولے
اکیلا ہمکو تکیے مین سُلاکر چاند سے یارو

ستارہ خوب ہی چمکا ترے رنگ طلائی کا
سزا ہے دل لگانیکی مزہ ہے آشنائی کا
نہ راتین وصل کی دیکھین نہ دن ہمنے جدائی کا
خمیر انکا بنا ہے کیچکے جوہر بیوفائی کا
کوئی ٹکڑا جو ہاتھ آیا مری دلق گدائی کا
دو ورقہ ہاتھ آیا یہ کتاب آشنائی کا
تعجب کیا ہے اے بت کارخانہ ہو خدائی کا
فریب ان جو فروشون سے نہ کھا گندم نمائی کا
اسی زندان مین رہتا ہے گنہگار آشنائی کا
نہین چھٹتا ہے پڑجاتا ہے جب لپکا گدائی کا
بڑا ہمکو بھروسا تھا تمھاری آشنائی کا

ترقی پر کسیکی شوخیان ہین خیر ہو یارب — حیا کی جان کا دشمن ہے لپکا خودنمائی کا

حیا کو چھیڑتی ہین شوخیان چلاتی ہے عصمت — کہ آب اُٹھتا ہے اب اُٹھتا ہے پردہ پارسائی کا

عروسِ مرگ آئی مجھسے ہم آغوش ہونے کو — ہوا مشاطگی پیشہ مری شام جدائی کا

پڑی ہین حسرتین مردہ جلادے انکو اے عیسیٰ — ذرا ہم بھی تو دیکھین کھیل قدرت آزمائی کا

بہار آتی ہے اب عصمت کا پردہ فاش ہوتا ہے — جنون کا ہاتھ ہے آج اور دامن پارسائی کا

گرے سجدہ مین جب چوکھٹ پر اُسکی چوم لی چوکھٹ — بڑھایا لیکے بوسے ہمنے رتبہ جبہہ سائی کا

مجھے اے سیمتن یہ ضعف سے چکر نہین آتا — نگاہین طوف کرتی ہین ترے طوق طلائی کا

یہ کس بیدرد نے دست نگارین خواب مین چوما — کہ فریادی ہے اب تک نیل اُس نازک کلائی کا

امیر اس خرقہ وعمامہ کو تم رہن مے کردو — ابھی تم پر نہین پھبتا ہے جامہ پارسائی کا

ان شوخ حسینون پہ جو مائل نہین ہوتا — کچھ اور بلا ہوتی ہے وہ دل نہین ہوتا

کچھ وصل کے وعدے سے بھی حاصل نہین ہوتا — خوش اتنی خوشی سے بھی مرا دل نہین ہوتا

گردن تنِ بسمل سے جدا ہوگئی کب کی — گردن سے جدا خنجر قاتل نہین ہوتا

دنیا مین پریزاد دیئے خلد مین حورین — بندون سے وہ اپنے کبھی غافل نہین ہوتا

بسمل تو ہوئے سیکڑون ہی سرد تڑپ کر — ٹھنڈا مرے قاتل کا مگر دل نہین ہوتا

دھبا نہین دیتا ہے لہو حسرتِ دل کا — اِس خون سے تر دامنِ قاتل نہین ہوتا

دل مجھسے لیا ہے تو ذرا بولیے ہنسیے — چٹکی مین مسلنے کے لئے دل نہین ہوتا

دیوانہ ہے دنیا مین جو دیوانہ نہین ہے — عاقل وہی ہوتا ہے جو عاقل نہین ہوتا

کہتے ہین ہم آئینے مین حسن اپنا نہ دیکھین — اچھی کہی معشوقون کے کیا دل نہین ہوتا

تمکو تو مین کہتا نہین کچھ حضرت ناصح — پر جسکو ہو بک ایسی وہ عاقل نہین ہوتا

پہلو مین اُنہین غیر کے بھیجین ہی کردے — اتنا بھی تو تجھسے تپشِ دل نہین ہوتا

گم گشتگیون نے وہ مزہ مجھکو دیا ہی — اب مُنہ بھی کبھی جانبِ منزل نہین ہوتا
عاشق کے بہل جانے کو اتنا بھی ہی کافی — غم دل کا تو ہوتا ہے اگر دل نہین ہوتا
کہتے ہین دمِ ذبح وہ رُک رُک کوئی پوچھے — اِس ناز سے ناراض تو بسمل نہین ہوتا
فریاد کرون دل کے ستانیکی اُسی سے — راضی مگر اسپر بھی مرا دل نہین ہوتا
اُٹھنے کو کہے کوئی تو بنجاتی ہے جی پر — اُس بزم مین جانا مجھے مشکل نہین ہوتا
فریاد بھی کرتا ہون تو اللہ سے اپنے — اُس در کے سوا مین کہین سائل نہین ہوتا
انداز کسی کان کی بجلی کا اُڑا لے — یہ حُسن تڑپ مین تری اے دل نہین ہوتا
مرنے کی بتون پر یہ ہوی مشق کہ مرنا — سب کہتے ہین مشکل مجھے مشکل نہین ہوتا
دلداریون کو آئین حسین چار طرف سے — پر ہاے ستم ایک طرف دل نہین ہوتا
جس بزم مین وہ رُخ سے اُٹھادیتے ہین پردہ — پروانہ وہان شمع پہ مائل نہین ہوتا
کہتے ہین کہ دل دیکے تڑپتے ہین جو عاشق — ہوتا ہے کہان درد اگر دل نہین ہوتا

یہ شعر وہ فن ہی کہ امیر اسکو جو برتو
حاصل بہی ہوتا ہے کہ حاصل نہین ہوتا

خضرِ رہِ مقصود اگر دل نہین ہوتا — منزل کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا
برسون سے تڑپتا ہون مین بسمل نہین ہوتا — اتنا سا مرا کام بھی قاتل نہین ہوتا
جھٹکے دیے موباف کے کوڑے بھی لگائی — گیسو سے کسیطرح جدا دل نہین ہوتا
زخمون کی ہنسی پر بھی نہین آتی ہی غیرت — پورا کوی وار اے مرے قاتل نہین ہوتا
آتا ہے جو کچھ مُنہ مین وہ کہہ جاتا ہے واعظ — اور اُس پہ یہ طرہ ہے کہ قائل نہین ہوتا
کیا سحر ہے اُس بت کی نظر مین بھی الٰہی — جب تک وہ اِدہر آئے یہان دل نہین ہوتا
رُک رُک کے تو خود پھیرتے ہین حلق پہ خنجر — اور مجھسے شکایت ہے کہ بسمل نہین ہوتا
آئینے کو بھی رد کر دیا ہے کہ نہ آئے — اب آپ بھی وہ اپنے مقابل نہین ہوتا

راحت کا نکلتا نہین اسکے کوئی پہلو
مایوس بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

اُڑتا بھی ہوا سے ہی تو اُٹھتا ہے اُدہر بھی
لیلی سے الگ پردۂ محمل نہین ہوتا

دریاے محبت سے جو پار اُترین وہ جانین
ہوتا ہے خدا جانے کہ ساحل نہین ہوتا

تیر اُسنے لگایا وہ پڑا آکے جگر پر
بچین ہے وہ کیا جانے ادہر دل نہین ہوتا

جو لطف ہے آزارِ محبت مین وہ مجھکو
عیسی بھی کرے پیار تو حاصل نہین ہوتا

بولے یہ خضر پار اُترنے کو جو پوچھا
دریاے محبت کا تو ساحل نہین ہوتا

وہ ہم ہین کہ زندہ مین اور اُس کوچے مین پہنچے
بے موت کوئی خلد مین داخل نہین ہوتا

جب درد محبت مین یہ لذت ہے تو یارب
ہر عضو مین ہر جوڑ مین کیون دل نہین ہوتا

شرم اُسکی مجھے مانع دیدار نہین ہے
نازک سا یہ پردہ ہے کہ حائل نہین ہوتا

ٹکڑے بھی ہو گل خون مین ڈوبا بھی ہو لیکن
اب بھی دلِ عاشق کے مقابل نہین ہوتا

حسرت سے اِدھر اور اُدھر دیکھ رہا ہے
بھوکا ترے دیدار کا سائل نہین ہوتا

تم اور کوئی کام **امیر** اسکو سکھاؤ
تڑپانے تڑپنے کے لئے دل نہین ہوتا

غم نہین جی تن سے نکلا دل گیا
مل گئے تم مجکو سب کچھ مل گیا

بولے وہ سینے پہ میرے رکھکے ہاتھ
کہیے اب تو اضطراب دل گیا

اے نگاہِ یاس تیرا ہو برا
گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

تیغ قاتل ہے اسسے بادِ بہار
جب چلی وہ غنچۂ دل کھل گیا

کوچۂ گیسو نہ ہاتھ آیا مجھے
کالے کوسون سیکڑون منزل گیا

مٹ گیا کاجل کا تل اصلاح مین
مصحفِ عارض کا نقطہ جہل گیا

آبنی دم پر جہان بگڑے حضور
لب ہلاے آپ نے دل ہل گیا

مرحلے طے کنج عزلت مین کئے
بیٹھے بیٹھے سیکڑون منزل گیا

برہمن کو بت مجھے تو اے صنم
جسنے جو مانگا خدا سے مل گیا

جمع ہین سینے مین پیکان تیر کے
سیکڑون دل ہین اگر اک دل گیا

حل مرے مشکلکشا نے کی امیر
لیکے کیسی ہی کوئی مشکل گیا

داغ غم روزِ ازل ہی مل گیا
تن مین جان آنے سے پہلے دل گیا

کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا
خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا

خواب مین آنکھین جو تلوون سے ملین
بولے اُٹھ اف پاؤن میرا چھل گیا

اُٹھکے جا بیٹھا جو اُنکے پاس مین
بولے کچھ مل بیٹھنے سے مل گیا

مسکرانے مین کھلا کیا وہ دہن
غنچۂ تصویر گویا کھل گیا

ہڈیون کی چاٹ پاتے ہی ہما
کیا سگِ محبوب سے ہل مل گیا

آئی جب صحرا مین خوش چشمونکی یاد
سامنے نرگس کا تختہ کھل گیا

پہونکدیتی کیون نہ پروانے کو شمع
پیار کرنے کو سرِ محفل گیا

مانگنے پر بوسے کے کاٹی زبان
اب دعا دینے سے بھی سائل گیا

اُس کا رُخ پہرتے ہی آنکھین پہیر دین
لو اُدہر قاتل اِدھر بسمل گیا

کیا ملا مجکو ملا کر خاک مین
ہان لقب عاشق کشی کا مل گیا

وای قسمت غافل آیا مین امیر
عمر بھر غافل رہا غافل گیا

دامنون کا نہ پتا ہے نہ گریبانون کا
حشر کہتے ہین جسے شہر ہے عریانون کا

گھر ہے اللہ کا گھر بے سر و سامانون کا
پاسبانون کا یہان کام نہ دربانون کا

خاطرِ رنج و غم و درد سے فرصت ہی نہین
میزبان ہو کے ہوا مین انہین مہمانون کا

کب کسی اور کی جم سکتی ہے اس پر پٹری
توسنِ ناز ہے خوگر وہ تری رانون کا

گور کسریٰ و فریدون پہ جو پہنچون پوچھون
تم یہان سوتے ہو کیا حال ہے ایوانون کا

اُنکے حکمون کی ہو تعمیل کہان تک مجھسے
ڈھیر شقون کا ہے انبار ہے پروانون کا

کون گل چہرۂ رنگین کا نہین دیوانہ
باغ غنچہ ہے ترے چاک گریبانون کا

قحط روزی یہ جہان مین ہے کہ کہتے ہین ہنود
رمضان خوب مہینا ہے مسلمانون کا

کیا لکھین یار کو نامہ کہ نقاہت سے یہان
فاصلہ خامہ و کاغذ مین ہے میدانون کا

دل یہ سمجھا جو ترے بالون کا جوڑا دیکھا
ہے شکنجے مین یہ مجموعہ پریشانون کا

مانع بادہ کشی مجھکو ہین ناحق واعظ
خرچ کیا ہوتا ہے ان حلق کے دربانونکا

سبزہ خط نے گھٹا دی ترے عارض کی بہار
تھا جو لالے کا چمن کھیت ہے اب دہانونکا

حشر مین قفل بھی رضوان نے نہ کھولا تھا ابھی
جا پڑا خلد مین ٹوٹا کام مرے ارمانون کا

موجین دریا مین جو اُٹھتی ہوئی دیکھین سمجھا
یہ بھی مجمع ہے ترے چاک گریبانون کا

سُننے والون کے نہ کسطرح پھنسین طائر دل
دام صیاد کا لچھا ہے تری تانون کا

عرصۂ ہستی و طولِ شب گور و محشر
بعد ہے بندۂ و رب مین ابھی میدانون کا

تیر پر تیر لگاتا ہے کماندارِ فلک
خانۂ دل مین ہجوم آج ہے مہمانون کا

در جانان سے نکلکر مین پھنسا زندان مین
گرد حلقہ پے انعام ہے دربانون کا

عشق رخسار مین اقبال سکندر پایا
آئنہ دست نگر ہے ترے حیرانون کا

لال موباف صنم گیسوئے شبگون مین نہ ڈال
خون ہو جائے گا دو چار مسلمانون کا

توڑ کر بال و پر اُسکے جو بنایا ہے جنور
ہے ہوا خواہ ہما ترے مگس رانون کا

بسملون کی دم رخصت ہے مدارات ضرور
یار بیڑا تری تلوار مین ہو پانون کا

آنکھ قاتل کی نہ کیونکر مرے زخمون پہ ہو
زہرہ پانی ہوا جاتا ہے نمکدانون کا

آدمی غیرون کی اغوا نے نہ رکھا انکو
کھیل سارا ہے بگاڑا انہین شیطانون کا

بیخودی آٹھ پہر گم یہ مجھے رکھتی ہے
دن کو شب رات کو ہون خواب نگہبانون کا

میرے اعضا نے پھنسایا ہے مجھے عصیان مین
شکوہ آنکھون کا کرون یا مین گلہ کانون کا

قدردان چاہیئے دیوان ہمارا ہے امیر
منتخب مصحفی و میر کے دیوانون کا

تابع دین کبھی دولت پہ نہ شیدا ہوگا
پیروِ شیر خدا کیا سگِ دُنیا ہوگا

یہی کاہش ہے تو کیسا تنِ لاغر کا پتا
آج ہے موے کمر کل پرِ عنقا ہوگا

معرفت کے لئے ہے ترک تعلق لازم
خوب سمجھے گا وہ تنہا کو جو تنہا ہوگا

مرگ کے بعد ہے بیدار دلون کو آرام
نیند بھر کر وہی سوئے گا جو جاگا ہوگا

ٹکڑے ٹکڑے نہین یون ہو جو مرا دل ساقی
کوئی شیشہ کسی میخانے مین ٹوٹا ہوگا

ہمنے اندیشۂ پیری مین جوانی کاٹی
رات بھر خوف رہا صبح کو اب کیا ہوگا

دل کو آغازِ محبت مین نہ سمجھو تھوڑا
بڑھتے بڑھتے یہی قطرہ کبھی دریا ہوگا

بیوفائی سے تمہاری یہی ہردم ہے خیال
تم جو اپنے نہوے کون کسیکا ہوگا

یہ نہوگا کہ جگہ دوست کی خالی دیکھون
دل بھر آئیگا تہیِ می سے جو مینا ہوگا

شہر کو چھوڑ کے کیون دشت مین وحشی جائین
خاک اُڑاتے جدھر آجائین گے صحرا ہوگا

کیا ہوا لاش پہ میری جو وہ ہنستا آیا
چھپ کے اغیار سے تنہائی مین رویا ہوگا

عشق مژگان مین کہان صورت آرام امیر
نیند اڑ جائیگی بستر پہ جو کانٹا ہوگا

کی جو کچھ عشق نے تاثیر تماشا ہوگا
تیری صورت پہ مری شکل کا دھوکا ہوگا

یہی ساقی کی کدورت ہے جو میری دل سے
جاے مے درد سے لبریز یہ مینا ہوگا

جانے دے قتل مجھے کرکے نہ غم کر قاتل
تھا جو ہونا وہ ہوا رونے سے اب کیا ہوگا

تو ہی مجھ گمشدہ سے چھٹ کے نہو گا نالان
اے جرس قافلے کا قافلہ روتا ہوگا

قیس لیلے کے تصور مین ہے لیلے کیسی
اپنے ہی دل کا سُویدا کبھی دیکھا ہوگا

بے سبب زلزلہ عالم مین نہین آتا ہے
کوئی بیتاب تہ خاک تڑپتا ہوگا

ہجر ساقی مین ہے دل چور کرون کیا گلگشت
سبزہ زیر کف پا ریزۂ مینا ہوگا

دیکھ اے درد جدا ہو نہ دل محزون سے
اور الجھے گا یہ بیمار جو تنہا ہوگا

جوش سودا کی گھٹانے کی نہ کر فکر اے قیس
بڑھ کے آخر کو بھی طرۂ لیلے ہوگا

وہ جہان اوج پر آیا یہ چمک اُٹھتے ہین
مہر و ذرون کے مقدر کا ستارا ہوگا

گنج قارون بھی ملا مجکو جو اے حرص تو کیا
عمر مفلس کی طرح صرف تمنا ہوگا

عشق اُسکے لب شیرین سے مین رکھتا ہون امیر
درد بھی ہوگا مرے دل مین تو میٹھا ہوگا

سرد آہین جب کسی نے کین وطن یاد آگیا
چار جھونکے جب چلے ٹھنڈے چمن یاد آگیا

جس جگہ دو گز زمین پائی کھُدی سمجھا مین گور
جب نئی دو چادرین دیکھین کفن یاد آگیا

تن سے باہر آکے دھیان آیا عدم کا روح کو
قید سے چھٹ کر مسافر کو وطن یاد آگیا

نزع مین سنگین دلی کا حال شیرین پر کھُلا
موت کی سختی اُٹھائی کوہکن یاد آگیا

گور مین بھی ہم نہ بھولے صحبت احباب کو
گوشۂ خلوت مین لطف انجمن یاد آگیا

کھینچکر چادر جو پھر تربت پہ میری ڈالدی
سچ بتا کیا تجکو اے دزد کفن یاد آگیا

جامۂ صد پارۂ گل جب نظر آیا مجھے
سو جگہ سے چاک اپنا پیرہن یاد آگیا

رہ گیا اپنے گلے مین ڈالکر بانہین غریب
عید کے دن جسکو غربت مین وطن یاد آگیا

شاعرون مین تھی سخن سازی بہت پر اے امیر
رہ گئے مُنہ کھول کر جب وہ دہن یاد آگیا

روبرو آئینے کے تو جو مری جان ہوگا
آئنہ ایک طرف عکس بھی حیران ہوگا

آشنا جام سے جسدن لب جانان ہوگا
ساقیا روح پہ جمشید کی احسان ہوگا

رنگ اخفاے محبت جو نمایان ہوگا
درد پہلو کیطرح داغ بھی پنہان ہوگا

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین روزِ محشر
عوضِ نامۂ اعمال گریبان ہوگا

غنچۂ گل کو تو سو بار شگفتہ دیکھا
غنچۂ دل بھی الٰہی کبھی خندان ہوگا

اے جوانی یہ ترے دم کے ہین سارے جھگڑے
تو نہ ہوگی تو نہ یہ دل نہ یہ ارمان ہوگا

خواہشِ وصل تو کیونکر کہون لیکن ناصح
دیکھ لینے کا تو حضرت کو بھی ارمان ہوگا

اِک پریرو نے ہماری یہ بنائی صورت
سیکڑون پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا

دستِ وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو
ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا

زلف شانے سے یہ کہتی ہے نہ سر چڑھ اتنا
پیچ کچھ ایسے پڑینگے کہ پریشان ہوگا

آگ دل مین جو لگی تھی وہ بجھائی نہ گئی تو
اور کیا تجھسے بھرا اے دیدۂ گریان ہوگا

جان دیکر جو ملے بوسۂ جانان تو ہے مفت
دل نہین ہے کسی عاشق کا جو ارزان ہوگا

اے اجل دوڑ کہ غربت مین پڑا ہون تنہا
اسطرح کا ہیکو خالی کبھی میدان ہوگا

میرے اور غیر کے مقتل مین کھلینگے جوہر
امتحان عشق و ہوس کا سرِ میدان ہوگا

رات دن گیسوے محبوب کا رہتا ہی خیال
خواب آنکھون مین مری آکے پریشان ہوگا

ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے
ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا

اور بڑھ جائے گا دیدار سے ذوقِ دیدار
یہ وہ نعمت ہے کہ سیر اس سے نہ مہمان ہوگا

اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہین یہ غم ہے امیر
چارہ گر مفت مین بیچارہ پشیمان ہوگا

مرے بس مین یا تو یارب وہ ستم شعار ہوتا
یہ نہ تھا تو کاش دلبر مجھے اختیار ہوتا

پسِ مرگ کاش یون ہی مجھے وصلِ یار ہوتا
وہ سرِ مزار ہوتا مین تہِ مزار ہوتا

ترا میکدہ سلامت ترے خم کی خیر ساقی
مرا نشہ کیون اُترتا مجھے کیون خمار ہوتا

مرے اتقا کا باعث تو ہے میری ناتوانی
جو مین توبہ توڑ سکتا تو شراب خوار ہوتا

مین ہون نامراد ایسا کہ بلک کے یاس روتی
کہین پا کے آسرا کچھ جو امیدوار ہوتا

نہین پوچھتا ہے مجکو کوی پھول اس چمن مین
دلِ داغدار ہوتا تو گلے کا ہار ہوتا

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دلِ بیقرار ہوتا

دمِ نزع بھی جو وہ بت مجھے آکے مُنہ دکھاتا
تو خدا کے مُنہ سے اتنا نہ مین شرمسار ہوتا

نہ ملک سوال کرتے نہ لحد فشار دیتی
سرِ راہ کوے قاتل جو مرا مزار ہوتا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیون چرائی
وہی تیر کیون نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدون
اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

مری خاک بھی لحد مین نہ رہی امیر باقی
انھین مرنے ہی کا ابتک نہین اعتبار ہوتا

نئی چوٹین چلتین قاتل جو کبھی دو چار ہوتا
کہ اُدھر سے وار ہوتا تو ادھر سے پیار ہوتا

ترے عکس کا جو قاتل کبھی تجھپہ وار ہوتا
تو نثار ہونے والا ابھی جان نثار ہوتا

رہی آرزو کہ دو دو ترے تیر ساتھ چلتے
کوی دل کو پیار کرتا کوی دل کے پار ہوتا

اثر اسقدر تو ہوتا مرے لوٹنے کا اُن پر
کہ وہ کروٹین ہی لیتے جو مین بیقرار ہوتا

ترے ناوک ادا سے کبھی ہارتا نہ ہمت
جگر اُس سے آگے ہوتا جو جگر کے پار ہوتا

مرے دل کو یون مٹایا کہ نشان تک نہ رکھا
مین لپٹ کے رو تو لیتا جو کہین مزار ہوتا

ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتون نے روکا
نہ لپٹتین یہ بلائین تو وہ دل کے پار ہوتا

مین جیون تو کسکا ہو کر نہین کوی دوست میرا
یہ جو دل ہے دشمن جان یہی دوستدار ہوتا

مرے پہلون مین جو آتے تو نئے وہ گل کھلاتے
کہ کلائیون مین گجرے تو گلے مین ہار ہوتا

ترے ننھے دل کو کیونکر مری جان مین دکھاتا
وہ دھڑکنے کیا نہ لگتا جو مین بیقرار ہوتا

مرا دل جگر جو دیکھا تو ادا سے ناز بولا
یہ ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

سرِ قبر آتے ہو تم جو بڑہا کے اپنا گہنا
کوی پھول چھین لیتا جو گلے مین ہار ہوتا

دمِ رخصت انکا کہنا کہ یہ کاہے کا ہے رونا
تمہین میری قسمون کا بھی نہین اعتبار ہوتا

مین نثار تجھپہ ہوتا تو رقیب جان کھوتا
مین ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

شب وصل تو جو بیخود نہوا **امیر** چوکا
ترے آنے کا کبھی تو اُسے انتظار ہوتا

سوباف کھل گیا ہے کسی گلعذار کا
آنچل ٹنک رہا ہے عروسِ بہار کا

کچھہ تو سبب ہے گردشِ لیل و نہار کا
اِس پر پڑا ہے صبر کسی بیقرار کا

کیا دل جلا رہا ہے پسِ مرگ کے دُعا
ٹھنڈا رہے چراغ الٰہی مزار کا

جنکو بلا کے خاک مین خوش ہو رہے ہے تم
تکیون مین دیکھو رقص بھی اُنکے غبار کا

گردِ نظر سے ہو نہ مکدّر اُلٹ نقاب
غافل غبار ہے یہ رہِ انتظار کا

پھولون کا قافلہ ہے کہ اُتری ہے یہ برات
ہر شاخِ گل ہے پاؤن عروس بہار کا

آئین وہ یا نہ آئین ترس کھائین یا نہ کھائین
کیا اختیار گریۂ بے اختیار کا

پھر بیٹھے بیٹھے وعدۂ وصل اُسنے کر لیا
پھر اُٹھہ کھڑا ہوا وہی روگ انتظار کا

دلسوز بیکسی سا نہین کوی بعد مرگ
پروانہ ہوگئی مرے شمع مزار کا

رووٗن تو اُنکو آتی ہے بیساختہ ہنسی
اچھا ہے جوڑ گریۂ بے اختیار کا

ایسا مزہ ملا ہے تڑپ مین کہ ہے دعا
بڑھ جاے اور طول شب انتظار کا

پر لگ گئے چمن کے تم آئے جو سیر کو
کیا اُڑ چلا ہے رنگ عروس بہار کا

وہ شوخ اپنی راہ ہے یہ اپنی راہ ہے
قابو کا دلربا ہے نہ دل اختیار کا

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا جام کہہ اُٹھا
ٹوٹا وہ دل کہین کسی امیدوار کا

ہمراہ ہے جو حسرت و ارمان کی بھیڑ بھاڑ
تابوت اُٹھا **امیر** غریب الدیار کا

جھونکا اِدھر نہ آئے نسیمِ بہار کا
نازک بہت ہے پھول چراغِ مزار کا

عالم وہی ہے سن سے اُتر کر بھی یار کا
جوبن خزان نے چھین لیا ہے بہار کا

یارب مٹے نہ دل سے کبھی داغ آرزو — ٹھنڈا نہو چراغ شب انتظار کا
شاخون سے برگ گل نہین جھڑتی ہین باغ مین — زیور اُتر رہا ہے عروس بہار کا
شیشون نی ہچکیونکی جھڑی لگائی ہے ڈاک کیون — میخانے کو ارادہ ہے کس بادہ خوار کا
میری لگی بجھانے کو آتا ہے بار بار — ممنون ہون مین گریۂ بے اختیار کا
ہر گل سے لالہ زار مین یہ پوچھتا ہون مین — توہی پتا بتا دے دل داغدار کا
اس پیار سے فشار دیا گور تنگ نے — یاد آگیا مزہ مجھے آغوش یار کا
آنسو ادھر روان ہین اُدھر ٹھٹک رہا ہے دل — نالہ مراد ہوان ہے سمندر کے پار کا
گردون نے لیکے اُسکو ستارون مین رکھ لیا — اونچا ہوا جو ذرہ ہمارے غبار کا
ہلتی نہین ہوا سے چمن مین یہ ڈالیان — مُنہ چومتے ہین پھول عروس بہار کا
پھولون سے فرش خاک پہ تاری چھٹک گئے — دھاگا کبھی جو ٹوٹ گیا اُنکے ہار کا
آئینہ دیکھتے ہی وہ خود لوٹ ہوگئے — آخر پڑا ہی صبر دل بیقرار کا
لیٹا مین خواب مین بھی تو بولی الگ الگ — مرجھا نہ جائے پھول کوی میرے ہار کا

اُٹھتا ہے نزع مین وہ سرہانے سے ای **امیر**
مٹتا ہے آسرا دل امیدوار کا ؎

جمال یار کو کہتے ہو تم کہ ہان دیکھا — کلیم ہوش مین آؤ ابھی کہان دیکھا
وہی یہ چراغ وہی گل وہی قمر وہی برق — نئے لباس مین دیکھا اُسے جہان دیکھا
دکھائی آئینے نے اُنکو عکس کی تصویر ؎ — تو ہنسکے بولے کہ تو نے مجھے کہان دیکھا
نہین ہے دختر رز سا بھی کوئی حسن پرست — ٹپک پڑی یہ جہان کوی نوجوان دیکھا
کہین تو دیکھ چکے ہین یقین ہے دل کو — مگر یہ یاد نہین ہے تمہین کہان دیکھا
فنا ہے حسن کو دولت کو زندگانی کو ؎ — جہان مین نہ کوی باغ بے خزان دیکھا
پھنسی جو دام مین بلبل تو کن نگاہون سے — کبھی چمن کو کبھی سوے آشیان دیکھا

شبِ وصال وہ سامان وہ روشنی وہ نشاط
ہوئی جو صبح تو اُجڑا ہوا مکان دیکھا

بہار مین جو نکالا ہمین تو کیا پایا
خزان مین حال چمن تونے باغبان دیکھا

ترے وصال کی فرقت مین ہمکو یاد آئی
لٹا ہوا جو کہین کوی کاروان دیکھا

کہین گے وقت ملاقات اُن سے اپنی بات
جو کچھ سُنا تھا وہ آنکھون سے مہربان دیکھا

دکھائی ترک تعلق نے شان بے رنگی
بڑھے مکان سے آگے تو لامکان دیکھا

نکیلی چتونین آنکھون مین کیا جگر مین چبھین
امیر آج عجب نوک کا جوان دیکھا

وہ پاؤن تھے جو شاہدِ آغوشِ نقشِ پا
افسوس اب ہین خوابِ فراموشِ نقشِ پا

کسکے وہ پاؤن ہوکے جو ہمدوشِ نقشِ پا
فریاد کر اُٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا جانے آئی شہرِ خموشان سے کیا خبر
ابتک اُسیطرف ہین لگے گوشِ نقشِ پا

بیدرد جانے والو ٹھہر جاؤ دم تو لو
کچھ تمسے کہتے ہین لبِ خاموشِ نقشِ پا

حیرت کی ہے نگاہ نہ سننا نہ بولنا
آنکھین کھلی ہین بند لب و گوشِ نقشِ پا

ہم بے زبان خاک نشینون کا عیش کیا
تھا اک تبسمِ لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا راہ چلنے والون کا غربت مین آسرا
جب نقشِ پا کو چھوڑ گئے ہوشِ نقشِ پا

اے دل چل اُسکے ساتھ دبے پاؤن اسطرح
آوازِ پا ذرا نہ سُنے گوشِ نقشِ پا

ڈرتے ہین پاؤن رکھتے کہ ایسا نہو کہین
چپکے سے چوم لین لبِ خاموشِ نقشِ پا

نازک بہت ہین پاؤن نہ رکھ اسطرح قدم
چھالے نہ ڈالے گرمیٔ آغوشِ نقشِ پا

کیا چین سے ہین خواب مین آسودگانِ خاک
دیتے ہین یہ خبر لبِ خاموشِ نقشِ پا

اُس گرم رو کے شوخیٔ رفتار سے امیر
اُڑتے ہین رنگ رُخ کیطرح ہوشِ نقشِ پا

کیونکر رہے نہ زار تن و توشِ نقشِ پا
جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوشِ نقشِ پا

دشت جنون مین اب وہ کہان جوش نقش پا
سوتے ہین دونون پاؤن ہم آغوش نقش پا

وہ تیز رو ہے زار تن و توش نقش پا
ڈر ہے کہ پس نہ جاے کہین دوش نقش پا

رکھدین وہ آ کے پاؤن سر دوش نقش پا
اس شوق مین کشادہ ہے آغوش نقش پا

نسبت ہے راہ عشق سے راہ حرم کو کیا
یان کثرت سجود دھان جوش نقش پا

اے مست ناز دیکھکے رکھہ راہ مین قدم
چھلکے کہین نہ بادہ سرجوش نقش پا

رفعت سے تیرے خاک نشینون کو کام کیا
افسر طلب نہین سر مدہوش نقش پا

بیٹھا ہے راستے مین ہدایت کیواسطے
کیا رہنما ہے پیر صفا کوش نقش پا

دور خرام ناز ہے کس مست حسن کا
ساغر بکف ہے دست قدح نوش نقش پا

یہ تو کہان نصیب کہ ہاتھ آئین وہ قدم
آغوش حور ہے مجھے آغوش نقش پا

وحدت کی جلوہ گاہ ہے یہ دشت خاک امیر
ہین ایک چشم و گوش و بر و دوش نقش پا

پہلو سے تو اٹھا تھا کہ مین سرد ہوگیا
بیدرد میر سیحان کو تو درد ہوگیا

ہنگامۂ جفا سے فلک گرد ہوگیا
نالے جو گرم مین نے کئے سرد ہوگیا

کترا جو اپنے دست نگارین سے یار نے
کاغذ کا پھول برگ گل زرد ہوگیا

ہنگام سیر باغ جو وہ شوخ ہنس پڑا
اتنا سا ہو کے غنچے کا منہ زرد ہوگیا

دل کو ہمارے اب کسی پہلو نہین قرار
یہ درد آشنا ہمہ تن درد ہوگیا

سر اُٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز مین
دنیا پہ لات مار کے یا مرد ہوگیا

یکتائی جمال کا لکھا جو مین نے وصف
دیوان کا ہر ایک ورق فرد ہوگیا

مجھسا کہان ہے کوئی زمانے مین خاکسار
رخ سے مرے جو رنگ اڑا گرد ہوگیا

عالم کی سیر آٹھ پہر ہے نصیب امیر
خلوت مین بیٹھکر بھی جہان گرد ہوگیا

آنکھ اُسنے نہ کھولی جسے سفاک نے تاکا
منہ دیکھکے اُٹھی تھی قضا کسکی ادا کا

نادان ہو دہو کا ہے تمہیں زلف رسا کا
سایہ ہے ہُنو سر پہ تمہارے یہ خدا کا

غازہ ہی نہیں لوٹ ہے گالونپہ تمہارے
ہاتھوں پہ بھی لوٹا ہوا ہے رنگ حنا کا

میخہ مست کو گلشن کی ہوا راس نہ آئی
آنکھیں نکل آئیں کوئی انگور جو تاکا

ایسا تری رحمت پہ بھروسا ہے کہ مجھسے
احسان اُٹھایا نہیں جاتا ہے دعا کا

اللہ ری شب غم کی سیاہی کہ سحر بھی
بڑھتی ہوئی آتی ہے عمل ردِّ بلا کا

کیا جانیئے کیا ہے ترے بیمار کی حالت
عیسیٰ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہے وقت دعا کا

گلزار مین پھولو نہ بہت لالہ و گل پر
مرغان چمن یہ کوئی جھونکا ہے ہوا کا

کیا خوف ہے آندھی کی طرح آئے جو دولت
رویاں بھی نہ میلا ہو گلیم فقرا کا

وعدہ جو کیا وصل کا آئے وہ پے قتل
ہے حُسن کے مشرب مین وفا نام جفا کا

کی آڑ سے مژگان کی نگہ خیر ہو یارب
غمزے نے جھروکے سے مجھے جھانک کے تاکا

دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت
یہ کوسنے کا وقت ہے ظالم کہ دعا کا

ماتم مین جو کھلجاتا ہے اُس شوخ کا جُوڑا
اُڑ چلتا ہے رنگ اور ہی بزم عزا کا

پرسش کو نکیرین کی جا آئینگی حورین
کُشتہ ہون مین اک صاحب عصمت کی حیا کا

خوش ہون کہ ترے کوچے کی مین خاک ہوا ہون
لے مانگے ملا کرتا ہے بوسہ کف پا کا

کیا کیا ہے شب وصل نگہبانی عصمت
چوکی ہے نزاکت کی تو پہرا ہے حیا کا

دل چھلنی کئے دیتے ہین موئے مژۂ یار
ان ننھے سے تیرون مین بھی ہے توڑ بلا کا

کچھ نیند نے کچھ نشئے نے شوخی کی کمک کی
مشکل سے شب وصل اُٹھا پردہ حیا کا

رونے دے تڑپنے دے مجھے بیخودی شوق
کیون ساتھ چھڑاتی ہے قدیمی رفقا کا

اللہ رے اُس گل کی کلائی کی نزاکت
بل کھا گئی جب بوجھ پڑا رنگ حنا کا

مشتاقون سے اپنے جو کیا کرتی ہے غمزے
کیا سیکھی ہے انداز قضا تری ادا کا

کیا جانئے آجائے گا کس روز وہ جلاد
انسان کو معلوم نہین وقت قضا کا
بازو پہ مین اپنے دلِ بیمار کے باندہون
تعویذ جو ہاتھ آئے مزار شہدا کا
اللہ ہی اُس ابرو و مژگان سے بچائے
یہ قہر کی تلوار وہ ناوک ہے بلا کا

مشتاق امیر اُٹھ گئے دنیا سے ہزارون
پردہ رُخِ محبوب سے اُٹھا نہ حیا کا

ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا
سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا

سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا گئی
وہ اُمنگین مٹ گیئن وہ ولولا جاتا رہا

درد باقی غم سلامت ہے مگر اب دل کہان
ہاے وہ غم دوست وہ درد آشنا جاتا رہا

آنے والا جانے والا بیکسی مین کون تھا
ہان مگر اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا

آنکھ کیا ہے موہنی ہے سحر ہے اعجاز ہے
اک نگاہِ لطف مین سارا گلا جاتا رہا

مر گیا مین جب تو ظالم نے کہا افسوس آج
ہاے ظالم ہاے ظالم کا مزا جاتا رہا

درد باقی داغ باقی دل ہی پہلو مین نہین
رہ گئے نا آشنا سب آشنا جاتا رہا

جھوٹے وعدون سے وہ راحت کا سہارا بھی گیا
واے قسمت یاس کا بھی آسرا جاتا رہا

بے تکلف نشۂ مے نے تو اُن کو کر دیا
پر وہ شرمیلی نگاہون کا مزا جاتا رہا

شربت دیدار سے تسکین سی کچھ ہو گئی
دیکھ لینے سے دوا کے درد کیا جاتا رہا

آیت لاتقنطوا اُتری تو عاصی بول اُٹھے
آج سب اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا

مجکو گلیون مین جو دیکھا چھیڑ کر کہنے لگے
کیون میان کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا

نیند بھی فرقت مین کھا بیٹھی ہو آنے کی قسم
خواب مین بھی دیکھنے کا آسرا جاتا رہا

جب تلک تم تھے کشیدہ دل تھا شکوون سے بھرا
تم گلے سے مل گئے سارا گلا جاتا رہا

مرگ دشمن پر کفِ افسوس تم ملتے تو ہو
پھر ملوگے ہاتھ لو رنگِ حنا جاتا رہا

شیخ جی ہین اور شب بھر دخت رز سے اختلاط
وہ تقدس ہو چکا وہ اتقا جاتا رہا

شوخیان رگ رگ مین ہین جمتا وہان کسکا ہی رنگ
آتے آتے ہاتھہ مین رنگِ حنا جاتا رہا

ہاے وہ صبحِ شبِ وصل اُنکا کہنا شرم سے
اَب تو میری بیوفائی کا گلا جاتا رہا

بیخودی کا ہو بُرا محرم رکھا وصل سے
آپ جب آ ئے تو دل سے مدعا جاتا رہا

دل وہی آنکھین وہی لیکن جوانی وہ کہان
ہاے اَب وہ تاکنا وہ جھانکنا جاتا رہا

تیرے دشمن سوگ دشمن کا کرین جانی بھی دے
بوالہوس بدنام کُن اچھا ہوا جاتا رہا

سینے چھاتی سے لگاکر جبکو رکھا عمر بھر
ہاے وہ نازون کا پالا دل مرا جاتا رہا

گھورتے دیکھا جو ہمچشمو نین جھنجھلا کر کہا
کیا لحاظ آنکھو نکا بھی اوبیحیا جاتا رہا

کیا بُری شے ہے جوانی رات دن ہے تاک جھانک
ڈر ہتون کا اِک طرف خوفِ خدا جاتا رہا

کھو گیا دل کھو گیا رہتا تو کیا ہوتا امیر
جانے دو اِک بیوفا جاتا رہا جاتا رہا

غنی ساتھ دنیا سے کیا لیگیا
مگر جو کسیکو دیا لیگیا

بڑی پیچ در پیچ تھی راہ دیر
خدا ہمکو لایا خدا لیگیا

تری آنکھ کا تل وہ بادی ہے چور
اشارون مین دل کو اڑا لیگیا

عجب تُرک غمزہ بھی چالاک تہا
لگاوٹ سے ہمکو لگا لیگیا

گیا غم نے تاراج جب صبر کو
کہا دل نے وہ بے گیا لیگیا

گیا سامنے یار کے مین تو یون
کہ ہاتھون سے دل کو سنبھالے گیا

گیا دل تو طاقت بھی جاتی رہی
تڑپنے کا بھی وہ مزا لے گیا

بنا ٹھہر رہا مجھسے غافل مگر
کنکھیون سے وہ دیکھے بھالے گیا

بہت تھے اسیرانِ زندانِ ہوش
جنون آکے سبکو چھڑا لے گیا

وہ جب تک رہا مجھپہ برسا کیا
بخار اپنے دل کا نکالے گیا

سگِ یار تھا مستحق اے امیر

مرے استخوان کیون ہما لیگیا

پرسش کو مری کون مرے گھر نہین آتا
تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

تم لاکھ قسم کھاتے ہو ملنے کی عدو سے
ایمان سے کہدون مجھے باور نہین آتا

قاتل ہی کے کھچنے کی شکایت نہین ہمدم
خنجر بھی تو پہلو کے برابر نہین آتا

مین واسطے دیتا ہون وہ خط لے نہین جاتا
قاصد کو ذرا خوف پیمبر نہین آتا

ڈرتا ہے کہین آپ نہ پڑ جاے بلا مین
کوچے مین ترے فتنۂ محشر نہین آتا

غیرون نے برا مجکو کہا ہو تو کہا ہو
باور انہین آیا ہو یہ باور نہین آتا

ناوک کی خطا ہے نہ کماندار کی تقصیر
اے طائر دل وقت برابر نہین آتا

جو مجھپہ گزرتی ہے کبھی دیکھ لے ظالم
پھر دیکھون کہ رونا تجھے کیونکر نہین آتا

پھول اسنے کہلائے کہ تو یہ نہ کہو تم
اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

دو دالون پہ اشکون ہی کے دون فاتحۂ دل
افسوس ہے اتنا بھی میسر نہین آتا

کہتے ہین یہ اچھی ہے تڑپ دل کی تمھارے
سینے سے تڑپکر کبھی باہر نہین آتا

بنجاتی ہین چلمن رخ روشن کی شعاعین
آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

سلجھاتے ہین جب زلف تو الجھاتی ہین اکدل
فرق اسمین کبھی بال برابر نہین آتا

چوٹ اس نگہ ناز کی کھاتا نہین ناصح
یہ صید کبھی تیر کے زد پر نہین آتا

دشمن کو بھی ہوتی ہے مرے حال پہ رقت
پر دل یہ ترا ہے کہ کبھی بھر نہین آتا

غیرون سے اشارے مرے آگے سر محفل
پھر آپ کہین گے کہ مجھے شر نہین آتا

کب آنکھ اٹھاتا ہون کہ آتے نہین تیور
کب بیٹھکے اٹھتا ہون کہ چکر نہین آتا

بتکدۂ دہر مین صدمے سے ہین صدمے
اسپر بھی کبھی یاد ہمین گھر نہین آتا

ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر
وہ پردہ نشین گھر سے بھی باہر نہین آتا

کچھہ ٹھکانا ہے ناتوانی کا | نہ اُٹھا بوجھہ زندگانی کا
داغ دل مین جو ہے جوانی کا | گل ہے یہ شمع زندگانی کا
جانتا ہون کہ خود نما ہو تم | پردہ کب تک یہ لن ترانی کا
اور اے پیرِ چرخ کیا کوسون | صبر تجھپر مری جوانی کا
راہ مین وہ مجھے ملے تو ہوا | سامنا مرگِ ناگہانی کا
حلقۂ چشم وقت نزع نہین | ہے یہ چھلا تری نشانی کا
جوش فصلِ بہار مین اے گل | رنگ ہے تیری نوجوانی کا
ناز اُنکے بھی اُٹھ نہین سکتے | زور ہے اب یہ ناتوانی کا
اسطرف بھی نگاہِ لطف کبھی | صدقہ اے نوجوان جوانی کا
مرگ جسکو جہان مین کہتے ہین | نام ہے میری زندگانی کا
مثل شبنم ہماری قسمت مین | ایک دانہ ہے وہ بھی پانی کا
رُخ ترا کسطرح مین دیکھہ سکون | زلف ہے لام لن ترانی کا
اے غمِ یار مین نہین مٹتا | نام مٹتا ہے ناتوانی کا
جسکو آیا مجھے تو مین سمجھا | اُسنے چھلا دیا نشانی کا
بھرِ نامِ سکندر آئینہ | چشمہ ہے آب زندگی کا
پڑ چکین بانکپن کو دیتا ہے | جوبن اُبھرا ہوا جوانی کا
گھلکے سمجھا یہ مین کہ دیدۂ تر | چور ہے شمع زندگانی کا
چودھوین کا بھی چاند صدقے تھا | ہاے عالم تری جوانی کا
نہ اُٹھا مفلسی مین دستِ سوال | ہے یہ احسان ناتوانی کا
پورا پورا شبیہ یوسف مین | رنگ ہے تیری نوجوانی کا
کیون نہ پیری مین داغ دل ہو عزیز | پھول ہے باغِ نوجوانی کا

دل بتون سے اُٹھا نہین سکتا
شکر کرتا ہون ناتوانی کا

منتظر حشر مین ہے دامن تر
مہر محشر کی مہربانی کا

رہگیا ہے فراق مین مجکو ٹو
آسرا مرگ ناگہانی کا

دل تو مین نذر کر چکا اے جان
اب سبب کیا ہے مہربانی کا

زیست کا اعتبار کیا ہے امیر
آدمی بلبلا ہے پانی کا ٹو

گھر مین تمہارے غیر سے رجا یا نہ جائیگا
آغوش نور مین کبھی سایا نہ جائیگا

دل گیسوؤن مین ہمسے پھنسایا نہ جائیگا
اِس چاند کو یہ داغ لگایا نہ جائیگا

بیخود نہ کر وصال مین اے جلوہ صنم
ہون ناتوان پھر آپ مین آیا نہ جائیگا

کہتا ہے دِل چھپاؤن گا مین خوب رازِ عشق
آنکھین یہ کہتی ہین کہ چھپایا نہ جائیگا

تلوار اُن سے کھیچ نہین سکتی نہ کھیچ سکے
کیا سرمہ آنکھ مین بھی لگایا نہ جائیگا

جب دیکھ لوگے یاس بھری میری شکل تم
پھر تمسے میرے دل کو دکھایا نہ جائیگا

لاکھون کو خاک مین تو ملا دیگا آسمان
ظالم سے دو دلون کو ملایا نہ جائیگا

چہرہ چھپا لین آنکھ چرا لین حیا سے وہ
جوبن اُبھار پر ہے چھپایا نہ جائیگا

لاؤن مین اُن سے دل مین کدورت محال ہے
یہ لعل خاک مین تو ملایا نہ جائیگا

پہنائے جنکو پھولون کے ہار اُنسی بعد مرگ
دو پھولون سے کفن بھی بسایا نہ جائیگا

ترک ادب ہے دل سے مٹاؤن جو داغ عشق
مسجد کا ہے چراغ بجھایا نہ جائیگا

وہ غنچہ اِس چمن مین مرا دل ہے اے امیر
بادِ بہار سے بھی کھلایا نہ جائیگا

دل مین خیال اُن آنکھون کا لایا نہ جائیگا
میخانہ گھر خدا کا بنایا نہ جائیگا

آہون سے سوز عشق مٹایا نہ جائیگا
آندھی سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

یہ تیرہ شام غم ہے کہ کہتا ہی سایہ بھی
اب مجھسے پاس آپکے آیا نجائیگا

گر ہین یہی جفائین تو ظالم جزا کے دن
آڑے مری وفا سے کبھی آیا نہ جائیگا

کیون یاس توڑتی ہے مرے دل کا آسرا
یہ گھر اُجڑ گیا تو بسایا نجائیگا

وحشت مین تنگ کے مجھسے یہ ہمزاد نی کہا
مجھسے تو ساتھ آپکے آیا نجائیگا

چُلّو ہی سے پلادے مجھے ساقیا شراب
ہون ناتوان جام اُٹھایا نجائیگا

دکھلاکے سبکو دست حنائی وہ کہتے ہین
عاشق کا یہ لہو ہے چھپایا نجائیگا

رؤونگا ورد دل سے کبھی مین جو باغ مین
پھولون کو پھر صبا سے ہنسایا نجائیگا

دوزخ نے مجکو دیکھکے مالک سے یہ کہا
مجھسے تو یہ غریب جلایا نجائیگا

سو غمگسار لاکھ ہون غمخوار آس پاس
دل مین جو درد ہے وہ بٹایا نجائیگا

مجھ روسیہ کو قبر مین رہنے دے اے کریم
یہ مُنہ کسیکو مجھسے دکھایا نجائیگا

تیرے ہزار غمزے مین قاتل اُٹھاؤنگا
خنجر کا تیرے ناز اُٹھایا نجائیگا

دیدار یار کا نہ اُٹھیگا مزہ امیر
جب تک دوئی کا پردہ اُٹھایا نجائیگا

کھولے ہوئے جوڑا تجھے ایجان نہین دیکھا
اِس باغ مین سنبل کو پریشان نہین دیکھا

وہ خار ہون جسنے کبھی دامان نہین دیکھا
وہ پھول ہون مین جسنے گریبان نہین دیکھا

کیا کہتے ہو بس دیکھ لیا حال تمھارا
دیکھو گے ابھی تمنے مریجان نہین دیکھا

ہان دست جنون دیکھین تو ہمنے کبھی ابتک
آغوش مین دامن کے گریبان نہین دیکھا

بیفایدہ تم کھینچتے ہو تیر کو دل سے
اِس گھر سے نکلتے ہوے مہمان نہین دیکھا

برباد کیا مجکو ہوا آپ بھی برباد
نادان کوئی تجھ سا دلِ نادان نہین دیکھا

کیا شوق ہے دکھلاکے وہ رخ پوچھین جو مجھسے
اَب بھی نہین دیکھا تو کہون ہان نہین دیکھا

دل لینے مین ہر طفل حسین ہوتا ہے اُستاد
اِس فن مین تو نادان کو بھی نادان نہین دیکھا

تیرِ نگہ یار نے بھی رخ نہ کیا ہائے — اُجڑے ہوئے دل کا کوئی خواہان نہین دیکھا

وہ دل تھا ہمارا کہ تری تیغِ نظر نے — تلوار کے مُنہ پر بھی ہراسان نہین دیکھا

ہے محفلِ دنیا بھی عجب درد کی محفل — وہ آنکھ نہ دیکھی جسے گریان نہین دیکھا

دیکھا تو مرے حال کو سو مرتبہ تم نے — پر دیکھنے کیطرح مرے جان نہین دیکھا

جان آنکھون سے دم تن سے نکلتے ہوئے دیکھے — پر دل سے نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

آنکھون نے جو دیکھا اُسے تو دل یہ پکارا — مین نے ابھی اسے جلوۂ جانان نہین دیکھا

افسردہ امیر اپنی تباہی سے ہے تو کیون
کیا حوصلۂ کلبِ علی خان نہین دیکھا

مین کبھی وقت پہ مقتل سے نہ ٹل جاؤنگا — کچھ زمانہ نہین کروٹ جو بدل جاؤنگا

لاکھ دنیا مین پھنسون چال وہ چل جاؤنگا — کہ مین اس بھول بھلیان سے نکل جاؤنگا

اس سرا مین مین مسافر نہین رہنے آیا — رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤنگا

خبر آئی کہ وہ آتا ہے عیادت کے لئے — اب کچھ امید بڑی ہے کہ سنبھل جاؤنگا

سوچتا ہے مری تپ دیکھکے فرقت مین طبیب — نبض کو ہاتھ لگاؤن گا تو جل جاؤنگا

ہون سبک روح کرے گا مجھے کیا قید کوئی — مثل آواز سلاسل سے نکل جاؤنگا

مستی اُن آنکھون نہین آتی ہے تو کہتا ہے حجاب — دیکھ تو آئی تو مین گھر سے نکل جاؤنگا

باغِ عالم مین ہون گویا شجرِ آتشبار — اور بھی پھولون پھلون گا جو مین جل جاؤنگا

سامنے سے جو وہ سرکین گے تو ہوگی یہ تڑپ — عکس آئینہ صفت گھر سے نکل جاؤنگا

دیکھنے دے مجھے رخسار ترا ہرج ہے کیا — دو گھڑی دیکھکے پھولون کو بہل جاؤنگا

مر کے بھی دل سے مٹے گا نہ حسینون کا خیال — ساتھ لیکر مین یہی حُسنِ عمل جاؤنگا

جوشِ وحشت مین مجھے قیدیِ زندان نکرو — سیل ہون توڑ کے دیوار نکل جاؤنگا

آتشِ عشق مجھے ہو گئی گلزارِ خلیل — دل مین سمجھا تھا وہ کافر کہ مین جل جاؤنگا

قدردان مصحفی و حضرت سودا تھے امیر
لیکے تربت پہ انہین کی یہ غزل جاؤنگا

چال وحشت کی کسی روز جو چل جاؤنگا — دو قدم مین مین دو عالم سے نکل جاؤنگا
جوہری ہو کہ نہو کوئی سخن کا پس مرگ — تھوک کر مین تو لہو لعل اُگل جاؤنگا
اب مین گریان ترے کوچے مین جو آیا آیا — کوئی چھالا ہون برس کر جو نکل جاؤنگا
کوے جانا نہین یہ کہتا ہے مرا دل مجھسے — تو اُٹھانا مجھے مین گر کے مچل جاؤنگا
مجھسے کہتا ہے شب وصل یہ جوبن انکا — تیری آغوش کے سانچے مین مین ڈہل جاؤنگا
پھونکنے آئی ہے کیون آتش فرقت مجکو — مین پتنگے کی طرح وصل مین جل جاؤنگا
غش سنبھلنے نہین دیتا مجھے اے شوق وصال — ہان اگر تو نے سنبھالا تو سنبھل جاؤنگا
جھونک دیگی جو مجھے آگ مین قسمت میری — مین سیہ بخت دہوان بنکے نکل جاؤنگا
آج بوسہ تجھے دیتے ہی بنے گا ایجان — کچھ ترا وعدہ نہین ہون کہ مین ٹل جاؤنگا
نور شمع تہِ فانوس ہون مین زیر فلک — قید رہنے کا نہین صاف نکل جاؤنگا
چکنی چکنی تیری باتین نہین سنتا ناصح — ڈر رہا ہے کہ نہ سنبھلونگا پھسل جاؤنگا
وعدہ وصل پہ چاہی جو قسم ہنسکے کہا — رنگ رخ مین نہین تیرا کہ بدل جاؤنگا

وصل مین اُس سے مرا حوصلہ کہتا ہے امیر
کیا مین ارمانِ عدو ہون کہ نکل جاؤنگا

حریم کوچۂ قاتل کی راہ اگر لینا — سمند عمر سے اے شہسوار اُتر لینا
جگر سے اُٹھتے ہین شعلے کہ دلسے ای ہمدم — کدھر یہ آگ لگی ہے ذرا خبر لینا
یہ مجکو دیکھکے پلکون کو حکم ابرو سے ہے — بچے جو تیغ سے تم برچھیون پہ دھر لینا
پڑا ہے دیر سے مٹی خراب ہوتی ہے — لگا دو ہاتھ جنازے کو پھر سنور لینا
لٹک کے کہتی ہے وہ زلف لاکھ پیچ پڑین — بلائین اُسکی مجھے سے تا کمر لینا

مزے اُڑا کہ ور توبہ باز ہے زاہد
حسین شراب جو دین پہ پکیے توبہ کر لینا

وہ مسکرا کے مرے چھیڑنے کو کہتے ہین
کھان چمک کے یہ بجلی گری خبر لینا

کباب سیخ کی گردش سے کم نہین اے دل
شبِ فراق مین کروٹ اِدھر اُدھر لینا

شہیدِ ناز کا تابوت اُٹھا تو فرمایا
برات جاتی ہے کسکی ذرا خبر لینا

امیر جاتے ہو بتخانے کی زیارت کو
پڑے گا راہ مین کعبہ سلام کر لینا

دمِ اخیر ہے لازم نظارہ کر لینا
خدا سے کام پڑا ہے بتو خبر لینا

چلا تو ہے طرفِ کعبہ دیکھہ اے حاجی
جو دیر راہ مین آئے طواف کر لینا

پکارتے ہین یہ کشتے تمھاری مقتل مین
رہے ہین کھیت ہماری ذرا خبر لینا

مریض غم کی عیادت کو جب ہوی وہ سوار
لکھا قضا سے کہ بڑھکر ذرا خبر لینا

یہ تیر غمزہ سے کہتی ہے تیغ ناز اُسکی
جو دِل پہ قبضہ مرا ہو تو تو جگر لینا

ہجوم ہوگا بہت جلوہ گاہ حشر مین یار
اگر پہنچ نہ سکون مین مری خبر لینا

نہ توڑ شام سے اے دل شبِ فراق مین دم
ابھی تو رات ہی ساری پڑی ہے مر لینا

گلے سے قتل کے دن عضو عضو کہتا ہے
مری طرف سے بھی خنجر کو پیار کر لینا

چمک کے ابر سے عالم پہ گر پڑی بجلی
یہ کسنے پردے سے جھانکا ذرا خبر لینا

تڑپ کے مُنہ سے کلیجا نکل پڑے نہ امیر
بہت جو درد اُٹھے دل پہ ہاتھہ دھر لینا

ناوکِ ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا
درد اُٹھ اُٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

لوٹ جاتے تھے حسین دیکھہ کے آنا دل کا
کیا موافق تھا جوانی مین زمانا دل کا

کہتے ہین کیا مین کرون سنکے فسانہ دل کا
وہی جھگڑا وہی دکھڑا ہے پُرانا دل کا

آفرین کہنے سے رُک جاتا ہے قاتل میرا
لذتِ قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا

اِسنے دیکھا اُسے اور اُسنے اِسی دیکھ لیا
ابتو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دل کا

آج اِس شوق سے پیکان مرے دل مین آیا
آگیا یاد کسی شوخ پر آنا دل کا

ہاے وہ پہلی ملاقات مین میرا رُکنا
اور اُس کا وہ لگاوٹ سے بڑہانا دل کا

عشق مین صبر کہان ضبط کہان تاب کہان
جان جانا نہین ہمدم یہ ہے جانا دل کا

نچلے بیٹھے رہو قدمون پہ پڑا رہنے دو
دیکھو اچھا نہین ایجان اُٹھانا دل کا

قیس کم ظرف تھا فرہاد تنک حوصلہ تہا
دل لگی ہمتو سمجھتے ہین لگانا دل کا

سینہ چھلنی کرے دیتی ہین نگاہین اُنکی
ڈھونڈتے پہرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

یون نہ ہاتھ آیگا یہ مال کبھی وزدِ حنا
سیکھ دزدیدہ نگاہی سے چُرانا دل کا

متصل آہ کی پہلو سے صدا آتی ہے
اَب وہ ہے درد کا گھر تھا جو ٹھکانا دل کا

نگہ ناز سے کہتے ہین اُڑادے اسکو
سامنے آہی گیا ابتو نشانا دِل کا

جی لگے آپکا ایسا کہ کبھی جی نہ بھرے
دل لگا کر جو سنین آپ فسانا دل کا

حسرت و درد کا اللہ رے فرقت مین ہجوم
کہ نہین اَب کسی گوشے مین ٹھکانا دل کا

دل مرا لیکے دکھادی مجھے مٹھی خالی
پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دل کا

ہاے وہ دیکھکے اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
دونون ہاتھون سے مرا اُسکو دبانا دل کا

مشرب عشق مین کیسی ہین یہ اُلٹی باتین
دلکے جانے کو یہ کیون کہتے ہین آنا دل کا

تیر پہ تیر لگاکر وہ کہا کرتے ہین
کیون جی تم کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا

دل جو دین اُنسے تو ایجان یہ گھبرا یہ وہ
ادر روا رہ کہتے ہو پردے مین بھی آنا دل کا

کسی پہلو یہ وہ آئین مگر آئین تو سہی
نہ سنین بات مری سن لین فسانا دل کا

گریبان کرنے کا ہے خوب سلیقہ اُنکو
سیکھو آنکھونکی شرارت سے جلانا دل کا

پھیر کر مُنہ مجھے تڑپاتے ہین اور کہتے ہین
رُخ بدل کر ہم اُڑاتے ہین نشانا دل کا

جتنے ارمان تھے جی بھر کے نکالی ایجان
وصل مین لوٹ لیا تمنے خزانا دل کا

نگہ ناز سے غمزے نے کہا تڑپا کر — یون اُڑا دیتے ہین اُستاد نشانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اُس شوخ کی کہتی ہے **امیر**
ہو جسے حکم اُڑا دے وہ نشانا دل کا

کیا مین اے پردہ نشین قتل کا خواہان ہوتا — شرم آتی تجھے خنجر بھی جو عریان ہوتا
رونے والا کوئی رہتا تو کچھ آنسو چھپتے — ابر ہی آ کے مری خاک پہ گریان ہوتا
داغ ہی دینے کو لیتا کوئی لیتا تو سہی — کوئی بے رحم ہی دل کا مرے خواہان ہوتا
ورد ہی تھا دلِ بیمار کا غمخوار قدیم — اب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہین پرسان ہوتا
حلقۂ زلف مین وہ رخ جو جھلک دکھلاتا — جلوہ گر کفر کی آغوش مین ایمان ہوتا
لطف تھا دست درازی کا جب اے وحشتِ دل — بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریبان ہوتا
دیکھتے چاہ سے تم پیار سے ہم تو شبِ وصل — دل مین جو کچھ تھا سب آنکھون سے نمایان ہوتا
پیکے واعظ مئے گلگون مرے دشمن پچھتائین — تیرے کہنے سے نہ پیتا تو پشیمان ہوتا
بوسہ کیا مجکو دیا ہے کہ خریدا ہے غلام — اس سے احسان نہ کرتے وہ تو احسان ہوتا
ہلکے زخمون نے مزہ کچھ نہ دیا خوب ہوا — مفت ان اوچھون کا شرمندۂ احسان ہوتا
ایسے ہنگامے بہت دیکھے ہین اُس کوچے مین — حشر کیا فتنہ ہے جس سے مین پریشان ہوتا
جب وہی حور نہین خلد مین تو داورِ حشر — جھونک دیتا مجھے دوزخ مین تو احسان ہوتا
ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہین — دل عجب گھر ہے کہ ہرگز نہین ویران ہوتا
پھوٹ پڑتی نہ اگر شیخ و برہمن مین یہان — تو نہ کافر کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا
کہہ اُٹھا اس لیئے منصور انا الحق کہ وہ شوخ — خونِ ناحق سے پسِ قتل پشیمان ہوتا

کیا مزہ دیتی ہے رہ رہ کے کھٹک اسکی **امیر**
دل کے بدلے بھی مرے سینے مین پیکان ہوتا

ہمسے دلِ دردِ محبت کا دُکھایا نہ گیا — زخم کھایا کیئے ٹانکا کبھی کھایا نہ گیا

نبض کی چال سکھائی تپشِ دل نے مجھے
عمر چلتے ہوئے گزری کہین آیا نہ گیا

کتنا نازک تھا دلِ زار کہ پژمردہ رہا
رنگ کا بوجھ بھی اس گل سے اُٹھایا نہ گیا

کبھی کاجل کبھی آنکھون مین لگایا سُرمہ
رات تھا کون سا جادو کہ جگایا نہ گیا

یہ مرا دل ہے کہ ہر اسمین نہان الفتِ زلف
دیکھو آئینے سے اک بال چھپایا نہ گیا

کبک و طاؤس نے ہر گام پہ کھائی ٹھوکر
تیری رفتار کا انداز اُڑایا نہ گیا

دُخترِ رز شوخ تھی مستون ہی کی صحبت مین رہی
چار دن پردے مین ساقی سے بٹھایا نہ گیا

قیس کی خاک اُڑانے کو ہوا آندھی تھی
پردۂ محمل لیلے کو اُٹھایا نہ گیا

جام مے فرقتِ جانان مین پلانا کیسا
قدح زہر بھی ساقی سے پلایا نہ گیا

لاش بے گور و کفن وادیٔ غربت مین رہی
مر کے بھی غیر کا احسان اُٹھایا نہ گیا

بزمِ غم مین مجھے قسمت نے بنایا ہے چراغ
کسکا مہمان ہوا مین کہ جلایا نہ گیا

چرخِ ممسک نے مٹانے مین بہت کوشش کی
نامِ حاتم تھا مگر مین کہ مٹایا نہ گیا

تیغ قاتل بھی ہے کیا چشمۂ بے فیض امیر
کوئی قطرہ کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا

دردِ الفت نے دہان سے بھی نکالا ہوتا
قید اگر عشق کی زنجیر مین نالا ہوتا

کان مین بجلیون سے حسن دوبالا ہوتا
اشہبِ ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

طور پر ہم سا اگر دیکھنے والا ہوتا
دیکھتے برقِ تجلی کو سنبھالا ہوتا

جب مین کہتا ہون نہ جھگڑا سرو گردن کا مٹا
تیغ کہتی ہے مجھے بیچ مین ڈالا ہوتا

اور سامان جنون مین ہمین درکار نہین
کوئی نشتر کوئی کانٹا کوئی چھالا ہوتا

ناتوانون کو گرایا تو فلک کیا پایا
کسی گرتے ہوئے بیکس کو سنبھالا ہوتا

منحصر ساغرِ جم ہی پہ نہین بادہ کشی
ٹوٹا پھوٹا کوئی مٹی کا پیالا ہوتا

مجھ پہ آنکھین جو نکالین تو ہوا کیا حاصل
کوئی ارمان مرے دل کا نکالا ہوتا

شوق ہوتا مرے قاتل کو جو گلبازی کا — مین نے سر کاٹ کے مقتل مین اُچھالا ہوتا

ہاتھ سے یار کے مے پیتے تو ہوتا نہ گناہ — کور سے بچ جاتے اچھوتا جو پیالا ہوتا

حُسن بے پردہ سرِ طور پکارا آکر — چھپتے جب ہم کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

دلِ بیتاب پہ بجلی کیطرح گرتی تھی — شرم نے وصل مین شوخی کو سنبھالا ہوتا

فکرین دوڑین مجھے کھانے مین عدم کو بھاگا — لاکھ مُنہ ایک مین کس کس کا نوالا ہوتا

پھول صفت ہنسکے مرے زخم جگر بنجاتے — کوئی خوش ہوکے اگر دیکھنے والا ہوتا

واے گرم محبت مین ہین کانٹے پیاسے — کاش اک چھوٹی سی چھاگل لیے چھالا ہوتا

او بت اللہ تو ہے آپ رگِ گردن مین — ہاتھ ہی تو نے گلے مین مرے ڈالا ہوتا

رگِ جان آپ ہی گر ڈوب کے اُچھلی تو کہا — اُسکے ڈوبے ہوے نشتر کو اُچھالا ہوتا

پیاس سے حلق مین بسمل کی پڑی ہین کانٹے — چھیڑتے خنجر قاتل مین جو چھالا ہوتا

کیا بلا جھوم کے گھنگھور گھٹا آئی ہے — ہاے اسوقت مرا گیسوؤن والا ہوتا

لذتِ داغِ محبت سے جو ہوتا آگاہ — ہوتی ہر پھول کو حسرت کہ مین لالا ہوتا

لطف حسرت کی نگاہونکا تو جب تھا کہ امیر
اِن نگاہون کا کوئی دیکھنے والا ہوتا ٭

اُٹھکے اُس محفل سے گھبراہٹ کا احسان رہگیا — زانوے جانان کے نیچے دب کے دامان رہگیا

قافلہ منزل پہ پہنچا ہاے اے واماندگی — مین پریشان صورتِ گردِ بیابان رہگیا

یون تو رکھا سیکڑون نے تیرے مقتل مین قدم — رہگیا جو کھیت اُسکے ہاتھ میدان رہگیا

بوسے کی لذت مین بھولے شکوۂ دشنام یار — عیب منعم پردۂ ہمت مین پنہان رہگیا

جانتے ہین گل اُسیکو ہم اسیرانِ قفس — دلمین جو داغ تماشاے گلستان رہگیا

قالب بے روح کی کیا خاک ہو عالم مین قدر — کوچ یوسف نے کیا خالی یہ زندان رہگیا

دیدۂ بسمل پہ حیرانی نے پٹی باندھ دی — مرتے دم نظارۂ قاتل کا ارمان رہگیا

پردہ پوشی تو بہت کی زخم دامن دار نے — خنجر قاتل مگر عریان کا عریان رہگیا
پردہ اُٹھا رخ سے اُسنے سبکو دکھلایا جمال — رہ گیا تو اک مری آنکھون سے پنہان رہگیا
شکر کی جا ہے بڑی سینہ شگافی کی امید — جذب دل سے ٹوٹ کر قاتل کا پیکان رہگیا
وائے حسرت مار ڈالا مجکو شوقِ قتل نے — ذبح کرنے کا مرے قاتل کو ارمان رہگیا
پردۂ وحشت ہوا فرط نقاہت سے نہ فاش — ہاتھ دامن سے جو پہنچا تا گریبان رہگیا
ساتھ ہی گیسو کے آیا مصحفِ رخ کا خیال — خیر گزری جا چکا تھا آج ایمان رہگیا
دل جو میرا بہ گیا ہوکر لہو تو بہ گیا — شکر ہے اُسکی جگہ پہلو مین پیکان رہگیا
کوچ ہے در پیش سبکو ہو گدا یا بادشاہ — آگیا اِس گھر مین جو دو روز مہمان رہگیا

آئے بیٹھے اُٹھ گئے کتنے حسین لیکن امیر
شکلِ آئینہ مین اس محفل مین حیران رہگیا

تصور مین زلفون کی رویا کیا — مین بالون مین موتی پرویا کیا
وہ ہنس ہنس کے نشتر چبھویا کیا — مین رو رو کے دامن بھگویا کیا
دھان و کمر کو دکھا کر وہ بت — مجھے دونون عالم سے کھویا کیا
عجب قدرتِ حق کے ای بت ہین کہیں — کہ مٹی کے پتلے کو گویا کیا
بُرا خواب غفلت کا ہو وقت کوچ — گئے میرے ساتھی مین سویا کیا
ہوا جب سے وہ گل طرفدار غیر — مرے حق مین کانٹے ہی بویا کیا
تصور مژہ کا تری رات بھر — رگِ جان مین نشتر چبھویا کیا
تڑپنے کی بسمل کے دیکھی نہ سیر — لہو سے وہ تلوار دھویا کیا
رہا خواب مین اُن سے شب بھر وصال — مرے بخت جاگے مین سویا کیا
خط سبز کے غم نے غوطے دیے — خضر میری کشتی ڈبویا کیا
جوانی مین بھی یان نہ آئی ہنسی — مین اپنے لڑکپن کو رویا کیا

مزہ وصل کی شب کا یون بڑھگیا ۔ کہ کچھ دن چڑھے تک وہ سویا کیا

بس مرگ مٹی بھی اُسنے نہ دی
امیر آبرو مفت کھویا کیا

ہر جام مین ہے جلوۂ مستانہ کسی کا ۔ میخانہ ہمارا ہے جلوخانہ کسی کا
جس آنکھ کو دیکھا ہے جلوخانہ کسی کا ۔ جس دل پہ نظر کی وہ ہے کاشانہ کسی کا
جب دیکھتے ہین ابر سیہ کہتے ہین ہم مست ۔ جاتا ہے یہ اُڑتا ہوا میخانہ کسی کا
بو زلف کی لائی جو صبا مینے یہ جانا ۔ دل لینے کو آیا ہے یہ بیعانہ کسی کا
بدلی ہے کہ میخانہ ہی بجلی ہے کہ مے ہے ۔ یہ رعد ہے یا نعرۂ مستانہ کسی کا
لیچل مجھے اُس قاتلِ عالم کی گلی مین ۔ یہ کچھ کام کراے ہمتِ مردانہ کسی کا
ساقی نہ دکھا بہر خدا ساغر خالی ۔ لبریز ہوا جاتا ہے پیمانہ کسی کا
یہ حسن کے بازار مین کیا لوٹ پڑی ہے ۔ سو دیتے ہین پھرتا نہین بیعانہ کسی کا
اے طالع بیدار مین سوتا ہون خبردار ۔ پہلو سے مرے ہو نہ جدا شانہ کسی کا
کیا تمسے کہون دل کی خرابی کا مین احوال ۔ برباد ہوا اللہ گھر ایسا نہ کسی کا
ساقی سے ہے حیا موجۂ مے ہی نگۂ شرم ۔ وہ جھینپی ہوئی آنکھ ہے پیمانہ کسی کا
فرہاد پہ کیا گزری جو مجھپر نہین گزری ۔ مین اپنے سوا کیون کہون افسانہ کسی کا
کچھ اور بڑھا دیتی ہے اُس حسن کی مستی ۔ یہ آرسی چھوٹا سا ہے پیمانہ کسی کا
آواز پری صور کی آواز کو سمجھا ۔ محشر مین ہے مست اور بھی دیوانہ کسی کا
نادان سمجھتے ہین کہ بڑ مار رہا ہے ۔ کیا جانئے کس دُھن مین ہے دیوانہ کسی کا
مستو نمین کسی کے دل بدمست کو ڈھونڈو ۔ ہوگا انہین دیوانون مین دیوانہ کسی کا
ہوتی ہے جگہ گنج کی ویرانہ ہمیشہ ۔ جو دل ہے شکستہ وہ ہے کاشانہ کسی کا
نکلا ہے کسی شمع حیا سوز کی دُھن مین ۔ خورشید قیامت بھی ہے پروانہ کسی کا

کیونکر نہ سنین شوق سے گل کان لگاکر
مرغانِ چمن کہتے ہین افسانہ کسی کا

وہ حسن ہے اللہ کی قدرت کا تماشا
رنگ اور بتون سے ہے جداگانہ کسی کا

بیکار امیر اپنے دل و دیدہ نہین ہین
آئینہ کسی کا ہے یہ وہ شانہ کسی کا

حیا بولی اُبھرا جو جوبن کسی کا
مٹا دونگی مین چلبلاپن کسی کا

کہا مینے حاضر ہے ہر دل تو وہ بولے
کہ احسان لین میرے دشمن کسی کا

خرامان ہوے وہ تو بولی نزاکت
کہ مجھسے نہ سنبھلے گا دامن کسی کا

مہِ چاردہ ہو کہ خورشیدِ محشر
کسی سے دبے گا نہ جوبن کسی کا

رقیبون سے وہ خوش رقیب اُنسے راضی
بُرا کہکے مین کیون ہون دشمن کسی کا

چمکتی نہین ابر سے برقِ تابان
لٹکتا ہے پردے سے دامن کسی کا

نہین پہلوے گل مین دلتنگ غنچہ
جوانی سے روٹھا ہے جوبن کسی کا

اِدھر بھی کرم اے نسیمِ بہاری
ترستا ہے پھولونکو مدفن کسی کا

نظر جاتے ڈرتی ہے چینِ جبین سے
یہ چلمن چھپائے ہے جوبن کسی کا

نہ کر خشک اے سوزِ غم خون میرا
مجھے اِس سے رنگنا ہے دامن کسی کا

وہ کیا جانے ہوتی ہے کیسی جوانی
ابھی کھیلتا ہے لڑکپن کسی کا

کچھ اس درد سے عشق مین کوئی رویا
اثر چیخ اُٹھا سنکے شیون کسی کا

جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت
وہ نازون کا پالا لڑکپن کسی کا

شباب آچکا اب کسے دیکھتا ہے
امیر اُٹھ کے ہر بار جوبن کسی کا

تابِ گویائی نہین رکھتا دہن تصویر کا
خامشی کہتے ہین جسکو ہے سخن تصویر کا

ساتھ جائیگا عدم تک پیرہن تصویر کا
پیرہن تصویر کا ہوگا کفن تصویر کا

صدمۂ فرقت نے یہ صورت بدل دی ہی مری / بھیجدون تو مُنہ تکین اہل وطن تصویر کا

حُسن کھُلتا ہے حسینونکا جسے جتنی نگاہ / جسقدر دیکھو اُبھرتا ہے بدن تصویر کا

فکر رنگین کب ہوا کرتی ہی پیری مین ضعیف / خشک ہوتا ہے کہین نخلِ کُہن تصویر کا

دیکھ جو کچھ سامنے آجای مُنہ سی کچھ نہ بول / آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

اور سب حُسن اِن گلونمین ہین وفا لیکن نہین / رنگ لاکھون بُو نہین رکھتا چمن تصویر کا

صانعِ قدرت کی ہی عالم مین صنعت سے نمود / بانکپن نقاش کا ہے بانکپن تصویر کا

غیر ممکن ہے کہ فیضِ اصل آئے نقل مین / نافہ کرتا ہے کہان پیدا ہرن تصویر کا

کم نگاہی سے وہ دیکھے جس پر پری کی شبیہ / ایک کاغذ بھر اُتر جاسے بدن تصویر کا

جلوہ گاہ یار مین ہر اک ہے حیرت سے دوچار / کرتی ہے نظارہ ساری انجمن تصویر کا

کشتۂ حیرت ہون مجھ مین دم نہین ای تیغِ ناز / زخم کھا کر کیا لہو دے گا بدن تصویر کا

جب سے بھولا ایک بھی گل اسکا مرجھایا نہین / کیا دل پُرداغ میرا ہے چمن تصویر کا

ہون وہ وحشی کھینچتا ہے جب مرا نقشہ **امیر**
چاک کر دیتا ہے مانی پیرہن تصویر کا

شوق خلوت مین بھی ہے انجمن آرائی کا / آئنہ خانہ ہے گوشہ مری تنہائی کا

پاؤن پر تیرے جو سر ہے تری شیدائی کا / بوسہ مقصود ہے پردہ ہی جبین سائی کا

پاؤن صحرا مین لگا کب ترے سودائی کا / دل مین لالے کے رہا داغ ہی تنہائی کا

خاک پر خون جو ٹپکا ترے سودائی کا / داغ اُچھل کر وہ ہوا لالۂ صحرائی کا

ہم ترے حسن کے بازار سے پھر جائین کہان / طور ٹھیکا ہو جو موسےٰ سے تماشائی کا

بے ثباتیِ چمن حیرتِ نرگس سے کھُلی / ملگیا کور سے سرمہ ہمین بینائی کا

شفقِ شام نہین ہی یہ مرے ماتم مین / مُنہ کو آیا ہے کلیجا شبِ تنہائی کا

لامکان پر طلب احمدؐ کو خدا نے بھی کیا / متحمل ہو بشر کیا غمِ تنہائی کا

روسفیدی مجھے حاصل ہے سیہ کاری مین / مین بھی گیا خطِ عمل ہون کسی سودائی کا
شوق دیدار مین اُٹھتی ہی جو ہر وقت نگاہ / ناتوان مین اُنھین شبہہ ہے توانائی کا
دلِ کفار اُسی سے کیے اللہ نے خلق / بچ رہا کچھہ جو اندھیرا شب تنہائی کا
اُس رخ صاف کو دیکھون تو بڑھی اور فروغ / سرمہ ہو گردِ نظر آنکھہ کی بینائی کا
ٹال جاتے ہین مجھے دیکھکے وہ خُلق کہان / رنگ ہے مفلس و منعم کی شناسائی کا
دست گستاخ سے کر دامنِ یوسف کو نہ چاک / اے زلیخا ہے یہ کوچہ تری رسوائی کا
کوئی آتا نہین مجھہ تک جو بجز یاد خدا / لامکان گوشہ ہے شاید مری تنہائی کا
تیغ مژگان کا غضب ہاتھہ لگایا تمنے / کٹ گیا پاے نگہ چشم تماشائی کا
عین سجدے مین میسر ہے نظارہ اُسکا / چشم بینا ہے کہ داغ اپنی جبین سائی کا
صحبتِ مردم بیحس مین بہلتا نہین دل / لاکھہ تصویرین ہون پر رنج ہی تنہائی کا
شوق سے تیغ لگاؤ مجھے لیکن ہے یہ ڈر / خندۂ زخم ڈھنڈورا نہو رسوائی کا

پیاس اسکی جو بجھے گی تو مئی کوثر سے / ظرف عالی ہے امیر احمدِ مینائی کا

داغ دیگا تجھے یہ شوق خود آرائی کا / دیکھہ آئینہ ہے دشمن تری یکتائی کا
جسنے دیکھا ہے تجھے دیکھتے ہین سب اُسکو / خلق سے ہے جمع تماشا ہے تماشائی کا
آئنہ دیکھکے آئے ہین مرے مین ایسے / خود وہ منہ چومتے ہین اپنے تماشائی کا
راستی قلزم الفت مین رہی ہمکو پسند / جب کیا قصد کیا شیر کی پیرائی کا
جور پھولونکے اُٹھا جی نہ چُرا اے بلبل / گھر مین صیاد کے ہے محکمہ گیرائی کا
تو بھی آئے تو نہ وہ آنکھہ اُٹھا کر دیکھے / اور ہی رنگ ہے اب تیری تماشائی کا
چیخ اُٹھا لوٹ گیا تو نے اُٹھادی جو نقاب / آج جی چھوٹ گیا تیرے تماشائی کا
اے اجل جلد خبر لے کہ ڈراتا ہی مجھے / دیو بن بن کے اندھیرا شب تنہائی کا

دل مرا سینے مین کیا اب تو دو عالم مین نہین — چل دیا بنکے خیال اُس بت ہرجائی کا
تجھکو بھی جلوہ گہ ناز مین روکا تھا ما — حوصلہ دیکھ لیا اپنے تماشائی کا
پھرتی ہے حسرت پابوس دو عالم مین تباہ — اِک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا
اپنے جلوے کو وہ خود دیکھکے کہہ اُٹھتے ہین — واہ کیا آنکھ ہے کیا دل ہے تماشائی کا
دشت مین لالہ ہے گلزار مین گل بزم مین شمع — ہر جگہ رنگ نیا ہے مرے ہرجائی کا
دوڑ کر برق تجلّی نے سنبھالا اُسکو — لڑکھڑایا جو قدم تیرے تماشائی کا

ہر شب و روز جو وحشت سی ہے جگر مین امیر
یہ بھی شاید ہے قدم اُس بت ہرجائی کا

موقوف بیخودی پہ ہے جلوہ حبیب کا — اپنی خودی پہ ہے مجھے دھوکا رقیب کا
صیاد کچھ تو پاس ہے لازم غریب کا — لٹکا دے شاخ گل سے قفس عندلیب کا
اللہ رے پاس عشق مین مجکو حبیب کا — آنسو ٹپک پڑے جو دُکھا دل رقیب کا
ہون وہ مریض غم کہ بدلتا ہے روز رنگ — ٹھہرا مزاج بھی نسخہ طبیب کا
عشاق کی خزان سے ہے معشوق کی بہار — غازہ ہے روے گل کو لہو عندلیب کا
کسنے دہن یہ تیرا غنچے کو یارب دکھا دیا — اتنا سا ہو گیا ہے جو مُنہ اس غریب کا
سمجھے جسے تجلی نور خدا کلیم — در پردہ وہ تھا جمال خدا کے حبیب کا
ہر سرو پر نثار ہون ہر گل پہ سینہ چاک — قمری کا دل ملا ہے جگر عندلیب کا
مارے خوشی کے جامے سے باہر ہے آئنہ — مُنہ دیکھکر اُٹھا تھا یہ کس خوش نصیب کا

تار ایک ہی ہے سبحہ و زنّار کا امیر
اسلام و کفر مین بھی ہے رشتہ قریب کا

شبنم و گل کو جو ہمنے ترے موتی دیکھا — تو اسے چاک گریبان اُسے روتی دیکھا
کبھی موتی نہوے یار کے دانتون سے سفید — آبرو مفت مین جھوٹون کو ڈبوتے دیکھا

گھر مرا گور غریبان سے بھی بڑھکر ہے خراب
بن پڑی کیسی کہ غفلت مین لیا بوسۂ رُخ
عیش مین سوختہ بختونکو ہے اندوہ نصیب
دل ترے عاشقِ حیران کا شگفتہ کیا ہو
فتنہ ہے سارے زمانے کا ترا دانۂ خال
ہون وہ عاشق کہ جلا وہمِ رقابت سے جگر
کیا بُرا عشق کا کوچہ ہے کہ اِس مین سبکو

گل کو ہنستے نہ یہان شمع کو روتے دیکھا
جاگ اُٹھے بخت مرے اُسکو جو سوتے دیکھا
شمع کو محفلِ شادی مین بھی روتے دیکھا
کسنے گل غنچۂ تصویر کو ہوتے دیکھا
سیکڑون محفلونمین بس اسے یونہی دیکھا
شمع کو اشک سے دامن جو بھگوتے دیکھا
جان کو مال کو ایمان کو کھوتے دیکھا

ہے مرض تمکو تو رونے کا ہمیشہ سے **امیر**
یون ہی رومال پہ رومال بھگوتے دیکھا

تھا دھیان مین نقشہ جو تری جلوہ گری کا
آخر ہونمین عالم ہے چراغِ سحری کا
ہر صبح کو یہ شور ہے مرغِ سحری کا
وقفہ نہین اب بزم سے ہوتا ہی یہ رخصت
دیتا ہے خبر یہ خبر احباب کا اُٹھنا
مستی مین کہین دیکھ لی اُس ماہ کی رفتار
اللہ کی قدرت کا تماشا وہ صنم ہے
میخانے مین دورِ مئے گلرنگ نہین ہے
یاد آتا ہے گلزار مین اُس گل کا وہ سونا
ڈر ہے یہ خبر اُڑ کے نہ صیاد کو پہنچے
کچھ روز ابھی صبر کر اے پنجۂ وحشت
احباب دمِ نزع مجھے دیکھ رہے ہین

مُنہ پھیر لیا دیکھکے رُخ ہمنے پری کا
لو جلد خبر وقت نہین بے خبری کا
چونکو کہ زمانہ نہ رہا بے خبری کا
مُنہ دیکھ رہا ہون مین چراغِ سحری کا
پردہ نہین اُٹھتا ہے مگر بیخبری کا
بھکا ہوا پڑتا ہے قدم کبکِ دری کا
چہرہ ہے اگر حور کا جوبن ہے پری کا
اندر کے اکھاڑے مین یہ ہی رقص پری کا
آتا وہ دبے پاون نسیمِ سحری کا
اچھا نہین چرچا مری بے بال و پری کا
بے موسمِ گل لطف نہین جامہ دری کا
مُنہ تکتے ہین پروانے چراغِ سحری کا

گھبرا کے چلے آئے مرے گھر وہ امیر آج
احسان ہوا مجھپہ مری بے خبری کا

عمر برق و شرار ہے دُنیا
کتنی بے اعتبار ہے دُنیا

داغ سے کوئی دل نہیں خالی
کیا کوئی لالہ زار ہے دُنیا

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دُنیا

نشۂ عیش یاں نصیب کسے
کہ سراپا خمار ہے دُنیا

یار باشی کا شوق ہے اسکو
یار لوگوں کی یار ہے دُنیا

اہل رغبت سے کرتی ہے نفرت
بڑی پرہیزگار ہے دُنیا

آنے جانے پہ سانس کے ہو مدار
سخت ناپائدار ہے دُنیا

اپنے مستوں سے بھاگتی ہے مدام
کسقدر ہوشیار ہے دُنیا

ایک جھونکے میں ہے اِدھر سے اُدھر
چار دن کی بہار ہے دُنیا

کوئی کافر کوئی مسلمان ہے
مجمع نور و نار ہے دُنیا

بدتر اسکو سمجھ خزاں سے امیر
دیکھنے کو بہار ہے دُنیا

جی ہی لے گا غمِ جانان میرا
مجھکو کھا جائیگا مہمان میرا

ملک الموت جسے کہتے ہیں
زندگی بھر ہے نگہبان میرا

تجھسے دامن ہے ترا چین بہ چین
تنگ ہے مجھسے گریبان میرا

شرم کی بات ہے اے دزدِ کفن
گور دیکھے تنِ عریان میرا

چھیڑ ہے یہ بھی پریزادوں کی
نام رکھا ہے سلیمان میرا

ہوں وہ غمدوست جلوں میں بے آگ
گُھن لگے دانہ ہو جو خندان میرا

رنگ لائی ہے یہ خونباری چشم
دامنِ گل ہے گریبان میرا

دفترِ دہر پریشان ہو ابھی — دل جو ہوجائے پریشان میرا
بیتِ ابرو کے لکھے ہین مضمون — دفترِ حُسن ہے دیوان میرا
چار آنسو جو ندامت سے بہے — دھو گیا نامۂ عصیان میرا
پھر کہان مین غمِ محبوب کہان — اور دو دن ہے یہ مہمان میرا
ضعف سے ہون صفتِ تارِ نظر — کیا کرے گی صفِ مژگان میرا
رحم کر رحم کر اے دستِ جنون — پاؤن پڑتا ہے گریبان میرا
کیون اُٹھا درد مرے پہلو سے — کیون خفا مجھسے ہے مہمان میرا

کیا دورنگی ہے زمانے کی امیر
مین حزین زخم ہے خندان میرا

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا — درد کی طرح چمک جائیے گا
میری تربت پر اگر آئیے گا — عُمرِ رفتہ کو بھی بلوائیے گا
سبکی نظرونپہ نہ چڑھیے اِتنا — دیکھیے دل سے اُتر جائیے گا
آپکے در سے مین اُٹھنے کا نہین — کیا جنازہ ہے جو اُٹھوائیے گا
دَیر کو چلیے ابھی حضرتِ دل — کبھی کعبے کو بھی ہو آئیے گا
مین تو ہون حضرتِ ناصح مدہوش — کون سمجھے گا جو سمجھائیے گا
زندگی مین تو نہ آئے اِک دن — آپ مرقد پہ ضرور آئیے گا
شیخ تاکین تو کہے دخترِ رز — کیا مین شربت ہون جو پی جائیے گا
اسقدر کیون ہے دلِ زار سے ناز — بوجھ بیمار سے اُٹھوائیے گا
کہتے ہو شمع بجھا دو شبِ وصل — کیا اندھیرے مین نہ گھبرائیے گا
آئیے نزع مین بالین پہ مری — کوئی دم بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا
وصل مین بوسۂ لب دیکے کہا — مُنہ سے کچھ اور نفرمائیے گا

زرق برق آپ کی بیوجہ نہین
درد دل کو مرے چمکائیے گا

ہاتھ مینے جو بڑھایا تو کہا
بس بہت پاؤن نہ پھیلائیے گا

زہر کھانے کو کہا تو بولے
ہم جلا لینگے جو مر جائیے گا

حسرتین نزع مین بولین مجھ سے
چھوڑ کر ہم کو کہان جائیے گا

رنگِ گل ہو کے چمن مین رہیے
بوئے گل ہو کے نہ اُڑ جائیے گا

دِل مرا لے تو چکے ہین سرکار
کہین نازِ اس سے نہ اٹھوائیے گا

آپ سُنیے تو کہانی دل کی
نیند آجائیگی سو جائیے گا

آنکھ مین پھیل نہ جائے کاجل
دیکھیے بنکے بگڑ جائیے گا

جسطرح عمر گزرتی ہے امیر
آپ بھی یونہین گزر جائیے گا

ہو چکا وعدہ کہ کل آئیے گا
دیکھیے اب نہ بدل جائیے گا

آئنہ دیکھکے پچتائیے گا
دیکھیے دیکھیے شرمائیے گا

رنگ اب حضرتِ دل لائیے گا
کسی مہندی مین جو پس جائیے گا

وعدہ آنے کا جو فرمائیے گا
جیسے آج آئے تھے کل آئیے گا

دل کو قابو مین اگر لائیے گا
شوخ ہے خوب اسے تڑپائیے گا

اتنی گھر جانے کی جلدی کیا ہے
بیٹھیے جائیے گا جائیے گا

داغ پر داغ دہ دے کر بولے
دل کو ان پھولون سے بہلائیے گا

دادِ محشر سے مین ڈرتا ہون
وہ زبردست ہے چھن جائیے گا

کہتے ہین کہ تو دیا آئینگے
اب یہ کیا چڑ ہے کہ کب آئیے گا

ڈبڈبائے مرے آنسو تو کہا
رو دیئے گا تو ہنسے جائیے گا

ہائے کیا دیکھکے دِل دے کوئی
آنکھ کی طرح بدل جائیے گا

لاکھ پردون مین وہ ہین حضرتِ دل
کھسین وہ ہو گا نہ کوئی کھائیے گا

ہے شبِ وصل حیا شام سے کیون
جانِ من صبح کو شرمائیے گا

گھر سے چلئے مرے تابوت کے ساتھ
کہین کترا کے نکل جائیے گا

بولے وہ آئینہ دکھلانے پر
کیا مجھی سے مجھے لڑوائیے گا

بیخودی کہتی ہے غش مین مجھ سے
آپ مین اب نہ کبھی آئیے گا

رات اپنی ہے ٹھہرئیے تو ذرا
آئیے بیٹھئیے گھر جائیے گا

کہتے ہین ہجر کا رونا کیا ہے
مین نہ آؤن گا تو آپ آئیے گا

گرمیان دیکھئے کہتی ہے وہ تیغ
ٹھنڈے ہو لیجیے پھر جائیے گا

گرمیِ شوق یہی ہے تو اسیر
آپ اِسی آگ مین جل جائیے گا

کہا مژہ نے ہوا جب مقابلہ دل کا
کہ اس نے نیشتر اور ایک آبلہ دل کا

اٹھو گلے سے لگا لو مٹے گلہ دل کا
ذرا سی بات مین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

وہ آکے آنکھون مین اٹکے تو کچھ نہین کھٹکا
اٹک نجائے الٰہی معاملہ دل کا

مری بغل مین وہ بیٹھا تو غیر کو لیکر
دبا کے توڑ دیا اُس نے آبلہ دل کا

کڑی نگاہ کی اوس سنگدل اُٹھیگی نہ چوٹ
کہ شیشے سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

تمہارے غمزون نے کھوئی ہین ہوش و صبر و قرار
اِنھین لُٹیرون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

خدا ہی ہے جو کڑی چتونون سے جان بچے
ہے آج دلشکنون سے مقابلہ دل کا

تم اپنی اُٹھتی جوانی کی شوخیان دیکھو
اُبھر اُبھر کے بڑھاتی ہے ولولہ دل کا

لپٹ گئے مری سینے سے اُٹھکے وصل کی شب
اُنھین بھی آج مزہ دیگیا گلہ دل کا

بدل کے یار نے چتون مٹا دیئے جھگڑے
نہ مین رہا نہ رہا دل نہ وہ گلہ دل کا

ہوئی رسائی تو ظالم نے کھول دی چوٹی
کہان پہنچکے ہوا قطع سلسلہ دل کا

تڑپتے ہے اُسکو جو ناوک کی اسکو پیکان کی
وہ شعلہ ہے جگر کا یہ شعلہ دل کا ہے

پڑی نگاہ جو دلبر تو حسرتون نے کہا
کہ تیر ہجر کا ہے دلبر سے فاصلہ دل کا

جرس پکار رہا ہے کہ خیر ہو یارب
چلا ہے راہ محبت مین قافلہ دل کا

مین کاروان مین لڑاؤنگا تمکو یوسف سے
جرس سے نالون مین ہوگا مقابلہ دل کا

وہ دن کہان ہین جو رہتا تہا وسے شکوہ یار
اب اُس سے جا کے مین کرونگا گلہ دل کا

لگا کے یار کی تصویر اپنے سینے سے
نکال لیتے ہین فرقت مین حوصلہ دل کا

عجب بہار جنون خیز ہے کہ غنچے بھی
چٹک چٹک کے دکہاتے ہین ولولہ دل کا

نہ سیر عرش ہے مشکل نہ قطع راہ عدم
خدا کرے کہین طے ہو یہ مرحلہ دل کا

تعلیان دلِ سوزان کی عشق مین دیکہو
بنا ہے عرش کی قندیل آبلہ دل کا

یہ جُھک کے کہتی ہین کانون مین بجلیان اُنکی
تڑپ مین ہوگا نہ ہمسے مقابلہ دل کا

امیر بھول بھلیان ہے کوچۂ گیسو
تباہ کیون نہ پھرے اس مین قافلہ دل کا

پرتو نہین کب اسمین کسی خوش جمال کا
بزمِ پری ہے آئنہ اپنے خیال کا

ہر ذرہ آفتاب سے کرتا ہے ہمسری
اللہ رے دماغ ترے پایمال کا

سمجھے ہین جسکو اہل زمین چرخ آبگون
اک شیشہ ہے مرے عرق انفعال کا

روشن دلون کا عیب بھی بیشبہ ہے ہنر
کیونکر نہ بڑھکے بدر ہو ناخن ہلال کا

اے چشم یار بھاگ نہ مجھہ تیرہ بخت سے
ہمراہ ہے غزال کے سایہ غزال کا

تیر نگہ جب اُسکا چلا ہے سوِ فلک
چلہ اُڑا دیا ہے کمانِ ہلال کا

کس زلف مشکفام کا عکس اسمین پڑ گیا
عالم ہے آرسی مین جو نافِ غزال کا

ہل ہل کے ایسی دامنِ گیسو نے دی ہوا
شعلہ بھڑک گیا ترے حسن و جمال کا

کیا کام آئیگی تری گردش بھلا اے فلک
فرقت کی شب سے روز بدلدے وصال کا

مجھ تک کب آسکیگی سیاہیِ سزاے جرم
دریا ہے بیچ مین عرقِ انفعال کا

احمد جو تھے رحیم نہ تھا سایہ اسلئے
دل پس نجاے زیرِ قدم پائمال کا

شوقِ جوابِ خط ہے دمِ نزع بھی امیر
ہون منتظر مین قاصدِ فرخندہ فال کا

گور مین تمنے جو لاشے کو اُتارا ہوتا
اے بت تو خاتمہ بالخیر ہمارا ہوتا

رُخِ جانان کا میسر جو نظارا ہوتا
مہرِ تابان مری قسمت کا ستارا ہوتا

دیکھتے چہرے کو اپنے اگر آئینے مین
حال جو کچھ ہے ہمارا وہ تمھارا ہوتا

دل کو اُس زلف کا لازم تھا تصور اتنا
کہ دھوان آہ کا بھی عنبرِ سارا ہوتا

ہم وہ بیکس ہین کہ ہے اپنی نگاہون مین اثر
سر کے بھل دوڑتے شیشے جو اشارا ہوتا

وعدۂ قتل مین منظور تھا ایسا جو خلاف
ہاتھ پر ہاتھ نہ جلادونے مارا ہوتا

چاہی فرعون نے موسیٰ سے مدد چوک گیا
غرق ہوتا نہ اگر تمکو پکارا ہوتا

کیا نگہ بھی نہین اُٹھ سکتی تھی خنجر کی طرح
تاک کر تمنے کوئی تیر ہی مارا ہوتا

نزع کے وقت چھپائی تھی نہ تمکو پلکین
ڈوبتے وقت تو تنکے کا سہارا ہوتا

خط مرا لیکے کبوتر جو پہنچتا اُس تک
نسرِ طائر مرے طالع کا ستارا ہوتا

غیر کے ساتھ پلاتے تو نہ پیتا مین شراب
ننگ کیونکر یہ مرے دل کو گوارا ہوتا

برخلاف ایسی ہوا باغِ جہان کی ہے امیر
پھول کو ہاتھ لگاتا تو شرارا ہوتا

میری طرح نہ اک دن ابرِ بہار رودیا
وہ ایک بار رویا مین لاکھ بار رودیا

مجنون سے مین نے پوچھا کل حالِ بیخودی کا
کچھ کہہ سکا نہ مُنہ سے پر زار زار رودیا

کیا بیکسی کا عالم میرے مزار پر ہے
جو آگیا وہ بنکر شمعِ مزار رویا

آواز دے رہے ہین مقتل مین زخمِ بسمل
خندان ہوا جو پہلے انجامِ کار رویا

بوچھی امیر سے کل مین نے جو دل کی حالت
سینے پہ ہاتھ رکھکر بے اختیار رو دیا

یہ گرم اپنا داغِ جگر ہو گیا
پسینے مین خورشید تر ہو گیا

سفر میرے حق مین حضر ہو گیا
جہان تھک کے بیٹھا مین گھر ہو گیا

غضب اشکباری سے عقدے پڑے
کہ کوتاہ تارِ نظر ہو گیا

ملے ہین شرر کے مجھے بال و پر
اُڑا اور بے بال و پر ہو گیا

دکھائی مرے عشق نے شانِ حسن
تنِ زار موے کمر ہو گیا

غضب ہین تری چٹکیان اے فلک
کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا

دیا مژدۂ آبرو اشک کو
جو پانی کا قطرہ گہر ہو گیا

گیا اُڑ کے اُس شوخ کے ہاتھ تک
مرا نامہ خود نامہ بر ہو گیا

کہان ہم کہان در ترا شاہِ حسن
فقیرانہ یان بھی گزر ہو گیا

دہان پرزے پرزے ہوا خط امیر
یہان چاک میرا جگر ہو گیا

موقوف جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

میرے سیاہ خانے مین شکوہ وہ حور تھا
پتلی کی طرح پردۂ ظلمت مین نور تھا

اے برق حسنِ یار یہ اچھا ظہور تھا
دیدار کو کلیم تھے جلنے کو طور تھا

واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکر حور
اتنا لحاظ دخترِ رز کا ضرور تھا

بانٹا تمام خلق کو اللہ نے وہی
جو کچھ بچا ہوا تری خلقت سے نور تھا

اے شورِ حشر قہر کیا کیون جگا دیا
گوشہ مزار کا مجھے آغوشِ حور تھا

ہم کیا کہ میکدے مین ترے جامِ چشم سے
جو شیشہ تھا وہ نشۂ ہستی سے چور تھا

آیا بڑا مزہ مجھے مجلس مین وعظ کی
واعظ تھا مست ذکرِ شرابِ طہور تھا

آجاے بس مین وہ تو کہو نہین شب وصال
وہ شوخیان کہان گئین جنپر غرور تھا

عجز و نیاز اِدھر تو اُدھر تھا غرور و ناز
جتنے تھے ہم قریب وہ اُتنا ہی دور تھا

میرے عمل تو قابل دوزخ ہی تھے مگر
کرتا جو وہ نہ رحم تو رحمت سے دور تھا

لپٹا مین بوسہ لیکے تو بولے کہ دیکھیے
یہ دوسری خطا ہے وہ پہلا قصور تھا

کس کس کو روکتا شبِ فرقت کہ مین تو ایک
اور جان بیقرار تھی دلِ ناصبور تھا

تھا اُنکی شوخیونسے مقابل جگر بھی کچھ
پورا مگر جواب دلِ ناصبور تھا

نیچی رقیب سے نہوی آنکھ عمر بھر
جھکتا مین کیا نظر مین تمہارا غرور تھا

فرقت مین کیون نہ تھا کسی کروٹ مجھے قرار
کیا دونون پہلوؤنمین دلِ ناصبور تھا

کیا بات امیر جوشش نشاطِ شباب کی
غم آتے آتے دل مین ہمارے سرور تھا

اُستاد میل جول مین اُسکا ظہور تھا
پریون مین تھا پری تو وہ حورونمین حور تھا

جب تک کہ چشمِ شوق مین وحدت کا نور تھا
جس بام پر نگاہ پڑی کوہِ طور تھا

ہمسے گناہگار جو محروم رہگئے
ساقی مگر یہ جام شرابِ طہور تھا

صورت تری دکھا کے کہینگا یہ روزِ حشر
آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا

قاتل نہ چھوڑتا تھا غریبون کو نیمجان
ایک آدھ ہاتھ اور لگانا ضرور تھا

وہ لطفِ انتظار وہ سامانِ وصل ہاے
دل کو غمِ فراق مین بھی کیا سرور تھا

مہمان ایک آن کی تھی آن حُسن کی
اتنی سی بات پر تمہین اتنا غرور تھا

پیتے تھے ہم ادب سے وضو کرکے چند بوند
ہر ایک جام جامِ شرابِ طہور تھا

اِس شان سے وہ آے کہ ہم کر سکے نہ بات
آنکھین تھین مست ناز نظر مین غرور تھا

دشمن مرے بُرائی کرین اور تم سنو
اُن سے نہ تھا بعید مگر تم سے دور تھا

تڑپا جو وقت ذبح تو میری تھی یہ خطا
خنجر کیا نہ تیز یہ کسکا قصور تھا

آغاز عشق ہی سے سب آثار تھے بُرے
پہلے ہی تجھسے صبر دلِ ناصبور تھا

شکوہ کسی سے دل شکنی کا کرون مین کیا
یہ شیشہ چوٹ کھانے سے پہلے ہی چور تھا

اُس حور نے نقاب اُٹھا کر دکھا دیا
ستر ہزار پردون مین پنہان جو نور تھا

وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ تھی مگر
سب کا جواب ایک دلِ ناصبور تھا

ہمزاد کا پتا تو کہان دشتِ عشق مین
سایہ بھی میرا مجھسے بہت دور دور تھا

اِک نیمجان کا کام نہ پورا ہوا امیر
قاتل کو تیغِ ناز پہ ناحق غرور تھا

پہلو مین میرے بیٹھکے بھی مجھسے دور تھا
تصویر کیطرح وہ سراپا غرور تھا

جنت تہا جسم روح مین اندازِ حور تھا
سمجھے نہ ہم یہ فہم کا اپنے قصور تھا

اُس حور نے جو ہاتھ سے اپنے پلا دیا
پانی مین بھی سرورِ شرابِ طہور تھا

جتنی تھی عاجزی وہ مجھی کو عطا ہوئی
بخشا خدا نے آپ کو جتنا غرور تھا

ہو حق تمام وعظ کی مجلس مین مچ گئی
چوکھی شراب ذکرِ شرابِ طہور تھا

سمجھے تھے جسکو مردمکِ چشم یار ہم
دستِ پری مین دامنِ گیسوے حور تھا

شاہون سے پوچھتی ہے یہ خاکِ عاجزی
کیسی یہ تمکنت تھی یہ کیسا غرور تھا

وحدت مین قرب و بُعد کی گنجایشین کہان
کیونکر کہون قریب کہ وہ مجھسے دور تھا

صبحِ شبِ وصال وہ بولے کہ واہ واہ
کیا سچے جھوٹے کہکے کہ میرا قصور تھا

جب تک وہ آئین آئین تڑپ کر یہ چلدیا
کیا جلد باز ہاے دلِ ناصبور تھا

اُسکی کڑی نظر کی اُٹھائی گئی نہ چوٹ
لگتے ہی ٹھیس شیشۂ دل چور چور تھا

کیا کہیے تھا وصال مین کس کو اضطراب
رگ رگ مین میری رنگِ دلِ ناصبور تھا

تھے خال رُخ پہ رُخ تھا تہ گیسو سیاہ
ظلمت وہ نور مین تھی یہ ظلمت مین نور تھا

پہلو مین وہ جو آے تو کیسا ٹھہر گیا
بگڑا ہوا مجھی سے دلِ ناصبور تھا

آئی جو شام وعدہ تو منہدی طلب ہوئی
بجلی چمک گئی تو یہ عشاق سے کہا

مطلب کیوقت دیکھیے کیسا شعور تھا
تم مین سے یہ کسی کا دلِ ناصبور تھا

سو شعر ایک جلسے مین کہتے تھے ہم امیر
جب تک نہ شعر کہنے مین ہمکو شعور تھا

غیر تو زندہ ہے پھر غم ہے مری جان کسکا
عمر گزری مجھے اُس بزم مین لیکن نہ کھلا
وصل مین بھی جو نکلتا نہین دل سے باہر
دیکھکر مجکو وہ انداز و ادا سے بولے
مُنہ ترا چومتی ہے روز شکایت کسکی
مین بھی ہون تم بھی ہو آئینہ بھی ہو محفل مین
رو رہا ہون مین یہ کس پردہ نشین کے غم مین
یان تو ہے دل مین کھٹک اور وہ فرماتی ہین
خون مین بھر کے جو نکلا مرے دل سے تو کہا
جب کہا روز نمک زخم پہ چھڑکے کوئی
بوسہ جوڑے کو دیا مین نے تو ہنسکر بولے
لُٹ گیا وصل مین جوبن تو یہ غمزے سے کہا

سوگ رکھے ہوے ہے زلفِ پریشان کسکا
میزبان کون ہے میرا مین ہون مہمان کسکا
مُنہ چھپائے ہوے بیٹھا ہے یہ ارمان کسکا
کہ اسے کسنے بلایا یہ ہے مہمان کسکا
ذکر رہتا ہے بدی سے یہ مری جان کسکا
دیکھو پھر حال زیادہ ہے پریشان کسکا
ڈھونڈھنے نکلے ہین آنسو مرے دامان کسکا
سچ کہو تم یہ جُھرا لائے ہو پیکان کسکا
لپٹ آیا یہ مرے تیر سے ارمان کسکا
بولے وہ مفت کا ایسا ہے نمکدان کسکا
آگیا کفر کی مٹھی مین یہ ایمان کسکا
ہٹ مرے پاس سے اب تو ہی نگہبان کسکا

یہ سوچ تو کسکے نکلنے کی یہ حسرت ہے امیر
پھر وقت یہ ترے دل مین ہے ارمان کسکا

پردہ اُس چہرے سے جدا نہوا
جب ہوا وعدہ اور وفا نہوا
کام جان حسبِ مدعا نہوا

ہائے دم بھی مرا ہوا نہوا
ہوگیا ایک سب ہوا نہوا
دلِ پسا تو مگر حنا نہوا

ہاے بیدرد کیسا مزہ ہوتا — تیرے پہلو مین دل مرا نہوا
یار ثابت قدم تھا شوقِ وصال — کہ شبِ ہجر بھی جدا نہوا
دھوم تھی اُن کی لن ترانی کی شو — کیا کہین ھم سے سامنا نہوا
ہاے رے شرم اُس پریرو کی — آئنہ صورت آشنا نہوا
خامشی مین بھی کیا حلاوت ہے — کہ کبھی لب سے لب جدا نہوا
تیس دن می پلائی ساقی نے — ایک روزہ مرا قضا نہوا
فتنے کہتے ہین اُن نگاہون سے — چشم بددور تم سے کیا نہوا
کیون نہ منصور دار پر کھچتا — راز داری کا حق ادا نہوا
داغ دلسوز تو ہوا اے درد — تو کسی درد کی دوا نہوا
آئنہ دل کا بے مثال رہا — کسی صورت سے آشنا نہوا
شکر کر اِس نمک فشانی کا — مُنہ تو زخمون کا بے مزا نہوا
کھیت لاکھون رہے مگر قاتل — سبزہ شمشیر کا ہرا نہوا
پُتلیان بھی بدل گئین دمِ نزع — وقت پر کوئی آشنا نہوا
شرم عصیان سے جو بہا آنسو — اُسکی رحمت کو اِک بہانہ ہوا
مجھکو درد آشنا کیا لیکن — درد خود درد آشنا نہوا
اسنے سو طرح گلا گھونٹا — خوف ہے دم مرا خفا نہوا
دل ہوا خون پر وفا ہے وہی — رنگ اِس پھول سے جدا نہوا
بیوفائی کو تیری لگتا داغ — وعدہ اچھا ہوا وفا نہوا
کہتے ہین اب تو روٹھ ہی شکوون کی — ہجر ہماری ہوئی گِلا نہوا
کوئی دم رکھدے ہاتھ سی خود بین — آرسی ٹھہری آئنا نہوا
کنگھی کیسی جو بھول کنگھی کا — چھو لیا اُسنے درد شانہ ہوا

صورتِ لالہ اِس چمن مین امیر
داغ دل سے مرے جدا نہوا

اے فلک یہ رُت یہ متوالی گھٹا
اب تو راتین ہجر کی کالی گھٹا

لائے ساقی کو بھی متوالی گھٹا
کچھ مزہ دیتی نہین خالی گھٹا

تم بھی جوڑا کھولدو وہ آگئی ؛
بال کھولے گیسوون والی گھٹا

گل نہین پھولے چمن مین لائی ہی
میکشون کی نذر کو ڈالی گھٹا

پھونکدینگی اسکی ٹھنڈی گرمیان
جیت لے گی برق سے بالی گھٹا

پان کی لالی پہ ہے بجلی نثار
مسی پر قربان ہی کالی گھٹا

جان پر توبہ کی ٹوٹین بجلیان
خوب برسی بجلیون والی گھٹا ؛

حلقہ گیسو نہین پھرتی ہے گرد
دیکھکر اُس کان کی بالی گھٹا

پھول چلکر باغ مین مستو پیو
آئی ہے لینے کو متوالی گھٹا

رنگ پھیکا ہے بجلی کا نظر
دیکھ لے اُس لب کی گرلالی گھٹا

ہے سیہ ستون سے ایسا میل جول
رعد انہین گھُرکے تو دے گالی گھٹا

کچھ تو ہو اے چرخ برسے یا کھُلے
کیسی ہے امسال جنجالی گھٹا

کیا گلے ملتی ہے متوالون سی آج
کھول کر آغوش متوالی گھٹا

ہجر ساقی مین برستی یہ نہین
کرتی ہے رو رو کے دل خالی گھٹا

ساقیا می چھان کر اس مین پلا
چھاننے کو لائی ہے جالی گھٹا

گورے گورے گال تیری بجلیان
کالی کالی کاکلین کالی گھٹا

لوٹتے ہین سانپ سینے پر امیر
دیکھکر فرقت کی شب کالی گھٹا

دیکھے اُن کانون کی گربالی گھٹا
اپنی بجلی پھینکدے کالی گھٹا

دخترِ رز کو لاتی ہے مستون کے پاس
کرتی ہے در پردہ دلالی گھٹا

رات دن لٹتے ہین ہوتی ہر طرف
کیا تری سرکار ہے عالی گھٹا

ایسی ہے سرکار ساقی کی بلند
رعد ہے گھڑیال گھڑیالی گھٹا

مست تجھکو دیکھکر پیتے ہین مَے
ہے بڑی تیری خوش اقبالی گھٹا

جان کو مستونکی تھی توبہ عذاب
یہ بڑی تو نے بلا ٹالی گھٹا

دلپہ غم چھایا ہے بدلی کی طرح
اے مرے مولے مری والی گھٹا

آ گئین پھر واعظون کی شامتین
آج پھر آئی وہ کل والی گھٹا

ساقیا کرتی ہے مستون کو نہال
تیری پھلواری کی ہے مالی گھٹا

تاک مین تیری ہوا میخوار مست
کس سے ہوگی تیری رکھوالی گھٹا

آپ اچھے وقت پر آئے امیر
خوب میخانے پہ جب چھائی گھٹا

ٹکا کرتی ہے چاند سا منہ کسی کا
ستارہ ہے چمکا ہوا آرسی کا

ہنسی آنے مین کیون لجائین نہ آنکھین
تبسم یہ منہ چومتا ہے کسی کا

لڑاتی ہے آنکھ اُس سے ڈرتی نہین ہے
زرا دیدہ دیکھے کوئی آرسی کا

یہ کیا ہے کہ جب مانگیے ان سے بوسہ
تو منہ دیکھنے لگتے ہین آرسی کا

دباے تو لاکھا ہی شاید دباسے
بہت شوخ ہے رنگ اُنکی مسی کا

چڑھاتی ہے منہ جب وہ ملتے ہین مسی
مین پاؤن تو منہ توڑدون آرسی کا

دمِ رقص ہاتھون کو اتنا نہ پیسو
کہین یار دل پس نہ جاے کسی کا

ہنسا عکس ہنسنے پر اُنکے تو بولے
کہ میرے ترے واسطہ کیا ہنسی کا

نہ غیرون کی حسرت برآئی نہ میری
کبھی کام تمسے نہ نکلا کسی کا

جھلک اُسکے ہونٹون نے دکھلا کے چلدی
لجانا زرا کوئی دیکھے ہنسی کا

قضا نے کچھ اس ناز سے جان مانگی
کہ یاد آگیا مجکو غمزہ کسی کا

کبھی اسکے لب پر کبھی اُسکے لب پر
ٹھہرتا نہین پاؤن چنچل ہنسی کا

کیا دل نے یہ کہکے سینے کو خالی
کہ ارمان اب اسمین رہے گا کسی کا

یہ اوچھا پن اے زخم اچھا نہین ہے
کہ رونا ہے انجام ایسی ہنسی کا

مجھے موت آئی تو حسرت پکاری
کہ دنیا سے وارث اُٹھا بیکسی کا

یہی ہے نزاکت جو اُنکی تو اے دل
کبھی وقت آجائے گا بے بسی کا

یہ گورِ غریبان مین کہتی ہے حسرت
کہ اصلی وطن ہے یہی بیکسی کا

کوئی انکو چھیڑے نہ ہے بدگمانی
وہ کہتے ہین یہ کام تو ہے اُسی کا

مرے ساتھ تربت مین حسرت تو آئی
ہوا حال کیا جانے کیا بیکسی کا

نہالِ محبت مرا رنگ لایا
وہ پھولون مین آئی یہ پھل ہے اُسی کا

کوئی بوسہ مانگے کوی وصل چاہے
وہ کہتے ہین لو ہو گیا مین اسی کا

نہ پلٹا کبوتر نہ قاصد ہی آیا
وہان جو گیا ہو رہا وہ اُسی کا

امیر اک مرقع ہے یہ دارِ فانی
غم و کلفت و حسرت و بیکسی کا

مرے پھولون مین کیا ہی موقع ہنسی کا
نہ اتنا بھی بے درد ہو دل کسی کا

اُٹھانے کو رکھا ہے لاشہ کسی کا
یہ کیا وقت ہے آئنے آرسی کا

نہین وصل و ہجر اک مرقع کھچا ہے
تری بے بسی کا مری بیکسی کا

دکھاتی ہے ہر صبح اُنکو وہ عالم
کہ منہ چوم لیتے ہین وہ آرسی کا

وہ کہتے ہین ہونٹون کا بوسہ نہ دونگا
اُتر جائے گا رنگ میری مسی کا

مری چشم حیران مین دیکھ اپنا جلوہ
ترے پاس کیا کام ہے آرسی کا

بہم ملتی جلتی ہے دونون کی رنگت
سلامت رہے جوڑ سرمے مسی کا

نہ منہدی ملین وہ نہ لاکھا جمائین
وہان رنگ جمتا نہین ہی کسی کا

ترے لب جو نازک ہین ڈرتی ہو آتے
جھجکتی ہے پڑتا نہین مُنہ ہنسی کا

گھٹا کالی کالی جو آئی مین سمجھا
کُھلا ہوگا اسوقت جوڑا کسی کا

تبسم ہے غنچون مین پہولونمین خندہ
چمن مین کوئی رنگ دیکھو ہنسی کا

مناسب ہے ارمان دل سے نہ نکلے
اکیلے مین گھبرائے گا غم کسی کا

لبِ زخم مقتل مین کیسا تبسم
بہلا یہ بھی موقع ہے کوئی ہنسی کا

یہ بے چھیڑے ہی رو دے دیتی ہی ساقی
مزہ دخترِ رز سے کیا ہے ہنسی کا

ترس کھا کے کی اِسنے بیکس نوازی
مرے سر پہ احسان ہے بیکسی کا

بندہی ہے حنا ہاتھون پاؤن مین اُنکے
ابھی چھیڑ لون وقت ہے بے بسی کا

شبِ غم اجل کو بُلایا تو بولی
مجھے دل دُکھانا نہین بیکسی کا

بناوٹ سمجھتے ہو رونے کو میرے
مجھے تو ہے ایجان رونا اِسی کا

شبِ غم کبھو درد اُٹھے آہ نکلے
مزہ آج جی بھر کے ہو بیکسی کا

وہ کہتے ہین دوا اور مجھکو دعائین
یہ سب گالیان ہین نتیجہ اُسی کا

دکھا کر اُسے روزِ محشر کہون گا
کہ سرکار مین نالشی ہون اِسی کا

نہ بھولون گا جب تک مرے دم مین دم ہے
دمِ نزع بھی دم بھرونگا اُسی کا

غنی ہے مرا دل یہ کیا کم ہے دولت
گلہ میرے دشمن کرین مفلسی کا

نگہ پر چھپیان غمزہ چھریان لگائے
مرا ایک دل ہوگیا وہ اسی کا

شبِ غم نہ دیگا کوئی ساتھ میرا
امیر آسرا ہے تو کچھ بیکسی کا

دھیان آیا جو دل مین اُس ہنسی کا
غم کو موقع ملا خوشی کا

اُن ہونٹون مین کھِسیانا ہنسی کا
کِھلانا دکھلا گیا کلی کا

گھورا جو اُنہین بہت تو بولے
کچہ تو حق چھوڑو آرسی کا

کین دست درازیان صبا نے
اُگا جو بن کلی کلی کا

مرنے نہین دیتی مجھکو یہ کوفت
وارث نہین کوئی بیکسی کا

ڈورے نشئے کے دختِ رز سے
در پردہ ہین رشتہ دل لگی کا

جان بخش لبونپہ اِن تہو نکلے
مرنے مین مزہ ہے زندگی کا

تھا عکس حریف کیون نہ روکا
کیسا مُنہ ٹوٹا تھا آرسی کا

ہے تازہ طلسم رُخ پہ وہ زلف
اِک حور پہ سایہ ہے پری کا

گلگیر ہون مین وہ شمع محفل
رہتا ہے فر جلی کٹی کا

بجلی کی پڑے نقاب اسیر
نقشہ جو کھچے تری ہنسی کا

کاجل یہ نہین ہے انکھڑیون مین
اُٹھا ہے دھوان تری مسی کا

ہنس ہنس کے چمن مین میری گل نے
عقدہ کھولا کلی کلی کا

بجلی چمکی تو مین یہ سمجھا
آنچل لٹکا کسی پری کا

بجلی شبِ مہ مین ہین وہ آنکھین
جل جاسے نہ کھیت چاندنی کا

تکیون مین مٹی ہوی بھی قبرین
دیتی ہین پتا کسی کسی کا

آجاسے اِدھر بھی دور کرتا
ساغر کسی چشم نرگسی کا

آتی ہے صدا سے درو چھن کر
سینہ چھلنی ہے بانسلی کا

کیا ساتھ دیا **امیر** میرا
قائل ہون مین وضع بیکسی کا

ردیف باے موحدہ

پوری مراد دل ہو کہ پھوٹے مرا نصیب
چلتا ہون اب تو کوچہ قاتل کو یا نصیب

اُس رشکِ مہر کو ہے خود آرائیون کا شوق
ان روز دن آئینے کا ہے چمکا ہوا نصیب

وہ دل مجھے خدا نے دیا ہی کہ عشق مین
آیا یہان جو غم تو پُکارا خوشا نصیب

چاہِ ذقن سے چھٹ کے پھنسا گیسوؤن مین دل
دیکھے نہین زمانے مین ایسے بلا نصیب

دیکھا نہ ایک رنگ جہانِ دو رنگ مین
اچھا کسی کا ہے تو کسی کا بُرا نصیب

مقتل مین دیکھکر مجھے بیکس ہوا وہ نرم
اُس جنگجو سے صلح ہوی لڑ گیا نصیب

وہ داغ ہون نہین ہے جو مرہم سے آشنا
وہ درد ہون مین جسکو نہین ہے دوا نصیب

جا ہی چکا تھا گھر مین مین دیوار پھاند کر
دربانِ یار جاگ اُٹھا سو گیا نصیب

ساقی نے دے کے جام کفِ رعشہ دار مین
مجھسے کہا کہ لے مگر آگے ترا نصیب

گزرا مہِ صیام وہی پھر ہے میکشی
دروازے سیکدون کے کھلے کھل گیا نصیب

پہنچے ہین محنتون سے درِ یار تک امیر
دیکھین اب آگے ہمکو دکھاتا ہے کیا نصیب

حالِ فنا سے دہر سے غافل نہین حباب
ہر دم کو جانتا ہے دمِ واپسین حباب

اعلیٰ پہ اسفلون کو ہے بحرِ جہان مین فوق
دریا مین موتیون سے ہے بالا نشین حباب

دیتا ہے بے ثباتی افلاک کی خبر
جامِ جہان نما سے ہمین کم نہین حباب

تقلید میر سے دیدۂ تر کی اگر کرے
کر لے تمام بحر کو زیرِ نگین حباب

پہچانتے ہین خوب جو ہین معنی آشنا
دنیا ہے نقشِ آب سپہرِ برین حباب

ساحل پہ بحرِ غسل اُتارو نہ پیرہن
دیکھے نہ تا کہ آنکھ بچا کر کہین حباب

دروازہ رو سے خلق پہ گھر کا کیا ہے بند
رکھتا ہے طرفہ دیدۂ انجام بین حباب

چشمِ غضب سے تم کبھی دیکھو تو کیا عجب
گھبرا کے پاے موج پہ رکھدی جبین حباب

ہے پانی پانی آنکھ اُٹھاتا نہین امیر
کیا میری چشمِ تر سے ہوا شرمگین حباب

عشق بُت سے بھی تھا خدا مطلب — اور واللہ کچھ نہ تھا مطلب

ایک دیدار ہے سرا مطلب — دوسرا ہے نہ تیسرا مطلب

ماننے کو تو مین نہین کہتا — جانِ من سن تو لو ذرا مطلب

خط مرا کچھ اِدھر اُدھر سے پڑھا — بیچ سے وہ اُڑا گیا مطلب

وصل کے نام پر کہا کیا خوب — جو مری جڑ وہ آپ کا مطلب

اُس سے آنکھو نین ہوگئین باتین — بے عبارت ادا ہوا مطلب

ایک جان اور حسرتین لاکھون — ایک دل اور ہزارہا مطلب

مُنہ لگے کون روز ناصح کے — بات سمجھے نہ بات کا مطلب

کیون ملائین وہ آنکھ اب ہمسے — لے چکے دل نکل گیا مطلب

یہ ادب کا لحاظ تھا شبِ وصل — دِل سے لب تک نہ آسکا مطلب

عیش ہو اور امیر کا آقا ہو — ہے یہ بندے کا یا خدا مطلب

ردیف باے فارسی

کہتا ہون یہین سو رہو دیکھو ہے بڑی دہوپ — اِسوقت کہان جاؤگے پڑتی ہے کڑی دہوپ

ہو جاے گا اے شیخ مرا دامنِ تر خشک — میدانِ قیامت مین پڑے گی جو کڑی دہوپ

دونون کو بڑھا عشق یہ اُس گیسو و رُخ کا — آپس مین رقابت ہوی ساے سے لڑی دہوپ

اے دل نہ شبِ وصل کی آمد مین ہو بیتاب — ہے شام قریب اور رہے دو چار گھڑی دہوپ

موقوف کرو قصد سفر آنے دو جاڑے — گرمی کا یہ موسم ہے بڑے دن ہین بڑی دہوپ

اے ابر کرم باغ مین ہو سایہ فگن جلد — نرگس نہ کہین غش ہو کہ کھاتی ہے کھڑی دہوپ

اللہ بچاے جو حلیم آے غضب مین — ظاہر ہے کہ برسات مین ہوتی ہی کڑی دہوپ

نالون سے ہوا گرم یہ گلشن جو ہلے نخل — شبنم کے عوض رات کو پتون سی جھڑی دہوپ

سختی سے دن اُس گل کی جدائی مین ہوا ختم
کانٹے کی طرح آبلہ دل مین گڑی دہوپ

کیا نور ہے فراش نے اُس مہر کے گہر مین
جب فرش کو جہاڑا عوضِ گرد جہڑی دہوپ

برسات مین دکہلاؤ کبھی رُخ کبھی گیسو
دو چار گہڑی سایہ ہو دو چار گہڑی دہوپ

اُس گہر مین امیر آئی ہی لیکر مجہے تقدیر
ہے شب کو جہان اُوس بڑی دن کو کڑی دہوپ

میری تربت پر کُھلے بالون اگر آئین گے آپ
حشر تک خواب پریشان مجکو دکھلائین گے آپ

جُن کے افشان چاند سا چہرہ جو دکہلائین گے آپ
چاندنی چھٹکے گی خود تارے نکل آئین گے آپ

کہدو رضوان سے یہی پہل پہول سبزہ وان بھی ہے
اور کیا جنت مین رکہا ہے جو دکہلائین گے آپ

دیکہکر زلف اُن سے کہتے ہین ہوا خواہانِ عشق
کیا اِسی دامن سے دل کی آگ بہڑکائین گے آپ

وصل مین جب رنگ چہرے کا ہے زرد آنکہین ہین سرخ
حضرتِ دل ہجر مین کیا رنگ دکہلائین گے آپ

کیا ندامت کی ہی حاجت مین ہون مجرم تو کریم
دیکہکر دریا تری رحمت کے لہرائین گے آپ

مجہسے ہمچشمون مین تو سرکار کا یہ حال ہے
جب نہوگا کوئی تو کسطرح پیش آئین گے آپ

حضرتِ غم دل مرا گہر آپ کا ہے آئیے
پر مین بے سامان بہت ہون آکے کیا پائین گے آپ

کوئی ایذا آج ہی چھوڑی نہین ہجرِ امیر
کل جو وہ آسے گا تو کسطرح تڑپائین گے آپ

مجہکو کیا جسکو جب ملین گے آپ
وہ یہ پوچھے گا کب ملین گے آپ

آنے پاسے جو بزمِ عیش مین ہم
مثلِ سازِ طرب ملین گے آپ

ہاتھ پھیلا کے لی جو انگڑائی
مین یہ سمجہا کہ اب ملین گے آپ

ہوش عاشق کے کہو کی وصل کی شب
مثلِ بنت العنب ملین گے آپ

خاک مین بھی ملا چکے ہم کو
نہ ملے اَب تو کب ملین گے آپ

حرفِ مدغم کی طرح وصل کی شب
نہ جدا ہونگے جب ملین گے آپ

ہے تعلّی مزاج عالی مین	اور خوبون مین کب ملین گے آپ
رفتہ رفتہ جناب یوسف سے	جا کے مثلِ نسب ملین گے آپ
خاصہ آپ مین ہے دولت کا	بخت چمکین گے جب ملین گے آپ
جان دینے کا تب ملے گا مزہ	دل کے مانند جب ملین گے آپ
آیئے دونون وقت ملتے ہین	رُک رہے اب تو کب ملین گے آپ
ہجر ہے کون آپ مین آسے	مِل رہون گا مین جب ملین گے آپ
آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملجاے	کہیے اسطرح کب ملین گے آپ
تپشِ دل کا میرے ہوگا علاج	نبض کیطرح جب ملین گے آپ
ڈہونڈتا ہے عبث امیر سبب	ایک دن بے سبب ملین گے آپ

ردیف تاے قرشت

ہین ترے عارض و گیسوے معنبر دن رات	پر یہ حیرت ہے کہ یکجا ہوی کیونکر دن رات
تیری شمشیر ادا سے ہی زمانہ بھی دو نیم	ہین اسیوجہ سے دو ٹکڑے برابر دن رات
یہ بھی شاید تری بیداد کے فریادی ہین	ماہ و خورشید جو پھرتے ہین کھلے سر دن رات
میری آہون کے دہوئین سے یہ زمانہ ہی سیاہ	کہ نظر آتے ہین اب چرخ پر اختر دن رات
منزلِ کوچۂ جانان کی ہے کیا اُنکو تلاش	ہے فلک پر جو مہ و مہر کو چکر دن رات
یون مرے دل کو ہی عشق رخ و گیسو یکسان	جیسے نوروز مین ہوتے ہین برابر دن رات
اِک زمانہ اُنہین کرتا ہے رقم نامۂ شوق	بیٹھے رہتے ہین لب بام کبوتر دن رات
کیا سپید و سیہ دہر سے ہے کام اُنہین	ہین مئے عشق سے بیخود جو قلندر دن رات
کم نہین صور سرافیل سے نالے میرے	اُسکے کوچے مین ہے ہنگامۂ محشر دن رات
سوتے ہین دن کو عوض شب کے ملاقات کہان	رات دن ہے اُنہین اے واے مقدر دن رات

مہربان یار ہے اب ہجر کا کیا ذکر امیر

شکر صد شکر کہ ہے وصل میسر دن رات

اُسے میرے گھر تک نہ لائے گی رات
قیامت تک آئے گی جائے گی رات

بلا ہجر جانان مین لائے گی رات
سیاہی کی صورت دبائے گی رات

سپیدی ہے انجام موے سیاہ
سحر ایک دن ہوگی جائے گی رات

یقین ہے وہ چھپ کر چلے آئین گے
مرے کام بگڑے بنائے گی رات

کمان کہکشان تیر تیر شہاب
یہ کسکو نشانہ بنائے گی رات

چلو مل کے بیٹھو غنیمت ہے وصل
نہ دن ہوگا ایسا نہ آئے گی رات

تڑپتے تڑپتے ہوا دن تمام
خدا جانے اَب کیا دکھائے گی رات

نہ آئین گے فرقت مین تارے نظر
غریبون سے آنکھین چُرائے گی رات

مداوائے غم ہوگا فرقت مین غم
اڑاوین گے نالے جو آئے گی رات

جو فرقت مین ہے تیرہ روزی یہی
تو دن کو بھی گھر سے بنائے گی رات

رُلاتی ہے ہمکو سرِ شام ہجر
جو بھیگے گی تو طوفان لائے گی رات

وہ گیسو جو افشان کے طالب ہوئے
ستارے ابھی توڑ لائے گی رات

ازل سے ہے یان تیرہ بختی امیر
بھلا ہم کو کیا آزمائے گی رات

خدا دکھائے کسی گلعذار کی صورت
شگفتہ دل ہو گل نوبہار کی صورت

کہان ہے دارِ فنا مین قرار کی صورت
نمود عمر ہے ہر برق و شرار کی صورت

برنگ سرو ہین آزاد باغ عالم مین
ہے ایک اپنی خزان و بہار کی صورت

ہزار حیف کہ منزل پہ قافلہ پہنچا
مین پھر رہا ہون پریشان غبار کی صورت

شریک درد نہ کوئی تمام عمر ہوا
جلا کیا مین چراغِ مزار کی صورت

کیا نحیف یہ غم نے مجھے کہ ایک ہوئی
تری کمر کی مرے جسمِ زار کی صورت

ہماری آنکھ ہے یارب کہ چشم قربانی
مرے پہ بھی ہے وہی انتظار کی صورت

نہ راستی کا نشان سرو مین نہ گل مین ہی بو
بدل گئی چمن روزگار کی صورت

اس اشتیاق مین ہاتھونپہ ہمنے کھائین گل
پڑین کسی کے گلے مین یہ ہار کی صورت

فراقِ یار نے مردہ بنا دیا ایسا
مکان بھی نظر آیا مزار کی صورت

نہ چھیڑ اے دل اُنھین گالیان ہین مُنہ پہ دھری
برس پڑین گے وہ ابر بہار کی صورت

شگفتہ کیون نہون بارش کا تار دیکھکے مست
بندھی تو ہے بطِ مے کے شکار کی صورت

خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند
جھکاے سر شجر میوہ دار کی صورت

ردیف تاے ثقیلہ

ہے میل جو آغاز مین کب ہے یہ نئی چوٹ
ہے یہ تو کھلاڑی تری مدت کی بندھی چوٹ

چین اب کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا
سچ ہے کہ لگی دل کی بھی ہوتی ہے بُری چوٹ

کیا اُس نگہِ ناز کی چوٹون مین مزہ تھا
دیکھا کیے آنکھون سے بچائی نہ گئی چوٹ

اللہ ری محبت مین نزاکت مرے دل کی
دیکھا جو کڑی آنکھ سے اُسنے تو پڑی چوٹ

تم ناز سے چلتے ہو چمن مین مجھے ڈر ہے
کھا جاے نہ ٹھوکر سے کہین کبک دری چوٹ

آیا یہ کس اُبھرے ہوے جوبن کا تصور
گھونسا مری چھاتی پہ لگا دل پہ لگی چوٹ

آسان نہین صدمۂ الفت کا تحمل
دل تھا یہ ہمارا ہی کہ ہمنے یہ سہی چوٹ

اللہ ہمارے دلِ نازک کو بچالے
آتی ہے لگانے کو تری عشوہ گری چوٹ

مر کر بھی محبت کی کسک دل سے نہ نکلی
بیٹھے مرے پہلو مین تو کیا خوب جمی چوٹ

کیا درد محبت کا مزہ تجھکو بتا دون
کھائی نہین بیدرد ترے دل نے کبھی چوٹ

مجروح ہوا جلوۂ دیدار سے عاشق
مارا نگہِ ناز نے چتون نے بھی کی چوٹ

نکلی نہ مرے پر بھی گئی قبر مین ہمراہ
پڑ کر دلِ عاشق پہ مصیبت مین پڑی چوٹ

کہتی ہے امیر اُسکی ادا تیغ قضا سے
دعویٰ ہے پھکیتی کا تو لے روک مری چوٹ

لچک گئی کمر اُسکی تو دل نے کھائی چوٹ
دوتا جو زلف ہوئی چوٹ پر لگائی چوٹ

کمر کے عشق مین ہمنے جگر پہ کھائی چوٹ
یہی سبب ہے جو دیتی نہین دکھائی چوٹ

مقابل آئنہ آیا تو مُنہ کو پھیر لیا
کڑی نگاہ جو دیکھی تو کیا بچائی چوٹ

بڑھا کے رتبہ گھٹایا غضب کیا قاتل
جھکا کے سر کو کمر کی عبث لگائی چوٹ

فسردہ دل ہون مگر فصل گُل تو آنے دو
اُبھر ہی آے گی پچھلی دبی دبائی چوٹ

امید کیا ہو کسی سے کہ اس زمانے مین
ملاپ جوڑ ہے یارونکی آشنائی چوٹ

نشان زخم ہوا بوجھہ ناتوانی سے
زمین سے اُٹھ نہ سکے ہم اگر اُٹھائی چوٹ

جو وقت قتل اُٹھا ہاتھ کھُل گئی وہ گات
اُبھر کے غنچے کی مانند مُسکرائی چوٹ

امیر دردِ دلِ سنگ کوہکن سمجھا
لگا کے سر پہ جو تیشے کی آزمائی چوٹ

کسی پہ زخم پڑا یان جگر پہ آئی چوٹ
بھلا ہو رحم کا اپنی ہوئی پرائی چوٹ

رقیب پر اگر اُس ترک نے لگائی چوٹ
ہوا یہ رشک مجھے پہلے مین نے کھائی چوٹ

پڑا ہون رنج مین مین اپنے رحم کے ہاتھون
چپیٹ دیتی ہے دل کو مرے پرائی چوٹ

یہ مجھسے کہتی ہے غیرت کہ ہاے مر نہ گیا
خفیف اُسکو کیا تو نے کیون بچائی چوٹ

مصیبتین تہِ خنجر ہزارہا جھیلین
نہ کی زبان سے اُف دل نے لاکھ کھائی چوٹ

ضرور کیا تھا کسی سنگدل کو دل دینا
جگر پہ بیٹھے بٹھاے عبث اُٹھائی چوٹ

جو پھول پھینک کے اُسنے رقیب کو مارا
ہوا یہ صدمہ کہ پتھر کی ہمنے کھائی چوٹ

مٹا نہ دید کا لپکا نہ تاک جھانک گئی
ہزار بار اُٹھائی زک اور کھائی چوٹ

عیان ہو زخم جو گل کیطرح ہے دل مجبور
سمٹ کے غنچے کی صورت بہت چھپائی چوٹ

جہان مین کوئی نہین اُس صنم سا سنگین دل
کہ دل لگانے کے بدلے کرے ہی لگائی چوٹ

یہ کسکے سامنے فریاد کر رہا ہے امیر
کسیکے دل کو لگی ہے کہین بڑی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

ہجر مین ہے فضا عبث ابر عبث ہوا عبث
بادۂ جانفزا عبث نغمۂ دلکشا عبث

پوچھو نہ لاغری کی حد لقمۂ مور ہے جسد
کھوے ہوے ہے منہ لحد صورت اژدہا عبث

قافلہ سب ہے پیش و پس پر نہین کوئی ہمنفس
کون ترا ہے دادرس چیخ نہ اے درا عبث

آئی نہ اپنے کام عمر غم مین کٹی مدام عمر
تن کے چنے تمام عمر صورت کہربا عبث

دل بھی خدا کا ہے مکان کیون نہین آتی ہے یہان
ہوتی ہے عرش کو روان روز مری دعا عبث

ہوتے ہین لاکھ ہم ملول کب ہے وہان دعا قبول
گریۂ بے اثر فضول نالۂ نارسا عبث

منزل سیل ہے جہان ہو گئے کتنے بے نشان
بیٹھے ہین جم کے ہم یہان صورت نقش پا عبث

ہوتی ہین حاجتین روا کس سے کریم کے سوا
کرتے ہین حرص آشنا غیر سے التجا عبث

طرفہ امیر غم ہوے پھر نہ کبھی بہم ہوے
اُس گل تر سے ہم ہوے صورت بو جدا عبث

سبزہ مرے مزار پر بعد فنا اُگا عبث
عمر کی جب خزان ہوئی باغ مین ہے فضا عبث

رہتے ہین میرے چارہ ساز فکر مین مبتلا عبث
مجکو مزہ ہے درد کا کرتے ہین یہ دوا عبث

زار ہوا ہون اسقدر جسم نہان ہے مثل جان
آتی ہے روز ڈھونڈنے مجکو مری قضا عبث

عیش کا دہر مین نشان دیگا کبھی نہ آسمان
گرگ سے ماہ مصر کا پوچھتے ہو پتا عبث

دولت دہر کی نہین زخمیون کو کچھ آرزو
صرف کیے ہین تیر مین تمنے پر ہما عبث

قوت فہم اگر نہین علم پہ تکیہ ہے فضول
شل ہین جو پاے راہرو ہاتھ مین ہے عصا عبث

گوش کریم تک کبھی چاہیئے یہ سمٹ کے جائے
پھیل رہی ہے شہر مین سائلون کی صدا عبث

سرمہ سے کام اب نہین چشمِ سیاہِ یار کو — پسکے ہمارے اُستخوان ہوگئے سرمہ سا عبث
عقدۂ دل مرا کھلے اِسکی امید ہی نہین — ناخن سعی خلق ہیچ فکر گرہ کشا عبث

مال تلف ہوا ہوا تم نہ بہاؤ اشک امیر
خاک مین اب ملاتے ہو گوہر بےبہا عبث

ردیف جیم تازی

اِس شان سے وہ برق وش آتا ہی اِدہر آج — گلنار دوپٹے سے بھی اڑتے ہین شرر آج
ہوتا ہی تو ہے فیصلۂ گردن و سر آج — وہ قتل پہ مین مرگ پہ باندہے ہون کمر آج
غیرون سے کبھی ہے کبھی مجھسے ہے لگاوٹ — بہکی ہوی پھرتی ہے محبت کی نظر آج
گو جاتے ہین آہستہ نزاکت سے وہ لیکن — دوڑی ہوی جاتی ہے خوشی غیر کے گھر آج
گلزار مین پیکش ہوی بےشبہہ بہشتی — بیعت اِنہین ساقی سے ہوی زیر شجر آج
ڈر ڈر کے ملک بھی ہوے کاندہون سے گریزان — اب ہجر مین کوئی نہ اِدہر سے ہے نہ اُدہر آج
غربت مین مین آیا تو اُڑی خاک وطن مین — اُڑتی ہوی دی ہے یہ بگولون نے خبر آج
باران نہین پتھر ہی گرا کشت پہ میری — اے ابر کرم خواہ غضب کچہ تو ادہر آج
گزرے گی شب ہجر نہ تا روز قیامت — بےپر کی اُڑاتا ہے عبث مرغ سحر آج
جنت مین کریمون سے کہین گے یہ فرشتے — بوئے تھے جو کل نخل ملے اُن کے ثمر آج
کس شان سے بیٹھے ہین سر بزم وہ آکر — ذرّون مین ہین خورشید چکورون مین قمر آج
شیشے کیطرح جوش مئ عشق ہے دل مین — ہو مُہر دہن مُنہ کو کہین آکے جگر آج
عالم مین رواج اب یہ ہوا بےہنری کا — ہم عیب کے مانند چھپاتے ہین ہنر آج
بیگانے ہوے نزع مین جتنے تھے یگانے — آنکھین جو پھرین پھر گئی عالم کی نظر آج

شاید کسی دلبر پہ امیر آ ہی گیا دل
کیون ہاتھون سے تھامے ہوی پھرتے ہو جگر آج

پردے سے جو اُس حور نے دیکھا ہی ادہر آج
آنکھوں کو مری چومتی ہے میری نظر آج

شوخی سے ہی بے چین وہ بجلی سی نظر آج
کہتی ہے حیا دیکھیے گرتی ہے کدہر آج

اللہ ری حیا وصل مین اُٹھتی ہی نہین آنکھ
کیا بنکے دُلہن بیٹھی ہے پردے مین نظر آج

اُس ماہ سے ہی وصل تو اندھیر یہ دیکھو
شام آئی ہے لیتی ہوی ساتھ اپنے سحر آج

کس لطف سے جھنجلا کے وہ کہتے ہین شب وصل
ظالم تری آنکھون سے گئی نیند کدھر آج

دیدار طلب تو بھی ہے اور مین بھی ہون زاہد
لیکن ترے گھر کل ہے وہ دن اور مرے گھر آج

سب اچھے بُرے حشر مین ہین حاضر دربار
دیکھین نظر لطف وعنایت ہو کدہر آج

یاد آتی ہے رہ رہ کے یہ کسکی مرے دل مین
اُٹھ اُٹھ کے بٹھاتا ہے کسے درد جگر آج

قاصد کمر یار کے مضمون ہین خط مین
ڈرتا ہون کہ تیری بھی نہ غائب ہو کمر آج

آنکھین مری لکھنے سے نہین سُرخ ہین زاہد
کچھ کچھ چھلک آیا ہے ادہر خونِ جگر آج

اے طول جدائی یہ نیا ہے ترا اندھیر
دن سارے زمانے مین ہی اور شب مری گھر آج

دوزخ کے بھی جنت کے بھی دروازے کھُلے ہین
اے شانِ کرم تجکو ہے کیا مدِّ نظر آج

کہتی ہے قضا طولِ امل دیکھکے مجھسے
سامان توکل زاد سفر کا ہے سفر آج

اِک عمر ہوی ہم ہین تری یاد سے بیہوش
اے بیخبری تجکو ہوی ہے یہ خبر آج

مانگی ہے دعا کسنے الٰہی کہ کھلا ہے
آغوشِ تمنّا کیطرح بابِ اثر آج

پریان بھی ہین دیوانی اُسی رشک پری کی
آئی ہے پرستان سے اُڑکر یہ خبر آج

کل کوچ ہے کچھ لیتے ہوے بن نہ پڑیگی
لینا ہے مسافر کو تو لے زادِ سفر آج

تھی یاس جن امیدون سے بر آنے لگی ہین
ٹوٹی ہوی شاخین مجھے دیتی ہین ثمر آج

رہ رہ کے دکھاتے ہین وہ تیر نگہِ ناز
ڈرتا ہون کہ مُنہ سے نکل آئے نہ جگر آج

خورشیدِ قیامت کا بہت گرم ہے بازار
دے اسکو بھی چھینٹا کوی اے دامنِ تر آج

ہوتے ہین وہ رخصت مین یہان رہ کے کرون کیا
ساتھ اپنے لیئے چل مجھے اے شمعِ سحر آج

کچھ کچھ جو شرریک آنسوون مین خون جگر ہی
یاقوت سے رنگت مین نکلتے ہین گہر آج

کس غیرتِ خورشید سے ہوتی ہے جدائی
اوڑے ہوے کیون شام کی کملی ہے سحر آج

بیٹھا ہے امیر اُسکی بغل مین مراد شمن
رہ رہ کے جو اُٹھتا ہے مرا درد جگر آج

جو تجھسے رُخ ملائین چاند سورج
ابھی تو مُنہ کی کھائین چاند سورج

سحر کو شام کو بھی یاد رکھین
نہ اتنا سر اُٹھائین چاند سورج

ترے رخسارون مین ایسی چمک ہے
کہ لیتے ہین بلائین چاند سورج

گزر ان کا جو تیری راہ مین ہو
ابھی آنکھین بچھائین چاند سورج

ترے نقش قدم کا پائین رتبہ
یہ کرتے ہین دعائین چاند سورج

فروغ اپنا جو اس سے بڑھکے چاہین
تری چوٹی مین آئین چاند سورج

ترے چہرے سے اُٹھ جائے جو گیسو
گہن مین مُنہ چھپائین چاند سورج

وہ غازہ ملتے ہین اب مُنہ پہ کہدو
کہ خیر اپنی منائین چاند سورج

سپید و زرد ہین اُس رُخ کے آگے
زرا آنکھین ملائین چاند سورج

خدا کے نور ہین سبطین احمدؐ
کہان یہ نور پائین چاند سورج

امیر اُس عارض روشن کے آگے
بگڑ کر کیا بنائین چاند سورج

ردیف جیم فارسی

عاشق ابرو کی یون تصویر کھینچ
اے مصور حلق پر شمشیر کھینچ

اُس کمر سے ہو قلم مانی بنا
ناتوان ہون یون مری تصویر کھینچ

مدعا اے دل ہے ترک مدعا
جتنی آہین کھینچ بے تاثیر کھینچ

مین کہان عشق اُسکی مژگان کا کہان
دیکھ کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

قیدمین اے دل کہان تک ضبطِ غم — تو بھی نالے صورتِ زنجیر کھینچ
اُس عرق آلودہ رُخ کے لکھ صفات — اے قلم عطرِ گلِ تصویر کھینچ
بڑھکے آے ہاتھ مین اے دل وہ زلف — اب کے ایسا نالۂ شبگیر کھینچ
اُس دہان تنگ پر عاشق نہ کر — یون شکنجے مین نہ اے تقدیر کھینچ
جلوہ گر مانی ہو رنگِ اتحاد — میری اُسکی ایک جا تصویر کھینچ
عاشقِ احباب ہون بہزاد مین — رنگ صحبت سے مری تصویر کھینچ
راہ پاکر زخم سے نکلے نہ چور — پھر نمک قاتل جو دل سے تیر کھینچ
اے مصور جب وہ دیکھے آئنہ — پاکے موقع عکس کی تصویر کھینچ
قتل کی حسرت نہ ہو اے دستِ شوق — اک ذرا بڑھ دامنِ شمشیر کھینچ
اے مصور ہے ترقی پر وہ حسن — کھینچنی ذلت جو ہو تصویر کھینچ
کیا حیا ہے کہتے ہین مانی سے وہ — کھینچ پردہ رُخ پہ جب تصویر کھینچ

دولتِ عقبےٰ اگر چاہے **امیر**
دستِ دل سے دامنِ شبیرؑ کھینچ

منتِ قاتل نہ احسانِ کمان و تیر کھینچ — ہاتھ سے اپنے گلے پر آپ ہی شمشیر کھینچ
تیر کھا کر شکر کرنا لے نہ او نخچیر کھینچ — سر جھکا کر نازِ قاتل کے تہِ شمشیر کھینچ
مجھکو ہو تیرا تصور تجھکو ہو میرا خیال — مین تری تصویر کھینچون تو مری تصویر کھینچ
جان نثارون مین ہے سچا کون جھوٹا کون ہے — یار ابھی کھل جائین گے جوہر ذرا شمشیر کھینچ
سامنا بیدرد سے ہے دیکھنا خفت نہو — اے دلِ پُر درد جب کھینچ آہ پُر تاثیر کھینچ
ہوکے پابندِ محبت بندِ غم سے چھوٹ جا — ہاتھ دنیا سے پہنکر پاؤن مین زنجیر کھینچ
قتل کہ مین کچھ مرے قاتل سے بن پڑتا نہین — روکتی ہے شرم کہتی ہے ادا شمشیر کھینچ
چارہ گر تدبیرِ دردِ عشق پیچھے سوچنا — خطِ رد تو پہلے بالاے خطِ تقدیر کھینچ

ایک دن تیری بھی یون ہی کھال کھینچی جائیگی
پوست آہو کا نہ اے صیاد آہو گیر کھینچ

ہاتھ مین اُس مست کے تلوار دے پھر سیر دیکھ
چشم میگون مین ذرا سرمے کی بھی تحریر کھینچ

سبزۂ خط اُسکا دکھلا کر نہ دیوانہ بنا
بیگنہ ہون مجھکو کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

بادہ خوارون پر عنایت چاہیئے پیرِ مغان
اِن مریدون کو بھی اپنے رنگ مین اے پیر کھینچ

بندگی مولےٰ کی یکسو ہو کے کرنا چاہیئے
اے مصلی ہاتھ دنیا سے دمِ تکبیر کھینچ

مدِّ گیسو کی درازی کا ٹھکانا ہے کہین
اِس کشش سے ابتو ہاتھ اے کاتبِ تقدیر کھینچ

جھیل کڑیان سلسلہ گیسو سے رکھنا ہے اگر
قیدِ زندان سے نہ گھبرا صدمۂ زنجیر کھینچ

تیر پڑتے ہین جگر پر برچھیان دل پر مرے
بار بار آہین نہ اے قاصد دمِ تقریر کھینچ

کشتۂ مژگان ہون مانی ہاتھ سے رکھدے قلم
کھچ سکے تو نوکِ خنجر سے مری تصویر کھینچ

ساتھ پیکان کے لپٹ کر دل نہ کھچ آئے کہین
دیکھ او ظالم ذرا آہستگی سے تیر کھینچ

روئے اپنے حال پر جاتی جوانی مین امیر
رات تھوڑی رہگئی ہے نالۂ شبگیر کھینچ

ردیف حائے حطی

چلتے ہی گزری ہمین دم کی طرح
ٹھہرے کہان نقشِ قدم کی طرح

حفظِ لسان سے ہون مین مشہورِ خلق
نطق خموشی ہے قلم کی طرح

قصدِ سفر اُن کا ہوا مجکو مرگ
گھر سے وہ نکلے مرے دم کی طرح

زار یہ اے ترک ہون مین سخت جان
خون نکلتا نہین دم کی طرح

دیکھیے جب میکدے مین ہے بلند
دستِ سبو دستِ کرم کی طرح

عشق مین مرکر مری ہوگی نمود
نام نکل جائے گا دم کی طرح

سر ہی غمِ عشق مین بیٹھا کئے
ہاتھ رہا سر پہ علم کی طرح

ہون وہ سیہ روز چلون جسطرف
شام رہے ساتھ قلم کی طرح

ضعف ہے ایسا کہ زمین گیر ہے ہم — سایہ مرا نقش قدم کی طرح
دیر مین ٹھہرو تم اگر دم کے دم — صاحب حرمت ہو حرم کی طرح
پان بھی بھیجے ہین تو غیرون کے ہاتھ — لطف وہ کرتے ہین ستم کی طرح
ہون مین وہ غم دوست ہے جسکو عزیز — برق غضب ابر کرم کی طرح
راہ ہے کعبے کی رہ کوے یار — سجدہ کنان چلیے قدم کی طرح
حیف کہ رستے مین مجھے ہمسفر — چھوڑ گئے نقش قدم کی طرح
زندہ محبت سے ہون مین ناتوان — ہے یہ ہوا سینے مین دم کی طرح

بیٹھے امیر اُسکی گلی مین جو ہم
مٹ کے اُٹھے نقش قدم کی طرح

مژہ بھی کرتی ہے بل ابروے بتان کی طرح — ستم ہے تیر بھی کھینچنے لگے کمان کی طرح
مزہ یہ ذوق شہادت کا ہے کہ اسے قاتل — زبان تیغ کو چوسون تری زبان کی طرح
یہ لطف مقتل الفت مین ہے شہادت کا — تڑپ بھی ساتھ سے چلے عمر جاودان کی طرح
نوید وصل مٹاتی ہے دل کے داغون کو — بہار لوٹتی ہے باغ کو خزان کی طرح
یہ میکدہ ہے کہ کوی طلسم ہے ساقی — جو آے پیر کی صورت گئے جوان کی طرح
فراق یار مین رویا جو مین تو غم اُس کا — لپٹ گیا ہے مین معشوق مہربان کی طرح
بل ابروون پہ ہے اللہ آبرو رکھ لے — کھچے ہین خود بھی وہ شمشیر امتحان کی طرح
جو تیز رو تھے مسافر وہ پہنچے منزل پر — مین اُٹھکے بیٹھ گیا گرد کاروان کی طرح

گلا یہ ضبط نے گھونٹا کہ تنگ آ کے امیر
نکل گیا مرے سینے سے دم فغان کی طرح

ہے دل مین ٹھنی اب کہ اگر آے گا ناصح — سمجھاون گا ایسا کہ سمجھ جاے گا ناصح
مین اُسکی نہ مانون گا تو نقصان مرا کیا — میری جو نہ مانے گا تو پچھتاے گا ناصح

آتا ہے مرے پاس تو آنے دو نہ روکو
دو چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائے گا ناصح

پہلے اُسے دیکھ آئے یہ کہنا مرا مانئے
پھر میرے سر آنکھوں پہ جو فرمائے گا ناصح

کہدو کہ نہ باتوں مین مری شاخ نکالے
کہدون گا پتے کی مین تو پچتائے گا ناصح

سنکر مین نصیحت نہین لاتا جو حرارہ
اتنا ہے مجھے دھیان کہ جل جائے گا ناصح

رونا جو مین چھوڑون گا تو تڑپون گا مقرر
بیکار تو مجھسے نہ رہا جائے گا ناصح

آیا ہے اگر صحبت رندان مین تو بیٹھے
گھبرا کے امیر آپ ہی اُٹھ جائے گا ناصح

ردیف خاے معجمہ

ہے جسقدر کہ وہ صنم شوخ و شنگ شوخ
ایسے کبھی نہ ہونگے بُتان فرنگ شوخ

آئینہ دیکھو جاتے ہو کیا سیر باغ کو
پھیکا گلون کا رنگ تمہارا ہی رنگ شوخ

مانگا جو بوسہ مین نے جلیسون سے یہ کہا
دیکھو تو کسقدر ہے یہ بے نام و ننگ شوخ

ساقی شراب سُرخ وہ مجھ مست کو پلا
یاقوت آبدار سے جسکا ہو رنگ شوخ

مضمون جو سوجھنے لگے اُڑنے لگا قلم
میدان پا کے اور ہوا یہ خنگ شوخ

گھر والون پر بھی ہوتی ہین ہر وقت پھبتیان
کتنا ترا مزاج ہے اے خانہ جنگ شوخ

ہے رنگ باندھنا تو ڈبو آمین اُنگلیان
منہدی سے تیری میری لہو کا ہی رنگ شوخ

معشوق وہ ہی جسکی طبیعت بھی شوخ ہو
کیا فائدہ فقط ہو جو چہرے کا رنگ شوخ

بینش پہ ناز شیخ کو عینک سی ہے عبث
کیا وصف ہے جو مرکب تیمور لنگ شوخ

کہنے کی یہ غزل تو نہ تھی لیکن اے امیر
مین کیا کرون ہے میری طبیعت کا رنگ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاقلون کو ہے آبادی کا شانہ پسند
ہم ہین وحشی ہمین سنسان ہے ویرانہ پسند

قصہ گو یون سے جو سن لی ہے کہانی میری
انگلیان کانون مین اب دیتے ہین افسانہ پسند

جان دی شمع پہ پروانون نے گر گر سر بزم
ایسی آتی ہے ہمین ہمتِ مردانہ پسند

مر گیا مین تو حسینون نے بھی کی زینت ترک
رخ کو آئینہ نہ اب زلف کو ہے شانہ پسند

مسجد و ظرفِ وضو تجکو مبارک زاہد
ہمکو ہے بزم مے و شیشہ و پیمانہ پسند

مٹ گئے سامنے اس شوخ کے جتنے تھے حسین
حسن پریون کا کرے اب کوئی دیوانہ پسند

دل کو کیا لطف جو معشوق نہو گرما گرم
شمعِ خاموش کو کرتا نہین پروانہ پسند

آبلے پاؤن کے کافی ہین مجھے وحشت مین
تاجِ سلطان کو ہے گوہر یکدانہ پسند

دونون گھر اسکے ہین تمیز کہان وحدت مین
ہمکو کعبے ہی کی مانند ہے بتخانہ پسند

آئنہ جانکے زانو پہ جگہ دی اسنے
جانتا دل جو مرا تو کبھی کرتا نہ پسند

اپنے مضمون تو پسند آتے ہین عالم کو امیر
ہے وہ شاعر جو کرے معنی بیگانہ پسند

سچ کہہ بلند کسکی ہے اے خوبرو پسند
تجکو عدو پسند ہے مجکو ہی تو پسند

سب کو تری پسند ہے اے ماہرو پسند
عالم پسند وہ ہے کرے جسکو تو پسند

اللہ رے جوش ناز و ادا بزم یار مین
پس پس گیا ہے آج دل آرزو پسند

خنجر دکھا کے کہتے ہین وہ بات بات پر
ہمکو تو اس زبان سے ہی گفتگو پسند

آؤ جو میرے قتل کو اتنا رہے لحاظ
ناوک جگر پسند ہو خنجر گلو پسند

رحمت ہی رحمت اسکی ہے کرلے اگر قبول
میری نماز اسے ہے نہ میرا وضو پسند

دیکھون کہ میرے یار کے کیونکر نباہ ہو
وہ دشمن آبرو کا ہے مین آبرو پسند

زینت کے وقت بھی ہی جو انجام کا خیال
مٹی کے عطر کی ہمین آتی ہی بو پسند

احسان کسی کا کب ہی گوارا برنگ گل
ہے چاک پیرہن نہین لیکن رفو پسند

زاہد نگاہِ کرم سے کسی رند کو نہ دیکھ
کیا جانے اس کریم کو وہ ہی کہ تو پسند

آجائے جسپہ دل ہے وہی جان سے عزیز
یعقوب کو ہے جامۂ یوسف کی بو پسند

کھلکر کہو کہ بوسۂ گیسو نہ دینگے ہم
یہ اُلجھی اُلجھی ہمکو نہین گفتگو پسند

بلبل نثار گل پہ ہے پروانہ شمع پر
ذرّے کو مہر ہمکو ہے وہ ماہرو پسند

پیدا کیا ہے حسن نے دولت کا خاصّہ
وہ کون ہے جہان مین نہین جسکو تو پسند

سب آفتون سے چھوٹ گیا کرکے ترک حرص
کیونکر نہو مجھے دل بے آرزو پسند

دن رات ذکر شعر و سخن سے ہی کام **امیر**
باتین یہی پسند یہی گفتگو پسند

جسدن سے اُس غریب کو آیا ہی تو پسند
ہے کس غضب مین جان دلِ آرزو پسند

ساقی ہے دخترِ رز سے زیادہ عروس کون
کیا بھینی بھینی اُسکی ہے مستون کو بو پسند

عاشق کو ذبح کرکے وہ خنجر ہو کیون نہ مست
خونخوار کو ہے مے سے زیادہ لہو پسند

مُنہ دیکھے کا ہے اُنس فقط شکلِ آئنہ
کرتے ہین دل مرا وہ مرے روبرو پسند

یہ جھک پڑا جہان وہین دریا بہا دیا
ساقی مُجھے ہے ہمتِ دستِ سبو پسند

کہتے ہو کوئی جم کے نہ بیٹھے ہمارے پاس
اُکھڑی ہوئی یہ ہمکو نہین گفتگو پسند

کیا مجکو سبز باغ دکھاتا ہے آسمان
مشتاقِ مے ہون مین نہین خالی سبو پسند

دل ہے ترا جگر ہے ترا جان ہے تری
ہرگز نہین دریغ کرے جسکو تو پسند

بحرِ جہان مین گوہرِ یکتا ہے میری ذات
اِس تھوڑی سی بساط پہ ہے آبرو پسند

اللہ رے پاس خاطرِ اغیار یار کو
لایا ہے قتلِ دوست کو خنجر عدو پسند

اے دل خدا کیواسطے اپنے میری جان چھوڑ
تجھکو نہ مین پسند نہ مجکو ہے تو پسند

ہم چاہین دل ملے وہ ملاتے نہین ہین آنکھ
وان جام سے دریغ یہان ہے سبو پسند

سو آفتین ھزار بلائین قبول ہین
مُنہ یاس کا نہ دیکھے دلِ آرزو پسند

ہم بے زبان یار ہمارا زبان دراز
یان خامشی پسند ہے وان گفتگو پسند

بے ذوق عشق دیدہ و دل دونون ہیچ ہین	خالی قدح پسند نہ خالی سبو پسند
زاہد کو گریہ وقت عبادت ضرور ہے	اللہ کو نماز نہین بے وضو پسند
جھکیے جو پیشِ یار تو آنسو بہائیے	ہے اِس نماز کے لیئے ایسا وضو پسند

ہے لکھنؤ کی جانِ عٰہ تو کلکتے مین امیر
خاک آسے میری آنکھ کو اَب لکھنؤ پسند

میرا کلام صاف ہو کیونکر عدو پسند	آئینے کو کرے نہ کبھی زشت رو پسند
نکلے امید جس سے وہی گفتگو پسند	مجھکو ہے ورد آیۂ لاتقنطو پسند
کرتا ہون پیار غیر کو بھی مین تری طرح	وہ بھی پسند مجھکو ہے جسکو ہی تو پسند
آنکھون کو میری مدِنظر ہے تو روے یار	کانون کو میرے ہے تو وہی گفتگو پسند
افشا ہو رازِ عشق تو کاٹین زبان ہم	مستون کی طرح ہمکو نہین ہاو ہو پسند
چھوٹے بڑے پہ کچھ نہین موقوف ساقیا	میکش ہون مجھکو خم کیطرح ہے سبو پسند
دو ہاتھ مین کرے گا وہ کیا خاک فیصلہ	ہے جسکو طول قصۂ تیغ و گلو پسند
خاکِ لحد ہے ریگِ روان کیطرح روان	مرنے کے بعد بھی ہے تری جستجو پسند
شکرِ خدا کہ اَب ہوی امید قتل کی	منہدی کے بدلے انکو ہی میرا لہو پسند
ہے تو ہی شرق و غرب و جنوب و شمال مین	کیون سجدہ مثل کعبہ نہو چارسو پسند
میکش وہ ہین کہ اور ہے اپنا دل و دماغ	ساغر ہے مہر کا نہ فلک کا سبو پسند
دون مین دلِ شکستہ تو رک کر کہے وہ مست	ٹوٹا ہوا کسیکو نہین ہے سبو پسند
نادان ہے قیس سے جو ہین دی مناسبت	لیلی اُسے پسند ہے ہمکو ہے تو پسند

عٰہ اشارہ بجر واجد علی شاہ فرمانرواے اودھ کیطرف ۱۲

تعریف دوستون کی نہین معتبر امیر
اچھا ہے وہ کلام کرے جو عدو پسند

چاہِ ذقن مین دل کو کیا بیگناہ بند	اُلٹی سُنو کہ ہوتے ہین وان دادخواہ بند

یارب پڑی ہے کس رُخِ پُر نور پر نظر
ہوتے نہین جو دیدۂ خورشید واہ بند

اچھا بندھا نہ ایک بھی مضمون زلف کا
لکھکر کیے قلم نے ہزارون سیاہ بند

اے چشمِ تر ٹھہر بھی کہ خط یار کو لکھون
بارش مین نامہ بر کی ہی پھیرون سی راہ بند

راہی ہین صبح و شام مسافر سوءِ عدم
ہوتی نہین ہے شب کو بھی یہ شاہراہ بند

اُس شاہِ حسن کا کوئی دربار کیا کرے
جب جا کے دیکھیے ہے درِ بارگاہ بند

بادِ بہار نے یہ لپیٹے ہین برگِ گل
رنگین تری قبا کے ہین کیا واہ واہ بند

زاہد بھی میکدے کیطرف کیا چلے گئے
مدت سے ہے **امیر** درِ خانقاہ بند

مشاطہ کیا ہے آئنے کا بھی سلام بند
سرکارِ حُسن کا نظر آتا ہے کام بند

کرتا ہے غیر یار سے بدگوئیان مری
کچھ دون تو مُنہ حریص کا ہو لاکلام بند

گھبرا کے رند جانبِ دوزخ چلے گئے
پایا جو بابِ روضۂ دار السلام بند

وہ در شود گشادہ اگر بستہ شد درے
رہتا نہین کسیکا زمانے مین کام بند

مسجد مین جا کے بیٹھ رہا مَیفروش کیا
کیا وجہ کیون دُکان ہے مے کی مدام بند

چھوٹے جو ایک غم سے پھنسے اور غم مین ہم
جیسے قفس مین ہوتے ہین مرغِ دام بند

لازم ہے بہرِ گریہ بھی دل کی کشادگی
آے عرق کہان سے اگر ہون مسام بند

ساقی کے ہجر مین ہے اذیت خمار کی
دل کیا کہ ٹوٹتے ہین بدن کے تمام بند

اے ابرِ چشم کچھ تو برسنے مین کر کمی
ہے کاروبارِ خلق خدا کا تمام بند

ساقی یہ بزمِ عیش ہی سن لے **امیر** کی
ہو شام سے نہ صبح تلک دورِ جام بند

ردیف دال ثقیلہ

چھو کے اُس ابرو کو ہی مجکو بھی شایان گھمنڈ
کرتے ہین شمشیر زن جیت کے میدان گھمنڈ

تو ہے سلامت تو کیا صبح قیامت کا ڈر — تیری درازی پہ ہے اے شبِ ہجران گھمنڈ
کہتے ہین آئینے مین دیکھکے زلفون کا بل — ہمسے بھی کرتے ہین اب گیسوے پیچان گھمنڈ
مہر کو بھی ہے کسوف ماہ کو بھی ہے خسوف — حُسن پہ زیبا نہین اے بُتِ نادان گھمنڈ
عشق فسون گر سے ہے آج ترا سامنا — پڑھ لے جس افسون پہ ہو تجکو پریخوان گھمنڈ
ایک مین کس کسکے ناز حشر کے دن اُٹھ سکین — کہتی ہے مُجھسے صراط کرتی ہی میزان گھمنڈ
نوک کی ہم سب سے لین جائین جو گلزار کو — گُل سے گریبان کرے خار سے دامان گھمنڈ
وحشیون کے غول ابھی آنکھ سے گزرے نہین — کرتا ہے وسعت پہ کیا حشر کا میدان گھمنڈ

ہے جو امیر اسقدر حشر کے دن بیخطر
تیری حمایت پہ ہے اے شہِ مردان گھمنڈ

ردیف ذال

چشم بد دور کھُلا خوب ہی سر کا تعویذ — باندھ دون لکھکے مین بازو پہ نظر کا تعویذ
مہر و مہ چاہتے ہین دیکھکے بازو تیرے — ایک اِدھر کا تو بنے ایک اُدھر کا تعویذ
داغ دینا کسے منظورِ نظر ہے صاحب — ہاتھ مین کیون ہے یہ طاوس کی پر کا تعویذ
چاند کہتے ہین کسے عقدِ ثریا کیا ہے — یہ گلے کی ترے ہیکل ہی وہ سر کا تعویذ
آنکھ دکھلاتے ہین وہ دیکھکے مجکو بیتاب — یہ نکالا ہے نیا دردِ جگر کا تعویذ
پھر بلا لی گئی مشاطہ کہ باندھے ہے کسکر — اِک ذرا ابھی کہین بازو سے جو سرکا تعویذ
چشم بد دور ترقی پہ ہے جوبن اُن کا — چاہیے روز نیا ایک نظر کا تعویذ
مر گئے عشق مین ہر رنج سے راحت پائی — داغِ دل بڑھ کے ہوا دردِ جگر کا تعویذ

جتنی تاثیر ہے انسان کے دل مین ہی امیر
نقش کامل ہے نہ کوئی نہ اثر کا تعویذ

نہین ہے غنچہ عروسِ بہار کا تعویذ — یہ کھُل پڑا ہے کسی گلعذار کا تعویذ

ملون نہ آنکھون سے کیون اُسکے خط کو ای قاصد
یہ ہے مرے مرضِ انتظار کا تعویذ

پیون جو می مرضِ غم ہو دور ای ساقی
کہ خطِ جام ہو میرے بخار کا تعویذ

اثر دکھاے گی الفت پسِ فنا تو حضور
ملین گے آنکھون سے میرے مزار کا تعویذ

کبھی تو فاتحہ پڑھنے ادھر بھی وہ آجاین
اثر دکھاے الٰہی مزار کا تعویذ

چمن مین جاؤ تو نرگس لگاے آنکھون سے
تمہاری چوٹی مین ہے کس بہار کا تعویذ

خط اُن کا آیا ہے رکھ لون مین اپنے سینے پر
کہ ہے یہ میرے دلِ بیقرار کا تعویذ

گیا جو یہ تو بلا سے **امیر** وہ تو ملا
رہے گا دل کی جگہ دستِ یار کا تعویذ

ردیف راے مہملہ

تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

کوہکن کوہکنی شیوۂ عشاق نہین
ہے جو عاشق دلِ معشوق مین گھر پیدا کر

رنگ چاہے اگر اس باغ مین آزادی کا
نکہتِ گُل کی طرح شوقِ سفر پیدا کر

قطرۂ اشک بنے گوہرِ گوشِ جانان
آبرو اتنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر

اُڑ چلے گا ابھی اے یار زرا بال تو کھول
تجکو بننا ہے پریزاد تو پر پیدا کر

کونسی جا ہے جہان جلوۂ معشوق نہین
شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

میرے ہی دل پہ گرے کاش یہ بجلی بنکر
اے فلک آہ مین اتنا ہی اثر پیدا کر

آخرت مین عملِ نیک ہی کام آئین گے
پیش ہے تجکو سفر زادِ سفر پیدا کر

عشقِ حسنِ نمکین کا جو اُٹھاتا ہے مزہ
پہلے کچھ ذائقۂ زخمِ جگر پیدا کر

اپنی گردش پہ بہت ہے تجھے اے چرخ گھمنڈ
جب مین جانون کہ شبِ غم کی سحر پیدا کر

صدمے الفت کے اُٹھانے ہین الٰہی مشکل
دل اگر ایک دیا لاکھ جگر پیدا کر

عشقبازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے **امیر**

دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

جو دل ہے حلقۂ بزمِ شراب سے باہر
وہ ذرہ ہے عملِ آفتاب سے باہر

سوال کرنے نکیرین شوق سے آئین
وہ دو ہین مین نہین تشو کے جواب سے باہر

خدا کو دل ہی مین ڈھونڈو ادھر اُدھر نہ پھرو
نہین کتاب کا مطلب کتاب سے باہر

شریک ہو کے رہے یا الگ بنائے گھر
کسیطرح نہین دریا حباب سے باہر

جو بوسے دے کے حسین پھیر لین تو دونی ہون
یہ لین دین تو ہے ہر حساب سے باہر

یہی ہے اشک کا طوفان تو مثلِ قصرِ حباب
محال ہے کہ مرا گھر ہو آب سے باہر

ڈرے حساب کے دن سے تو تو ڈرے مجھے کیا
مرے گناہ ہین زاہد حساب سے باہر

تڑپ ہی جائین وہ گھر مین کرون جو آہ امیر
نکل کھڑے ہون ابھی اضطراب سے باہر

کونسا گل ہے نہین جو زیبِ دامانِ بہار
کونسا غنچہ نہین گوے گریبانِ بہار

کسقدر روشن ہے پھولون سے شبستانِ بہار
شاخ ہر گلبن کی ہے سرو چراغانِ بہار

قاضی و مفتی و زاہد سب گھرون مین چھپ رہے
ایک دیوانہ ہے تیرا مردِ میدانِ بہار

نشے کے ڈورے جو ہین اے مست آنکھون مین تری
ہے بجا انکو اگر کہیے رگِ جانِ بہار

دونون عاشق ہین مگر ہے عشق مین البتہ فرق
مین نثارِ حسن ہون بلبل ہے قربانِ بہار

ابر پر آسان حکومت سہل تسخیرِ ہوا
داغ ہر لالے کا ہے مہرِ سلیمانِ بہار

تازگی ہر رخ پہ ہے جاتی رہی افسردگی
پتے پتے بوٹے بوٹے پر ہے احسانِ بہار

زلف سنبل سرو قد غنچہ دہن عارض سمن
چشمِ نرگس گوش گل کانٹے ہین مژگانِ بہار

گوہرِ شہوار شبنم نذر دیتی ہے صبا
تختِ گل پر رونق افزا ہے جو سلطانِ بہار

مے فروشون سے کہو کھینچین وہ انگوری شراب
کونپلین پھوٹین ہوا گلشن مین سامانِ بہار

باغبان کانٹون کو سکھلا رکھ کہ ہنگامِ خزان
کوچ مین ڈالین خلل الجھائین دامانِ بہار

کیون نہ کہیے شاہ پتے تاج ہین شاخین ہین تخت　　ہے نگین لالہ تو نافرمان ہی فرمانِ بہار
برگ گل سے قطرۂ شبنم گراتی ہے صبا　　کیون نہ لوٹے دل جو دیکھے درِ غلطانِ بہار

جوشِ گل سے ہے یہ ارزان نرخ بازار ای امیر
کوڑی کوڑی بک رہے ہین ماہ کنعانِ بہار

تسّو دل فدا ہے صاحبِ فرمانِ رامپور　　ہے رامپور جسم وہ ہے جانِ رامپور
بالا ہے قاف سے بھی کہین شانِ رامپور　　زلفِ پری ہے سایۂ ایوانِ رامپور
غازہ بنائین لے کے جو پائین بُتان چمن　　رنگِ شکستہ چمنستانِ رام پور
محوِ خرام ناز نسیم و صبا نہین　　گلگشت کر رہے ہین حسینانِ رامپور
گلیان یہان کی باغِ ارم کی ہین کیاریان　　رضوان ہے باغبانِ گلستانِ رامپور
نرگس کے پھول گردیہ انگور کے نہین　　ہین دُخت رز کی تاک مین مستانِ رامپور
آشفتگی یہان کی ہے طرۂ بہار پر　　زلفِ بتان ہے خوابِ پریشانِ رامپور
کونین کے مزے ہین بشر کو یہان نصیب　　دونون جہان سے سیر ہین مہمانِ رامپور
اہلِ نظر کو ملتی ہے آنکھون مین یان جگہ　　اللہ چشمِ بد سے نگہبانِ رامپور
چکر مین بے سبب نہین دن رات آسمان　　کرتا ہے مہر و ماہ کو قربانِ رامپور
شہنا کی بام سے نہین آتی ہے یہ صدا　　زُہرہ ہے آسمان پہ ثناخوانِ رامپور
سایے پہ فرطِ نور سے عالم ہے دھوپ کا　　ہے آفتاب شمسۂ ایوانِ رامپور
بھولین گے خلد مین بھی نہ انکے ادا و ناز　　یاد آئین گے وہان بھی حسینانِ رامپور
لاتے نہین خیال مین شاہانِ دہر کو　　حضّار بارگاہِ سلیمانِ رامپور

حصہ امیر کو بھی ملے خوان جود سے
مہمان نواز یہ بھی ہے مہمان رامپور

بادۂ سُرخ پہ یون ساغر و مینا بھر کر　　موسمِ گل مین کرون کیا مین خزینا بھر کر

دل پہ ہے بحرِ محبت مین ہجومِ غم و یاس
خوف ہے بیٹھ نہ جائے یہ سفینا بھر کر

باندھ دین عشق کے بازو پہ یہ اچھی ہی صلاح
دل کے تعویذ مین ہم نقشِ رضینا بھر کر

فصلِ گرمی کی ہے رکھنا نہ کمر مین قاصد
حرفِ مکتوب نہ مٹ جائین پسینا بھر کر

حُسن کی نذر کو پھولون کی لگائی ڈالی
عشق نے داغِ الم سے مرا سینا بھر کر

ساقیا رحم کہ بے بادہ مجھے گزرے ہین
چند روز اور بھی خالی کا مہینا بھر کر

حال کیا پوچھتے ہو میرے دلِ پرخون کا
دیکھ لو بادۂ گلرنگ سے مینا بھر کر

محضرِ خون پہ مرے اسلیئے کرتے ہین وہ مُہر
لعل ہو خون مین پتھر کا نگینا بھر کر

نشۂ دولتِ دنیا ہے خمارِ عقبےٰ
مست منعم ہین عبث زر سے خزینا بھر کر

عطر تحفے مین نہ بھیجو مجھے بھیجو کسی دن
شیشیون مین گلِ عارض کا پسینا بھر کر

مست میخانۂ غم کب نہین رہتا مین اسیر
خون چُلّو مین ہمیشہ مجھے پینا بھر کر

آمادہ وہ مژگان سے ہین ناوک فگنی پر
منہ تیرون کا برسے گا غزالِ ختنی پر

ناصح نہ زبان کھول مری طعنہ زنی پر
عاشق ہے خدا بھی تو رسولِ مدنی پر

ہر آیۂ قرآن سے فصیحون کو ہے حیرت
حیران ہون کہ ایسا سخن اس بیدہنی پر

گلشن مین بہار آکے کرے گرم تو بازار
زُہّاد تلے بیٹھے ہین توبہ شکنی پر

اب قافلۂ صبر و تحمل کا خدا ہے
باندھی ترے غمزے نے کمر راہزنی پر

ساتھ اپنے جو لیجائین مجھے بھی وہ سفر مین
قربان وطن ایسی غریب الوطنی پر

مارا مجھے اُسنے ترے لب یاد دلا کر
ثابت ہے مرا خون عقیقِ یمنی پر

آیا ہے شہیدون کیطرف دیکھیے اب خلق
کیا باندھنو باندھے ہے تری گل پیرہنی پر

یون اور حسین دیکھ رہے ہین تری رخ کو
محتاج کی جسطرح پڑے آنکھ غنی پر

چھینی فلکِ دون نے جو محتاج کی چادر
ڈالے گا یہ کمبخت مگر قبرِ غنی پر

چھو جائے ہوا بھی تو تنِ صاف ہو میلا
فرہاد نے کچھ لطف نہ محنت کا اُٹھایا
صیاد نہ دے رنج اسیرانِ قفس کو
کیا خط کا جواب اُسنے تعلّی سے دیا واہ

ہے قطع یہ جامہ تری نازک بدنی پر
پتھر کے تلے ہاتھ رہا کوہکنی پر
کر رحم غریبوں کی غریب الوطنی پر
بھیجا سر قاصد مجھے نیزے کی انی پر

کیا رتبہ امیر اُسکو ملا عرش پہ پہنچا
سر جسکا جھکا پائے رسولِ مدنی پر

تعجب ہے جو سر کش ہین یہ زردار
مین جس قاصد کو دون اپنا خطِ شوق
نباہا قول کھینچکر دار پر بھی
مٹاتے ہو مجھے اتنا تو کہدو
جہان مین وجہ شادی ہے تو دولت
کہان تک سوزش بیہودہ اے دل
قد و گیسو کا ہے عاشق سے ایما

کہ ہے سر بر زمین شاخِ ثمر دار
ابھی وہ صورتِ طائر ہو پر دار
کہین منصور سے ہوتے ہین سر دار
کہان پاؤ گے ایسا ناز بردار
نہ ہنستے گل اگر ہوتے نہ زردار
کوئی نالہ تو پیدا کر اثر دار
رسن پر یان رسن ہی دار پر دار

امیر اُس قامت موزون کے آگے
چمن مین سرو آتا ہے نظر دار

دل ابرو پر فدا ہو مفت کا الزام دلبر پر
خرابِ عشق لاکھون تاک مین ہین چشمِ ساقی کی
دکھا کر آنکھ قاصد کو صنم نے کر لیا بندہ
دلِ بیتابِ عاشق جا کے ٹھہرا کوئے قاتل مین
نہین یہ گرمیِ مے سے لبِ جانان پہ تبخالے
شہیدِ تیغِ قدِ یار ہو کر اس قدر تڑپا

گلا شمشیر کا ٹے خون ہو جلّاد کے سر پر
زمانے کے شرابی آگرے ہین ایک ساغر پر
خدا کی شان دیکھو چل گیا جادو پیمبر پر
سیاہی نے کمر کھولی پہنچکر اپنے بستر پر
اُلٹ کر رکھدیے ساقی نے ساغر حوضِ کوثر پر
کہ اُڑکر خون کی چھینٹین پڑین دامانِ محشر پر

یہ شوق نامہ بر ہے انتظار خط جانان مین
پھڑک جاتا ہے دم آواز پرواز کبوتر پر

گڑے مردے اکھیڑے جائین گے پھر دبکائی کو
زمانے بھر کے جھگڑے اٹھ رہے ہین روز محشر پر

سیہ کاری سے جی بھرتا نہین پر شرم آتی ہے
کہان تک بوجھ رکھیے کاتب اعمال کے سر پر

نہین بوجہ جو ہے مشابہ بخیے کے ٹانکے
دہان زخم کا بھر دانت ہے قاتل کے خنجر پر

مجھے بھی کوئی بوسہ دے لب شیرین کا اے ساقی
جہان سیراب ہین پیاسا کھڑا ہون نہر کوثر پر

جو اُس بلقیس وش سے لیکے نامے کا جواب آئے
تصدق کر کے چھوڑون سیکڑون ہدہد کبوتر پر

لگائے گا وہ سرمہ آنکھ مین کسلئے دکھانیکو
ہمارے دم تلک رکھتا ہے قاتل باڑھ خنجر پر

وہ مست آئے تو پیکش کیا ہین جس مست ہو جائین
صراحی پر صراحی خم پہ خم ساغر ہو ساغر پر

ریاض دہر مین ہمسا کہان ہے طائر وحشی
کہ اپنا آشیانہ نجد مین ہے قیس کے سر پر

امیر اب دوسرے کو اس جہان مین کیا توقع ہو
برادر کو نہ آیا رحم یوسف سے برادر پر

وہ بگڑے جب لیا بوسہ جھگڑ کر
شکست فاش دی قسمت نے لڑ کر

گئے وہ ہم سے بیماری مین لڑ کر
طبیعت اب نہ سنبھلے گی بگڑ کر

اجل نے سارے جھگڑون سے چھڑایا
فراغت مل گئی تربت مین گڑ کر

وہ کشتہ ہون جو قاتل نے کیا قتل
ہزارون تیرے بدلے اکڑ کر

حیا آتی ہے کیا منزل پہ جاؤن
کہ کانٹے روکتے ہین پاؤن پڑ کر

یہ جنگ زرگری در پردہ ہے صلح
ملا دیتی ہے دل کو آنکھ لڑ کر

وہ مجرم ہین نہ رضوان بھی اٹھائے
در جنت پہ ہم بیٹھین جو اڑ کر

جدا سر ہو تو اپنا درد سر جائے
کرین کیا درد سر صندل رگڑ کر

کنوین کیا کیا نہ الفت نے جھکائے
ہوئے ناسور دل مین داغ پڑ کر

نکیرین آئے ہین تربت مین ناحق
ملے گا کچھ نہ مفلس سے جھگڑ کر

جو آبادی ہے ویرانی ہے آخر
ہوے جنگل ہزارون شہر اُجڑ کر

کہین جاتا ہے دل سے عشقِ مژگان
نکلتی ہی نہین یہ پھانس گڑ کر

ق

خلقت آدم کے ہم خلد ارثِ آدم
کبھی لیلین گے رضوان سے جھگڑ کر

فراقِ یار مین نفرت ہے مے سے
الگ بیٹھا ہون ساقی سے بگڑ کر

کہان آیا ہے میرے پاس شیشہ
نکالو بھی اسے گردن پکڑ کر

امیر اک شہر ناپرسان ہے وہ بزم
وھان تم کیا بناؤ گے بگڑ کر

ساقیا ابر ابھی آیا نہین میخانے پر
کیون قدح نوش گرے پڑتے ہین پیمانے پر

وہ حسین تو ہے کہ پریون کو بھی ہے پاس ترا
سایہ کرتی ہین پرون سے ترے دیوانے پر

شکل حیوان کی نہین صورتِ انسان کیسی
کچھ عجب عالم ہو ہے مرے ویرانے پر

کیون مرے سر پہ ہو لغزشِ پا کا احسان
ہاتھ پڑ جاے جو بیساختہ اُس شانے پر

جس مین ہے شیخ و برہمن کو دکھاؤن دریا
ناز کعبے پہ اسے ہے اُسے بتخانے پر

ہے عجب حال یہان کوئی سمجھتا نہین کچھ
لاکھ اپنون کو کہون رکھکے مین بیگانے پر

فردِ تقسیم کی ہے مزرعِ آفاق نہین
نام ہر ایک کا لکھا ہے ہر اک دانے پر

طالبِ دل ہین وہ عشاق سے اپنے اسطرح
جیسے حاکم کی نظر رہتی ہے نذرانے پر

ہمسے کہتا ہے کہ گیسو نہ چھوو اُس بُت کے
مار اللہ کی ناصح ترے سمجھانے پر

دل خدا دے جسے وہ داغ محبت لے مول
عشق بلبل پہ ہے موقوف نہ پروانے پر

آتش غم مین جو ہم جلتے ہین پروا اُنہین کیا
رحم آتا ہے کہان شمع کو پروانے پر

ہون مین وہ بلبلِ غمناک کہ گلزار مین گل
چاک کرتے ہین گریبان مرے افسانے پر

ہے وہی دوست جسے جس سے محبت ہو جاے
نہ یہ اپنے پہ ہے موقوف نہ بیگانے پر

مجھسے رخصت جو ہوا یار شبِ وصل امیر

چھا گئی کیسی اُداسی مرے کاشانے پر

دیکھو زبان نہ تیز کرو بات بات پر
بوسہ ملا جو اُس لبِ شیرین کا مر گئے
بازی ہے برہمن سے جو در پر ترے جگہ
آرام سے ہون فقر کے بستر پہ مین گدا
سُنتا ہون محتسب نے کیا میکدے کو قرق
رحم آئے جب مزاج مین تب ہون وہ مہربان
جھڑتے ہین بوستان مین جو دو چار برگ گل
لکھتے ہین ہم جو مدحتِ چشم سیاہ یار
شیشے مین ہم پری کو اُتارین گے دیکھنا
کو دک مزاج چاہنے والے نہین ترے
منعم ہے شکر فرض جو سائل ہون تیرے گرد
پردہ یہ کسکے عارضِ روشن سے اُٹھ گیا
سمجھے یہ خطِ پشتِ لبِ یار دیکھکر

قینچی چلے کسیکے نہ رخصت حیات پر
دی جان سے ہمنے چشمۂ آبِ حیات پر
بیٹھا ہے لات مار کے عزت و لات پر
تکیہ ہے جب سے رازقِ مطلق کی ذات پر
بٹھلا دیا یزید نے پہرا فرات پر
موقوف وصلِ یار ہے دن پر نہ رات پر
گر جاتے ہین قفس مین مرے پانچ سات پر
آنکھین نثار کرتے ہین آہو دوات پر
چڑھ جائینگے کسی نہ کسی دن وہ گھات پر
کھیلین گے جان پر اگر آئین گے بات پر
فانوس چاہیئے کوئی شمعِ حیات پر
دن کا گمان ہے سارے زمانے کو رات پر
لکھا ہوا ہے حاشیہ عین الحیات پر

درکار ہے بہانہ پئے مغفرت امیر
تقوے پہ منحصر ہے نہ صوم و صلوٰت پر

ملا نامِ خدا وہ مرتبہ تجھکو حسین ہوکر
بجیگی آبرو دنیا مین تو عزلت نشین ہوکر
خراشِ غم نے کیسا میرے دل کا رنگ چمکایا
کلیجا تختۂ سوسن کا بنا ہے نیلے داغون سے
کمر کو بال جب مین نے کہا جھنجھلا کے فرمایا

فلک کرتا ہے مجرا تیری چوکھٹ کو زمین ہوکر
صدف مین بیٹھ رہنا چاہیئے دُرِّ ثمین ہوکر
زیادہ ہو گیا قیمت مین کندہ یہ نگین ہوکر
غضب کی بی ہین دل مین چٹکیان بہلو نشین ہوکر
نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بین ہوکر

بڑا ہی فخر قاصد کو ہوا خط پا کے ڈرتا ہون
فلک پر اُڑ نہ جاے یہ کہین روح الامین ہوکر

تصور ہے وہی پیش نظر ہر دم حسینون کا
تماشا ہے رہے محفل مین ہم خلوت نشین ہوکر

کمر ہے بال سی اے گلبدن لچکی نہ چلنے مین
نہ اتنا چاہیئے موبات بھاری نازنین ہوکر

بتادے اے فلک تو ہی تعجب ہمکو آتا ہے
کہ خوش ہوتا ہے پہر کیونکر کوئی اندوہگین ہوکر

بہار لالہ و گل پہر کبھی کاہے کو دیکھین گے
چلے ہین اس چمن سے ہم نگاہ واپسین ہوکر

ملون جسدم مین آنکھین اُنکے ساعد سے دم رخصت
تو رہجانا وہین اے پردۂ چشم آستین ہوکر

جو دل بھی مہربان ہو کب زبان ہے اُنکی قابو مین
جو لب تک ہان بھی آتی ہی نکلتی ہے نہین ہوکر

لگایا تو گلے سے پر لگائی تیغ بھی اُسنے
ملا تو عید کے دن وہ مگر چین بر جبین ہوکر

خدا مومن کی صورت رزق کافر کو بھی دیتا ہے
کسیکو بھول جاے کیا وہ رب العالمین ہوکر

جگہ پکڑی ہے کیون سینے مین دل نے اس سے کیا حاصل
کسی انگشتری مین اسکو رہنا تھا نگین ہوکر

تصور بندھ گیا جس شام کو اُس حور طلعت کا
تو آیا خواب آنکھون مین پری بنکر حسین ہوکر

امیر اِک آئینہ خانہ تھا دنیا جسکو کہتے ہین
وہی صورت رہی پیش نظر نکلی کہین ہوکر

کیونکر نظر مین آئے کہ ہے بے نشان کمر
آنکھون سے مثل تار نظر ہے نہان کمر

زانو مین اور شکم مین صفائی کی بحث ہے
دونون ہین پر خموش کہ ہے درمیان کمر

جسطرح خود ہے عالم ہستی مین بے نشان ؛
اکدن کرے گی یون ہی مجھے بے نشان کمر

جب قصد کرتی ہے کہ مرے دل کو باندھ لے
زلف دراز بڑھ کے یہ کہتی ہے ہان کمر

ہم خوب جانتے ہین کہ ہے جادۂ عدم
سمجھے ہوے ہے جسکو یہ سارا جہان کمر

لاکھون ہین سرفروش ہزارون ہین سربکف
اِک روز باندھیئے تو پئے امتحان ہوکر

کھلتا نہین کہ خاک مین عاشق تو مل چکے
ابتک ستم پہ باندھے ہے کیون آسمان کمر

تصویر کیا کھنچے گی مصور سے آپ کی
معدوم اگر دہن ہے تو ہے بے نشان کمر

کا ہے کو پھر امیر سا پاؤ گے باوفا
باندھو نہ اُسکے قتل پر اے جانِ جان کمر

گلشن فردوس ہے رخسار یار
آب کوثر شربتِ دیدارِ یار

ہین جو آنکھین طالبِ دیدار یار
کاش ہوتین روزن دیوارِ یار

خُلد مین ٹھہرے تہ طوبے جو ہم
یاد آیا سایۂ دیوارِ یار

زندے مردے مردے زندہ ہو چلے
حشر برپا کر چلی رفتارِ یار

برق چمکی تھی جو کوہ طور پر
وہ بھی تھا اِک پرتو رخسارِ یار

آنکھ اُسے کہیے جو دیکھے وہ جمال
کان وہ ہے جو سُنے گفتار یار

اسقدر غالب نہوا ہے خواب مرگ
آچکا ہے وعدۂ دیدارِ یار

باغ مین نازان ہین کیا طاؤس و کبک
ٹھوکرین کھلوائیگی رفتارِ یار

عین صحت ہے مرض کیسا مرض
ہے مسیحا یار ہم بیمارِ یار

قتل ہوتا ہے دم تزئین جہان
آئنہ ہے تیغ جوہردارِ یار

اپنی آنکھین بھی غضب طرار ہین
لوٹ لائین دولتِ دیدارِ یار

آنکھ کھولو خوابِ غفلت سے امیر
گرم محشر مین ہوا دربار یار

اُٹھاتے تھے جو قرآن کل تلک پرہیزگاری پر
مصلے تک گرو ہین آج اُنکی بادہ خواری پر

اُٹھایا زخم کاری میرے دل نے زخم کاری پر
لگا ہی تیغ ابرو اُسنے مژگان کی کٹاری پر

تفوق ہو ترے گلگون کو جب بادِ بہاری پر
یقین نکہت گل کیون نہو گرد سواری پر

بھر آئی اُس صنم کی آنکھ بھی اللہ کی قدرت
ہوا پتھر کا دل پانی ہماری اشکباری پر

کہو اشجار سے اِکدن خزان بھی آنیوالی ہے
اُٹھائین سر نہ اتنا باغبان کی آبیاری پر

نہین یہ خندۂ دندان نما تلوار کا قاتل
جھڑکتی ہے نمک ظالم ہمارے زخم کاری پر

تری موج تبسم نے چمن کا رنگ چمکایا
ہوا اک اور کوڑا توسن باد بہاری پر

شرارہ ہے یہ گویا نالۂ پرسوز مجنون کا
چمکتا ہے کلس زرین جو لیلی کی عماری پر

وہ پیاسا ہون غنیمت ہے مجھے اک بوند بھی پانی
گلا خود جا کے رکھدیتا ہون بوندی کی کٹاری پر

فقیر اللہ کے ہین بوریا ہے فقر ہے بستر
توکل پر نظر تکیہ ہے اپنا ذات باری پر

خدا ہے عشق ابرو مین جو اپنی جان بچ جاے
رہا کرتا ہے خوف غرق کشتی کی سواری پر

کنوین سے جوش کھا کھا کر نکل آتا ہے جو پارہ
تڑپتا ہے دل اسکا بھی ہماری بیقراری پر

چھپایا گل نے پر یہ بلبل کشتہ کا خون اچھلا
پڑین اڑ اڑ کے چھینٹین دامن ابر بہاری پر

امیر ایسی بھی شب ہوتی کہ وہ میرے گھر آتا
ترحم کچھ تو کرتا آسمان اختر شماری پر

نوجوانی ہے نہ پوچھو رخ جانان کی بہار
کچھ عجب موسم گل مین ہے گلستان کی بہار

ہے جہان جلوۂ معشوق وہی شہر ہے خوب
ساتھ یوسف کے گئی مصر مین کنعان کی بہار

جوش گل باغ مین ہے جوش جنون لازم ہے
پرزے پرزے ہوہی اب ہے گریبان کی بہار

کسطرح میکدے والون کو یقین ہو واعظ
دیکھ آیا نہین تو روضۂ رضوان کی بہار

رنگ محفل کا تو جمگھٹ سے حسینون ہی کے ہے
گل جو کھلتے ہین تو ہوتی ہے گلستان کی بہار

پرتو گیسوے جانان نہین آئینے مین
ہے لب نہر چمن سنبل پیچان کی بہار

باغبان سے کہو بھولے نہ بہت پھولون پر
چار دن ہے یہ گل ولالہ و ریحان کی بہار

سیکڑون لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن ہو
دیدنی ہے چمن عالم امکان کی بہار

اب مدینے کیطرف قصد مصمم ہے امیر
دیکھیے چلکے ذرا گلشن ایمان کی بہار

مرے پھولون مین یون آؤ چمن صدقے ہو جوبن پر
ملو ہاتھون مین مہندی خون سب کا میری گردن پر

برابر رحم اہل درد کو ہے دوست دشمن پر
کہ جل جاتا ہون مین گرتی ہے بجلی جسکے خرمن پر

ہجوم ایسا لگا ہون کا ہوا ہے اُنکی چلمن پر
کہ دُہرے پردے جالی کے پڑے ہین روزن پر

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ محشر مین
کبھی جیب کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامن پر

وہ میکش ہون کہ مستی مین ذرا بھی گر قدم پھسلے
بطِ مے اُڑ کے میرا ہاتھ رکھ لے اپنی گردن پر

دو رنگی سے نہین خالی ہے کوئی بات اُس بت کی
پیام صلح لب پر جنگ کے آثار چتون پر

تڑپتا ہے دلِ بسمل کہین ایذا نہو تم کو
قدم رکھو تو بسم اللہ کہکر میرے مدفن پر

ادا نے ہاتھ تھاما لی نزاکت نے رکاب آکر
ارادہ جب کیا چڑھنے کا اُسنے پشتِ توسن پر

شرارِ آتشِ دل ہین کہ قطرے اشک خونین کے
نظر آتی ہین کچھ چنگاریان سی جیب و دامن پر

اسیرانِ ازل کو قیدِ بارِ دل نہین ہوتی
گرانی طوق کرتا ہے کہان قمری کی گردن پر

شہید ستون کو کیا خوف بلاے آسمانی ہے
کفِ افسوس ملکر رہگئی برق اپنے خرمن پر

کدورت کب جگہ پاتی ہے دل مین صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

وہی ہے تیرہ بختی بعد جل بجھنے کے بھی باقی
دھوین کا جیسے رہجاے نشان دیوارِ گلخن پر

نہ ہے عبرت چلے تو لُوٹ کے پہنچے تا سرِ منزل
پھرے تو فاتحہ پڑھتے ہم اُسے قبر رہزن پر

نہ کرتا مے سے توبہ تو ابھی جھگڑا نہ مین مرتا
جو سچ پوچھو تو میرا خون ہے قاضی کی گردن پر

سبکروحی سے مین وحشی ہوا دشتِ وحشت ہون
پشیمان ہون جو ڈالین ہاتھ کانٹے میرے دامن پر

لگی ہے آگ دل مین بلبلون کے کیا مزہ ہوتا
کوئی پھول اُڑ کے پڑ جاتا اگر گلچین کے دامن پر

گلِ خورشید بھی آندھی ہے میرے جی جلانے کو
چمک کر دھوپ بجلی بنگئی شاخِ نشیمن پر

امیر ایسا کیا ویران اجل نے قصر شاہی کو
کہ آنکھین رکھدی بیکسی ایک ایک روزن پر

مری آہون کے شعلے اسطرح ہین میرے مدفن پر
چراغ زیرِ دامن کا ہو جیسے نور دامن پر

گئی ہے جان اک پردہ نشینِ پاک دامن پر
عجب کیا پنجۂ مریم ہو پیدا میرے مدفن پر

وہ بسمل ہون نگاہِ گرم سے دیکھے جو قاتل کو
اُچھل کر خون میرا جا پڑے قاضی کی گردن پر

کسی گل پیرہن کی جامہ زیبی رنگ لائی ہے
گریبان آجکل ٹوٹا ہوا ہے میرے دامن پر

مجاور گر نہین کوئی تو مجکو کچھ نہین پروا
اُتر بیٹھین گے کاندھون کے فرشتے میری مدفن پر

یہ عالم ہے عطش کا وادی گرم محبت مین
کہ چشم خضر بھی رہتی ہے آب تیغ رہزن پر

عجب لذت بھری تلوار سے قاتل نے مارا ہی
مرا خون اُسکے سر پر اُسکا احسان میری گردن پر

نہ سمجھا تھا کہ اِن طوقون مین پھر مجکو پھنساؤ گے
گرو گے چوڑیان ٹھنڈی تم آکر میرے مدفن پر

گلا کٹوا مزے لے لے کے پھر اے دل کہان یہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

کرون گا اسطرح بدنام اِن پردہ نشینون کو
لہو چھڑکون گا اپنا جا کے مین ایک ایک چلمن پر

وبالِ معصیت سے پاک ہین دل صاف ہے جنکا
عذاب میکشی ہوتا نہین شیشے کی گردن پر

عبث ہے دختِ رز پر تہمتِ تر دامنی واعظ
نمازین پڑہتی ہین آ آ کے حورین اُسکے دامن پر

نگاہ یاس نے خنجر کی پرسش پر بھی سبقت کی
چلی اُلٹی چھری مقتول کی قاتل کی گردن پر

مرے ہم لُٹ کے غربت مین رہی لیکن وہی تلخی
خضر نے بھی دیا تو فاتحہ حلوا اسے رہزن پر

تصور ایک دم بھی اُسکی پلکون کا نہین مٹتا
ہمیشہ آنکھ رہتی ہے نظر بازون کی چلمن پر

پھری ای ترک جس سے آنکھ تیری ہو گیا بسمل
قضا کی بھی نظر رہتی ہے ہر دم تیری چتون پر

ترحم غیر کے آگے نہ مجھپر چاہیے تمکو
کہ دل دکھتا ہے میرا چوٹ پڑتی ہی جو دشمن پر

مین جب کہتا ہون اُس سی مجکو تیری شرم نے مارا
تو شوخی سے حیا الزام رکھدیتی ہے چتون پر

چلے تیغ نگہ اغیار پر مین ایڑیان رگڑون
مرے ہوتے تو غضب ہے ہاتھ اُٹھائین آپ دشمن پر

نہین ہین قطرۂ شبنم یہ مستی دیکھکر تیری
گھڑے پانی کے غیرت سے پڑے گلہائے سوسن پر

امیر اُسکی ادا سے ایک عالم کی قضا آئی
پڑھے گا فاتحہ اب کون آکر کسکے مدفن پر

اثر یہ ہے جو دی ہے جان اُسکے روی روشن پر
کہ آنکھین مانگنے آتے ہین اندہی میرے مدفن پر

اندھیر اچھا گیا لے یار ایسا ردے گلشن پر
زبان مار کا عالم نظر آتا ہے سوسن پر

اگر قابل رفو کرنے کے چاک جیب گل ہوتا
تو اشکِ چشم بلبل سے مین رکھتا آب سوزن پر

وہ کشتہ ہین ہمارا خونبہا قاتل سے جو مانگے / اُتر کر سر سے قاتل کے چڑھے خون اُسکی گردن پر

محبت پیشہ عاشق آفتون کو دوست رکھتے ہین / مین اپنے سر پہ لیلیون جو بلا نازل ہو دشمن پر

کرون مین عذر خواہی دل جو کافر کا بھی ہو میلا / جو ٹوٹے ہاتھ سے بت گر پڑون پانو برہمن پر

گلے پر خط بھی میری سخت جانی سے نہین پڑتا / رگڑتا ہون چھری رکھہ رکھکے پھرون اپنی گردن پر

پس مردن مری دیوانگی کیا رنگ لائی ہے / کہ منت ماننے آتی ہین پریان میرے مدفن پر

نکلتی حسرت پابوس کیونکر دل سے بسمل کے / یہ جب تک لوٹ کر پہنچے وہ پہنچا پشت توسن پر

کرے غنچہ اگر اُسکے دہان تنگ سے دعوی / سر اُسکا کاٹ کر رکھدون سنان برگ سوسن پر

نئی صورت کا آکر دیر مین زنار پہنایا / جنیئو کا لگایا ہاتھ اُس بت نے برہمن پر

مین وہ افسردہ دل ہون سرد ہو ہنگامۂ آتش / مری صورت جو کوئی کھینچدے دیوار گلخن پر

نظر اپنی پہنچتی ہے شعاع مہر کی صورت / بھروسا آپ ناحق کرتے ہین پردے کا چلمن پر

اذیت سے نہین ڈرتا ہون مین مظلوم دنیا مین / پھر آتے ہین مرے آنسو مآل کار دشمن پر

اُتر کر اُسنے مقتل مین جو کھینچا میان سے خنجر / قضا میدان سے بھاگی بیٹھکر قاتل کے توسن پر

نگاہ گرم سے اُبھرے ہوے سینے کو جب دیکھا / تو وہ بولے کہ دیکھو آنچ آجائے نہ جوبن پر

امیر انسان کا دل جلنا گوارا کیجیو کیونکر
مرے آنسو نکل آتے ہین اکثر حال گلخن پر

کھلے ہین یان دیدۂ بصیرت وہ برق حسن آئی تو چمک کر / یہ دیکھنے کی نہین ہین آنکھین کہ بند ہو جایئن گی جھپک کر

مرا تو کیا ذکر سائے سے بھی وہ شوخ کہتا ہے یہ جھجک کر / یہ کیا قرینہ ہے بیٹھنے کا ادب سے بیٹھو ذرا سرک کر

یہ ضعف سے اب کہ ہاتھ اپنا کبھی گریبان تک نہ پہنچا / ہزار مشکل سے گر اُٹھایا تو رہگیا راستے مین تھک کر

اُٹھاتے ہو غیر کا جنازہ تو رنگ شوخی کا بھی دکھاؤ / شہاب کے دو نہ اُسپہ چھاپے اُٹھاؤ میرا لہو چھڑک کر

بلا مین وہ پڑ گئے اُٹھا کر نقاب اپنے رخ حسین سے / بلائین لین گیسوؤن نے اتنی کہ رہگئے دونون ہاتھ تھک کر

مین اس ادا کا ہون تیری کشتہ بن اس نزاکت کا تیری بسمل / لگا ہی تلوار جب چمک کر تو کھا گئی بل کمر لچک کر

پھرا ہوا دیکھتی ہین جسدم سیاہ بختون سے رُخ تمہارا
پناہ کرتی ہین حال کیا کیا وہ کاکلین سر پٹک پٹک کر

جب آئی گردش مین چشم ساقی اُڑا دیئے ہوش میکشون کے
نکل پڑے میکدے سے باہر ہزارون میکش بہک بہک کر

جو مین نے آنکھون سے پونچھے آنسو ابل پڑی اور اشک خونین
لہو کی دو بوتلین بھری تھین لگا جو ہاتھ آ رہین ڈہلک کر

جو تیری احسان ہین ضعف پیری مین شکر اُسکا ادا کرون کیا
دعائین دیتی ہے ہڈی ہڈی مری بدن کی چٹک چٹک کر

ہماری مستی تو دیکھ زاہد کہ بتکدے مین شراب اگر پی
ہوئی یہ نشے مین لغزشِ پا حرم مین ہم جا گرے بہک کر

وہ بام پر بار بار آ کر اُڑا تے ہین صبر و ہوش میرے
زمین پہ تڑپا رہی ہے مجکو فلک پہ بجلی چمک چمک کر

مین وہ ہون نازک مزاج بلبل نہین مجھے تابِ نکہتِ گل
دماغ کرتی ہین کیون پریشان چمن مین کلیان چٹک چٹک کر

ہے آرزو پھلنے پھولنے کی تو کہہ تکلف سے شعر خالی
ثمر وہی نخلِ فکر کا ہے امیر جو آگرے ٹپک کر

ردیف راے ثقیلہ

جو دماغ مین میری پہنچگئی بو تو اُلجھکے نہ زلف دوتا سی بگڑ
یہ قصور نسیم و صبا کا سمجھہ جو بگڑ تو نسیم و صبا سی بگڑ

تجھے شمع جمال خدا نے کیا مجھے عہدہ پتنگ کا اُسنے دیا
سرِ بزم بھر دن مین جو گرد ترے نہ خفا ہو نہ شرم و حیا سی بگڑ

وہ ہی کون سی شی جو عزیز نہین سمجھے رحم و ستم مین تمیز نہین
وہی ناز و کرشمہ غضب مین ہے جو بگڑ بھی کبھی تو ادا سی بگڑ

تب عشق مین اور دوا ہو مُخل جو طبیب مرا ہو وہ خود ہو خجل
یہ مزاج کو مشورہ دیتا ہے دل کہ دوا جو تری ہو دوا سی بگڑ

کبھی کعبے مین صرفِ سجود ہو سر کبھی دیر مین جا کی حرم سی ٹھہر
رہے دین مین کفر بھی مدِ نظر نہ صنم سی بگڑ نہ خدا سی بگڑ

مری سر مین جو پائی ہوا اپنی ہوا تو وہ کہتے ہین کیا کہ جو ہس مین آ
تری بخت مین ہی جو بگاڑ لکہا میری گیسو و خط کی بلا سی بگڑ

کوئی سختی ہو کوئی ہو تجھپہ بلا کبھی حرف گلے کا زبان پہ نہ لا
نہین راست طریق سوا کی رضا نہ قدر سی بگڑ نہ قضا سی بگڑ

سگِ یار طفیلی کا کام ہی کیا یہ تو حق ہی ترا یہ تو حق سے ہے ترا
مری ہڈی کو تو ہی ٹہرکانے لگا رُخ ادہر جو کری تو ہما سی بگڑ

جو نگاہون سے یار گرائیگا تو کبھی پھر اسی زندہ نہ پائیگا تو
تری در کا فقیر غریب ہی یہ نہ امیر کی بے سر و پا سے بگڑ

ردیف زاے معجمہ

یون ہے خدا سبز سے رنگ رخ دلدار سبز — کرتی ہے جیسے زمین کو خضر کی رفتار سبز

وضعدارون کا بدلتا ہے کہین دنیا مین رنگ — برسون ٹھہرے ہو نہ آب گوہر شہوار سبز

کیا چمن مین پڑ گیا عکس بتان سبزہ رنگ — خاک سے سبزہ اُگا پہنے ہوے زنار سبز

ہنس کے حق مین یہ قحط آیا بہار آئی نہین — ہو گئے مثل زمرد گوہر شہوار سبز

باغ مین سبزی ہر سبزی ہے جو آئی ہے بہار — خاک پر سبزہ تو کاٹے ہین سر دیوار سبز

میکشو کچھ کم نہین صحن چمن سے میکدہ — سُرخ گل ہین جام شیشے صورت اشجار سبز

چہرۂ شفاف جانان پر ہوا آغاز خط — خوف ہے کر دے نہ اس آئینے کو زنگار سبز

مست تیرے لب کے سبزی سیر کو نکلین اگر — کیون نظر آے نہ پھر بازار کا بازار سبز

مردہ امیدو نہین رونے ہی سے جان آجائیگی — کھیت کر دے گا برس کر ابر دریا بار سبز

سبزہ رنگون نے کیا ہی گھر جو آنکھو نہین امیر
اب دکھائے دیتے ہین سارے در و دیوار سبز

زلفون سے خال رخ ہے مجھے بیشتر عزیز — بہ ریون سے ہے زیادہ یہ زنگی پسر عزیز

جان ایک بھی بچا نہین سکتا ہے نزع مین — کیا فائدہ جو دوست اُدہر ہین ادہر عزیز

رستے مین خط شوق ہمارا نہ گر پڑے — رکھتا زیادہ جان سے اسے نامہ بر عزیز

اہل جہان کو دولت دنیا سے یون ہے انس — جسطرح مور و مار کو شیر و شکر عزیز

ہو خاک جاہلون کو ہمارے سخن کی قدر — پتھر کو لعل ہے نہ صدف کو گہر عزیز

جھوٹون نہ پھر کسی نے کیا یاد ایک دن — کیا ہمکو دفن کر کے ہوے بیخبر عزیز

دل سے زیادہ ہمکو غنیمت ہے داغ دل — بڑھکر کہین جگر سے ہے زخم جگر عزیز

قصد سفر ہے جلد وطن سے امیر کا
کہدو کہ دشمنی پہ نہ باندھین کمر عزیز

ردیف سین مہملہ

نارسا قسمت سے نے کب جانے دیا دلبر کے پاس
گر پڑی دیوار پہنچے بھی جو اُسکے در کے پاس

کس لب و قامت کا کُشتہ تھا کہ مجکو خلد مین
گھر ملا طوبےٰ کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

کیا مری تحریر کی اُس ستمگر نے قدر واہ
ہے لفافہ ڈاٹ شیشے کی تو خط ساغر کے پاس

ذبح ہوکر پیاس کم ہو تشنۂ دیدار کی
اسقدر پانی کہان قاتل ترے خنجر کے پاس

یون عیان ہین ضعف سے پہلو مین میرے اُستخوان
جیسے صفحے پر خطِ مسطر خطِ مسطر کے پاس

دل کو کر دیتی ہے روشن صحبتِ اہلِ کمال
آئینے مین زنگ کب رہتا ہے روشنگر کے پاس

مست آنکھین جلوہ گر اُسکی تہِ ابرو نہین
میفروشون کی دُکانین ہین خدا کے گھر کے پاس

عاشق و معشوق مین مر کر بھی فرقت ٹھہرے
گورِ نوشابہ ہے لازم قبرِ اسکندر کے پاس

شرم آتی ہے مجھے زاہد بتاؤن کیا پتا
شہر مین رہتا ہون مین پیرِ مغان کے گھر کے پاس

آئے کس مُنہ سے وہ تیرے حُسن کے بازار مین
اِک درم ہے داغ کا کھوٹا مہِ انور کے پاس

ہے امیر اپنی دعا آئے مدینے مین اجل
دفن ہون مین روضۂ پُرنورِ پیغمبر کے پاس

یہ چمکا کرین سے چمکے جو چمن مین پرِ طاؤس
یان داغ سے ہر عضو ہے تن مین پرِ طاؤس

کاہیدہ ہون یہ داغِ عزیزان سے پسِ مرگ
مُجھ زار کا مُردہ ہے کفن مین پرِ طاؤس

رُخ سے دلِ پُر داغ مرا زلف مین پہنچا
گُلشن سے گیا اُڑ کے ختن مین پرِ طاؤس

بیوجہ نہین ابرِ بہاری کا یہ رونا
دکھلاتا ہے داغ اپنے چمن مین پرِ طاؤس

نیرنگ ہے کیا روئے نگارین کی صفت کا
گویا ہے زبان اپنے دہن مین پرِ طاؤس

غُربت نے جو کچھ داغ دیے ہین وہ لکھون کیا
بھیجون عوضِ نامہ وطن مین پرِ طاؤس

کیا خوف جو برسات کی راتین ہین اندھیری
داغون سے چراغان ہین چمن مین پرِ طاؤس

سوزِ دلِ پُرداغ سے مین جل کے ہوا خاک
لازم ہے نشانے کو کفن مین پرِ طاؤس

رو رو کے امیر ابرِ بہاری نے دیا غسل

ٹوٹا ہوا پایا جو چمن میں پرِ طاؤس

وان چشم و ابرو ہمنشین اور یہان جگر ہی دل کے پاس
قاتل وہ قاتل کے قرین بسمل ہے یہ بسمل کے پاس

ٹھنڈک پڑی اُس شوخ کا پہلو سے جب پہلو ملا
گویا کسی نے رکھدیا صندل کا پہاہا دل کے پاس

رونے پہ میرے دلربا ہو خندۂ دندان نما
ہوتی محل اسدم نیا تیار ہو ساحل کے پاس

تھا عرش پر جو منتخب گنجینۂ اسرار رب
کچھ دفن کعبے مین ہے اب کچھ ہی وہ میری دل کے پاس

ہوش و خرد و ذہن وذکا ہون نزع مین کیونکر بجا
ہوجاتے ہین ساتھی جدا آتے ہین جب منزل کے پاس

آئینہ ہے پیشِ نظر عبرت سے دیکھا اے بخبر
بزمِ خموشان بھی اُدہر ہی عیش کی محفل کے پاس

کیون بسملون کو بھا گئی لاکھون گلے کٹوا گئی
یا رب کہان سے آگئی چھُونکی چھری قاتل کے پاس

مجنون تامّل کی ہے جا دہو کے کا ہے یہ قافلا
شبہے مین لیلی کے نہ جا ہر صاحب محمل کے پاس

کانٹے چبھے ہر گام پر چھالے پڑے کانپا جگر
منزل کی کڑیان جھیل کر پہنچے ہین ہم منزل کے پاس

راہ عدم کی سیر سے کب رنج اُٹھائے خیر سے
پُہنچے ہین پائے غیر سے سوتے ہوئے منزل کے پاس

گھبرا نہ قیسِ ناتوان لیلی خود آے گی یہان
اُلجھے گا ناحق ساربان جاتا ہی کیون محمل کے پاس

ساقی کو حیرت ہوگئی مطرب کو وحشت ہوگئی
برباد صحبت ہوگئی پہنچا جو مین محفل کے پاس

جائے گا جب سوی جنان حورونکو دیگا ارمغان
زخمون کی ہین جو بدہیان قاتل تری بسمل کے پاس

ہوتی امیر انجام پر کچھ بھی اگر اُنکو نظر
آنکھون سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کے پاس

ٹھہرا گیا کب تیر سی ای ترک میری دل کے پاس
خنجر بھی تڑپا دیر تک آیا جو مجھ بسمل کے پاس

گردش جو ہو تقدیر مین کچھ سعی کام آتی نہین
منزل کچھ آگے بڑھ گئی پُہنچا جو مین منزل کے پاس

تاثیرِ الفت دیکھنا جب قیس نے فریاد کی
گھبرا کے لیلی بول اُٹھی یہ کون ہے محمل کے پاس

زاہد تو کیا شیخ حرم آ آ کے چلّے کھینچتا
ملتی جو تھوڑی سی جگہ میخوارون کی محفل کے پاس

دولہا بنایا ہے اُسے کیا تیری تیغِ ناز نے
بیٹھی ہین شرمائی ہوئی حورین ترے بسمل کے پاس

گر تو ہی رحم اب اے قضا تڑپے یہ بیکس تا کجا
قاتل خفا خنجر کھنچا کوئی نہیں بسمل کے پاس

جب قیس غش کھا کر گرا لیلی نے رو رو کر کہا
اے ناتوان مجنون مری آیا تھا کیون محمل کے پاس

وہ ناقبول خلق ہے غربت مین دیوانہ ترا
منزل کہے چل دور ہو جائے اگر منزل کے پاس

جسکی طرف کی اک نظر دو ٹکڑے تھا اُسکا جگر
کیا برق دم چلتی ہوئی شمشیر ہی قاتل کے پاس

اِس کشمکش مین نزع کی کب تک رہون مین سخت جان
اے اضطراب دِل ذرا تو دوڑ جا قاتل کے پاس

مین نے کہا بیکس ہون مین بوسے نہین دینے ہو دم
حسرت تمہاری ہے ابھی باقی تمہارے دل کے پاس

تیر نگاہ ناز نے تاکا کبھی دل کو اگر
جان امیر ناتوان پہنچی تڑپ کر دل کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو لپٹ بھی جائے وہ گلبدن تو نہون مین ہجر کے ڈر سے خوش
وہ کلیم تھے ہوے طور پر جو نمود برق شجر سے خوش

نہ پتنگ والہ شمع ہون کہ وہ خوش ہی شام سے صبح تک
نہ مین ذرہ طالب مہر ہون کہ وہ شام تک ہی سحر سے خوش

کبھی خط وطن کو رقم کرون تو صبا کو بھی یہ گلہ لکھون
کبھی تو نے بھی نہ کیا مجھے مری دوستون کی خبر سے خوش

نہ اُڑون گا گلشن دہر مین نہ پھنسون گا آفت دام مین
مین وہ مُرغ بے پر و بال ہون جو ہی اپنی ریزش پر سے خوش

کسی دن جو خواہش دختر رز کسی میفروش سے مین نے کی
مجھے تاکنے لگی محتسب کہ یہ بادہ خوار ہی گھر سے خوش

نہ زمین سے مجکو رفاہ ہی نہ فلک سے مجکو پناہ ہے
یہ ہے فتنہ زادہ ہی حیلہ گر نہ ادہر سے خوش نہ ادہر سے خوش

یہ مصاحبت کا سرور ہی کہ سزا ابھی پاینکا غم نہین
جو لٹک کے دوش سے خوش کمان تو ہی تیغ بند ہکے کمر سے خوش

مجھے کب ہی پاس دل و جگر غرض اوس پری کی رضا سے ہے
جو وہ دل سے خوش تو مین دل سے خوش وہ جگر سے خوش تو جگر سے خوش

عجب انقلاب زمانہ ہی کہ ہے اقربا مین بھی تفرقہ
نہ پدر ہی کوئی پسر سے خوش نہ پسر ہی کوئی پدر سے خوش

ہوئی سرد آگ جحیم کی وہ سیاہکار مین رند ہون
کہ تمام مردم حشر مین مری ایک دامن تر سے خوش ہے

کہو کس صنم پہ نظر پڑی کہو کس حسین نے کیا کرم
بہت اے امیر وطن کو تم جو پھرے ہو ابکی سفر سے خوش

کٹ بھی چکے کہین کہ ہے یان سر وبالِ دوش
قاتل کو بھی ہے تیغِ دو پیکر وبال دوش

اے تیغ یار جلد سبکدوش کر کہین
ناطاقتی سے ہے مجھے اب سر وبال دوش

نازک جو لوگ ہین کہین اُٹھتا ہی اُن سے بوجھ
ہو کیون وہان نہ زلفِ معنبر وبالِ دوش

پی جاؤن ایک سانس مین دے مجکو میفروش
کب تک سبو سے بادۂ احمر وبال دوش

تنکا سا بعدِ مرگ جو ہوا اپنا جسمِ زار
یارون کو پھر جنازہ ہو کیونکر وبال دوش

ساقی مجھی کو دے مین سر آنکھون پہ لون اُسے
ایسی اگر ہے تاک کی دُختر وبالِ دوش

ہنگامِ شب جو پھینک گیا میری قبر پر
شاید تھی ماہتاب کو چادر وبالِ دوش

کب تک اُٹھاؤن بوجھ فرشتون کا ای امیر
ہے ابتدا سے سن سے یہ لنگر وبال دوش

ردیف صاد مہملہ

آبرو کھوتی ہے پھر بھی رکھتی ہے ناکام حرص
دشمنِ عزت ہے جسکا ہے جہان مین نام حرص

شدتِ اندوہ انسان کو بُھلا دیتی ہے بھوک
خاک دانے کی کرین مُرغان زیرِ دام حرص

صاحبِ حاجت رہین امیدوارِ انقلاب
ہین غنی ہمکو نہین اے گردشِ ایام حرص

جانتے ہین اور بھی دُنیا مین کچھ اہلِ طمع
رات سے دن تک تمنا صبح سے تا شام حرص

آرزو شیشے کو ہے آئے وہ تیری بزم مین
بوسے لب کا ترے رکھتا یہی ہے جام حرص

عاقبت تجکو دہانِ گور نے لقمہ کیا
وہ کبابِ گور کی اب کیا ہوی بہرام حرص

حرص سے خالی ہین خاص و عام کمتر ای امیر
خاص استغنا سرا ے دہر مین ہے عام حرص

ردیف ضاد معجمہ

کیون نہ کہیے ہین مہ و مہر سے بڑھکر عارض
وہ کم و بیش جہان مین ہین برابر عارض

حُسن کہتا ہے سرِ بزم ہو جلوے کا ظہور
آنکھین لڑ سکتی ہین اب کسکی کہ نکلا خط سبز
دہر مین جلوہ گہِ مہر ہے ہر ایک مکان
دیکھیے جسکو وہ ہے حُسن مین یکتاے جہان
اُسکو دیکھا تو کیا ہمنے تماشاے چمن
غل ہوا شہر مین خورشید گہن مین آیا
بجھ رآئینہ تو ہے وجہ صفا خاکستر

شرم کہتی ہے نہ پردے ہی ہو باہر عارض
لیکے آیا ہے یہ سادات کا لشکر عارض
میرے دل مین مری آنکھون مین کری گہر عارض
لب دہن چشم مژہ زلف معنبر عارض
زُلف سنبل ہے دہن غنچہ پر گُلِ تر عارض
چھپ گیا جب تہِ گیسوے معنبر عارض
کیون مرے گرد نظر سے ہے مکدّر عارض

آج ہے ہجر تو ہو جاے گا کل وصل امیر
ایسے انسان کو مرض ہوتے ہین اکثر عارض

ہمکو وزیر سے نہ کسی شاہ سے غرض
جلوہ پسند آپ کا عاشق ہون آپ کا
اُٹھوائیے نہ میرے جنازے کو دہوم سے
یہ لوجہ اُنکے سر پہ ہے ہین جو اغنیا
کیون مومنون کی جانب مہدی نہو رجوع
روزینہ ہے جو بوسون کا جاری رہے مدام
اے سامعین ہین شعر مرے دل کا مرثیہ

اللہ کے فقیر ہین اللہ سے غرض
خورشید سے غرض نہ مجھے ماہ سے غرض
مرنے کے بعد کیا حشم و جاہ سے غرض
کیا مجھ گدا کو خیمہ و خرگاہ سے غرض
سارے براتیون کو ہے نوشاہ سے غرض
کچھ ہو نہ ہو ہمین تو ہے تنخواہ سے غرض
کرتے ہو واہ کیا ہے مجھے آہ سے غرض

گردش امیر کوچہ بہ کوچہ ہے اسلیے
نکلے کسی طریق کسی راہ سے غرض

ہوتا ہے روز مجھکو جو عارض نیا مرض
اِسکو غمِ وصال ہے اُسکو تپِ فراق
جھنجھلا کے بوسے اُن سے جو لیتا ہین بار بار

اللہ کیا ہے میرے مرض کی دوا مرض
دل کو جدا مرض ہے جگر کو جدا مرض
پیدا ہوا ہے آج یہ تمکو نیا مرض

ردیف ظاے معجمہ

آنا ہو میکدے مین تو دن کو آئے واعظ
دروازہ کون کھولے شب کو پرائے واعظ

ساقی وہ رند ہون مین گردُردتہ نشین ہو
غوطہ لگاکے مجکو خود ڈہونڈلائے واعظ

کیا فرق نیک و بد مین رحمت ہے عام اُسکی
رندون کا بھی وہی ہے جو ہی خدائے واعظ

فردوس میکدہ ہے میکش بلا رہے ہین
اب بھی اگر نہ آئے دوزخ مین جائے واعظ

کچھ وعظ سے نہین کم ہمکو صدائے کوکو
کسریٰ کے طاق پر ہے قمری بجائے واعظ

پہلے اُسی سے ہونگے سارے سوالِ محشر
خود بھی ڈرے نہ تنہا ہمکو ڈرائے واعظ

مجلس مین وعظ کے ہین کچھ رند آج وارد
تاکی ہے مفلسون نے شاید ردائے واعظ

وہ رند ہون کہ گاڑون پیرِ مغان کا جھنڈا
عمامہ کرکے پرزے لیکر عصائے واعظ

اِس کان جب مین سنکر اُس کان وعظ اُڑادون
بے پر کی میرے آگے پھر کیا اُڑائے واعظ

بیٹھے ہین صبر کرکے میخوار میکدون مین
محشر یہ اُٹھ رہے ہین ہنگامہ ہائے واعظ

دیتے ہین بادہ کش کب پرہیزگار جو ہون
بھاری عمامہ رکھکر اُنکو دبائے واعظ

کہتا ہے میکدے کا رستہ ہے راہ دوزخ
چلتا ہے چال اُلٹی ٹھوکر نہ کھائے واعظ

مین رند پارسا وہ ضد ہو گئی ہے باہم
سیدہی کہون تو اُلٹی مجکو سنائے واعظ

خم مین ہو قید چندے یہ صورتِ فلاطون
تجویز کی یہ مین نے ساقی سزائے واعظ

آخر مین آدمی ہون بادام کچھ نہین ہون
بک بک کے مغز میرا کہدو نہ کھائے واعظ

کانون مین بھر گئی ہے مینائے مے کی قلقل
ہم بادہ کش سُنین اب کیونکر صدائے واعظ

مسجد مین رند بھی ہین اربابِ زہد بھی ہین
دیکھین امیرؔ آئے کس پر بلائے واعظ

ردیف عین مہملہ

میری طرح جہان مین ہے گرم شتاب شمع
ہر بزم مین لگن سے ہے پا در رکاب شمع

آیا ہے وہ مسیح مین بیخود ہون ہمدمو
مجکو نہین تمیز بڑہا یا گھٹا مرض

ہر وقت اوڑہنا ہی بچھونا ہے شاعری
سچ ہے امیر تمکو ہوا یہ بُرا مرض

ردیف طاے مہملہ

پڑہا جاتا نہین اے دلربا خط
جزاک اللہ لکھا ہے نیا خط

اثر تھا یہ مری اُفتادگی کا
کمر سے نامہ بر کی گر گیا خط

کہا قاصد سے میرے کہو کے نامہ
یہ کہدے جا کے لکھین دوسرا خط

نشان ملتا نہین اُنکے مکان کا
لیے پھرتا ہے قاصد جابجا خط

لگائی تیغ پر اُس ترک نے تیغ
نہ مطلق سخت جانی سے پڑا خط

تمہارا کون ہے غیرون کی ہے ڈاک
امیر اُسکو سمجھکر بھیجنا خط

ہے روے کتابی پر کیا خوب تمہارا خط
کچھ سات خطون سے بھی ہے بڑہکے یہ پیارا خط

بھیجا جو کبھی ہمنے دیکھا بھی نہ سارا خط
عینک کی طرح اُسنے نظرون سے اُتارا خط

اک نامہ جو لکھا تھا اب تک نہ جواب آیا
کس مُنہ سے لکھون اُسکو قاصد مین دوبارا خط

قسمت کا لکھا دیکھو بھیجا بھی اگر قاصد
اِک حرف نہ سمجھے وہ گو پڑہ گئے سارا خط

لیجاے گا تربت مین وہ زیرِ کفن رکھکر
جنت کا قبالہ ہے عاشق کو تمہارا خط

احباب دمِ آخر لیسین سناتے ہین
جی جاؤن جو اسدم بھی آجاے تمہارا خط

آؤن گا قفس سے مین خود اُڑکے سوے گلشن
صیاد کو لکہتا ہے ناحق چمن آرا خط

یان مشق رہی برسون اِکدن نہ کہا اُسنے
لکھوائین گے کچھ ہم بھی دیکھین تو تمہارا خط

اندھا ہون جو وہ خط ہو نظرون سے امیر اوجھل
جس روز سے آیا ہے آنکھون کا ہے تارا خط

دل مین کرے خیال جو اُس گلعذار کا
آنکھون سے جاے اشک بہاے گلاب شمع

کیا بات تیرے ساغر و مینا کی ساقیا
ہمشکل یہ چراغ ہے وہ لاجواب شمع

پردے مین نور اُس رُخ روشن کا کیا چھپے
فانوس کے حجاب مین ہے بے نقاب شمع

جلکر ابھی تو گرمی عارض سے ہو گی خاک
آے ترے حضور جو کہتی ہے تاب شمع

روشن ہے اسپہ خاتمہ محفل کا صبح تک
یہ وجہ ہے کہ رکھتی ہے چشم پر آب شمع

موزون کیا ہے کیا کسی بوٹے سے قد کا وصف
ہے مصرعِ بلند ترا انتخاب شمع

لاے کہان سے اُس رُخ روشن کی آب و تاب
بیجا نہین جو شرم سے ہے آب آب شمع

یون گُل ہے روبرو ترے عارض کی بے فروغ
جیسے حضورِ قمقمۂ آفتاب شمع

ہے فاتحے کا قصد اُنہین چھپکے رات کو
آے نہ میری قبر پہ خانہ خراب شمع

درکار ہو اگر تری محفل کو روشنی
فانوس آسمان سے بنے ماہتاب شمع

پروانون کو جلانے کا انجام ہے بُرا
لیتی ہے اپنے سر پہ عبث یہ عذاب شمع

واقف نہین ہے اپنا سیہ خانہ نور سے
معدوم ہے امیر ہماری حساب شمع

ممکن نہین کہ رُخ سے ترے ہو دوچار شمع
چہرے کی آب و تاب دکھاے ہزار شمع

کیون صبح تک ہے شام سے شب زندہ دار شمع
ہے کسکے شوق مین ہمہ تن انتظار شمع

آتی ہے اُسکے کوچۂ گیسو سے کیا ہوا
بُجھ جاتی ہے یہ بزم مین کیون بار بار شمع

ہر شب کو ناحق آنے مین کرتی ہے عذر لنگ
کیا جانتی نہین ہے ہمارا مزار شمع

قصہ جو سوز دل کا سنا مجھ سے شام کو
تا وقت صبح شب کو رہی اشکبار شمع

ہے باعث شگفتگیِ بزم روے زرد
دکھلاتی ہے خزان مین بھی رنگِ بہار شمع

آے سیاہ خانے مین میرے تو خوف سے
جلدے ہوا کے گھوڑے پہ ہوکر سوار شمع

دولت وہ کون ہے نہین جسکی کسی کو تاک
ہے ساتھ چور بھی ہے اگر تاجدار شمع

مشتاقِ مرگ ہین شبِ فرقت مین آپ ہم
ناحق دکھا رہی ہے زبان مثلِ مار شمع

پروانون کی ہین لاشین لگن مین پڑی ہوی
رو رو کے کیون نہ دل کا نکالے بخار شمع

آیا نہین جو بزم مین اب تک وہ سرو قد
پروانے کی نظر مین ہے مانندِ دار شمع

اُس شمع رو کے وصف جو کچھ بھی رقم کرے
بنجاے صاف کلکِ وقائع نگار شمع

ممکن نہین کہ سر نہو گلگیر سے قلم
فانوس کو امیر نہ سمجھے حصارِ شمع

ردیف غین معجمہ

کر رہا ہے خوب تقلیدِ رُخ و کاکل چراغ
ہو کے گل کرتا ہے پیدا دودِ سنبل چراغ

کیون نہ مٹ جاے شبِ وصلت ہمارا داغِ دل
کوئی جل سکتا ہے پیشِ افعیِ کاکل چراغ

شب کو آندھی چل گئی ایسی ہماری آہ کی
ہو گئے خاموش سارے شہر کے بالکل چراغ

ہو غلافون سے اگر تاریک ہے کُنجِ قفس
داغِ دل کا ساتھ اپنے لائی ہے بلبل چراغ

منحصر داغِ محبت پر ہے دل کی روشنی
کیون نہ گھر تاریک ہو جاے اگر ہو گُل چراغ

میکشون کو وقتِ شب کیا روشنی کی احتیاج
شیشۂ مے شمعِ روشن ہے تو جامِ مُل چراغ

کیا عجب عشاق مین بھی ہو جو باہم لاگ ڈانٹ
گُل کو لے بھاگین پتنگے لے اُڑے بلبل چراغ

جب تلک روشن تھا پروانون کا اک انبوہ تھا
بلبلین تربت پر آئین ہو گیا جب گل چراغ

شب کو آمد کسکی دریا پر ہوی جو اے امیر
ناخداون نے کئے روشن کنارِ پُل چراغ

کیا شبِ تاریک فرقت مین جلائین ہم چراغ
گُل کرے چلکر ہوا اے آہ جب پیہم چراغ

داغِ حسرت ہے ترے غمناک کے سینے مین یون
جسطرح کوئی جلاتا ہے شبِ ماتم چراغ

پاے گا میرے سیہ خانے مین آکر کیا فروغ
کرمکِ شبتاب سے بھی نور مین ہے کم چراغ

عہدِ پیری مین کرین کیا زیست پر ہم اعتماد
ہو چکی ہے صبح اب ہے اور کوئی دم چراغ

ہو تمہیں ایسے کہ ہمپر مہربان ہوتے نہین
ہمدم بلبل ہے گل پروانے کا محرم چراغ

بے ثباتی بزم عالم کی نظر آتی ہے صاف
ہے نگاہِ چشم آخر بین مین جام جم چراغ

مر کے بھی محتاج ہوتا ہے کسی کا کب سخی
گورِ حاتم پر ہے نام روشن حاتم چراغ

ہین مریض عشق عارض کی وہی بیتابیان
لاکھ کرتا ہے دعا سے نور پڑہکر دم چراغ

میرے آگے جتنے شاعر ہین وہ ٹھنڈے ہین امیر
کیا جلے تارون کا پیشِ نیرِ اعظم چراغ

کھاسے یہ الفتِ بُت غنچہ دہن مین داغ
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

گریان وہ ہون کہ کچھ نہین پروا ہے بعد مرگ
دہو دیگی چشم تر جو لگے گا کفن مین داغ

اے ترک دیکھ تو کوئی گولی سے اُڑ نہ جائے
بندوق اسطرح نہ بھری انجمن مین داغ

کافور لے کے صبح غریبی سے بھیجدون
ہے میرے ہجر کے دلِ اہلِ وطن مین داغ

سُنیے مری نہ دیجیے بوسہ رقیب کو
ایسا نہو لگے کہین سیب ذقن مین داغ

دیکھا ہے جب سے باغ مین گورا بدن ترا
لالے کیطرح ہے جگرِ یاسمن مین داغ

مشق سجود حق مین بھی دشمن کو رشک ہے
ہے شیخ کی جبین کا دلِ برہمن مین داغ

ظاہر مین اور رنگ ہے باطن مین اور رنگ
بوٹے قبا مین ہین تو ہمارے بدن مین داغ

دیکھ آئے لالہ زار کو ہم جا کے کوہ پر
ایک ایک کا جگر ہے غمِ کوہکن مین داغ

جب سے سُنا امیر کہ ہین داغ دردمند
لاکھون پڑے ہین سینۂ اہلِ سخن مین داغ

ردیف فا

دوڑا دل اُسکی زُلف سیہ فام کی طرف
یہ صید آپ کھینچکے گیا دام کی طرف

دل دیجیے تو ڈھونڈ کے معشوق باوفا
آغاز مین نظر رہے انجام کی طرف

درپیش ہے وطن سے سفر چھوٹتا ہے گھر
حسرت سے دیکھتا ہون در و بام کی طرف

ساقی یہ ہجرِ یار مین دل سے کیا ہی عہد | دیکھون نہ آنکھ اُٹھا کے مَی و جام کی طرف
وہ بدنصیب ہون جو شکایت کرون کبھی | تقدیر پوسے لگے گردشِ ایام کی طرف
دھیان آگیا کہ باغ کو بھی دیکھتا چلون | آیا تھا ایک سروِ گُل اندام کی طرف
اُس آنکھ کے جو دیکھنے والے ہین باغبان | کب دیکھتے ہین نرگس و بادام کی طرف

اپنے امیرِ مست کا کیا پوچھتے ہو حال
جامی کی قبر پر وہ گیا جام کی طرف

ہے چھلاوا اُس پری پیکر کے بل کھانے سے زلف | آتی ہے قبضے مین کسکے ہاتھ دوڑانے سے زلف
گیا اُلجھنے پر تلی ہی اپنے بیگانے سے زلف | ہے بڑی کج بحث سیدھی ہو تو ہو شانے سے زلف
حق اُسی کا ہے سلاسل پاس حق ہی فرض عین | ہی یہ حق پوشی چھپاتے ہو جو دیوانے سے زلف
سو بلائین ہونگی نازل ایک سے اب تک بلا | کھو لیے باہر نکلکر آئینہ خانے سے زلف
تھی شبِ دیجور افشان سے شبِ مہتاب ہے | کیسی اے مشاطہ چمکی تیرے چمکانے سے زلف
اب ٹھہرتا ہون کہین مسجد مین مین وحشی مزاج | دخترِ رز نے دکھائی مجکو میخانے سے زلف
ہٹ سرک اے شانہ آنے دے دلِ صد چاک کو | غیر ممکن ہے کہ سلجھے تیرے سلجھانے سے زلف
طور آرایش کا کیا جانین ابھی کم سن ہین وہ | رُخ ہے آئینے سے غافل بیخبر شانے سے زلف
چشم بد دور اُن کا ہر انداز ہے سب سے جدا | حُسن مین اک بانکپن ہی کم نہین بانے سے زلف
دیکھیے اہلِ عدم پر اب ہو نازل کیا بلا | شانہ کیسا تا کمر پہنچی ہے لٹکانے سے زلف
آدمی کیا اب تو کرتی ہے فرشتون کو بھی مست | موج آئی کیا کہ چھلکی اپنے پیمانے سے زلف
اے دلِ صد چاک شانہ بنکے جا پر یاد رکھ | ہے مزاج اُلٹا اُلجھ پڑتی ہے سلجھانے سی زلف

دردِ دل کہنے کو جاؤ تم تو سمجھے ہو امیر
پر نہ ہاتھ آئیگی افسون سے نہ افسانے سے زلف

عارض ترے اے گلبدن ایک اِسطرف ایک اُسطرف | گویا کھلے ہین دو چمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

پڑتا ہے اُن پلکون سے رن ایک اسطرف ایک اُسطرف
دو پلٹنین ہین صف شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

مردہ جو ہین زیر زمین زندہ ہین بالاے زمین
آراستہ ہی انجمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

تو بزم مین جلوہ نما عکس آئینے مین ہی ترا
بیٹھے ہین دو غنچہ دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

وہ قامت و گیسو نہین تشبیہ ہے یہ دلنشین
ہے دار سے لٹکی رسن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

پیری مین ای زاہد نہین یہ تیرے گیسوے سفید
ہین دوش پر یہ دو کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

کیونکر بچے گی دل کی جان آنکھون سی اُس سفاک کی
ہین تاک مین دو راہزن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہین بیچ مین وہ جلوہ گر مین ہون اِدہر اور غیر اُدہر
اِک بُت ہی اور دو برہمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ترکان چشم اُس شوخ کے ابرو کی تلوارین لیے
دکھلا رہے ہین بانکپن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

جلتا ہے الفت سی جو دل پھکتا ہے فرقت سے جگر
آفت ہین وہ داغ کہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

افلاس و دولت دونون سے دُنیا مین ہوتا ہی ضرر
اِس سامنے ہین دو دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ظاہر گل و بلبل سے ہی نیرنگ گلزار جہان
یہ نوحہ گر وہ خندہ زن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہین آفتین دل پر کئی چین جبین پر بھی تری
طُرّہ ہی زلف پرشکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

خالی مصیبت سے نہین انسان کو ہستی و عدم
ہین منزلین دو کٹھن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

یہ جو رنگ ہو کیونکر نہ دل آنکھون بھوون کو دیکھکر
آفت ہین دونون تیغ زن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

آدہی سفید آدہی سیہ ہر اک یہ وحشت کی نگہ
آنکھین ہین دو ابلق ہرن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

بازو پر گرا سکے بند ہین ہو جائین جوش حسن سے
اِک کے چمک مین نورتن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

کیا کاتب اعمال سے پوچھون کہ تم لکھتے ہو کیا
کاندہو نپہ ہین دو بیدہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

دل سے جگر سے عشق مین کاٹے سی غم کٹتا نہین
اک کوہ ہی دو کوہکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

کیا دن تھے دہلی لکھنؤ تھے میر و مرزا سے چمن
یہ دونون تھے یکتاے فن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہین زیر و بالا تیرے لب جان بخشیون مین منتخب
دو ہین مسیحا معجزن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

تلوار اُدہر پھیرے ہی منہ بسمل اِدہر پھیرے ہی رُخ
روٹھے ہین یہ دو دلہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

چور نگ ابرو سے جگر و دل بسمل تیغ نظر
گویا ہین دو گلگون کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

رخسار نازک ہین تو ہون آج ایک مانون گا نہ مین
دو بوسے لونگا جان مین ایک اِسطرف ایک اُسطرف

شیخین دامانِ عبا تھامے ہوئے ہین حشر مین
ہین بیچ مین شاہِ زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

زلفین امیر اُس حور کی ہین چہرۂ پُرنور پر
اِک چاند ہے اور دو گہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

قہر ہے مژگانِ چشمِ جادوئے دلبر کی صف
ایک جنبش مین اُلٹ دیتی ہے یہ لشکر کی صف

دیکھنے آیا جو وہ سفاک روزِ بازپرس
گردنین جھک جھک گئین کچھ کچھ گئی محشر کی صف

رند میخانے کے کیا بیباک ہین طرار ہین
دخل اگر پائین تو لیجائین خدا کے گھر کی صف

ناگہان چمکی جو مثلِ برق وہ تیغ جمال
کیا تہ و بالا ہوئی مژگانِ چشمِ تر کی صف

ہے صدف کہنا بجا اُسکے دہانِ تنگ کو
سمجھے ہین جسکو صفِ دندان وہ ہی گوہر کی صف

ہون وہ دیوانہ جو مسجد مین گیا وقتِ نماز
ڈر گئے سب لوگ اندر ہو گئی باہر کی صف

کیا خرامِ ناز ہے نکلے جو وہ دامن کشان
زلزلہ آیا تہ و بالا ہوئی محشر کی صف

کیا زمانہ ہے ہوئے مقتول خاصانِ خدا
مسجدِ کوفہ مین بچھی ماتمِ حیدرؑ کی صف

مسجدِ اقصےٰ مین ختم الانبیا تھے پیش امام
پیچھے اُن کے مرسلانِ خالقِ اکبر کی صف

مومنون کو کیا رہے اندیشۂ یاجوجِ کفر
سدِ اسکندر رہی اسلام کے لشکر کی صف

شعر ہین ہر صفحۂ دیوان پہ میرے یون امیر
جسطرح گلزار مین اشجارِ بارآور کی صف

ردیف قاف

کتنی ہو دور قطع ہے دم بھر مین راہِ شوق
صرصر کے پاؤن رکھتی ہے اپنی نگاہِ شوق

طوفانِ غم مین دل کی خدا ہی مدد کرے
مضطر ہے ناخدا ہے جہازِ تباہ شوق

شیدا ہون اُسکے چہرے کا عاشق ہون زلف کا
سب ہے مری نظر مین سپید و سیاہ شوق

تم پاک ہو ڈرو نہ قیامت کے روز سے
اے چشم و دل ہے جرم تمنا گناہِ شوق

ہے سیرِ باغِ حسن کا طالب ہمیشہ دل
اُگتی ہے اِس زمین سے مردم گیاہِ شوق

آمد ہے قصرِ دل مین یہ کس شاہِ حُسن کی
پردے ہماری آنکھون کے ہین فرش راہِ شوق

چلتی ہے تیغ معرکۂ حسن مین تو کیا
رکھا ادبڑھکے پاون زرا اے نگاہِ شوق

بوڑھا بنا دیا ہے ترے رُعبِ حسن نے
ہے دستِ رعشہ دار ہماری نگاہِ شوق

نکلے نہالِ حسن مین سب پتّے ہرے ہرے
برسایا جھوم جھوم کے ابرِ سیاہِ شوق

پروا ہے کیا نقاب جو اُس رُخ کی ہو سپر
توڑے گی تیر بنکے ہماری نگاہِ شوق

جتنا اُدھر کھنچا تری چوٹی کا فتح پیچ
بڑھتی گئی اِدھر بھی شکستِ کلاہِ شوق

مثل کمند لای حسینون کو کھینچکر
نکلی امیر منہ سے ہمارے جو آہِ شوق

زندہ یارب ہون جو مردہ ہین یہ آوارۂ عشق
پھونکدے صور کہین شورشِ نقارۂ عشق

دل بھی میرا مری مانند ہے آوارۂ عشق
آسمان عشق کا مین ہون تو یہ سیارۂ عشق

گردنِ چرخ جھکے بوجھ سے جب مثلِ ہلال
کیا اُٹھے پھر کسی مزدور سے پشتارۂ عشق

سروآزاد یہ چھوٹے ہوے بندی ہین وہی
عاشقِ قد نے دیا تھا کبھی کفارۂ عشق

بھٹکے ایمن مین گئے حضرتِ موسیٰ سرِ طور
کیون نہ منزل پہ وہ پہنچین جو ہون آوارۂ عشق

ہے یہ مطلب دلِ صد چاک کا پیشِ رُخِ یار
اِسی قرآن مین ملجاے یہ سیپارۂ عشق

برق کو مین علمِ شوق کا پرچم سمجھا
رعد پر صحب کو ہوا شبہۂ نقارۂ عشق

قدِ آدم عوضِ آب اُچھلتا ہے لہو
حلقِ بسمل ہے جسے کہتے ہین فوارۂ عشق

نور تارون مین جواہر مین چمک پھولون مین رنگ
لاکھ آئینون مین ہے پرتوِ رخسارۂ عشق

کچھ بھی ہوتا جو زمانے مین محبت کا رواج
حسن کرتا نگہِ شوق سے نظارۂ عشق

ہمنے اخفا یہ کیا رازِ محبّت کو امیر

مرتے مرتے نہ اُٹھا پردۂ رخسارۂ عشق

غم سے بجا ہین بیتابِ عاشق | آتش سے ہے فرقت سیماب عاشق
خرمن کا میرے اَب کیا ٹھکانا | بجلی سے ہے شیدا سیلاب عاشق
قسمت کی گردش جاتی ہے کوئی | دریا سے ہے اُلفت گرداب عاشق
وہ گُل ہے پیاسا میرے لہو کا | سرخاب پر سے ہے سرخاب عاشق
انسان کیسے جیے رہ پہ تیرے سر | ہے مہر قربان مہتاب عاشق
معشوق و عاشق کیونکر جدا ہون | قاتل سے ہے اِن پر خود ڈاب عاشق

دور آسے ایسا کوئی **امیر** اب
احباب پر ہون احباب عاشق

ردیف کاف تازی

وصل حاصل ہے مگر ہی غمِ ہجران ابتک | جمع سامان ہے پر دل ہے پریشان ابتک
تھک چکے پر ہے سرِ سیر بیابان ابتک | وہی کانٹے ہین وہی گوشۂ دامان ابتک
تیغ اُس ترک نے گو کھول کے رکھدی ہی مگر | رُعب باندھے ہوے ہی شہر مین میدان ابتک
قید سے دشت مین آے ہوے مدت گزری | شوق مین میرے کھلا ہے درِ زندان ابتک
پیری آئی ہوے سب موے سیہ سر پہ سپید | صبح ہوتی نہین لیکن شبِ ہجران ابتک
دل جگر سینۂ و سر سب ہوے چھلنی لیکن | تیر پر تیر لگاتی ہے وہ مژگان ابتک
کتنے بدبخت تھے جو چھوڑ گئے رسمِ ستم | مر چکے پھر بھی لکھے جاتے ہین عصیان ابتک
عمر گزری ہے کہ ہون منتظرِ روزِ وصال | نہین آتا ہے وہ اے گردشِ دوران ابتک
کیا رفوگر کی ندامت کی ہے اُسکو بھی خبر | ہنس رہا ہے جو مرا چاکِ گریبان ابتک
عمر گزری ہے الٰہی اجل آتی ہے نہ یار | کوئی مشکل مری ہوتی نہین آسان ابتک

شعرا اُٹھ گئے دنیا سے مگر دیکھ **امیر**

اچھے شعروں کا زمانہ ہے ثنا خوان ابتک

عشق میں ہیں لب خشک و مژہ تر تر و خشک
اپنے قبضے میں بھی ہی مثل سکندر تر و خشک

ساقیا ہمکو مے ناب ملے خواہ کباب
نوش کرتے ہیں جو دیتا ہے مقدر تر و خشک

قطع رہ کرتا ہے دریا میں بھی صحرا کی طرح
سالک راہ خدا کو ہے برابر تر و خشک

خشکی زاہد و تردامنی رند کا حال
پوچھ لو ہم سے کہ دیکھا ہے سراسر تر و خشک

اغنیا نعمت الوان پہ کریں ناز امیر
شاعر تک ہمکو بھی ہوتا ہے میسر تر و خشک

نہیں ممکن رسائی لامکان تک
نشان کسطرح پہنچے بے نشان تک

تری سفاکیاں پہنچیں یہان تک
کہ ڈرتی ہے حیات جاودان تک

کروں ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

پہنچ جائے اگر مجھ سخت جان تک
تو مانگے موت مرگ ناگہان تک

مین ہون وہ ناتوان جب آہ کھینچی
تو ٹھہری سو جگہ دل سے زبان تک

کڑی ہے اسقدر منزل عدم کی
کہ مر مر کر پہنچتے ہین وہان تک

بہار آخر ہے اور مین بے پر و بال
قفس سے اڑ کے بیٹھے آشیان تک

مین ہون اس انجمن مین شمع تصویر
کہ سوز دل نہین آتا زبان تک

ہزارون حسرتون کا ہو گیا خون
کہان تک پاس رسوائی کہان تک

مری واماندگی کہتی ہے مجھسے
پہنچنا ہو چکا اب کاروان تک

غش آیا زاہد و مسجد مین بے مے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

ترے قربان اے بیتابی دل
مجھے پہنچا دے اُسکے آستان تک

مکان یار تک قاصد نہ پہنچا
گئے کیسے پیمبر لامکان تک

بہت ہی زور پر ہے وصل کا شوق
نزاکت آڑے آئیگی کہان تک

مین وہ دل سوختہ ہون اِس چمن مین
سب جلیے بجلی جو آئے آشیان تک

نہین کچھ تیغ قاتل ہی کشیدہ
خفا ہے مجھ سے مرگِ ناگہان تک

نہ پائی گرد نالون نے اثر کی
زمین سے خاک چھانی آسمان تک

جو یون آنے نہ دے اُسکی گلی مین
تو پہنچون خواب بنکر پاسبان تک

تڑپنے سے مرے تنگ آکے بولے
تسلی دے کوی تجکو کہان تک

کہان ہم اے امیر اب اور کہان داغ
یہ سب جلسے ہو چکے خلد آشیان تک

ڈہونڈا کیے ہمکو نہ ملا یار کا گھر تک
پہنچی نہ کسیطرح دعا بابِ اثر تک

کُھلتا نہین کون آکے بیابان مین یہ رویا
اِک تختہ ہے پانی کا ادہر سی جو اُدہر تک

فریاد ہے عالم مین ترے دستِ ستم کی
سر کھولے ہوے پھرتے ہین خورشید و قمر تک

بیکس تھا زمانے مین مرا کسکو ہے ماتم
اِک شمعِ لحد شام سے روتی ہی سحر تک

گھر تک شبِ فرقت مین اُسے کھینچکے لاون
پہنچے جو مرا ہاتھ گریبانِ سحر تک

پائی یہ کماندار ترے تیر مین لذت
سینے مین وہ بیٹھا نہ ہوئی ہمکو خبر تک

کیا باڑہ پر آبِ دمِ شمشیر ہی قاتل
تھا تیری کمر تک مگر اب ہی مری سر تک

جو حد سے ہو باہر اُسے کیونکر کوی دیکھے
روشن ہے کہ جاتی ہی نظر حدِّ نظر تک

چھوٹا نہ امیر اُن سے کوی شہر کا کوچہ
آنے مین رہا عذر ہمیشہ مرے گھر تک

ردیف کاف فارسی

باغ مین آکر وہ گلرو تازہ دکھلاتا ہی رنگ
گل یہ شرماتے ہین اِک آتا ہی اِک جاتا ہی رنگ

ہمتو اُڑکر جا نہین سکتے قفس سے باغ تک
گل جو یاد آتے ہین تو چہرے کا اُڑجاتا ہی رنگ

جانتا ہون ہے بڑا بہروپیا پیرِ فلک
صورتین تازہ نئے ہر روز دکھلاتا ہی رنگ

کیا خدا کی شان ہے پانی کرے کا رہوا
آتشِ رخسار کو غازے سے کا بھڑکاتا ہی رنگ

زاہدوں کو چھپ کے دی آتے ہو مے پیرِ مغان
اور ہی کچھ اب تمہارا اسے سخی دآتا ہی رنگ

چہرۂ دل بنگیا زخموں کے پھولوں سے چمن
کیا خراشِ ناخنِ غم ہمکو دکھلاتا ہے رنگ

فائدہ اتنا ہی باندہی ہین جو مضمون زلف کے
شعر جب پڑھتے ہین ہم یارون مین بندہجاتا ہی رنگ

کیون نہو چہرے پہ اُسکے خوشنما زلفِ سیاہ
ابر جب گلشن مین آتا ہے بدل جاتا ہی رنگ

کس پہ شبخون لائیگا کھلتا نہین کچھ ای امیر
آجکل کیون قرمزی وہ شوخ رنگواتا ہے رنگ

ردیف لام

دل ہے دشمن نہ بغل مین اسے پالے بلبل
کسی گلچین کو کرے جا کے حوالے بلبل

تو گرفتار ہے صیّاد کا سمجھے تو مزاج
تھوڑی تھوڑی ابھی آواز نکالے بلبل

خوش بیانی ہے تری سارے چمن مین مشہور
کچھ تو صیّاد کو باتون مین لگالے بلبل

پتیان گل کی پریشان نہ کرائے بادِ صبا
کہین منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل

سخت مشکل ہے کہ گلچین ہے قریبِ گلبن
دامنِ گل کہ گلیچے کو سنبھالے بلبل

لے تو ہی مول گلستان کہ زراجی سے بہلے
پر یہ ہے ڈر کہین جھگڑا نہ نکالے بلبل

تیز چلتی ہے ہوا فصلِ خزان آپہنچی
اپنے آغوش مین پھولون کو چھپالے بلبل

آخر اک روز خزان ہے کہ طلسمی ہے بہار
چار دن رنگ گلستان مین جمالے بلبل

دھیان صیاد کا گلچین کا خطر خوفِ خزان
ہو بلا ایک تو سر سے اُسے ٹالے بلبل

عاشقِ اک گُل کا ہون جاتا ہون چمن مین بھی
اس توقع پہ کہ کچھ درد بٹا لے بلبل

ہاتھ یون پھولون پہ ہر بار نہ ڈال اے گلچین
چوٹ کھا کھا کے لہو منہ سے نہ ڈالے بلبل

گل ترے آگئے نگاہون سے گرے پڑتے ہین
یا علیؑ کھکے سنبھالے تو سنبھالے بلبل

ناموافق ہے ہوا اس سے گلستان کی امیر

آشیانے سے کہو سر نہ نکالے بلبل

واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل
باغبان رحم سے واقف نہین گلچین بے درد
یہی رونا ہے تو پھولون کا خدا حافظ ہے
نہ جلا تجھسے قفس مین نے چمن پھونک دیا
پھول گلشن مین نہ آئے تھے کہ صیاد آیا
ذبح صیاد کرے گا تجھے کل ہے یہ خبر
ہنس رہا ہے ابھی صیاد نہین واقف ہے
باغبان کا جو سبب درد جلانا ہے یہی
ہاتھ گلچین کے گیے باغ مین کانٹون نے نگار
پھول پھولے ہوے بیٹھے ہین چمن مین تجھسے
تجھسے ہنستے ہین کبھی کرتے ہین گلچین سے مذاق
دم اُلٹ جاے نہ صیاد کا سُنتے سُنتے

اُڑتے ہی پڑ گئی صیاد کے پالے بلبل
ایک ہم ہین ترے پہچاننے والے بلبل
آنسوون سے ترے سب بھر گئے تھالے بلبل
دیکھ ہین گرم ترے یا مرے نالے بلبل
دل کے ارمان کہو کیا خاک نکالے بلبل
آج جو کچھ ہو سنانا وہ سنا لے بلبل
چٹکیان لین سگے جگر ہین ترے نالے بلبل
آشیان برق کو گردے گی حوالے بلبل
خوب ہی پھوٹے ترے دل کے بھی چھالے بلبل
چھپ کے کر کے زرا اِن کو سنا لے بلبل
اِن گلون کے ہین کچھ انداز نرالے بلبل
درد انگیز نہ کر ایسے تو نالے بلبل

اِکدن آئیگی خزان دو دن کی کیسی یہ امیر
چار دن باغ مین بے پر کی اُڑا لے بلبل

اُنہین درکار ہے اک چلبلا دل
اُسے دیکھا تصدق کر دیا دل
دُہائی بادشاہِ حسن کی ہے
اُٹھا کر درد نے اور اُسکو پٹکا
تری صحبت مین جا کر بنگیا ہے
تڑپ جاتا ہون مین اُٹھتا ہے جب یہ

یہ سنتا تھا کہ بجلی بنگیا دل
کسیکو کیا مری آنکھین مرا دل
ادائین چھینے لیتی ہین مرا دل
جہان راہ محبت مین گرا دل
تری شوخی کا خاکا چلبلا دل
الٰہی درد ہے پہلو مین یا دل

تری اٹھکھیلیون پر خون اِس کا
چلا اُس چال سے تو پِس گیا دل

یہ داغِ عشق سے ہے عشق مجکو
سمجھتا ہون اُسے مین دوسرا دل

تمھارا ہو نہو اِس کی خبر کیا
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

جگہ دے غیر کو بھی ساتھ تیرے
کب اِس پہلو پر آتا ہے مرا دل

آلہی ایک دل کس کس کو دون مین
وہان تو مانگتی ہے ہر ادا دل

وہ بولے واہ بوسہ دین تو دل لین
نئے دل دینے والے تم نیا دل

پٹک کر دل مرا جھنجھلا کے بولے
بڑا اوچھا ہے تو لیجا اُٹھا دل

تمھین افسردہ پایا بجھ گیا جی
تمھین دیکھا شگفتہ کھِل گیا دل

تڑپنے سے ہے روزِ وصل کیا کام
یہ تمکو پیار کرتا ہے مرا دل

امیر اِس ناز سے ظالم نے دیکھا
نگاہین بول اُٹھین وہ لے لیا دل

وہ مجنون ہون مرا سودا نہین تدبیر کے قابل
کرے تدبیر جو اسکی وہ ہی زنجیر کے قابل

جو مضمون تیز سوجھا ہے تو بندش بھی نئی پائی
آلہی ثواب بھی ملجائے اِس شمشیر کے قابل

برنگِ شمع اپنا سوزِ دل چہرے سے ظاہر ہی
نہ پای اسلئے ہمنے زبان تقریر کے قابل

زبان سے کچھ نہ کہ غافل سمجھکر بے زبانون کو
ہوا ہے خوابِ مخمل بھی کہین تعبیر کے قابل

مشقت سے عبث شیشے مین پریان بند کرتا ہی
سن اے عامل پری شیشے کی ہی تسخیر کے قابل

یہ جھو از نجیر گیسو کو تو کیون دُرّے لگاتے ہو
کہان تقصیر دیوانے کی ہے تعزیر کے قابل

ہمارا ڈھیر جب دیکھا کہا اُس ناوک افگن نے
یہ تو وہ خاک کا ہے کیا نشانِ تیر کے قابل

عبادت کا اگر ہے شوق یہ بھی شرط ہی زاہد
جبین سجدے کے لائق ہو زبان تکبیر کے قابل

جو بوسہ زلف کا مانگا کہا اُس شوخ نے ہنسکر
جنون اب بڑھ چلا ہی آپ ہین زنجیر کے قابل

بڑی بندہ نوازی کی جو دی یہ آبرو قاتل
نہ تھا امیر اگلا تیری دمِ شمشیر کے قابل

پریرویون کا عاشق ہون سب مجھے کہتا ہی دیوانہ
خفا واعظ نہو مین ہون کہ توزنجیر کے قابل

کہین سر ہے کہین سینہ کہین بازو کہین زانو
ہماری لاش اے قاتل نہین تشہیر کے قابل

مصور بھی جو اُنکو دیکھتے ہین دل مین کہتے ہین
بنائین حق نے کیسی صورتین تصویر کے قابل

جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہی وہ اُس سے جا کی کہدینا
ہمارا حال اے قاصد نہین تحریر کے قابل

کلیم اللہ بھی آئین تو کچھ کہتے نہ بن آے
دہن کسکا ہے اُسکے سامنے تقریر کے قابل

امیر اپنا دلِ پُر داغ سوے کربلا بیجل
یہ گلدستہ ہی نذرِ روضۂ شبیر کے قابل

کیون نہ تکیون مین ہو گرمِ نالہ ہاے زار دل
سو رہے ہین سیکڑون زیرِ زمین بیدار دل

دلربا تیری نظر مین ہے اگر بیکار دل
لا مُجھی کو پھیر دے پھر مرے ہی سرہار دل

ہجر مین گھیرے ہوے رہتے ہین اندوہ و الم
حلقۂ پرکار مین ہے نقطۂ پرکار دل

خواہشِ دولت اگر ہے ہو درِ دل پر مکین
فی الحقیقة ہے بڑی ڈیوڑہی بڑی سرکار دل

ہو گیا جب سامنا اُس زلفِ آفت خیز کا
بھر کے آنکھون نے کہا ہشیار دل ہشیار دل

چار ابرو پر ترے اے بُت کرون قربان ابھی
ایک کے بدلے جو دے اللہ مجکو چار دل

اے خیالاتِ جہان کیسی خرابی لاے تم
کُنجِ خلوت پہلے تھا اب ہوگیا بازار دل

حسرتین تہین جسقدر وہ ساری مردہ ہوگئین
بیٹھے کِس کِس کے لیئے بن بنکے ماتم دار دل

منزلِ دنیا نہین ہے یہ مقامِ امتحان
جیت لے میدان شقّت سے نہ ہمت ہار دل

جان مدت سے ہے ہونٹھون پر مگر مرتا نہین
کس مسیحا کا ہوا ہے یا خدا بیمار دل

آینوالی گر نہین ہے آفتِ تازہ امیر
کیون اُلجھتا ہے مرے سینے مین بہر بارِ دل

گُل سنتے ہین کب صداے بلبل
اپنی ہی ہزار گاے بلبل

رنگ اپنا اگر جماے بلبل
ہو خندۂ گل صداے بلبل

گلچین رہِ صحنِ باغ بھولا
مقبول ہوئی دعاے بلبل

توڑا گلچین نے جب کوئی پھول
آئی آواز ہاے بلبل

گلزار مین آگ سی لگی ہے
کیا گرم ہین نالہ ہاے بلبل

ہے حُسن سے قدرِ عشق بالا
گل سے ہے بلند جاے بلبل

آیا ہے نہانے کو جو وہ گُل
ہے بلبلون مین صداے بلبل

آخر کو تڑپ تڑپ کے دی جان
دیکھی اسے گل وفاے بلبل

پھولون سے بھرا ہوا ہے گلشن
خالی ہے امیر جاے بلبل

باتین حکمت کی کہین سب کو ملے پھول سی پھول
آج کچھ ہمنے سوا لی تھی جو معمول سے پھول

کی ہے جب غور سے ہمنے چمنِ علم کی سیر
خار معقول سے ہاتھ آئے ہین منقول سی پھول

داغ سینے مین نہین ہین یہ ملے ہین ہمکو
چمنِ الفتِ پیغمبرِ مقبول سے پھول

کون آیا یہ چمن مین کہ خجالت سے ہوے
بڑھکے زردی مین رخِ عاملِ معزول سی پھول

باغ امراض کا گھر بن گیا جاتی ہی بہار
سرو مدقوق سے بدتر ہوے مسلول سے پھول

کہین کوتاہ بھی ہو جا صفتِ عمرِ بہار
تنگ اسے قصۂ بلبل ہین تری طول سے پھول

آگ ہے گردِ کدورت دلِ بلبل کی نہین
کہو دامن کو بچاے رہین اس دہول سے پھول

واہ کیا بات صبا دیدۂ آخر بین کی
روی شبنم جو گلستان مین ہنسے پھول سی پھول

مہربان کچھ تو ہوا روز کی ہٹ کام آئی
آج ساقی نے سوا دی مجھے معمول سے پھول

اپنے سر بارِ گنہ اُس کا لیا قاتل نے
کیون جنازہ نہو بے جُرمیِ مقتول سے پھول

کیا ترے عاشقِ رخسار کو بہکائین گے
ہین سوا آنکھون مین یان مشعلۂ غول سی پھول

شرم کی جا ہے بشر کچھ جو بشر سے مانگے
کسی گلشن مین نہین طالبِ زر پھول سی پھول

وہ خوشش اقبال اگر ہاتھ مین لیکر داغے
سونے چاندی کے نکلنے لگین تھپھول سی پھول

واہ رے فیض کہ بالے مین جو ڈالی اُسنے
قیمتی ہو گئے سو نیکے کرن پھول سی پھول

گردِ عصیان سے بری دامن بلبل ہے امیر
رسیّان ایسی تو ناحق نہ بٹین دھول سے پھول

جاتا تو اُسکے کوچے مین ہے بار بار دل
کھائے نہ چوٹ یاس کی امیدوار دل

دکھلا رہا ہے سیر مرا داغدار دل
پایا خزان سے مین نے یہ باغ وبہار دل

اُس گلبدن کے عشق مین ہو داغدار دل
کیا شوخ رنگ پھولون کا پہنے ہے ہار دل

ترچھی نظر نشانے پہ پڑتی نہین کبھی
اے ترک اس ادا سے نہو گا شکار دل

گرم خرام ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو
کس کا پڑا ہوا ہے سرِ رہگزار دل

بزمِ وصال ہے کہ کوی صیدگاہ ہے
میرا شکار تم ہو تمھارا شکار دل

جسدم نکل چلا مرے پہلو کو توڑ کر
رویا لپٹ کے تیر سے بے اختیار دل

ٹھنڈی ہین اسکے آگے حسینون کی گرمیان
پُتلا ہے شوخیون کا مرا بیقرار دل

کام آئے گا ضرور کسی دن حضور کے
پہلو مین اپنے رکھتے ہین ہم ہونہار دل

بجلی جو کوہ طور پہ چمکی تھی ایک دن
عاشق کے سینے مین ہے اُسیکا شرار دل

گھر سے نکل کے دیکھ تو لین اک نظر حضور
لائے ہین پیشکش کے لئے جان نثار دل

موسیٰ کو برق طور کا جلوہ دکھا دیا
پہنچا تڑپ کے دور مرا بیقرار دل

دیکھی وہ چشمِ مست تو آنکھین ہی کھُل گئین
جب ہوش اُڑ گئے تو ہوا ہوشیار دل

ایفائے عہدِ وصل نہ ایفائے عہدِ قتل
کس بات کا تمھاری کرے اعتبار دل

عشاق کی کمی نہین معشوق چاہیئے
ہو دل کا قدردان تو ستر ہزار دل

تسکین دے تصورِ جانان کسے کسے
بیتاب اِدھر ہے جان ادھر بیقرار دل

آیا خیال کشتۂ سیماب دیکھکر
یہ خاک ہو گیا ہے کوی بیقرار دل

آتے ہین فاتحے کے لئے روز درد وغم
ہے آرزوے مردہ کا گویا مزار دل

خاک آرزوے وصل کرون ابتک اے امیر
یہ بھی خبر نہین کسے کرتا ہے پیار دل

گنتا ہے ترے ہجر کی ایک ایک گھڑی دل
سہے ہے عاشقِ بیتاب کے سینے مین گھڑی دل

کہتے ہین اسے صبر کہ الفت مین بتون کی
نازک ہے بہت اسپہ اُٹھاتا ہی کڑی دل

بچھکے گی تیر تیغ نگہ کیا پلک اُس کی
ہمت تری آنکھون سے بھی رکھتا ہی بڑی دل

رلواتی ہے ہم چشم کو ہم چشم کی رقّت
پانی ہو نہ کیون دیکھکے ساون کی جھڑی دل

ہو ہاتھ تنگ اُس غیرتِ گلشن کے رسائی
داغون سے بنا اسلیے پھولون کی جھڑی دل

کیا وجہ کہ سودا سا امیر آج ہے اسکو
آیا ہے کہین دیکھ کے مسّی کی دھڑی دل

ردیف میم

کرین پھولون کی کیونکر آرزو ہم
نہین پاتے کسی مین تیری بو ہم

کہان شبنم نمایان ہو جو خورشید
ٹھہر سکتے ہین اُسکے روبرو ہم

ہجوم آرزو نے مار ڈالا
کہان پاین دلِ بے آرزو ہم

ملا جب وہ کھُلا تب یہ معما
کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

کسی سے کوی کچھ کرتا ہو باتین
سُنا کرتے ہین تیری گفتگو ہم

بتون کی بندگی ہے فرض زاہد
یہ کہدین گے خدا کے روبرو ہم

مرے منہ پر یہ کہتے ہین مرے اشک
مٹا دین گے تمہاری آبرو ہم

وہ سرکش ہین کہ مر کر سیکدرے سے
چلین گے دوش پر مثلِ سبو ہم

امیر اُس بے نشان کو دل مین پایا
جسے ڈھونڈا کیے تھے چار سو ہم

یہ روے وصل مین منہ رکھکے روے یار پہ ہم
کہ لیگئے سبقت ابرِ نوبہار پہ ہم

چمن مین دہوم ہے اب اپنی نغمہ سنجی کی
کہ دو ہی نالون مین غالب رہے ہزار پہ ہم

جو اُنکی زلف مین افشان تو اپنے سینے مین داغ
اُدہر بہار پہ وہ ہین ادہر بہار پہ ہم

جنون مین پاس یہ پامالِ ضعیف کا ہے
کہ پھونک پھونک کے رکھتے ہین پاؤن خار پہ ہم

وہ راست گو ہین کہ مطلق نہین ہے جان کا خوف
کہین گے کلمۂ حق مُنہ سے چڑھکے دار پہ ہم

نہین جہان مین محسن کُشی سے بدکوئی کام
لگائین سنگ نہ اشجار سایہ دار پہ ہم

یہ آرزو ہے کہ اُنکے شہید کہلائین
وہ زندہ دل ہین کہ مرتے ہین اعتبار پہ ہم

یہ کس کے گھنگرو ون کی کان مین صدا آئی
کہ وجد کرنے لگے شور آبشار پہ ہم

ہوی ہے رات جو تکیے مین فرش کیا درکار
امیر لیٹ رہین گے کسی مزار پہ ہم

ہون سارے شہر مین ہین اگر جابجا کریم
حاجت نہین فقیر کو کچھ ہے خدا کریم

لیتے ہین ایک جس سے دلا دیتے ہین یہ دس
بیشک ہین اغنیا سے زیادہ گدا کریم

بے مانگے دے رہی ہو زمانے کو گالیان
تم سا کہان جہان مین کوی دوسرا کریم

دُرریز سائلون پہ دورویہ ہین مُٹھیان
چھینٹا مری طرف بھی کوی زر کا یا کریم

نیرنگیان ہین کیا چمنِ روزگار کی
خوشبو تو گُل نے دی ہے بنی ہے صبا کریم

اے پیرِ میفروش کوی جام خُم کی خیر
حاتم ہے تو کہان کوئی تجھ سے سوا کریم

ہے شوق شرط ذکر خدا ہو کسیطرح
یکسان ہے یا کریم کہے یا کوی کریم

دو بوسے خواب ہی مین کسی روز ہمکو دو
تب جانین ہم کہ تم بھی ہو نامِ خدا کریم

بحرِ جہان مین دیکھ دُر افشانیان امیر
دستِ گدا صدف ہے تو ابرِ عطا کریم

مِٹ نہ سکا تقدیر کا لکھا روز رہے پامالِ خطر ہم
صرصرِ غم سے دفترِ دل کے سارے ورق ہین برہم و درہم

شاد ہوا ایسا دل جو کسی دن زاغ سی پائین اُسکی خبر ہم
چیر کے پہلو سامنے رکہدین نذر کو اُسکی اپنا جگر ہم

ساری جوانی رنج میں گزری ہو گئی راحت آئی جو پیری
شام کو آئی جانب زندان باغ میں پہنچے وقت سحر ہم

ہجر میں ہیں ہم موت کے خواہاں زیست سے ہے بیزار دل اپنا
درد کو ہے کیا کام دوا سے داغ کو ہے کب خواہش مرہم

چرخ مخالف بخت ہے واژون کوئی نہیں امید کی صورت
ہاتھ اٹھائیں خاک دعا کو بند جو پائیں باب اثر ہم

باغ جہان میں سیر کو آئے ساتھ ہے لیکن قسمت بد بھی
ہاتھ ہے کوتہ شاخ ہے اونچی پائیں گے کیونکر کوئی ثمر ہم

گھر سے نکالا رنج میں ڈالا ظلم کیا غواص فلک نے
چین سے کیسے بحر جہان میں گوشہ نشین تھے مثل گہر ہم

دہر میں تھے وہ طائر قیدی کچھ بھی نہ گزرا وقفہ ہستی
کھولتے ہی پرواز کے شہپر نیست ہوئے مانند شرر ہم

دل کی صفا نے اور بگاڑا کام نہ اپنا کوئی سنوارا
آئینہ سان ہین بزم جہان مین ہر کہ و مہ کے دست نگر ہم

وقت سحر ہے شور سفر ہے چست مسافر قافلہ راہی
واہ ری غفلت فکر نہین کچھ بیٹھے ہین اب تک کھولے کمر ہم

غیر ہے حالت ضعف ہے طاری ہے یہی گردش اب بھی ہماری
زار ہین مثل سوزن ساعت پھرتے ہین لیکن آٹھ پہر ہم

شوق شہادت دل میں ہے غالب ڈھونڈ رہے ہین کوچۂ قاتل
دور سے دیکھین اسکو جو آتے دوڑ کے رکھدین پاؤن پہ سر ہم

حال نہ پوچھو عشق کمر مین گھل گئے بالکل ہو گئے لاغر
سب کی نظر سے اب تو ہین غائب بن گئے گویا تار نظر ہم

شکر کی جا ہے شکر کی جا ہے یار امیر آیا سر بالین
کعبے کی جانب کوئی بتا دے سجدہ کرین اسوقت کدھر ہم

ردیف نون

ہم لوٹتے ہین وہ سو رہے ہین
کیسا ناز و نیاز ہو رہے ہین

کیا رنگ جہان مین ہو رہے ہین
دو ہنستے ہین چار رو رہے ہین

دنیا سے الگ جو ہو رہے ہین
تکیون مین مزے سے سو رہے ہین

پہنچی ہے ہماری اب یہ حالت
جو ہنستے تھے وہ بھی رو رہے ہین

تنہا تہ خاک بھی نہین ہم
حسرت کے ساتھ سو رہے ہین

سوتے ہین لحد مین سونے والے
جو جاگتے ہین وہ رو رہے ہین

ارباب کمال چل بسے سب
سو مین کہین ایک دو رہے ہین

پلکون کی چھپک دکھاکے یہ بُت … دل مین نشتر چبھو رہے ہین
مجھ داغ نصیب کی لحد پر … لالے کا وہ بیج بو رہے ہین
پیری مین بھی ہم ہزار افسوس … بچپن کی نیند سو رہے ہین
دامن سے ہم اپنے داغ ہستی … آب خنجر سے دھو رہے ہین
مین جاگ رہا ہون ای شبِ غم … پر میرے نصیب سو رہے ہین
روئین گے ہمین رُلانے والے … ڈوبینگے وہ جو ڈبو رہے ہین
اے حشر مدینے مین نہ کر شور … چپ چپ سرکار سو رہے ہین
آئینے پہ بھی کڑی نگاہین … کِس پر یہ عتاب ہو رہے ہین
بھاری ہے جو موتیون کا مالا … آٹھ آٹھ آنسو وہ رو رہے ہین
دل چھین کے ہو گئے ہین غافل … فتنے وہ جگا کے سو رہے ہین
ہے غیر کے گھر جو اُنکی دعوت … ہم جان سے ہاتھ دھو رہے ہین
صد شکر خیال ہے اُسی کا … ہم جس سے لپٹ کے سو رہے ہین
ہو جائین نہ خشک داغ کے پھول … آنسو انکو بھگو رہے ہین
پوچھے کوئی دیدہاے تر سے … کیون نامِ وفا ڈبو رہے ہین
آئیگی نہ پھر کے عمرِ رفتہ … ہم مفت مین جان کھو رہے ہین
کیا گریہ بے اثر سے حاصل … اِس رونے پہ ہم تو رو رہے ہین
فریاد کہ ناخداے کشتی … کشتی کو مری ڈبو رہے ہین

قطعہ

کیون کرتے ہین غمگسار تکلیف … آنسو مرے مُنہ کو دھو رہے ہین
محفل برخاست ہے پتنگے … رخصت شمعون سے ہو رہے ہین
ہے کوچ کا وقت آسمان پر … تارے کہین نام کو رہے ہین
اُنکی بھی نمود ہے کوئی دم … وہ بھی نہ رہین گے جو رہے ہین

دُنیا کا یہ رنگ اور ہمکو
ٹھہرو دم نزع دو گھڑی اور
پھول اُن کو پنہاں پنہاں کے اغیار

کچھ ہوش نہین ہے سو رہے ہین
دو چار نفس ہی تو رہے ہین
کانٹے مرے حق مین بو رہے ہین

زانو پہ امیر سر کو رکھے
پھر دن گزرے کہ رو رہے ہین

اُسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی نہ سکون
ڈھونڈنے اُسکو چلا ہون جسے پا بھی نہ سکون

کون مانع ہے کہ در پر ترے آ بھی نہ سکون
کیا قدم نقش قدم ہین کہ اُٹھا بھی نہ سکون

آنے دے غیر کو آتا ہے اگر خلوت مین
کچھ تری شرم نہین ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکون

اُنکے غصے کے مٹانے کی ہین سو تدبیرین
لاگ کی آگ نہین ہے کہ بجھا بھی نہ سکون

چٹکیان لینے سے دل مین وہ کرین تو انکار
داغ کچھ درد نہین ہین کہ دکھا بھی نہ سکون

دل مرا دزد حنا ہے مجھے چھپا کر بولا
کیا یہ جوبن ہے کسیکا کہ چرا بھی نہ سکون

مین اگر گھر سے نکلتا ہون تو گھر کیون ہو اُداس
کیا دم بازپسین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون

وصل مین چھیڑ نہ اتنا اُسے اے شوقِ وصال
کہ وہ روٹھے تو کسیطرح منا بھی نہ سکون

ڈالکر خاک مرے خون پہ قاتل نے کہا
کچھ یہ منہدی نہین میری کہ چھپا بھی نہ سکون

ناز کرنے سے تجھے منع نہین کرتا مین
پر نہ اتنے کہ اُٹھاؤن تو اُٹھا بھی نہ سکون

ضبط کمبخت نے اور آکے گلا گھونٹا ہے
کہ اُسے حال سناؤن تو سنا بھی نہ سکون

کوئی پوچھے تو محبت سے یہ کیا ہے انصاف
وہ مجھے دل سے بھلا دے مین بھلا بھی نہ سکون

مین کسی سے نہ کہونگا وہ کرین وعدۂ وصل
رازِ الفت یہ نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون

ہاے کیا سحر ہے یہ حسن کہ مانگین جو حسین
دل بچا بھی نہ سکون جان چرا بھی نہ سکون

شکوے تو شوق سے کر وصل مین لیکن اے دل
بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکون

نقش ہستی مین ابھی محو کیے دیتا ہون
خط تقدیر نہین ہے کہ مٹا بھی نہ سکون

ایک نالے مین جہان کو تہ و بالا کر دون
کچھ ترا دل یہ نہین ہے کہ ہلا بھی نہ سکون ؎

رُعب کو ساتھ لگا لاے ہین اپنی شبِ وصل
کہ جو اُٹھین تو خوشامد سے بٹھا بھی نہ سکون

مُنہ پہ قاضی کے مین کہدون گا کہ ہون حُسن پرست
عشق کچھ کفر نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون

اُنکے پہلو مین جو لیجا کے سُلا دون دل کو
نیند ایسی اُسے آے کہ جگا بھی نہ سکون

اے امیر اپنی غزل ہر کوئی آیت یہ نہین
کہ گھٹا بھی نہ سکون اور بڑھا بھی نہ سکون ؎

ہاے وہ دن کہ گزر جاتی تھی شب باتون مین
اب نہ باتون مین مزہ ہے نہ ملاقاتون مین

لطف کیا آتے تکلف کی ملاقاتون مین
کچھ رکھا ہی کے سوا بات نہین بالتون مین

آگیا غیر کی صحبت کا اثر باتون مین
اور کچھ ہو گئے تم بیٹھ کے بدذاتون مین

گھر گیا جب سے کھنچاوٹ نے ملاقاتون مین
بیٹھکا تیری رُکاوٹ کا ہوا باتون مین

جب کہا نالہ و زاری مری دیکھو بولے
بجلیان ہمنے بہت دیکھی ہین برساتون مین

چار ہی دن مین وہ بت دیکھیے کیا چل نکلا
کیسی قینچی سی زبان چلنے لگی باتون مین

مسجدون مین ہین یہ ہو حق کے کہان ہنگامے
رنگ توحید اُچھلتا ہے خراباتون مین

ناز ادا آن حیا غمزہ کرشمہ شوخی ؎
لیگیا دل کو اُڑا کر کوئی اِن ساتون مین

دل دیا مین نے تو بولے کوئی بم بھوٹی ہے
دل ہی دل روز چلے آتے ہین سوغاتون مین

عمر رفتہ کو عبث شیخ حرم روتا ہے
ڈھونڈلے آکے جوانی کو خراباتون مین

یہ سمجھکر کبھی ناصح کی بھی سُن لیتا ہون
اک نہ اک بات نکل آتی ہے سو باتون مین

التجا ٹوٹے ہوے دل کی وہان ہے مقبول
درد کی ساری ہے تاثیر مناجاتون مین

انجمن ہو کہ چمن سب ہین اُسی کے سرمست
ایک ساقی ہے ہزارون ہی خراباتون مین

کچھ اشارے جو کیے مین نے تو جھنجھلا کے کہا
تم رہا کرتے ہو دن رات انہین گھاتون مین

مہربان وصل مین قصے یہ نکالے کیسے
آج کی رات بھی کیا ٹالیے گا باتون مین

چار ادھر لوٹتے ہین چار اُدھر اے ساقی
می کھینچی یا کوئی شمشیر خرابا تون مین

واعظ اب چھیڑ کے رندون سے سنا کرتے ہین
کچھ مزہ ملنے لگا ہے انہین صلواتون مین

وصل مین زلفِ سیہ نے جو کیا ہے اندھیر
یہ اندھیرا تو نہ تھا ہجر کی بھی راتون مین

بوسہ مانگا تو کہا پھیر کے مُنہ ظالم نے
کہ زبان کٹتی ہے انسان کی انہین باتون مین

دل اُڑا لیتے ہین وہ کھول کے زلفونکی لٹین
دیکھو دن پھرتے ہین چورون کے انہین راتون مین

بُت نہ بولین جو نہین بولتے ہین ہم سے **امیر**
اپنے اللہ سے باتین ہین مناجاتون مین

یہ تو مین کیونکر کہون تیرے خریدارون مین ہون
تو سراپا ناز ہے مین ناز بردارون مین ہون

وصل کیسا تیرے نادیدہ خریدارون مین ہون
واہ ری قسمت کہ اسپر بھی گنہگارون مین ہون

حشر مین اتنا کہونگا اُس سے مین محرومِ وصل
پاکدامن تو ہے مین کیونکر گنہگارون مین ہون

ناتوانی سے ہے طاقت نازاُٹھانے کی کہان
کہہ سکون کیونکر کہ تیرے ناز بردارون مین ہون

جان بر صدمہ جگر مین درد دل کا حال زار
گھر کا گھر بیمار کس کسکے پرستارون مین ہون

ہائے ری غفلت نہین ہے آج تک اتنی خبر
کون ہے مطلوب مین کسکے طلبگارون مین ہون

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر
چیخ اُٹھا ہر بیگنہ مین بھی گنہگارون مین ہون

وہ مُجھے روتا ہے مین روتا ہون اُسکی جان کو
دل مرے ماتم مین مین دل کے عزادارون مین ہون

صبح سے مطلب نہ گل سے کام کیا جانون انہین
مین تمہارے سینہ چاکون مین دل افگارون مین ہون

دل جگر دونون کی لاشین ہجر مین ہین سامنے
مین کبھی اسکے کبھی اُسکے عزادارون مین ہون

مین کسی قالب مین ہون خالی اُداسی سے نہین
رنگ ہون یا بو ہون مرجھائے ہوے ہارون مین ہون

چھیڑ دیکھو میری میت پر جو آئے یہ کہا
تم وفادارون مین ہو یا مین وفادارون مین ہون

زاہدو کافی ہے اتنی بات بخشش کے لیے
اُسکو شوقِ مغفرت ہے مین گنہگارون مین ہون

کسطرح فریاد کرتے ہین بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس مین نوگرفتارون مین ہون

حال زار اپنا دکھا کر دل نے اُس سے یون کہا
کیون اسی مُنہ پر یہ کہتے تھے مین دلدار نین ہون

بیگناہ ہون مین چلا نا ہر جو اُسکو ڈھونڈنے
مغفرت بولی اِدہر آ مین گنہگارون مین ہون

خال کہتا ہے دکھا کر یار کا حُسنِ ملیح
مین بھی اِس سرکار کے ادنے نمکخوارون مین ہون

اونچے اونچے مجرمون کی ہوگی پرسش حشر مین
کون پوچھے گا مجھے مین کن گنہگارون مین ہون

وقتِ آرایش پہنکر طوق بولا وہ حسین
اَب وہ آزادی کہان مین بھی گرفتارون مین ہون

بیگناہی کا تو دعوے اُنکے آگے کیا مجال
ڈرتے ڈرتے مُنہ سے نکلا مین گنہگارون مین ہون

چارہ سازی کس سے چاہین اَب مریضِ دردِ غم
کہتے ہین عیسے کہ مین بھی اُن کے بیمارون مین ہون

پوچھتا ہون وجہ آزادی تو کہتا ہے یہ سرو
مین کسی کے قدِ موزون کے گرفتارون مین ہون

آچکا تھا رحم اُسکو سُن کے میری بیکسی
دردِ ظالم بول اُٹھا مین اسکے غمخوارون مین ہون

سوزِ فرقت دردِ دل زخمِ جگر ناسورِ چشم
کچھ نہ پوچھو مبتلا مین کتنے آزارون مین ہون

شرم و شوخی دونون گاہک ہین الٰہی کیا کرون
ایک جنسِ بے حقیقت دو خریدارون مین ہون

پھول مین پھولون مین ہون کانٹا ہون کانٹون مین امیر
یار مین یارون مین ہون عیار عیارون مین ہون

ضبط کرنا دلِ حزین نہ کہین
چوٹ لگ جائیگی کہین نہ کہین

جب تڑپتا ہے دل مین ڈرتا ہون
چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مُسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے
آج بجلی گری کہین نہ کہین

حورین لپٹی ہین نزع مین مجھسے
دیکھ پائے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی
دیکھو سن لے دلِ حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھ
ہائے کچھ وقتِ واپسین نہ کہین

دل ہی سے تنئے لیکے اَب تو نکلے ہین
پوچھ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اسقدر دلِ بیتاب
سہم جائے وہ نازنین نہ کہین

میرے عیسیٰ کے دل مین چُبھ جاے
نگہِ وقتِ واپسین نہ کہین

چین مردون کو قبر مین بھی نہین
آسمان ہو تو زمین نہ کہین

آگ ہو جاے گا وہ شوخ امیر
کھینچنا آہ آتشین نہ کہین

اِس شان سے ہم آے تری جلوہ گاہ مین
مشعل دکھا ہی برقِ تجلی نے راہ مین

اندھیر کر رہی ہے یہ چشمِ سیاہ مین
شوخی کو قید کیجیے نیچی نگاہ مین

کیا دخل جا سکے کوئی اُس جلوہ گاہ مین
غمزہ چھری لیے ہوے بیٹھا ہی راہ مین

خنجر کچھ اس ادا سے کھنچا قتلگاہ مین
لپٹا لیا گلے سے ترے اشتباہ مین

توبہ بھی کچھ بھروسے کے قابل ہے زاہدو
پہنچی ہے ہم سے ٹوٹ کے اب خانقاہ مین

وہ دشمنی سے دیکھتے ہین دیکھتے تو ہین
مین شاد ہون کہ ہون تو کسی کی نگاہ مین

گھبرے مرے بلا سے شبِ غم گئی کہان
بیٹھی ہے چھپ کے پردۂ روزِ سیاہ مین

ہم مست مَے بھی پیتے ہین تو کانپتے ہوے
توبہ پڑی ہوئی ہے ہمارے گناہ مین

قالب مین دل ہے دل مین ہے وہ قدردانِ دل
یوسف گرا ہے لیکے زلیخا کو چاہ مین

اُفتادگی مین بھی مجھے معراج ہے نصیب
ٹھوکر بھی کھائی ہے تو محبت کی راہ مین

پھونکا اِدھر عدو کو اُدھر آسمان کو
دو ظالمون کی لی ہے خبر ایک آہ مین

وہ دیکھتے ہین خونِ تمنا جما کے آنکھ
مُہندی لگائی جاتی ہے پاے نگاہ مین

اہلِ نظر کو وسعتِ امکان بہت ہے تنگ
گردن نہین گرہ ہے یہ تارِ نگاہ مین

جب مین پکارتا ہون تو کہتا ہے آفتاب
کمبخت گُم ہون مین ترے روزِ سیاہ مین

ڈرتا ہون جذبِ شیخ کا سُن سُنکے غلغلہ
کھنچ جاے دختِ رز نہ کہین خانقاہ مین

آنکھ اپنی فتنہ ہاے قیامت پہ کیا پڑے
جسکے یہ فتنے ہین وہ ہے اپنی نگاہ مین

دل مین صمد صمد ہو زبان پر صنم صنم
حُسنِ عمل کی بھی ہو جھلک کچھ گناہ مین

بیتابیان جو مانگین تو دینا نہ تو ہمین
اے صبر اب ہم آئے ہین تیری پناہ مین

اُٹھتا نہین ہے اب تو قدم مجھ غریب کا
منزل سے کہدو دوڑکے لی مجکو راہ مین

قدرت خدا کی ہے کہ ملین خاک مین تو ہم
اور مہر مہ گھر کرے تری چشم سیاہ مین

شاعر کو مست کرتی ہے تعریف شعر امیر
سو بوتلون کا نشہ ہے اس واہ واہ مین

اللہ ری لاغری کہ تری جلوہ گاہ مین
پس پس گیا ہون دب کے مین گردِ نگاہ مین

ہے اس غضب کی آگ دلِ دادخواہ مین
اُٹھ کر کے بھاگ گئے آئے جو تاثیر آہ مین

دل ہے تباہ قافلۂ اشک و آہ مین
گھیرا ہے آندھی پانی نے بیکس کو راہ مین

آفت کی شوخیان ہین تمھاری نگاہ مین
محشر کے فتنے کھیلتے ہین جلوہ گاہ مین

بھاگا خیال یار یہ کہکر شبِ فراق
دشمن مرے شریک ہون حال تباہ مین

محشر خرام تم جو نہین ہو تو کون ہے
فتنون کے پھیر کسنے بٹھائے ہین راہ مین

تیرے جلال مین بھی مزہ ہے جمال کا
چشمِ کرم چھپی ہے غضب کی نگاہ مین

یہ عکس کسکے چاند سے چہرے کا پڑ گیا
پانی کو ناز ہے کہ مین یوسف ہون چاہ مین

اُفتادگی مین بال برابر نہین ہے فرق
ہے ایک رنگ سایۂ درویش و شاہ مین

تیری نکیلی پلکون سے اللہ کی پناہ
کیا دل مین پیر جاتی ہین چبھ کر نگاہ مین

قالب کو بھی قیام نہین روح کیطرح
منزل چلی ہے ساتھ مسافر کے راہ مین

مانند شمع تاج ہی سے ہے بقائے شاہ
ہے اِس کُلاہ پوش کی جان اِس کُلاہ مین

ہم ہین سیاہ کار تو رحمت ہے پردہ پوش
مے پیتے ہین تو سایۂ ابرِ سیاہ مین

صحبت سے پاک طبع کو آسودگی کہان
آئے تری نہ دیدۂ تر سے نگاہ مین

غمزے کا بانکپن صفِ مژگان مین دیکھیے
کس نوک کا جوان ہے یہ اس سپاہ مین

اللہ رے رشک جمع نہین ہوتے دو حسین
روزِ ازل سے پھوٹ ہے خورشید و ماہ مین

آنسو ہمارے دیکھکے خوش ہو رہے ہین وہ | پازیب موتیون کی ہے پانے نگاہ مین
اے تیغ ناز ہاتھ جو تونے اُٹھا لیا | لیتا نہین کوئی مجھے اپنی نگاہ مین
چشم سیہ کے عشق مین یاد مژہ جو کی | ماتم کی صف بچھی مرے روزِ سیاہ مین
قاصد کو اُسنے قتل کیا نامہ دیکھکر | مارا پڑا غریب ہمارے گناہ مین
آئینہ جب سے دیکھ لیا لوٹ ہی رہا | یوسف مرا اُبھر نہ سکا گر کے چاہ مین

سودا و میر دونون تھے کامل مگر امیر
ہے فرق واہ واہ مین اور آہ آہ مین

وہ بیکس ہون نہین ہے کوئی میری غمگسارونمین | فقط اِک دل ہے سو وہ بھی تمہاری جان نثارونمین
لہو کی بوند بدلی ہی نہین اِن اشکبارونمین | شرارِ مردہ ہے بجلی بھی تیرے بیقرارون مین
کہو زاہد پیے می رنگ تو برسات کا دیکھے | تماشا اُودی اُودی بدلیان ہین سبزہ زارونمین
حقیقت عاشقون کی مرگ کی ہم سے کوئی پوچھے | بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزارونمین
نگاہِ یار کیا بدلی جہان بدلا ہوا بدلی | وہ دشمن جان کے ہین تھے جو آگے جان نثارونمین
اڑا پارا جلا اسپند دب کر رہگئی بجلی | ہمین ثابت قدم ٹھہرے تمہارے بیقرارونمین
شب وصلت تمہاری شرم سے کس کسکو شرم آئی | لجالو بن کے سمٹے جسقدر تھے پھول ہارونمین
فرشتون سے کہو اتنی قیامت مین خبر رکھین | کہین چھپ چھپ کے زاہد مل نہ جائین بادہ خوارونمین
جدا ہے دختِ رز کا نام ہر صحبت مین اے ساقی | پری ہے میکشون مین حور ہے پرہیزگارون مین
بہت تھے جلوہ گاہِ یار مین دیدار کے طالب | کلیم اللہ آگے بڑھ گئے امیدوارونمین
ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا | بٹا یہ خونِ ناحق چُلّو چُلّو گلعذارونمین
خدا جانے کہان دل جان کس جلسے مین ہین اپنے | بظاہر بُت بنے بیٹھے ہین ہم ہر چند یارون مین
سوے گورِ غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب | مرے کُشتے کی تُربت کونسی ہے ان مزارونمین
ترا اُبھرا ہوا جوبن یہ اُن کو گدگداتا ہے | کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ہارونمین

قبا کے بند کھولو پردہ اُلٹو کچھ ہنسو بولو
جو آئے ہو تو بیٹھو بے تکلف ہو کے یارونمین

ادہر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ
کہ روزِ حشر میری آنکھ نیچی ہو نہ یارونمین

امیر اُن سے نہ بچتی دخترِ رز آنکھونمین پی جاتے
جوانی کا گزر شاید نہین پرہیزگارونمین

چلے ساقی ہنسے بولے اگر آئی ہی یارونمین
دُلہن بنکر نہ بیٹھے دخترِ رز بادہ خوارونمین

بہار آئی لنڈہاتے خم کے خم ہم بادہ خوارونمین
کہو توبہ سے چند سے جا رہے پرہیزگارونمین

رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن
مزے مر کر بھی اُٹھین چاندنی آئے مزارونمین

بہار آئی گھٹا چھائی کھُلے بوتل چلے ساغر
نہ تم پرہیزگارون مین نہ ہم پرہیزگارون مین

شبِ فرقت سمٹ کر میرے گھر مین آ رہی شاید
سیاہی جسقدر تھی گیر د تر سا کے مزارون مین

اُڑائے پرزے میرے دل کے خوش چشمون نے یون ملکر
تبرک جیسے ہو دستارِ قاضی بادہ خوارونمین

ہماری کشتی ہی جا لگی جنت مین کوثر پر
ہوائے بادہ خواری لے اُڑی پرہیزگارونمین

جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اُسکے سوگوارون مین وہ اسکے سوگوارون مین

یہ کس گلرو کے غم مین مر رہا ہون مین کہ پہلے سے
مرے پھولون کے چرچے ہو رہے ہین گلعذارونمین

نہ نکلے آرزوے وصل کچھ تو دل کو تسکین ہو
یہی سُن لون کہ میرا نام ہے امیدوارون مین

بہار آتی ہے کھولا مغبچون نے کیا درِ ہمت
قدح لٹتے ہین بیلا بٹ رہا ہے لالہ زارونمین

ادہر دل لوٹتا ہے اُسطرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بحث آ پڑی دو بیقرارونمین

اسیکا نام گلگونہ اسیکا نام ہے غازہ
ہمارا خونِ ناحق رنگ لایا گلعذارونمین

نظر ہے آئنے پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ
وہ خود اپنے درِ دولت پہ ہین امیدوارون مین

عجب راحت سے مرقد مین ہین تیرے ناز کے کُشتے
کہ حورین دن کو پریان شب کو آتی ہین مزارونمین

دمِ زینت یہ ہے وسواس اُنکو بدگمانی سے
کسیکی روح شل بو نہو پھولون کے ہارونمین

کھلائے گُل یہ ساقی زاہدون کی روسیاہی نے
انہین کے داغ یہ پھیلے ہوئے ہین لالہ زارونمین

شگوفہ کوہی بھوے گا یہ صحبت رنگ لائیگی
امیر اچھا نہین ہے بیٹھنا اِن گلعذارونین

اُلجھ پڑون کسی دامن سے مین وہ خار نہین
وہ پھول ہون جو کسی کے گلے کا ہار نہین

کسی شہید کا ہے رنگ خون بہار نہین
کسی لحد پہ چراغان ہے لالہ زار نہین

نصیب دولتِ دُنیا جو ہو تو اور جیلون
شرارہ ہے مجھے یاقوت آبدار نہین

نہ دو رقیب کو تم داغ اپنی الفت کا
زمین شور سزاوار لالہ زار نہین

ہماری خاک بھی کرتی شکایت اُس بُت کی
خدا کا شکر ہے گویا لبِ مزار نہین

زمین شعر مین ہم دفن ہون تو بہتر ہے
یہان سوالِ ملائک نہین فشار نہین

امیر وصل مین اُس شوخ نے تلوّن سے
ھزار بار کہی ہان ھزار بار نہین

دل جو کہتا ہے مجھے ضبط کی طاقت ہی نہین
ضبط کہتا ہے تڑپنے کی اجازت ہی نہین

غمسے چھوٹون تو مین کچھ عیش کا سامان کرون
اتنی اِس غمکدۂ دہر مین فرصت ہی نہین

اب کس امید پہ ہم یار کا دربار کرین
بیشتر تھی جو عنایت وہ عنایت ہی نہین

طلبِ جام عبث کرتے ہو مُنہ پھوڑکے تم
میکشو آنکھ مین ساقی کے مروت ہی نہین

دہوپ کو اوس کو ناحق ہے تکلف آئین
کون روے گا اُنہین گھر مین مرجہت ہی نہین

ہاتھ مین شانہ ہے آئینہ ہے زانو پہ مدام
اُن سے الفت ہے تمہین جن مین محبت ہی نہین

دین کی فکر کرون ہاے مین کس وقت امیر
کبھی دُنیا کے بکھیڑون سے فراغت ہی نہین

مثلِ تارِ نظر نظر مین نہین
اسطرح گھر مین ہون کہ گھر مین نہین

جلوہ خالق کا کس بشر مین نہین
غیر عکس آئنے کے گھر مین نہین

ہوش تک راہ بیخودی مین ہین گم
کوئی ساتھی مرا سفر مین نہین

ورقِ گل کو لے اُڑی ہے نسیم
خط مرادستِ نامہ بر مین نہین

دیکھ لی آج آنکھ اُس گل کی
ابتو نرگس بھی کچھ نظر مین نہین

عجز بندون کا کیون پسند نہو
کبھی تو خدا کے گھر مین نہین

کسکے سر مارئیے یہ بارِ سفر
راہزن کوئی رہگذر مین نہین

دیکھیے تو اِسی مین ہے سب کچھ
کون کہتا ہے کچھ بشر مین نہین

اسقدر بھر گیا ہے داغون سے
کہ جگہ درد کی جگر مین نہین

دیکھکر اُن کو سب یہ کہتے ہین
کیا پری مین ہے جو بشر مین نہین

سارے عالم کے داغ بھر لیتا
کیا کرون مین جگہ جگر مین نہین

کیجیئے تر زبان نشتر کو ہٗ
خون اتنا بھی اب جگر مین نہین

قربِ منعم مین پیچ و تاب کہان
کہ گرہ رشتۂ گُہر مین نہین

کون لیجائے نامہ قاتل تک
خوف سے جان نامہ بر مین نہین

رہروِ راہ عشق ہون جُز درد
کوئی توشہ مری کمر مین نہین

ہو سکے خاک میہمانیِ غم
ایک قطرہ لہو جگر مین نہین

مانگنا ہو جو مانگ لے اُس سے
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

رشتۂ کہکشان مین بجلی ہے
تیغ اُس ترک کی کمر مین نہین

عیش کا نام ہی سُنا ہے **امیر**
ڈھونڈھ مارا جہان بھر مین نہین ٹ

غضب کی آنکھ سے یہ کجکلاہ دیکھتے ہین
کہ عاشق آنکھ سے پہلے نگاہ دیکھتے ہین

بُت اِس نظر سے خدا کی پناہ دیکھتے ہین
کہ لوٹ جاتے ہین جو وہ نگاہ دیکھتے ہین

کھڑے ہین ہاتھ مین ساغر لیے چمن مین جو گُل
یہ کسکی نرگسی آنکھون کی راہ دیکھتے ہین ہٗ

چلو بھی گورِ غریبان مین ہو چکے غمزے
شہیدِ ناز قیامت کی راہ دیکھتے ہین

اب آپ مین مجھے آنے دے بیخودی للہ / وہ دیر سے مری مقتل مین راہ دیکھتے ہین
سفر مین اہلِ وطن یاد آتے ہین ہمکو / کبھی جو راہ مین مردم گیاہ دیکھتے ہین
وہ انتظار کسی کا کرے جو آپ مین ہو / ہم ایک عمر سے اپنی ہی راہ دیکھتے ہین
وہ اِس نگاہ سے کرتے ہین میری سمت نظر / کہ جیسے سوے گدا بادشاہ دیکھتے ہین

وہ مست جانبِ میخانہ جب نہین آتا
امیر کشتی مے کو تباہ دیکھتے ہین

روشنی نام کو بھی خانۂ ویران مین نہین / ہاے بجلی کی چمک بھی شبِ ہجران مین نہین
میرے پہلو مین نہ دل ہے نہ تری مٹھی مین / پھر ہوا کیا جو تری زلفِ پریشان مین نہین
بیکسی دیر سے چلاتی ہے دے کون جواب / کہدے عبرت ہی کوئی گورِ غریبان مین نہین
ہے حیاتِ ابدی دونون مین لیکن اے خضر / آبِ خنجر کا مزہ چشمۂ حیوان مین نہین
غنچے کہتے ہین کہ کیا جلد گزرتی ہے بہار / مسکرا لینے کی فرصت بھی گلستان مین نہین
بڑھکے بجلی سے تڑپ مین سہی پر کیا حاصل / شوخی جنبشِ مژگان تو رگِ جان مین نہین
اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے / کانٹے اُن پھولون سے اچھے جو گریبان مین نہین
پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزان کے ایسا / رنگ پھولون مین نہین پھول گلستان مین نہین

قاضی و محتسب و شیخ سب آئے ہین **امیر**
ایک تو یہ ہے کہ وہ صحبتِ رندان مین نہین

دہوم ہے چرخ برین کی کسقدر افواہ مین / ایک اونچا ٹیکرا ہے میکدے کی راہ مین
جوشِ وحشت نے دکھایا اسم اعظم کا اثر / سارے عالم کو مسخر کر لیا اک آہ مین
بے نیازی اُسطرف سے اسطرف بالکل نیاز / حدِّ فاصل ہے تو یہ ہے بندہ و اللہ مین
حکم رب سے جب ملا اسبابِ راحت خلق کو / تکیہ و مسند بٹے باہم گدا و شاہ مین
شمع کی مانند طے کی راہ ہستی اسطرح / پائمال اپنے ہوے ہم رفتہ رفتہ راہ مین

تیرے زخمی کے جو کام آیا یہ پایا مرتبہ
موُر سے کے پرُ نے جگہ پائی کلام اللہ مین

کہتے ہین وہ کیا چلین ہم خارِ مژگان چبھ نہ جائین
آنکھین جب عاشق بچھا دیتے ہین اُنکی راہ مین

جب چلے ہم منزلِ الفت مین مثلِ اشک امیر
ہر قدم پر لغزشِ پا نے گرایا راہ مین ہے

کلیان یہ سُرخ سُرخ نہین لالہ زار مین
منہدی لگی ہے دستِ عروسِ بہار مین

لوٹین گے اب کے سال مزے ہم بہار مین
مشک و نمک بھرین گے دلِ داغدار مین

جو آبلہ ہے اپنے دلِ داغدار مین
گنبد کسی شہید کا ہے لالہ زار مین

اسواسطے کہ ایک ہی ہو میری اُسکی شکل
مُنہ دیکھتا ہون آئنۂ روے یار مین

آئینہ دیکھ دیکھکے اُسنے بنائی زُلف
پہنچی کمک حلب سے برابر تتار مین

آنے دے آپ مین مجھے اکدم تو بیخودی
بیٹھے ہین کب سے لوگ مرے انتظار مین

گردِ نگاہ یار سے دل ہے مرا تباہ
رہرو کو سوجھتی نہین منزل غبار مین

آئے گا کون ادھر کہ تصدق کیواسطے
موتی ہین اشک دامنِ شمعِ مزار مین

بدلی ہے رُت چمن کا ہے جوبن اُبھار پر
کیا کیا بھرے ہین گال گلون کے بہار مین

جو شوخ طبع ہین وہ چھپتے نہین کہین
بجلی کٹار کھینچ کے آئی ہزار مین

کس پردے مین کدورتِ دل کا اشارہ ہے
لکھا ہے خط بھی اُسنے تو خطِ غبار مین

جالی کے پردے مین رُخِ گلگون نہین ترا
ہین جالیان نقابِ عروسِ بہار مین

کس گل کا سوے گورِ غریبان گزر ہوا
پھولے نہین سماتے ہین مردے مزار مین

کیا بے ثبات باغ تھا گل ہو گئے ہوا
جب تک کرون مین چاک گریبان بہار مین

دنیا ہی مین جو بات نہین پوچھتا کوئی
روزِ حساب آئین گے ہم کس شمار مین

جی لوٹ ہے تڑپنے پہ اب تک مگر امیر
اب جان ہی نہین ہے دلِ بیقرار مین

شرم آتی ہے کہ یار کو مین بیوفا کہون
اچھا کہا ہے جسکو اُسے کیا بُرا کہون

ہر بار اُسکی تیغ کے کھچنے کو کیا کہون
اُس شوخ کی ادا کہ مین اپنی قضا کہون

کیونکر بیان کرون جو مزہ خامشی مین ہے
کہنے کی ہو نہ بات تو مین اُسکو کیا کہون

ممکن نہین ہے عمر دوروزہ مین وصف زلف
تھوڑی سی شب دراز فسانہ ہی کیا کہون

مین قصہ گو نہین کہ کہے جاؤن داستان
دل سے جو تو سُنے تو کچھ اے دلربا کہون

مجھسے تو ایک نے بھی بناہی نہ دوستی
پھر آشنا کِسے کِسے ناآشنا کہون

یہ کہکے وہ چلے گئے ہم کل پھر آئین گے
آج اُنسے کچھ بھی کہہ نہ سکا ہاے کیا کہون

وہ خوش رہین مجھے حق وباطل سے کام کیا
بیجا بھی وہ کہین تو مین اُسکو بجا کہون

دونون طرف تھا ایک سا عالم وصال کا
اپنا کہون لحاظ کہ اُسکی حیا کہون

ایسا ہون عشق عارض وگیسو مین ہیجو اُس
بجلی چمک کے آئے تو اُسکو گھٹا کہون

وہ خوب جانتا ہے جو ہے میری آرزو
مُنہ سے امیر کچھ نہ مین وقتِ دعا کہون

لچک ہے شاخون مین جنبش ہوا سے پھولون مین
بہار جھول رہی ہے خوشی سے جھولون مین

وہ گلعذار کہ تُلتے تھے روز پھولون مین
انہین کی خاک شریک آج ہے بگولون مین

رقیب ساتھ ہی اُن کے یہ خوف ہے ہمکو
کوئی شگوفہ نہ چھوڑے ہمارے پھولون مین

نظر جو آسے ترے بال بال مین موتی
گمان ہوا کہ حسین جھولتے ہین جھولون مین

محمدِ عربی سا کہان ہی کوئی امیر
خدا کے فضل سے سرتاج ہین رسولون مین

کیا عارف مجھے پیر مغان نے اک پیالے مین
کرامت یہ نہین دیکھی کسی اللہ والے مین

نئی شاید نکلوائی ہے اُسنے گونج بلبلے مین
کھٹک ہر روز سے بڑھکر ہے میری دل کی چھالے مین

لگاؤن مُنہ نہ ہجر یار مین واعظ کے سر مارون
جو لاسے حور بھی بھر کر مئی کوثر پیالے مین

مزے جتنے تھے باغ دہر مین سب چُن لیے دل نے
نہ ایسا زخم ہے گل مین نہ ایسا داغ لالے مین

خط اس عارض کا جب سے چھپ گیا ہی میری نظرون سے
نگہ یون آنکھ مین چبھتی ہی کانٹا جیسے چھالے مین

یہی ہی شرم تو وہ آ چکے آغوش مین میرے
جھکا لیتے ہین آنکھین چاند ہوتا ہی جو ہالے مین

ہزارون خار پیاسے وادی الفت مین ہین یارب
پلاؤن کسکو کسکو بوند بھر پانی ہے چھالے مین

ادھر بھی اک نگاہ لطف خم کی خیر اے ساقی
ہمین بھی ایک چُلّو مے کسی ٹوٹے پیالے مین

تڑپتے عمر گزری یار آئے یا اجل آئے
خداوندا کوئی تاثیر تو پیدا ہو نالے مین

چمن سے خانۂ صیّاد تک زندہ نہ پہنچون گا
کہ دم اٹکا ہے نرگس مین تو جان اٹکی ہے لالے مین

امیر اُس نازنین پر ہے گران بیلا چنبیلی تک
پہنتا ہے پرو کر پھول جوہی کے وہ بالے مین

پستی بخت سے یہ خاک برابر مین ہون
سایہ بستر نہین سایے کا بھی بستر مین ہون

زینت گوش حسینان ہون وہ گوہر مین ہون
جامہ زیبون ہی کا زیور ہون اگر زر مین ہون

کوئی کہتا ہے برا کوئی بھلا کہتا ہے
بخت منعم ہون کہ مفلس کا مقدر مین ہون

گر کے رتبے سے بھی نظرون ہی کسیکی نہ گرون
ظل سلطان ہون اگر خاک برابر مین ہون

سب ہین حیرت مین نہین کوئی شناسا میرا
مقتل دہر مین گویا تن بے سر مین ہون

لوگ ہر شہر سے آتے ہین زیارت کے لیے
ناتوانی سے مگر موے پیمبر مین ہون

رنج ہوتا جو کوئی میرے برابر ہوتا
شکر کرتا ہون کہ ہر ایک سے کمتر مین ہون

سایہ پردۂ توحید ہے عزلت میری
پردہ اٹھ جائے اگر جامے سے باہر مین ہون

نہین وحدت کے سوا رنگ دوئی مجکو پسند
بیت کونین مین مصراع مکرر مین ہون

وے صدا دل جو مرا ہو مرے سینے مین دو نیم
کہ شگاف قلم قدرت داور مین ہون

بوسہ لینے کا نہ مجرم نہ گنہگار وصال
پھر سزاوار سزا اے مقدّر مین ہون

بیخودی مین بھی مری رنگ ہے نیرنگی کا
کبھی صہبا کبھی مینا کبھی ساغر مین ہون

ہین کہان ربطِ گل ولالہ کہان مثلِ نسیم
اور گلزارِ جہان مین کوئی دم بھر مین ہون

دیکھ پڑ جائے نہ مقتل مین کسی غیر پہ ہاتھ
اِس عنایت کا سزاوار ستمگر مین ہون

آبروِ اشک کی مانند جو پائی بھی تو کیا
کان تک اُسکے نہ پہنچون گا وہ گوہر مین ہون

جلوۂ حُسن یہ اُس شوخ کا کہتا ہے **امیر**
بزم مین شمع ہون گلشن مین گلِ تر مین ہون

دل جدا مال جدا جان جدا لیتے ہین
اپنے سب کام بگڑ کر وہ بنا لیتے ہین

میان سے لیتے ہین جب قتل کو ویسے تلوار
اپنی چالین اُسے پہلے وہ سکھا لیتے ہین

دمبدم ہے یہ زمانے کے بدلنے کا سبب
کروٹین کشتۂ شمشیرِ ادا لیتے ہین

مجلسِ وعظ مین جب بیٹھتے ہین ہم میکش
دخترِ رز کو بھی پہلو مین بٹھا لیتے ہین

دردآگین جو کوئی دل نظر آتا ہے کہین
دوڑ کر ہم اُسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

رُخ سے پردہ اگر اُلٹو تو حقیقت کُھلجائے
دون کی شمس و قمر صبح و مسا لیتے ہین

جی اکیلے شبِ فرقت مین جو گھبراتا ہے
فتنۂ حشر کو نالون سے جگا لیتے ہین

دھیان مین لاکے ترا سلسلۂ زلفِ دراز
ہم شبِ ہجر کو کچھ اور بڑھا لیتے ہین

خانۂ گور کی چھت بیٹھے کہ دیوار گرے
جو کڑی پڑتی ہے مُردون پہ اُٹھا لیتے ہین

تیغِ قاتل ہے آباد کہ کشتے اُس کے
دہنِ زخم سے بوسون کا مزا لیتے ہین

ہوہی رہتا ہے کسی بُت کا نظارہ تا شام
صبح کو اُٹھکے جو ہم نام خدا لیتے ہین

تم تو انسان ہو آؤگے نہ کیون قابو مین
ہم تو دو باتون مین پریون کو لگا لیتے ہین

عیدِ قربان کی حقیقت مین اُنھین کو ہی خوشی
تیغِ قاتل کو گلے سے جو لگا لیتے ہین

جاچکا قافلۂ ملکِ عدم دور تو کیا
ہم بھی دم بھر مین خدا چاہے تو جا لیتے ہین

حُسن اللہ نے بخشا ہے بتون کو ایسا
دیر مین شیخ کو کعبے سے بلا لیتے ہین

ایک بوسے کے عوض مانگتے ہین دل کیا خوب
جی مین سوچین تو وہ کیا دیتے ہین کیا لیتے ہین

چھوتے ہین مصحفِ رخسار کو کب بے تعظیم
ہان کبھی چوم کے آنکھون سے لگا لیتے ہین

اپنی محفل سے اُٹھاتی ہین عبث ہمکو حضور
چپکے بیٹھے ہین الگ آپ کا کیا لیتے ہین

بُت بھی کیا چیز ہین اللہ سلامت رکھے
گالیان دیکے غریبون کو دعا لیتے ہین

شاخ مرجان مین جواہر نظر آتے ہین **امیر**
کبھی اُنگلی جو وہ دانتون مین دبا لیتے ہین

فراقِ یار مین شب ہو کہ دن تمام نہین
جو اُسکی صبح نہین ہے تو اسکی شام نہین

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے
جہاد کر کے جو عورت ملے حرام نہین

وہ گالی دیتے ہین شکوہ کرو تو کہتے ہین
کسی کا ذکر نہین ہے کسی کا نام نہین

یہان کمالِ تواضع وہان کمالِ غرور
اِدہر ہین سجدے پہ سجدے اُدہر سلام نہین

گرہ سے کچھ نہین جاتا ہے پی بھی لے زاہد
ملے جو مفت تو قاضی کو بھی حرام نہین

فقیر گوشہ نشین ہین خدا کے درباری
کسی امیر کا مجرا نہین سلام نہین

زمانے بھر مین پڑی ہے پکار حاتم کی
دیا ہے جسنے کہ حاتم کو اُسکا نام نہین

کہا جو مین نے کہ رُخ سے کبھی نقاب اُلٹو
تو ہنسکے بولے کہ منظور قتلِ عام نہین

یہ داغ کیون ہے رُخِ ماہتاب پر ای چرخ
جو میرے یار کا بھاگا ہوا غلام نہین

کریم جان کے تجکو خطائین کین یارب
مرے گناہ سزاوارِ انتقام نہین

جو میکشی سے ہو فرصت تو دو گھڑی کو چلو
امیر مسجدِ جامع مین آج امام نہین

ڈسگئی دل کو مرے زلف کی کالی ناگن
واہ کیا حسنِ فسونگر نے نکالی ناگن

اُسکے جوڑے سے ذرا بچکے نکلنا اے دل
کُنڈلی مارے ہوے بیٹھی ہے یہ کالی ناگن

دستِ گستاخ بڑہے زلف کی جانب تو کہا
دیکھ نازک ہے بہت نازون کی پالی ناگن

یاد گیسو مین مرے داغ بدن نیلے ہین
کیا بلا سونگھ گئی پھولون کی ڈالی ناگن

اپنے دیوانون سے پریون کیطرح اُڑتی ہو
ناگنون مین ہے یہ دُنیا بھی نرالی ناگن

آگیسا پیار تری زلف کے دہوکے مین مجھے
جب نظر آگئی بے خوف اُٹھالی ناگن

عشق گیسو کے اثر سے دمِ تحریر امیر
جو لکھون سطر وہ کاغذ پہ ہو کالی ناگن

پروانے کیون نہ خاک ہون جلکر چراغ مین
جلوہ اُسی کے نور کا ہے ہر چراغ مین

قاصد کا سر ہے محفلِ جانان مین میرِ فرش
روغن کی جا ہے خون کبوتر چراغ مین

بے یار قتل کرتی ہے ہمکو ضیائے بزم
گویا ہے برّشِ دمِ خنجر چراغ مین

لالے مین تم ہو گل مین ہو تم مہر و مہ مین تم
جلوہ تمھارے چہرے کا ہے ہر چراغ مین

عاشق ہین گوشہ گیر نہین کوچہ گرد ہم
پروانے جلتے پھرتے ہین گھر گھر چراغ مین

کامل جو عشق مین ہے اُسے سوز سے ہی ساز
پروانہ سان جلے نہ سمندر چراغ مین

زائل شباب ہو تو کہان حُسن مین نمک
روغن نہو تو نور ہو کیون کر چراغ مین

ہے جلوہ گاہ یار چمن ہو کہ بزم ہو
ہر پھول مین وہ بو ہے ضیا ہر چراغ مین

پروانے ایسے نشۂ الفت سے ہین جو مست
کیا مے بھری ہے صورتِ ساغر چراغ مین

دل عاشقون کے کیون نہون قربان روی یار
پروانے جل رہے ہین برابر چراغ مین

اے دل وہ میرزا منش آتا ہے بزم مین
روغن کے بدلے عطر جلے ہر چراغ مین

ہنسنے مین اُسکے دانتون کا پرتو اگر پڑے
ہو ہمسر فتیلہ رشتۂ گوہر چراغ مین

آئی ہوا یہ کس لبِ لعلین کی اے امیر
ہین لعلِ شب چراغ کے جوہر چراغ مین

کہتا ہے کون آہ مین اپنی اثر نہین
ہان دل دُکھے کسی کا یہ مدِّ نظر نہین

آہ شررفشان مین ہماری اثر نہین
پھولا ہوا درخت ہے لیکن ثمر نہین

ایسے ہین مست بادۂ حسن و جمال سے
میری خبر کہان اُنہین اپنی خبر نہین

ہم بقیرار لوٹتے ہین کب سے خاک پر
آسودگانِ خاک تمہین کچھ خبر نہین

محفل ہین شمع باغ ہین شبنم فلک پر ابر
کسکی ہے آنکھ جو مرے ماتم ہین تر نہین

بوسہ جو سنگِ در کو دیا بول اُٹھا وہ شوخ
بندے کا ہے مکان خدا کا یہ گھر نہین

گھر جانے کا ابھی سے ارادہ نہ کیجیے
یہ میرے دردِ دل کی چمک ہے سحر نہین

شیخ حرم مین برہمن ہے دیر مین
ہم کس جگہ ہین کچھ ہمین اپنی خبر نہین

افسردگی وہی ہے ہماری پسِ فنا
سنگِ مزار مین بھی ہمارے شرر نہین

دُنیا ہے طرفہ میکدۂ بیخودی امیر
سب مست ہین کسی کو کسیکی خبر نہین

دیکھی مجنون کی شبیہ آج جو تصویرون مین
ہڈیان سوکھی سی دو چار تھین زنجیرون مین

باغبان بلبل وطوطی کی زباندانی کیا
ہم تو دونون کو اُڑا دیتے ہین تقریرون مین

ذبح ہون کیون نہ نمازی جو پڑہین آپ نماز
کہ چھری بنکے زبان چلتی ہے تکبیرون مین

اے مصور ترے دامن کے اُڑین گے پُرزے
کھچگئے ہاتھ جو دیوانون کے تصویرون مین

تیغ پر باڑہ جو رکھوائی ہے قاتل نے امیر
عید قربان کی خوشی پھیلی ہے نخچیرون مین

پڑگئی کیا لوٹ یارب گلشنِ ایجاد مین
دستِ گلچین مین ہے گل بلبل کفِ صیاد مین

شوخیون نے تیری چھپکر پردۂ بیداد مین
بجلیان بھر دی ہین میرے نالہ و فریاد مین

بال و پر اپنے کہان اِس گلشنِ ایجاد مین
رہ گئے کچھ دام مین کچھ خانۂ صیاد مین

ہوگئی کچھ اور آکر خانۂ صیاد مین
یہ مزہ آگے نہ تھا بلبل تری فریاد مین

دیکھکر تصویر شیرین نے یہ حسرت سے کہا
ہائے کیا وارفتگی ہے صورتِ فرہاد مین

دیر مین غافل نہین اُس سے صنم بھی ایک دم
زاہد و بت بنگئے ہین سب خدا کی یاد مین

بر مرے ٹوٹے ہوئے اُڑجائین سب سوے چمن
ایسی آندھی آئے یارب خانۂ صیاد مین

سُنکے حالِ دل ہمارا کیسا کسیکا دل دکھے | جلگیا ہے سوزشِ دل سے اثر فریاد مین

جو گھٹا بنوانیکی مطلق نہین ہے احتیاج | آپکی تصویر کا گھر ہے دلِ بہزاد مین

بلبلو خوشیان کرو آئی ہے گھر بیٹھے مراد | پھول والون کا ہے میلا کوچۂ صیاد مین

جرم کیا نکلا انا الحق گر لبِ منصور سے | تھی اُسے از خود فراموشی خدا کی یاد مین

وا ے قسمت کٹ گئی قید قفس مین اپنی عمر | نکلے بھی گر کبھی گئے پر خانۂ صیاد مین

قتل سے پہلے ہی تھا معدوم اپنا جسم زار | خون کیا لکھتے فرشتے نامۂ جلاد مین

بیقراری اسقدر تڑپا نہ مجکو زیر تیغ | دیکھ ظالم دل نہ اُچھلے سینۂ جلاد مین

اپنے اپنے ہین نصیب اے ہمصفیرانِ چمن | پھنس گئے تم دام مین ہم گیسوئے صیاد مین

بلبلین بھی آئین گی جلنے کو پروانون کے ساتھ | روغنِ گل ہے چراغِ خانۂ صیاد مین

ایک دن برباد ہوگا تند بادِ مرگ سے | جلتی ہین اس غم سے شمعین خانۂ آباد مین

فی الحقیقۃ دل سے دلکو راہ ہوتی ہے امیر
ہم ہین اُنکی یاد مین وہ ہین ہماری یاد مین

جو بوے گل چمن مین ڈھونڈتے ہین | مسافر کو وطن مین ڈھونڈتے ہین

جو گم کرتے ہین راہ نیستی ہم | کمر مین یا دہن مین ڈھونڈتی ہین

مین زار ایسا بڑے نادان ہین فصّاد | لہو میرے بدن مین ڈھونڈتے ہین

وہ پیاسے ہین کہ ہم گھبرا کے پانی | ترے چاہِ ذقن مین ڈھونڈتے ہین

پتا پاتے ہین یوسف کا وہی لوگ | جو اپنے پیرہن مین ڈھونڈتے ہین

وہ لاغر ہون مرے لاشے کو قاتل | فرشتے آکے رن مین ڈھونڈتی ہین

ہمین اے باغبان غنچون سے کیا کام | ہم اپنا دل چمن مین ڈھونڈتے ہین

امیر اہلِ حسد کب ہین ہنر بین
عیوب اکثر سخن مین ڈھونڈتے ہین

فرق بعد مرگ کچھ دل کی جلن مین کیون نہین
چین یارب شایہ اُکفن مین کیون نہین

روح کو آرام آغوشِ بدن مین کیون نہین
یا خدا اخلاص اِس دولہا دلہن مین کیون نہین

مر گیا جب مین تو کس پردے مین اُس بت نے کہا
آج وہ کل کی سی رونق انجمن مین کیون نہین

اُڑ گئین روحین شہادتگاہ الفت سے کہان
آشیانے اِن غریبون کے چمن مین کیون نہین

تو اگر دولہا بناتی ہے انہین اے تیغ ناز
بدھیان زخمون کی کشتون کے بدن مین کیون نہین

ہون وہ مجنون دیکھکر جوڑا کو آتا ہے خیال
ہاے یہ بھی چاک میرے پیرہن مین کیون نہین

پوچھتی ہے قیصر و خاقان سے عبرت گور مین
کیون پڑے ہو آج وہ کس بل بدن مین کیون نہین

صورتین ظاہر مین صورت آفرین پوشیدہ ہے
انجمن آرا کا جلوہ انجمن مین کیون نہین

سوگ ہے کسکے دل پر داغ کا اے گلبدن
وہ بہار افشان کی زلف پر شکن مین کیون نہین

ہاتھ مین تیرے تو دینے کو ہزارون اے کریم
سیکڑون دامن ہمارے پیرہن مین کیون نہین

جامۂ زیبودہ نمایش بعد مُردن کیا ہوئی
پیرہن مین تھی جو سج دھج وہ کفن مین کیون نہین

وحدت و کثرت تو دونون ہین اُسی کی جلوہ گاہ
پھر جو خلوت مین مزہ ہے انجمن مین کیون نہین

سیکڑون جاتے ہین ہستی سے عدم کو رات دن
میری غربت کی خبر اب تک وطن مین کیون نہین

لوٹتی ہے ساری دنیا بزم جانان کے مزے
میرا حصہ اِس پہلے پھولے چمن مین کیون نہین

اِس زمین مین بھی بہت سے شعر ممکن ہین امیرؔ
ہو اگر فرصت تو گنجایش سخن مین کیون نہین

گزشتہ خاک نشینون کا یادگار ہون مین
مٹا ہوا سا نشانِ سرِ مزار ہون مین

غریب جا منے والون مین تیرے کریار ہون مین
دماغ عرش پہ ظاہر مین خاکسار ہون مین

ترے کرم مین کمی کچھ نہین کریم ہے تو
مرا قصور ہے جھوٹا امیدوار ہون مین

پڑا ہے دستِ اجل مجھپہ لاکھ بار مگر
نکل گیا ہون تڑپ کر وہ بیقرار ہون مین

کچھ آج مین نے نئی پی ہے حضرتِ واعظ
ازل کا مست پرانا شرابخوار ہون مین

نگاہ گرم سے مجکو نہ دیکھ اے دوزخ — خبر نہین تجھے کسکا گنہگار ہون مین
زمین قصر سلاطین سے آرہی ہے صدا — کہ آج منزل عشرت ہون کل مزار ہون مین
پھر اُسکی شان کریمی کے حوصلے دیکھے — گناہگار یہ کہدے گناہگار ہون مین
جو مست ہوش مین آنے کا قصد کرتا ہے — پُکارتا ہے یہ ساقی کہ ہوشیار ہون مین
وہ کُشتہ ہون کہ مری لاش جسطرف گزری — زمین پُکار اُٹھی قابل مزار ہون مین
حضور وصل کی حسرت ازل سے ہی مجکو — خیال کیجیے کب سے امیدوار ہون مین
خبر نہین اُسے روتا ہون حال پر جسکے — اُداس صورت شمع سر مزار ہون مین
شب فراق مری جان دل سے کہتی ہے — تڑپ چکا ہو اگر تو تو بیقرار ہون مین
بلائین لیتی ہے پھر پھر کے گردنو میری — یہ کسکے در پہ الٰہی امیدوار ہون مین
وہ بیقرار ہون دیکھے اگر تڑپ میری — قرار بھی یہ پکارے کہ بیقرار ہون مین
پُکارتا ہے یہ موباف اُسکی چوٹی کا — کہ سب سے پیچھے ہون پر چوٹی کا سنگار ہون مین

بڑے مزے سے گزرتی ہے بیخودی مین امیر
وہ دن خدا نہ دکھائے کہ ہوشیار ہون مین

کسی کی روح پہ صدمہ ہو اشکبار ہون مین — کسی کے دل مین اُٹھے درد بیقرار ہون مین
گھڑی یہ نزع کی کہتی ہے جان پُر غم سے — کہ وقت آخر ایام روزگار ہون مین
کسیکا دل نہین دُکھتا مرے تڑپنے پر — سمجھتے ہین مجھے بجلی وہ بیقرار ہون مین
پڑا ہے تفرقہ کیا اضطراب سے پس مرگ — سر مزار مرا دل تہ مزار ہون مین
شگفتگی مین بھی میری فسردگی ہے عیان — شرار سنگ لحد ہون اگر شرار ہون مین
نہ محتسب کا مجھے خوف ہے نہ ساقی کا — گدائے میکدہ مفلس شرابخوار ہون مین
فرشتے لے کے چلے تھے مجھے جہنم کو — تڑپ کے خلد مین پہنچا وہ بیقرار ہون مین
وہ پیر ہون کہ جوانون کا رنگ رکھتا ہون — عزیز کیون نہون بے فصل کی بہار ہون مین

کفن کا پاس نہ مجکو مزار کا ہے لحاظ
کسی سے کھوٹ نہیں میرے دل مین دوست تو کیا
شکستگی سے سنورتا ہے اور کام مرا
شراب غیب سے میرے لیے اُترتی ہے

بُرا طپش کا ہو دونون سے شرمسار ہون مین
عدو بھی یار بنا ہے مجُھے تو یار ہون مین
شریک قسمت گیسو سے تا یدار ہون مین
خدا کے گھر مین ہے حُرمت وہ بادہ خوار ہون مین

امیر ملتی ہین بے مانگے نعمتین کیا کیا
بڑا کریم ہے جس کا امیدوار ہون مین

بانکی ادا ہے وہ نگہِ خشمگین نہین
خلوت مین بیخودی سے پتا ہی کہین نہین
مانگی جگہ لحد کو تو بولا وہ شاہِ حُسن
کیسا خوش ہو دل فلک پہ ستارونکو دیکھکر
سرکار ہے کریم کی ساقی کی بارگاہ
حسرت سے دیکھیے تو یہ کہتی ہے وہ نگاہ
کہتے ہین ذبح کرنے مین مجکو جھجک ہو کیون
عصمت یہ دستِ شوق سے کہتی ہے روزِ وصل
غفلت نے میری مجکو بنایا ہے دہوپ چھانون
روتا ہے دردِ عشق مین اُس دلنواز کے
بسمل سے اپنے کہتی ہے مقتل مین تیغِ ناز
پیکان تیر یار سے کہتی ہین حسرتین
نزدیک جا کے اُنکو جو دیکھا تو بول اُٹھے
دشوار ہے بہت دلِ معشوق تک گزر
ہون مست شوق وہ تو کہون اُن سے چھیڑ کر

غمزہ چھری لیے ہے وہ چینِ جبین نہین
گیا ہے وہان کہ ہمین ہین ہمین نہین
تکیہ سب نے فقیر کا یہ وہ زمین نہین
افشان چُنی ہوی یہ کسیکی جبین نہین
جو آسے جھک کے جاے کسی سی نہین نہین
دشمن مری کوی نگہِ واپسین نہین
مین ناز نین ہون دل تو مرا نازنین نہین
چھو جاے جسکو ہاتھ یہ وہ آستین نہین
مخمل کا خواب ہون کہ جہان ہون وہین نہین
کچھ قدرِ غم تجھے دلِ اندوہگین نہین
اسوقت بھی زبان پہ تری آفرین نہین
تو دلنواز تو ہے مگر دل نشین نہین
چل دور ہو نگاہ تری دوربین نہین
اے آہ ہوشیار یہ عرشِ برین نہین
کیون میری جان اب نہین کہتے نہین نہین

شبو کا پھول دیکھکے بولا وہ جامہ زیب
واہ ایک آستین تو ہے ایک آستین نہین

جس بے نشان کو ڈہونڈتے ہین ہم جہان مین
کہتا ہے دل کہ تجھ مین نہین تو کہین نہین

بولے جو عذر ضعف سے اُن کو طلب کیا
کیا آپ ناتوان ہین تو مین نازنین نہین

یہ پھلا کلام بھی ہے جو ہمین شریک امیر
دیوان مین اب کا رنگ کہین ہی کہین نہین

مشتاق وصل کون ترا نازنین نہین
کرتی پھنسی کہ لپٹی ہوئی آستین نہین

شکوہ جفا کا تم سے کچھ اے نازنین نہین
ایسے ہی تم ہین ہوتے ہین سب اک تمہین نہین

عالم سے اُن کی انجمن ناز ہے الگ
چھت جسکی آسمان ہے یہ وہ زمین نہین

گزرا ہوا زمانہ پھر آتا نہین کبھی
وہ کونسا ہے دم جو دم واپسین نہین

بوسہ لپٹ کے لے ہی لیا ہمنے بزم مین
ہان ہان سُنی کسی کی نہ اُنکی نہین نہین

نقش سجود سے در دلدار ہے چمن
اک پھول اُسی چمن کا ہے داغ جبین نہین

دیکھے تجھے زمانہ مجھے دیکھتا ہے کیا
اے جان ناتوان ہون مین نازنین نہین

مقتل مین ہاتھ اُٹھاتے وہ شرماے جاتے ہین
نکلی ہوئی تو دیکھو کہین آستین نہین

غش مین پڑے ہین جلوہ گہ نازنین کلیم
تحسین نہین سپاس نہین آفرین نہین

کہتے ہین بیوفائی کا رونا نہ رو یہان
سارے جہان مین ہے یہی کچھ ہمین نہین

تڑپا رہا ہے اُٹھکے مرے دل کو درد عشق
تجھسے ملا ہوا تو مرا ہمنشین نہین

گھبراتے کیون ہو دم مری آنکھون مین ہے ابھی
پھیرو نہ آنکھ یہ نگہ واپسین نہین

اللہ رے ناز دیکھکے کہتے ہین آئنہ
ہم نازنین نہین تو کوئی نازنین نہین

کہتے ہین سنگ در پہ مرے سجدے تا کجا
کچھ زیر مشق یہ پئے خط جبین نہین

اک آہ کھینچنے کا ارادہ ہے ہوشیار
خیر آج تیری اے فلک ہفتمین نہین

نسبت ہے ایک عاشق و معشوق سے اُسے
ناز آفرین ہے کیا وہ نیاز آفرین نہین

شادی کی انجمن مین بھی روتا ہون مثل شمع
مجھسا جہان مین کوئی اندوہگین نہین

چوکھٹ سے تیری سر نہ ہٹے گا امیر کا
سجدے سے گر کے اُٹھے یہ ایسی جبین نہین

عالم مین کوئی دختر رز سا حسین نہین
شیشے مین اک پری ہی مے آتشین نہین

وہ شوخ لاکھ پردون مین پردہ نشین نہین
اور پھر جو دیکھیے تو کہان ہے کہین نہین

یا ہم ہی ہم تھے کوئی نہ تھا اُنکی بزم مین
یا اک جہان آج وہان ہے ہمین نہین

اُن چتونون کو دیکھ تو ناصح تڑپ ہی جا
بیدرد تیرے دلپہ یہ چھریان چلین نہین

ایسا ہی جوش گریہ ہے تو ہجر یار مین
یا ہم نہین زمین پہ یا یہ زمین نہین

پردے ہی پردے مین ہین تبسم کی شوخیان
یہ بجلیان ابھی کسی دل پر گرین نہین

تو قابل سجود ہے اے میرے بے نیاز
ہر قابل سجود کسی کی جبین نہین

فرماتے ہین کہ آئین تو زاہد ہمارے پاس
ہم اُنکی توبہ توڑنے کو نازنین نہین

شوخی کا ہاتھ تم اُٹھکے پکڑ لے شب وصال
اتنی بھی کام کی نگہ شرمگین نہین

اے جان ابھی نہین مری حسرت کا خاتمہ
پہلی نظر ہے یہ نگہ واپسین نہین

تلوارین ایک چھوڑ کے دو دو کمر مین ہین
اِس بوجھ اُٹھانیکے لیے تم نازنین نہین

رویا جو مین وصال مین بولے ہٹا کے ہاتھ
آنسو کسی کے پونچھے یہ وہ آستین نہین

رسوا ہوا تو حشر مین اتنا کہون گا مین
بندہ نہین ترے کیا مین جہان آفرین نہین

آنسو سے آشنا نہین شمع مزار بھی
اب کوئی میرے حال پر اندوہگین نہین

دل ناز اُٹھانیوالون کے کیا دیکھکر بڑھین
ہر انجمن مین ناز ہے ناز آفرین نہین

واعظ کو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے امیر
باتین تو ان بزرگ کی تم نے سنین نہین

یاد قاتل مین لہو سے جو ہوئین تر پلکین
بنگئین طائر مذبوح کی شہپر پلکین

کھینچتی ہین دل بیمار پہ خنجر پلکین
ناتوان پا کے چڑھا لاتی ہین لشکر پلکین

موہوا اس سے ہی انسان کی شرافت ثابت
مردمک آنکھ مین ہی آنکھ کے باہر پلکین +

گور مین بھی خلش خار محبت ہے وہی
آج تک دلمین کھٹکتی ہین برابر پلکین

نرگسی آنکھین دکھاتے نہین یہ لالہ عذار
کھینچتے ہین مجھے کانٹون مین دکھا کر پلکین

اثر سوزِ محبت نے دکھایا اعجاز +
بہ گیا آنکھ سے دریا نہ ہوئین تر پلکین

اہل بینش کو بہت سیرِ جہان خوب نہین
مردمِ چشم سے کٹتی ہین یہ جھککر پلکین

قتلِ عشّاق سے باز آنکی کھاتی ہین قسم
طاق ابرو کی طرف ہاتھ اٹھا کر پلکین

چشمِ بد دور ہے کیا ظلم کی رسّی بھی دراز
صاف بڑھکر ہوئین گیسو کے برابر پلکین

چشم مخمور سے ٹوٹے کہین انکا بھی خمار
ہین اذیت کشِ خمیازہ برابر پلکین

عیب اپنون کا نہین ہے سبب کلفتِ دل
لاکھ اڑے گردِ نظر ہون نہ مکدّر پلکین +

کیا ہی ہمسایے کو ہمسایے کی ایذا ہی وبال
آنکھین روئین جو کھنچین بال برابر پلکین

ناتوانون کو ترے دے گا فلک کیا گردش
گردشِ چشم سے کھاتی نہین چکّر پلکین

آج یہ آنکھونکو جوانی مین یہ زیور ہین امیرؔ
گر کے ہو جائین گی کل خس کے برابر پلکین

عالم شگفتہ ہو جو مین آفت رسیدہ ہون
صبح بہار ہون جو گریبان دریدہ ہون

مطلب کی سمت رخ ہی مرادہ رسیدہ ہون
گویا قصیدے مین مین گریز قصیدہ ہون

راغب مری طرف ہے کوئی دل نہ کوئی گوش
بزمِ جہان مین حرفِ مکرّر شنیدہ ہون

میرے صفاے دل نے جو کھولی ہین میری عیب
شرمندہ مثلِ زنگیِ آئنہ دیدہ ہون

ماہی کیطرح ہے مجھے مرہم وہ آبِ تیغ
کیا بتلاے دردِ گلوے بریدہ ہون

ضبطِ فغان سکھاؤن مین اورونکو ہون جو خاک
سرمہ پے صداے گلوے بریدہ ہون

چہرے پہ اسکے مطلع ابرو کا ہے یہ قول
دیوانِ انوری کا مین مضمون چیدہ ہون

ظلمِ جہان نہ دورِ فلک کا مجھے خیال
دریا کے جوش مین تہ پل آرمیدہ ہون

اے اہلِ بزم مجکو اُٹھاؤ نہ بزم سے
شمع سحر ہون عمر بپایان رسیدہ ہون

مین اور جم ہین پیرِ مغان دو ترے مرید
لیکن وہ بد عقیدہ ہی مین خوش عقیدہ ہون

مجروحِ تیغ حُسن ہوا کب خبر نہین
یوسف کی جلوہ گاہ مین دستِ بریدہ ہون

مارا ہے اہل کبر نے پردے مین عجز کے
مین بیخبر تو کُشتۂ تیغِ خمیدہ ہون

اب تک کسی پہ میری حقیقت نہین کُھلی
حرفِ نگفتہ ہون سخنِ ناشنیدہ ہون

پیدا کیے کی شرم الٰہی ضرور ہے
تو آفریدگار ہے مین آفریدہ ہون

صحرا کو کپڑے پہاڑ کے چلتا ہون ای جنون
پاے شکستہ ہون نہ مین دستِ بریدہ ہون

ہون دشمنون مین پر نہین فریاد کی مجال
بتیس دانتو نمین مین زبان بریدہ ہون

بہتا ہی یادِ رخ مین تو کہتا ہے طفلِ اشک
یوسف کے خاندان کا مین نور دیدہ ہون

مطلب خزان سے کچھ نہ غرض ہی بہار سے
دونون سے مثلِ سرو مین دامن کشیدہ ہون

دیکھون کسی کے عیب تو کیا خاک کہہ سکون
ہان غم سے آئنے کی طرح آبدیدہ ہون

کہتا ہے مرغِ روح اجل سے ڈرا ہوا
صیاد میرے سمجھے مین صید [illegible] ہون

بُلبل ہون مین نہ گُل ہون گلستانِ دہر مین
ہان اک پرِ شکستہ و رنگِ پریدہ ہون

شبنم کے ای امیر ملے ہین مجھے نصیب
گُل ہنس پڑین چمن مین جو مین آبدیدہ ہون

کس کے چمکے چاند سے رخسار قیصر باغ مین
چاندنی ہی سایۂ دیوار قیصر باغ مین

سبزۂ خوابیدہ کیسا آگیا جو خفتہ بخت
اُسکے طالع ہو گیے بیدار قیصر باغ مین

فی الحقیقہ یہ بھی کم گلزار جنت سے نہین
حورین پھرتی ہین سرِ بازار قیصر باغ مین

ہر روش پر چل رہی ہی ایسی صحت کی ہوا
چشمِ نرگس تک نہین بیمار قیصر باغ مین

پاؤن کا یان ذکر کیسا صاف ہے ایسی زمین
دل پھسلتے ہین دمِ رفتار قیصر باغ مین

بند جب ٹوٹین شکستِ توبہ کی آے صدا
لین اگر انگڑائیان میخوار قیصر باغ مین

لوٹتا پھرتا ہے یہ مارے خوشی کی صبح وشام
وجد مین ہی سایۂ دیوار قیصر باغ مین

یہ اشارہ نہر مین کرتی ہی ہر انگشتِ موج
سب کا ہوجائے گا بیڑا پار قیصر باغ مین

چار نغمو نمین ہو سعدی کی گلستان کا جواب
بلبلین کہولین اگر منقار قیصر باغ مین

زیرِ شاخِ گُل اگر سبزہ کبھی سونی لگا
شورِ بُلبُل نے کیا بیدار قیصر باغ مین

استنے پتے بھی نہونگے گلشنِ فردوس مین
جس قدر پہولو نکے ہین انبار قیصر باغ مین

تشنگانِ شوق ہین شیرین لبو نکے مہمان
بٹ رہا ہے شربتِ دیدار قیصر باغ مین

قطرئ شبنم کے رگِ گل پر دکہاتے ہین بہار
گُندہ رہے ہین موتیو نکے ہار قیصر باغ مین

کہہ رہی ہے یہ صنوبر قامتون سے فاختہ
آؤ بھی بہرِ علمبردار قیصر باغ مین

آتے آتے لب تلک بنجائے ٹپکا نور کا
کھینچیے گر آہ آتشبار قیصر باغ مین

نخلِ گُل ہی ہر تماشائی زہے فیضِ بہار
پھول جھڑتے ہین دم گفتار قیصر باغ مین

موجۂ مے کی نسیم صبح مین تاثیر ہے
بے صبوحی مست ہین ہشیار قیصر باغ مین

ایدلِ رہا یوس ہے بے برگی سے افسردہ نہو
لائے گا نخلِ تمنا بار قیصر باغ مین

دور ہونگی کلفتین مٹ جائینگی سب کاہشین
لالہ ہے بیداغ گل بیخار قیصر باغ مین

سایۂ بالِ ہما کیا ڈہونڈہتا ہے اے **امیر**
بیٹھ زیرِ سایۂ دیوار قیصر باغ مین +

داغ اے بہار جیسے ہمارے بدن مین ہین
اِس رنگ و بو کی پھول بہی تیری چمن مین ہین

نالہ ذرا کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بُلبُل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن مین ہین

شیخِ حرم سے ملکے ہوا سخت انفعال
کتنے ذلیل ہم نگہِ برہمن مین ہین

سینو نمین عاشقو نکے کہان عاشقو نکی دل
کچھ زلف مین ہین کچھ ترے چاہِ ذقن مین ہین

اک عمر سیتے سیتے رفوگر کو ہوگئی
کیا جانئے کتنے چاک مرے پیرہن مین ہین

یاد آئین کیون قفس مین نہ گلشن کے ہمصفیر
غربت مین ہم ہین یار ہمارے وطن مین ہین

تھوڑا سا لطف اور بھی اے پنجۂ جنون
دو چار تار اور ابھی پیرہن مین ہین

آئے ہین سب سمٹ کے تری صید گاہ مین
اب کوہ پر ہین کبک نہ آہو ختن مین ہین

ہون آبدیدہ درد کی باتین نہ سنکے آپ
پہلو ہزار طرح کے اپنے سخن مین ہین

پیاسی ہین آبِ خنجرِ قاتل کی دیر سے
جتنی رگین امیر ہمارے بدن مین ہین

عزیز احباب ساتھی دم کے ہین پھر چھوٹ جاتی ہین
جہان یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہین

کڑی منزل ہے پیری دانت بھی سب ٹوٹ جاتی ہین
قدیمی ساتھ یارونکے یہین تو چھوٹ جاتے ہین

الٰہی کیا علاقہ ہے وہ جب لیتا ہے انگڑائی
مرے سینے مین سب زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جاتے ہین

ادا دل مانگتی ہے جان غمزہ اے شہِ خوبی
ترے کشور مین ہے اندھیر لوٹا لوٹ جاتے ہین

عجب کانٹا ہے ساقی محتسب جب آ نکلتا ہے
تو سب جام و سبو چھالونکی صورت پھوٹ جاتی ہین

زمانے بھر مین ہے مشہور حال اخوان یوسف کا
طمع دنیا کی وہ ہے جس سے بازو ٹوٹ جاتے ہین

امیر زار کی تربت کو چھت سمجھے ہین کیا گھر کی
یہ ماتمدار آ کر چھاتیان کیون کوٹ جاتے ہین

متگا کر آئنہ مجھ تشنہ لب کو یاد کرتے ہین
وہ ساحل کو بھی لیکر ساتھ دریا مین اُترتے ہین

شہیدِ عشق جی جاتے ہین جی سے کیا گزرتے ہین
خدا یہ موت دے سبکو ہم اس مرنے پہ مرتے ہین

مقام شرم ہے ہم ہجر مین جی سے گزرتے ہین
پتنگے بھی تو رخصت شمع سے ہو ہو کے مرتے ہین

یہان آنکھون مین دم ہے اب کوئی ساعت مین مرتے ہین
قضا کہتی ہے جلدی کیا ہے آئینگے سنورتے ہین

زمانہ ذرہ و خورشید سے آئینہ خانہ ہے
مگر اسپر بھی جب دیکھا وہ پردے مین سنورتے ہین

ہمارے زخم بھرنا اور اے جرّاح کیا جانے
اگر بھرتے ہین تو دم خنجرِ قاتل کا بھرتے ہین

رہے بیدار دل جو عمر بھر مُردہ نہ جان اُنکو
برابر رات دن جاگے تھے اب آرام کرتے ہین

دلِ پُر آرزو کہتا ہے چلکر خضر سے پوچھو
سفینے قلزم امید کے کس گھاٹ اُترتے ہین

پھڑکنا اُن سے بسمل کا کبھی دیکھا نہین جاتا
چھری دیتے ہین جسکو پہلے اُسکے پر کترتے ہین

خزان غافل نہین ہی ای جوانانِ چمن تم سے
نہین اُڑتے ہین پتے یہ اُسسے پرچے گزرتے ہین

کسے ہے ہوش فصل گل مین رخت نو بدلنی کا
بدن سے مثلِ گل پھٹکر یہان کپڑے اُترتے ہین

نہین چلتی ہی قینچی یہ چھری پھرتی ہے گلچین پر
پر بلبل نہین صیاد برگ گل کترتے ہین

تفاوت اسقدر ہی زاہدونین اور رندون مین
کہ وہ کچھ دل مین لیرہتے ہین یہ سب کہہ گزرتے ہین

نہ اتنی چاہ کر آبِ دم شمشیر قاتل کی
کڑا پانی ہی دو گھونٹ اِسکی مشکل سے اُترتے ہین

نئے گل پھولتے ہین اپنی آہ سرد سے ہردم
جگر کے داغ دلکی چوٹ بن بنکر اُبھرتے ہین

یہان نہلاکے ہمکو دفن بھی احباب کر آئے
وہان حمام سے فرصت نہین ابتک نکھرتے ہین

شمیمِ گل ہین ہم بھی تم اگر بادبہاری ہو
جدہر چلتے ہو چلتی ہین جہان ٹھہرو ٹھہرتے ہین

خضر کو ڈہونڈتا پھرتا ہے کیا مجنون بیابانین
اِدہر آئے کہ ہم نے یہ طریقے خوب برتے ہین

غضب ہے سامنا غصے مین اُن خونخوار آنکھونکا
شکار شیر کرتے ہین جو یہ آہو بپھرتے ہین

کہان انگور شیرازی کہان یہ میکش ہندی
پہنچ رہتے ہین وہ دانے جو قسمت مین اُترتی ہین

برنگِ طائر تصویر امیر اُڑنا کہان ممکن
ہم اپنے آشیانے سے چمن مین کب اُترتے ہین

پھڑک کر مرغ بسمل کیطرح عاشق جو مرتے ہین
یہ مقتل مین عروسِ تیغ کے صدقے اُترتے ہین

نکلجاتے ہین وہ جس راہ سے بیچین کرتے ہین
ہزارون چٹکیان لیتے ہین جس دلمین گزرتے ہین

لبون پر آکے ہجرِ یار مین دم ضبط سے بولا
سلامت بیقراری ہم کہین گھٹ گھٹکے مرتے ہین

لیا تو مین نے بوسہ خنجر قاتل کا مقتل مین
اجل شرما گئی سمجھی کہ مجکو پیار کرتے ہین

مین اس شوخی پہ صدقے ہون کہ مجھسے بزم مین پوچھا
یہ سب تو غش مین مجھپر آپ کہیے کسپہ مرتے ہین

تسلی خاک ہو وعدونسی آنکھ چتونین ظالم
اشارونسی یہ کہتی ہین کہ دیکھو اب مکرتے ہین

ہماری جان تم ہو وہ ہماری جان کا دشمن
تمہارے دوست ہین ہم اسلیے دشمن سی ڈرتے ہین

مین کہتا ہون تمہین نے دل لیا میرا تو کہتی ہین
کہ ہان ہان لے لیا اچھا کیا ہم کب مُکرتے ہین

حسینونکی تعلّی ہے سبب محبوب ہونے کا
جو چڑھ جاتے ہین نظرون پر وہی دلمین اُترتے ہین

بڑے رستم ہین تیرے چشم و ابرو دیکھنے والے
نہ خنجر سے جھپکتے ہین نہ وہ قاتل سی ڈرتے ہین

بتونکے چاہنے والو نہین یہی ہے شان محبوبی
قضا مرتی ہے اُنپر جو ادا پر اُنکی مرتے ہین

نہ رحم آجاے قاتل کو نہ رُک جاے کہین خنجر
نگاہِ حسرت آگین ہم اثر سے تیرے ڈرتے ہین

خبر ہم سخت جانون کی وہ سُنکر طنز سے بولے
کوئی مرنے کی حد بھی ہے نہین چکتے ہین مرتے ہین

سلیمان ہمکو یادِ چشم و گیسو نے بنایا ہے
ہمارے گھر مین شب بھر تخت پریونکے اُترتے ہین

ہمین بیتابیان خط یار کو لکھنے نہین دیتین
جگر سے جب اُٹھاتے ہین تو دلپر ہاتھ دہرتے ہین

شباب اُنکا غضب ہے ہاتھ پڑتا ہے جو سینے پر
نکلجاتا ہی مُنہ سے مار ڈالا ہاے مرتے ہین

شبِ وصلت بھی یہ عالم ہی میری بیقراری کا
تڑپ جاتے ہین وہ دلبر جو میرے ہاتھ دہرتے ہین

کبھی مدِّ نظر گر عاشقون کا قتل ہو تم کو
ہمین بھی یاد رکھنا ہم بھی تم کو پیار کرتے ہین

برنگ نبض چلنے سے ہین اپنے دست و پا چلتے
ٹھہر جاتا ہی سارا قافلہ جب ہم ٹھہرتے ہین

بری ہین پاکبازان محبت رشک سے دیکھو
جو تمکو پیار کرتے ہین ہم اُنکو پیار کرتے ہین

امیر اُس جان کے دشمن سی تمکو ڈر نہین لگتا
دہڑلّے سے تم اُسکی مُنہ پہ کہتے ہو کہ مرتے ہین

دبا پایا جو ہے ہمکو تو یہ بھی ظلم کرتے ہین
ہماری قبر کے تختی بھی اب ہم سے بُررتے ہین

عدم کے جانیوالے راستے مین کب ٹھہرتے ہین
جہان یہ نکلی گھر سے جاکے منزل پر اُترتے ہین

پہر دن مین گرد تو وہ ڈر کے کچھ خیرات کرتے ہین
مرے قربان ہونے پر وہان صدقے اُترتے ہین

عجب پردہ ہی پردہ شرم عصیان کا دم آخر
اسی پردے مین ساری عمر کی بگڑی سنورتے ہین

ست ... سے پہلوتہی طرفہ تماشا ہے
ہوے بیمار تو ہم اور پرہیز آپ کرتے ہین

ہمین ہم اُس آنکھ کا ایا سو دچشم ساقی ہے
حرم مین بیٹھے بیٹھے میکدے کی سیر کرتے ہین

لڑی ہین اُنکی آنکھین آئنے مین خطِ عارض سے ۔۔۔ غزالانِ حرم فردوس کے سبزے مین چرتے ہین

مرا خط پھینک کر قاصد کے مُنہ پر طنز سے بولے ۔۔۔ خلاصہ ساری اس طومار کا یہ ہے کہ مرتے ہین

پڑے ہین ابرؤون پر بل یہ کیون مدِّ نظر کیا ہے ۔۔۔ یہ دُہرے دُہرے خنجر آپ کِس پر تیز کرتے ہین

تسلی دل کو ہم دیتے ہین کیفِ چشمِ ساقی سے ۔۔۔ شرابِ حُسن لیکر عشق کے ساغر مین بھرتے ہین

مدد اے آبِ خنجر رحم کر ان تشنہ کامون پر ۔۔۔ نہ انکی پیاس مرتی ہے نہ یہ پیاسے ہی مرتے ہین

نہ مہر اُس گُل کا ہمسر ہے نہ ماہ اُسکے برابر ہے ۔۔۔ ہین دونون ایک ہی سی کچھ ذرا چڑھتے اُترتے ہین

چلے ہی جاتے ہین پیکِ نفس اک عمر گزری ہے ۔۔۔ نہ منزل ہی کہین انکی نہ رستے مین ٹھہرتے ہین

مین کسکے دید کا طالب ہون کسکی وصل کا خواہان ۔۔۔ یہ کسکی حسرتین ہین آپ جنکا خون کرتے ہین

نہ اتنا محتسب کا خوف ہے ہمکو نہ قاضی کا ۔۔۔ کہین توبہ نہ میخانے مین آئے اُس سے ڈرتے ہین

اُنہین کا مال تھا اچھا کیا دل لےلیا میرا ۔۔۔ کوئی چھینے نہین لیتا ہے اُن سے کیون مکرتے ہین

بھرا ہے حسرتون سے دل کہان داغون کی گنجایش ۔۔۔ یہ سب ارمان ہین جو داغ بن بنکر اُبھرتے ہین

مُغنّی کی نہ میخانے مین حاجت ہے نہ مطرب کی ۔۔۔ شکستِ توبہ کی آواز پر ہم وجد کرتے ہین

ابھی اے جان تُو نے مرنیوالونکو نہین دیکھا ۔۔۔ جیے ہم تو دکھا دینگے کہ دیکھ اسطرح مرتے ہین

یہ اپنے داغ ہین دن رات جنکا ایک عالم ہے ۔۔۔ ستارے ڈوبتے ہین دنکو راتون کو اُبھرتے ہین

وہ سر سے پاؤن تک تصویر ہین بیساختہ پن کی ۔۔۔ سنورنے سے بگڑتے ہین بگڑنے سے سنورتے ہین

دمِ آرایش آئینہ جو دیکھا ناز سے بولے ۔۔۔ اُدھر یہ کون ہے میری لاگ پر بیٹھے سنورتے ہین

قیامت دورِ تنہائی کا عالم روح پر صدمہ ۔۔۔ ہمارے دن لحد مین دیکھیے کیونکر گزرتے ہین

جو رکھ دیتی ہے شانہ آئنہ تنگ آ کے مشاطہ ۔۔۔ ادائین بول اُٹھتی ہین کہ دیکھو یون سنورتے ہین

خیال اتنا ہے پیری مین جوانی خواب تھی گویا ۔۔۔ پلک بھی جھپکتی ہے یہ دن پہلے گزرتے ہین

کیا ہے نام کیا اُستاد کا روشن خدا رکھے
امیر اُستاد زادون پر ہم اپنے فخر کرتے ہین

حباب آسا محیط عشق سے جو پار اترتے ہین
گذر جاتے ہین پہلے سر سے پیچھے پاؤن دہرتی ہین

لگاتے ہین جو سر آئینے کو دور دہرتے ہین
ستم دیکھو وہ اپنی چتونونسی آپ ڈرتے ہین

تصور مین اڑا کر رنگ رخ نیرنگ کرتے ہین
کہ تصویر خیالی مین تری ہم رنگ بھرتے ہین

بتو اہل حرم بیجا نہین تم کو برا کہتے
برہمن ہی کا گھر بھرتے ہو جب صدقے اترتے ہین

نہین ہے دیر سے خورشید کی وہ گرم بازاری
ہوا ہی دہوپ کا منہ زرد شاید وہ نکھرتے ہین

پسند آیا انہین مجکو اسید کا شکر کیا کم ہے
کہ شکوہ لیکے بیٹھون آپ دل لیکر مکرتے ہین

مرے سینے پہ مقناطیس تیرا ہاتھ ہے اے بت
کہ جتنی دل مین پیکان جمع ہین وہ سب ابھرتی ہین

شب غم مین رہے جیتے برا ہو سخت جانی کا
نہ آئی موت اس غیرت کے مارے ہم تو مرتے ہین

جواب اعضا ہمین دیتے ہین کیون اے ضعف پیری مین
جوانی کی تو ہم ان سے نہین درخواست کرتے ہین

چمن کی سیر ہی چھوٹی تو پھر جینے سے کیا حاصل
گلا کاٹین مرا صیاد پر ناحق کترتے ہین

چل اے باد بہاری اک ذرا آہستہ آہستہ
کہ وہ مجھسے الجھتے ہین جو بال انکے بکھرتے ہین

لب ایسی جانفزا خط کا یہ رنگ اس قہر کی آنکھین
مسیح و خضر و عزرائیل تینون تم پہ مرتے ہین

تصور مین بھی منہ چومون تو اڑ جاتا ہے رنگ انکا
بلائین خواب مین بھی لون تو بال انکے بکھرتے ہین

قیام اس بحر طوفان خیز دنیا مین کہان ہمدم
حباب آسا ٹھہرتے ہین تو کوئی دم ٹھہرتے ہین

جھجک جاتے ہین وہ سایے سے اپنے روز روشن مین
اندہیری رات مین زلفون کے لہرانے سے ڈرتے ہین

دکھایا انقلاب تازہ عالم کے حوادث نے
جو مرتے ہین وہ جیتے ہین جو جیتے ہین وہ مرتے ہین

بہت سنبل چمن مین آج پیچ و تاب کھاتا ہے
کسی محبوب کے شاید کہین گیسو سنورتے ہین

امیر اول شکار ہدف ہے تیر آفت کا
شکار انداز پہلے مرغ کے شہپر کترتے ہین

بخت ایسے کہان ہین جو کرون یار سے باتین
کرتا ہون مین شب بھر در و دیوار سے باتین

کیا سمجھین ہم اس آنکھ کا ایما سوی نرگس
بیمار نے کین راز کی بیمار سے باتین

اقبال سکندر سے مرے لڑ گیے طالع
ٹھیک اُنکی نہ وعدی ہین ٹھیک اُنکی مدارات
ڈرتا ہی یہ وحشی ابھی آواز سے تیری

جسدن ہوئین اُس آئنہ رخسار سی باتین
دو چار سی گھاتین ہین تو دو چار سی باتین
صیاد نہ کر مُرغ گرفتار سے باتین

کیا دھیان امیر آیا کہ وہ ہٹ گیے پیچھے
جُھک جُھک کے جو ہم کرنے لگے پیار سے باتین

شوخی تھی قیامت تری ستانہ ادا مین
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا ناز و ادا مین
شرمائی ہوئی چتونون پر اُس کی نہ جانا
بیمار محبت سے نے کبھی مُنہ نہ لگایا
اِس ڈر سے وہ پامال نہین کرتے ہین مجکو
کہتی ہی شب وصل یہ چتون کی شرارت
جوہر جو تغافل کے ازل مین ہوی تقسیم
دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب
کہتا ہے جوانی مین یہ اُس شوخ کا جوبن
مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا
کس طرح نہو ناز مجھے عجز پر اپنے
آتے کا نکیرین کو رستہ نہین ملتا
احباب کے ماتم مین کٹی عمر ہماری
عکس آئنہ مین اُن سے یہ کہتا ہے کہ ای شوخ
شرماتے ہین جب وصل مین وہ مجھسے تو شوخی
مانگی جو دعا مین نے نداعرش سے آئی

فتنون نے قدم چوم لیے لغزشِ پا مین
اک شاخ تغافل کی لگادی ہے جفا مین
شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوے حیا مین
تاثیر گُھلی جاتی ہے اِس غم سے دوا مین
رلجاے نہ دل پس کے کہین رنگِ حنا مین
آج آگ لگا دون گی مین دامانِ حیا مین
کچھ میری قضا مین گیے کچھ تیری ادا مین
چل جاے کہین آج نہ شوخی و حیا مین
ہمسے نہ رہا جاے گا اِس تنگ قبا مین
نکلی ہی قضا چھپ کے حسینون کی ادا مین
وہ چیز ہے یہ جو نہین درگاہِ خدا مین
کیا حور و نکے جُھمٹ ہین مزارِ شہدا مین
ہم ساتھیو نکے رونے کو اُترے تھے سرا مین
پورا اُترا شاگرد ہون مین جور و جفا مین
لے لیتی ہے چٹکی وہین پہلوے حیا مین
تاثیر نہ گئین سب ترے دشمن کی دعا مین

کیونکر نہ امیر اس سے تروتازہ ہون روحین
پھولونکی ہے بو دامنِ گلچین کی ہوامین ٭

قابل عفو مین آلودۂ عصیان ہولون
پھر وہی مین ہون وہی جامہ دری وحشت مین
پھڑکے پُتلی نے دمِ نزع کہا قاتل سے
آنے دیگی مجھے پھر کاہیکو وحشت سوئے شہر
ابھی لیچل نہ گلستان سے پھنساکر صیاد
مرہمِ زخم جولائی وہ زبانِ شیرین
نیمجان کرکے مجھے چھوڑ دے دم بھر قاتل

اے اجل صبر کر اتنا کہ پشیمان ہولون
پہلے واعظ سے زرا دستِ گریبان ہولون
مرتے مرتے ترے ہاتھونپہ مین قربان ہولون
رخصت احباب سے اے شوقِ بیابان ہولون
ہمصفیرونمین زرا رہ کے خوش الحان ہولون
لبِ خندان نے کہا مین نمک افشان ہولون
خاک مین خون مین جی کھول کے غلطان ہولون

قدر راحت کی پس رنج ہے دنیامین امیر
تب چلون باغ کو جب قیدیِ زندان ہولون

باعث تڑپ کا شوخ ستمگر سے کیا کہین
اُس بُت کے جور خالقِ اکبر سے کیا کہین
غم نے ترے نچوڑ لیا سر سے پاؤن تک
شرم آتی ہی گناہون سی اے پردہ پوش خلق
خالق ہی جب نہ دے تو گلہ آسمان سے کیا
واقف دلون کے بھید سے ہے آفریدگار
بگڑا ہوا وہ آپ ہے اُس کا قصور کیا ٭
سارے بدن مین اب تو لہو بوند بھر نہین
ٹھہرا ہے روزِ حشر پہ دیدار یار کا
دل پیچ وتاب مین ہے تو قسمت کی پیچ سے

دل تو ہی کچھ بتا دے کہ دلبر سے کیا کہین
آپس کی چھیڑ داورِ محشر سے کیا کہین
رگ رگ پکارتی ہے کہ نشتر سے کیا کہین
محشر مین جاکے شافعِ محشر سے کیا کہین
ساقی نہ مُنھ لگائے تو ساغر سے کیا کہین
آئینے اپنے حال سکندر سے کیا کہین
بگڑین بھی ہم اگر تو مقدر سے کیا کہین
سوکھی زبان دکھائے تو خنجر سے کیا کہین
اللہ حشر تک دل مُضطر سے کیا کہین
وہ بے خطا ہی زلف معنبر سے کیا کہین

ملتا نہین مکان سے تا لامکان پتا
ہم کیا ہوے نکل کے ترے گھر سے کیا کہین

کہنے کی بات ہو تو کسی سے کہے کوئی
دل تمنے لے لیا ہے یہ دلبر سے کیا کہین

کعبہ نشین سُنے تو کہین اُس سے دردِ دل
کعبے مین اینٹ چونے سے پتھر سے کیا کہین

قسمت سے سامنا کبھی ہوتا بھی ہے اگر
پہرون ہی سوچتے ہین کہ دلبر سے کیا کہین

پیاسے شراب وصل کے ہین ہمتو اے امیر
شرم آتی ہے کہ ساقی کوثر سے کیا کہین

محبت کے جو داغ ڈالے ہوئے ہین
اُبھر کر وہی دل مین چھالے ہوے ہین

یہ بُت سب مرے دیکھے بھالے ہوئے ہین
تصور کے سانچے مین ڈھالے ہوے ہین

خوشامد جو کی مین نے جوبن کی بولا
ارے یار ہم بھی نکالے ہوے ہین

نہ کر بے نیازی سے تو خون ارمان
کہ سب تیرے ناز و نکے پالے ہوے ہین

کبھی خون سودائیون کا گرا تھا
اُچھل کر وہی قطرے لالے ہوے ہین

ہرن کب ہین غصے مین آنکھین تمہاری
یہ دو شیر آنکھین نکالے ہوے ہین

بلا کا بلا نوش ہے دل ہمارا
غمِ دو جہان دو نوالے ہوے ہین

زمانہ قضا کے حوالے ہے اور ہم
تمہاری ادا کے حوالے ہوے ہین

بتون کا تصور جوان کو نہین ہے
تو بُت کیون یہ اللہ والے ہوے ہین

گراتے ہین کیا بجلیان بھر کے سسکی
تڑپ کر وہ تڑپا نیوالے ہوے ہین

یونہین توڑ نیوالے کے ہاتھ ٹوٹین
بہت دل شکستہ پیالے ہوے ہین

لپیٹے ہین چوٹی مین ہار اُس پری نے
جو کالے تھے اب کوڑیالے ہوے ہین

جو آنا ہے تو نزع مین جلد آؤ
سنبھالے ابھی کچھ سنبھالے ہوے ہین

نہ تھی کوچہ گردی نہ صحرا نوردی
یہ رستے ہمارے نکالے ہوئے ہین

پیالے کہان وصل کے میکدے مین
کفِ دست ساقی پیالے ہوئے ہین

یہ لپٹے ہین گیسو کہ اے بت کنھیا
کمر مین تری ہاتھ ڈالے ہوے ہین

چلی ہی دُلھن بنکے کیا تیغ قاتل
عروسِ اجل کے یہ چالے ہوے ہین

امیر ایسے روے ہین ہم میکدے مین
لہو سے لب پیالے ہوے ہین

ستارے مرے دیکھے بھالے ہوی ہین
یہ سب گیند اُن کے اُچھالے ہوے ہین

یہ موے مژہ بھی ہین جادو کے پتلے
کہ جب دل مین آے ہین بھالے ہوے ہین

مرا ضبط کہتا ہے مجھسے کہ کہدو
اُٹھے درد ہم دل سنبھالے ہوے ہین

یہ تلوارین کس کے گلے پر چلین گی
کہ بل تیوریون پر وہ ڈالے ہوے ہین

ادہر ضعف اُدہر ضبط تڑپون مین کیونکر
یہ شہ زور دونون سنبھالے ہوے ہین

ادہر یار سے ہم اُدہر آسمان پر
اثر سے ہم آغوش نالے ہوے ہین

زہے ضبط سینے مین دم گھٹ رہا ہے
مگر دل ہم ابتک سنبھالے ہوے ہین

ہرن چوٹ کرتے ہین شیرون پہ دیکھو
حسین ہم پہ آنکھین نکالے ہوے ہین

عجب بیخودی صحبتِ وصل مین ہی
وہ ہم کو ہم اُن کو سنبھالے ہوے ہین

چمن مین یہ پھولون نے کیا گل کھلایا
کہ بلبل کو جینے کے لالے ہوے ہین

الٰہی یہ کس کے لہو کے ہین پیاسے
کہ خنجر زبانین نکالے ہوے ہین

کوئی کیچلی مین ہے ناگن کہ یارب
وہ لچکے کا موباف ڈالے ہوی ہین

سنا ہے جو بے آب دشتِ جنون کو
تو چھاگل لیی ساتھ چھالے ہوے ہین

جگر دل کو دل روکتا ہے جگر کو
یہ بسمل کو بسمل سنبھالے ہوے ہین

پیین شیخ جی بیدھڑک انمین پانی
یہ سب جامِ مے سے کھنگالے ہوی ہین

ہوا مین عجب حسن ہے گیسوؤن کا
پری اُڑ کے پر دار کالے ہوے ہین

امیر اُنسے کیا کیا لپٹتے ہین شب بھر

رقابت سے ہین یکتا دو شالے ہوے ہین

زرا چلمن تک آئین گہر مین وہ کیا بنکے بیٹھے ہین
ہزارون سر بکف مشتاق اک چتونکے بیٹھے ہین

اُٹھین وہ مجمعِ اغیار مین کیا بنکے بیٹھے ہین
وہان دشمن ہی سب اُٹھتی ہوی جوبنکے بیٹھے ہین

عجب برسات ہے کیا کیا نئے گہر بنکے بیٹھے ہین
کہین بہادونکے فریادی کہین ساونکے بیٹھے ہین

ملا کر خاک مین بھی ہاے شرم اُنکی نہین جاتی
نگہ نیچی کیے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہین

ہمارے دوست کے پہلو مین جب بیٹھا ہی وہ جاکر
تو خنجر کیطرح پہلو مین ہم دشمن کے بیٹھے ہین

نمودِ حسن دونی ہو گئی ہے خود نمائی سے
اُبھر آیا ہے جوبن اور جب وہ تنکے بیٹھے ہین

بگاڑینگے ہزارون گھر بناوٹ کی اداؤن سے
بنا لین گے بہت کچھ آج وہ پھر بنکے بیٹھے ہین

وہ میرا مال لیکر کیا مرے دشمن کو دینگے
مرا دل لیکے کیون پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

کسیکو تو نے تاکا چوٹ آئی میری ہی دل پر
نشانے ہی پہ سب ناوک تری چتون کے بیٹھے ہین

اُڑا لیجاتے ہین عاشق کی دل کو سینہ زوری سے
غضب کے دو اُچکے بہیس مین جوبن کے بیٹھے ہین

نگاہ شوق ایسی پردہ در ہے کچھ نہین کھلتا
کہ چلمن کی اِدہر یا وہ اُدہر چلمن کے بیٹھے ہین

تری دُہن مین جو آیا آفتاب حشر بھی سر پر
تو ہم سمجھے کہ سایے مین ترے دامن کے بیٹھے ہین

علاقہ میرے دشمن سے نہین جاتا نہین جاتا
نہین دشمن تو اب وہ سوگ مین دشمن کی بیٹھے ہین

یہ کہتے آئنہ خانے سے اُٹھ بہاگے وہ گہبرا کر
یہان سب لوٹنے والے مرے جوبن کے بیٹھے ہین

رہے ہین وصل مین کیا کیا نیاز و ناز کے جھگڑے
کبھی ہم روٹھکر اُٹھے کبھی وہ من کے بیٹھے ہین

دکھاتے ہین عدم کی راہ اُن کے مردم دیدہ
حقیقت مین ہین رہبر بہیس مین رہزن کے بیٹھے ہین

بگڑ کر جب وہ اُٹھے ہین تو دل بیٹھے ہین لاکھون کے
ہزارون فتنے اُٹھے ہین جہان وہ بنکے بیٹھے ہین

بڑے ہی قدردان کانٹے ہین صحرائے محبت کے
کہین گاہک گریبان کے کہین دامن کے بیٹھے ہین

تری دروازے پر غنچہ نہین نظارہ بازون کا
یہ گلچین پہول چننے کو ترے گلشن کے بیٹھے ہین

بچھڑنا جان کا مشکل ہی کانٹون سے علائق کے
یہان سب کھینچنے والی مری دامن کے بیٹھے ہین

کبھی ابھری ہوئی ان جوبنون پر یہ نئی پھبتی
کہ وہ مالی یہ دو غنچے لیے سوسن کے بیٹھے ہین

امیر آتی ہی مجکو شرم اس محفل مین کچھہ پڑھتے
کہ مین ناقص ہون اور کامل یہان ہر فن کی بیٹھے ہین

وہ دل کی تاک مین جب شوق سی بن ٹھن کی بیٹھے ہین
تو سو غمزون سی دلبر تیر اُس چتون کی بیٹھے ہین

اُدہر ہی عکس ادہر وہ دونون بانکے بنکی بیٹھے ہین
غضب جوبن ہی وہ دو گرز تولے تنکے بیٹھے ہین

یہ آہو چشم جتنے کھٹ کیون مین بنکے بیٹھے ہین
وہ سب مارے ہوئی ظالم تری چتون کی بیٹھے ہین

وہ آمادہ سنورتے پر ہم آمادہ ہین مرنے پر
اُدہر وہ بنکے بیٹھے ہین ادہر ہم تنکے بیٹھے ہین

عداوت ہم سے کی جاتی ہی پردی مین محبت کے
اُٹھا کر ہمکو وہ خود سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

اذیت سی نہین خالی کوئی فعل اپنا فرقت مین
اُٹھے ہین درد بنکر نقشِ حسرت بنکے بیٹھے ہین

یہ کیا بیہودہ فرمایش ہی اُس سی ای دلِ نادان
بھلا پردہ نشین باہر کہین چلمن کے بیٹھے ہین

اشارہ کر کے آئینے کی جانب کہتے ہین مجھسی
وہ دیکھو دیکھنے والی مرے جوبن کے بیٹھے ہین

جو میرا دل دکھاتا ہے مرے پہلو مین آبیٹھین
الگ پھر مجسے کیون پہلو مین وہ دشمن کی بیٹھے ہین

وہ کہتی ہین ادہر عاشق اُدہر عاشق کدہر جاؤن
وہ طرفہ کھینچنے والے مری دامن کے بیٹھے ہین

بڑی ہے آنکھہ تیری بھی تو رونا تجکو آیا ہے
تری محفل مین ہم تصویر حسرت بنکے بیٹھے ہین

وہی انصاف سے کہدین کہ ہے کسکی جگہہ اچھی
بغل مین انکی ہم پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا بے پردہ کوئی جلوہ اُس کا دیکھ سکتا ہے
یہ کیا کم ہی کہ ہم نزدیک اس چلمن کے بیٹھے ہین

وہ آئینے مین پیاری شکل اپنی دیکھکر بولے
کہ یہ ہین کون میرے گھر مین جوبن ٹھن کی بیٹھے ہین

دل آغاز و شباب عمر کے بھولے مزے کیونکر
جوانی کے وہ سبکے نقش یہ بچپن کے بیٹھے ہین

وہ رُخ غارتگر جان ہے تو خطِ سبز پھر کیسا
تماشا ہے کہ خضر آغوش مین رہزن کی بیٹھے ہین

لگے چھکا نہ آہ آتشین کا دل دہلتا ہے
وہ رکھکر ہاتھہ پتھر پر مرے مدفن کے بیٹھے ہین

نکال انکو جو غیرت ہو کہ اے قاتل تری ارمان
ترے کشتے کی تربت پر مجاور بنکے بیٹھے ہین

نہین اے ماہ وش یہ آسمان پر جا بجا تارے
پتنگے کچھ تری شمعِ رُخِ روشن کے بیٹھے ہین

یہ کیا بے وقت کی ای حضرتِ دل آپکو سوجھی
اُٹھے ہین روٹھکر اب آپ جب وہ منکے بیٹھے ہین

کڑی منزل ہی بوڑہونکی جو موت آی تو یہ طے ہو
تھکے ماندے مسافر منتظر رہزن کے بیٹھے ہین

امیر اچھی غزل ہی **داغ** کی جسکا یہ مصرع ہے
بھوین تنتی ہین خنجر ہاتھ مین ہے تنکے بیٹھے ہین

مُفت وہ کس کی جان لیتے ہین
دے کے مُنہ مین زبان لیتے ہین

آزمایش مین جان لیتے ہین
خوب آپ امتحان لیتے ہین

ناتوانی سے ہم حسینون مین
چھانٹ کر دہان پان لیتے ہین

فقرے فقرے مین دل پہ ہین چوٹین
باتون باتون مین جان لیتے ہین

وصل مین کچھ نہین نہین ہی نہین
مانتے ہین تو مان لیتے ہین

پیر ہوتے ہین جو شباب کے بعد
تیر دے کر کمان لیتے ہین +

طعنے دیتے ہین عشق مین بے مہر
چٹکیان مہربان لیتے ہین +

سوزِ دل اُس پری سے کہنے کو
شمع سے ہم زبان لیتے ہین

دختِ رز کی جو بات آتی ہے
مغبچے خوب چھان لیتے ہین

کس سے سیکھے ہین ظلم پوچھو تو
کس کا نام آسمان لیتے ہین +

ساتھ مستون کے مُفت مین قاضی
دخترِ رز کو سان لیتے ہین +

لبِ میگون و خطِ سبز کے مست
مے مین سبزی بھی چھان لیتے ہین

ہر قدم پر بہ رنگِ نقشِ قدم
دم ترے ناتوان لیتے ہین +

وصل مین بھی جھجک نہین جاتی
پھیر کر مُنہ وہ پان لیتے ہین +

کیون سراپا نہ جان ہون معشوق
سارے عالم کی جان لیتے ہین

میکشون کو عروج مستی مین
ہاتھون ہاتھ آسمان لیتے ہین

ہم سند کے لیے لغت مین امیر
فصحا کی زبان لیتے ہین +

وصل مین یون وہ جان لیتے ہین	ضبط کا امتحان لیتے ہین
دل تو لیتے ہین جان بوجھ کی پھر	بن کے انجان جان لیتے ہین
دل بچے کس طرح حسینون سے	ملکے سب چھین چھان لیتے ہین
نہین ساقی یہ قلقلِ مینا	ہچکیان نیمجان لیتے ہین
میری ہر بات پر ہین سو سو عذر	غیر کی خوب مان لیتے ہین
ہو کے برباد تیرے خانہ خراب	لامکان مین مکان لیتے ہین +
ہائے کیا دلبری کی ہین گھاتین	دم دلاسے مین جان لیتے ہین
یہ ملا اوج خاکساری سے	کہ قدم آسمان لیتے ہین +
نقدِ دل دے کے مصرِ حُسن سے ہم	کیا نکیلا جوان لیتے ہین
چھوڑتے ہین وہ سینے مین پیکان	دلدہی کر کے جان لیتے ہین
ہر گلوری پہ چھیڑ ہے شبِ وصل	ہم یہ رخصت کا پان لیتے ہین
دہنِ زخم چوستے ہین وہ تیغ	کیا مزے بے زبان لیتے ہین
پھیر دین دل نہین جو اُن کو پسند	کیون غریبونکی جان لیتے ہین
چوم کر خط و رُخ کو اُس گُل سے	اُلٹے ہم پھول پان لیتے ہین
مردمِ دیدہ پہلے گردِ نظر (ق)	سات پردون مین چھان لیتے ہین
تب مزہ دیکھ بھال کا تیری	دور سے میری جان لیتے ہین

تاک کر دل مرا کہا کہ امیر
ہم تو ایسا جوان لیتے ہین +

غش ہین گر کھلنے زلف سنگھاتے بھی نہین	جائیے جائیے ہم آپ مین آتے بھی نہین

بُت بنے بیٹھے ہین کچھ بات بتاتے بہی نہین
کچھ وفا کچھ ہے حیا جان ہے کس مشکل مین
نیمجان کرکے مُجھے سر پہ کھڑے ہین چپکے
روٹھنا روز کا ٹھہرا ہے تو یہ حُسن رکھیے
آگے آئینے کی بیٹھے ہین جھکاتے آنکھین
اپنے پہلو مین بٹھاتے نہین عاشق کو مگر
اُن نگاہون سے جوانی مین حیا کہتی ہے
نکلے ہی پڑتے ہین محرم سے اُچکّے دیکھو
جی دہڑکتا ہے کہ چوری نہو دل کی ثابت
پُرسش حشر مین چوکے تو وہ مجھسی بولے
ہیچ ہین حور و پری لیلی و شیرین کیسے
ہنس ہی دین دیکھکے رونا نکرین ہمدردی
آکے تُربت پہ مری کہتے ہین لو اُٹھ بیٹھو
پھیر دو دل جو نہین دیتے ہو بوسہ یہ کیا
ناز کہتا ہے کہ جان اسکی ہو تم جی نہ اُٹھے
زاہد وحق تو یہ ہی تم ہو بڑے بے توفیق ✤
جب سے عاشق کی ہوے پہول پہننا کیسا

اور یہ غصہ کہ مین روٹھا تو مناتے بھی نہین ✤
دل سی جاتے بہی نہین آنکھون مین آتی بھی نہین
ہاتھ اُٹھاتے بھی نہین ہاتھ لگاتے بہی نہین
روز کے روٹھنے والے کو مناتے بہی نہین
چوٹ کھاتے بھی نہین چوٹ لگاتے بہی نہین
بیٹھ جاے تو مروت سے اُٹھاتے بہی نہین
جاؤ اب پردے مین ہم تمکو بٹھاتے بھی نہین
شرم کی بات ہے تم انکو دباتے بھی نہین
مُنھ سے انکار بھی ہے آنکھ ملاتے بہی نہین
تم کھڑے دیکھتے ہو اور بتاتے بھی نہین
ایسے ویسون کو تو وہ دہیان مین لاتی بہی نہین
مجکو رونا تو یہی ہے کہ رُلاتے بھی نہین
اب تو مدت ہوئی ہم تمکو ستاتے بھی نہین
مال پر لوٹ بھی ہو دام لگاتے بھی نہین
مارے اِس ڈر کے جنازے پہ وہ آتی بھی نہین
اپنے مہمان کو دو گھونٹ پلاتے بھی نہین
کپڑے وسواس سے پہولون مین بساتے بھی نہین

لطف مرنیکا دکھائین کسی فرقت مین **امیر**
نہین آتے وہ تو ہم جان سے جاتے بھی نہین

اے خوشا غم ہوئی اُلجھن جو سِرِ مو دل مین
انکھڑیان تیری ہین نظرون مین مری تو دل مین

بڑہتے بڑہتے وہی آخر ہوئی گیسو دلمین
سیر آنکھون مین پریان ہین پر یہ دل مین

دانہ اب ڈالے گا خالِ تہ ابرو دل مین
جال لاے ہین پھانسنے کو وہ گیسو دل مین

ضعف ایسا ہے کہ آیا مجھے غش جب آیا
کوئی پہلو کے بدلنے کا بھی پہلو دل مین

گر میان کر کے رُلاتے ہو مجھے یاد رہے
چھالے ڈالین گے یہ جلتے ہوے آنسو دلمین

جوڑ پورا دلِ صد چاک کا ہوا اچھا ہے
ساتھ شانے کو بھی لے آئین وہ گیسو دل مین

ہجر مین ہوش نہین صبر نہین تاب نہین
اُٹھ بھی ای درد دل اب کیون ہی پڑا تو دل مین

کرتی ہے آنکھ تری داغِ محبت پیدا
گُل کھلاتی ہی تری نرگسِ جادو دل مین

طرفہ سانچا ہے غم و درد محبت جس سی
ڈھلتے ہین آٹھ پہر موتی سے آنسو دل مین

ہو گیے مست سب اُٹھی جو تری رُخ سی نقاب
رنگ اِس پھول کا آنکھو نمین گیا بو دل مین

ہے نگہ تیرِ ادا تیر بلا تیر قضا ÷
دل ہے پہلو مین مری تیر سے پہلو دل مین

ناوکِ ناز ہے آواز تری چھاگل کی
اے پری بنگیے پیکان تری گھنگرو دل مین

کرتے ہین اپنے تصور کے مکان کی زینت
دو دو آئینے لیے آے ہین زانو دل مین

دل سے جلتی ہوئی آنکھون نے جو مانگا پانی
ضبطِ اُلفت نے کہا قید ہین آنسو دل مین

کھینچکر سُرمے کا دنبالہ دکھائی مجھے آنکھ
بھر گئی کوکبِ دُمدار کی جھاڑو دل مین

ناز انداز ادا غمزہ کرشمہ شوخی
لیکے آیا ہے پریخانہ پریرو دل مین ÷

کہتے ہین تیر و کمان دونون ہین میری مری پاس
چھوٹی باتین ہین نہ مژگان ہی نہ ابرو دل مین

اب خدا حافظ و ناصر مرے ارمانون کا
پھانسیان لیتے ہوے آے ہین گیسو دلمین

پڑ گئی جان جو آیا تری افشان کا خیال
سارے آہون کے شرر بنگیے جگنو دلمین

ناوک ناز و ادا کا ترے اللہ ری ادب
حسرتین جلتی ہین بیٹھی ہین دو زانو دل مین

کون سی چیز ہے معشوق کو عاشق سے عزیز
مزہ دل مین ہی نگہ دل مین ہے ابرو دلمین

آنکھ اُس آنکھ سے دیکھو نہ مقابل ہو امیر
اِسی کھڑکی سے اُتر آتا ہے جادو دل مین

طرفہ آیا ہے پہنچنے کا یہ پہلو دل مین
تیر جاتے ہین چھری بنکے وہ ابرو دل مین

جھوٹے موتی جو سمجھتا ہے انہین تو دل مین
اور اِس غم سے گھلے جاتے ہین آنسو دلمین

غمزہ اُس شوخ کا کہتا ہے اداسے اُسکی
چٹکیان لو نہین کلیجے مین تو لے تو دل مین

حکم ہے ضبط محبت کا کہ ہو راز نہ فاش
آکے آنکھو نمین پلٹ جاتے ہین آنسو دلمین

شوخی اُس شوخ کی آنکھونکے تصور مین بھی ہے
بھرتے ہین چوکڑیان آکے یہ آہو دل مین

ڈیوڑھی سے شاہ نشین تک ہے مہک پھولونکی
آنکھو نمین وہ گُلِ رخسار ہون خوشبو دل مین

سلسلہ دیکھنے اشکون کا یہان آبیٹھو
خوب آتی ہی نظر سیرِ لبِ جو دل مین ✣

خالی معشوق سے عشاق کہین رہتے ہین
دھیان تیرا ہے جوای یار نہین تو دل مین

سرو گلزار سے فردوس سے طوبیٰ اُکھڑے
پر جما ہی رہے وہ قامتِ دلجو دل مین

طفل اشک اُٹھکے جو دوڑین تو سنبھالے اُنکو
اب تو اتنا بھی نہین ضعف سے قابو دل مین

ہو چکا حسرت و ارمان کا تو خون اے قاتل
کسپر اب کھینچے ہین چھریان ترے ابرو دلمین

نکل اے یاس کہ ہی وصل مین ارمان کا ہجوم
اب جگھ اتنی نہین ہے کہ رہے تو دل مین

ایک ایک انمین شرارہ تھا جہنم کا **امیر**
آگ لگجاتی جو رہجاتے یہ آنسو دل مین ✣

وہ رخ و زلف نہ تڑپائین یہ ممکن ہی نہین
ہائے راتین بھی قیامت ہین فقط دن ہی نہین

رنگ پیری مین جوانی کے ہون ممکن ہی نہین
پھولنے پھلنے کے اب دن ہی نہین سن ہی نہین

دیکھیے محکمہ حُسن سے کیونکر ہو نجات
مُجرمِ عشق ہون میرا کوئی ضامن ہی نہین

جذبِ دل اُن سے یہ کہتا ہی کہ اب کیون آئے
تم تو کہتے تھے کہ آنا مرا ممکن ہی نہین ✣

یون تو سلجھے گا نہ اُلجھا ہوا بوسون کا حساب
سہل سا گُر مین بتادون تجھے تو گن ہی نہین

سادگی مین مرے محبوب کی ہے لاکھ بناؤ
مُکھڑے مسی سے سنور نکلے ابھی دن ہی نہین

اُن سے مطلب کی کہی بات تو ہنسکر بولے
بات وہ کہیے جو ممکن ہو یہ ممکن ہی نہین

دار فانی مین پتا اُس کا مین کس سے پوچھون
سب ہین پردیسی یہان کا کوئی ساکن ہی نہین

میرے آغوش مین آنیکو جو وہ اُٹھتے ہین
نازکی کہتی ہے بیٹھو بھی یہ ممکن ہی نہین

نالہ کش دل کو نہ دیکھا تو وہ کافر بولا
اچھی مسجد ہے جہان کوئی موذن ہی نہین

جب کہا مین نے کہ اب رحم ہی واجب بولے
آپ واجب کہین یا فرض یہ ممکن ہی نہین

اے صنم وصل مین کیا قید کہ ٹھہرے کسدن
سب دن اللہ کے ہین کوئی بُرا دن ہی نہین

وہ جفا کو ابھی جانین نہ وفا کو سمجھین
بارہوین سال کا آغاز ہے کچھ سن ہی نہین

تیغِ قاتل سے کبھی مجسے اجل روٹھی ہے
کس کا احسان اٹھاؤن کوئی مُحسن ہی نہین

غیر کے پاس سے اُٹھکر جو مین اُن سے لپٹا
بولے پریان بھی تبی آگ کی ہین جن ہی نہین

اُن سے ہی وصل کی درخواست وہ جو چاہین کہین
غمزہ کیون بیچ مین بول اُٹھتا ہی ممکن ہی نہین

صنعتِ کاتبِ قدرت ہین رُخ و خط دونون
وہی اِس متن کا شارح بھی ہی ماتن ہی نہین

بے جگہ شام ہوئی جاتی ہی جنگل مین امیر
ہاے کیا پہنچین گے منزل پہ کہ اب دن ہی نہین

ردیف واو

الفت مین برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات مین لذت ہی اگر دل مین مزا ہو

ہم تم ہون شبِ وصل اکیلے تو مزا ہو
ہم سے ہوا اب دور حیا تم سے جدا ہو

آئے جو مری لاش پہ وہ طنز سے بولے
اب مین ہون خفا تم سے کہ تم مجسے خفا ہو

جو اُن سے ادا ہوتی ہی کہتا ہی مرا دل
اِس پردے مین اللہ کرے میری قضا ہو

مہمان چمن آج ہے میرا گُلِ نازک
کہدو کہ دبے پاؤن روان بادِ صبا ہو

گھبرا کے وہ بولے جو سُنا شورِ قیامت
دیکھو مرے عاشق کا جنازہ نہ اُٹھا ہو

آئے جو دمِ نزع کہا ہنسکے سدھارو
پریون کو تو چاہا بہت اب حورونکو چاہو

کیا شوق تہا مرقد سے قیامت مین مین پہنچا
کہتا ہوا اب وعدۂ دیدار وفا ہو

جھنجھلا کے سزا دین وہ مجھی ہاتھ سی اپنی
ایسی کوئی اے دل جو خطا ہو تو مزا ہو

ہر رنگ مین ہے یار نیا رنگ تمھارا
بے پردہ جو شوخی ہو تو در پردہ حیا ہو

وحشت کو مری ساتھ مرے دفن نکرنا
گھر خانہ خرابی کا مرے گھر سے جدا ہو

تو صورتِ دریا ہی حباب اہل جہان ہین
تیرا ہے تری راہ مین سر جسکا فدا ہو

ہنس ہنس کے چھری پھیر گلے پر مری قاتل
آخر کی تڑپ ہے یہ کچھ اسمین تو مزا ہو

نیرنگیِ حسن انکی یہ کہتی ہے شبِ وصل
چتون مین شرارت ہو تو آنکھو مین حیا ہو

رحم اس دل پر داغ پر ای الفتِ مژگان
کانٹو مین نہ کھینچ اسکو جو پھولو مین تُلا ہو

اس وہم سے گُندھوانی مین چوٹی کو وہ جھجکی
مشاطہ کا بہروپ نہ عاشق نی بھرا ہو

اُٹھ جاتی ہین محفل سی جو ہو جاتی ہی گل شمع
ڈرتے ہین کہ مجسے نہ ملی بادِ صبا ہو

کیا ربط ہی سینے سی کھنچے تیر تو پیکان
ناوک سے جدا ہو مری دل سی نہ جدا ہو

لایا مہِ نو بدر کا آئینہ بغل مین
اتنا بھی نہ اپنا کوئی مشتاقِ لقا ہو

کیا ہاتھ مین درکار امیر انکو ہے مہندی *
چھو لین گلِ عارض تو وہی رنگِ حنا ہو

بولے وہ آئے جو ناصح مرے سمجھانیکو
کون ہو تم نہ ستاؤ مرے دیوانے کو

گھر سی ہم نکلے تھی مسجد کی طرف جانے کو
رند بہکا کے ہمین لیگیے میخانے کو

تو نے کمبخت کبھی پی ہی نہین کیا تجھی قدر
محتسب دیکھ مری آنکھ سے پیمانے کو

زلفین اتنی نہ بڑھا ہی وہ بہت زار و نحیف
بیڑیان چاہیے ہلکی تری دیوانی کو

یہ زبان چلتی ہی ناصح کہ چھری چلتی ہے
ذبح کرنے مجھی آیا ہے کہ سمجھانے کو

ہٹ گئی عارضِ روشن سی تمہاری جو نقاب
رات بھر شمع سے نفرت رہی پروانیکو

شمع دولت ہی جہان آپ ہی آ رہتی ہین لوگ
بزم مین کون طلب کرتا ہی پروانے کو

چشمِ ساقی کی ادا نی مجھے مے نوش کیا
دخترِ رز آ کے لگا لیگی میخانے کو

مے کہان فرقتِ ساقی مین میسّر ہم کو
رکھکے ہم سینے پہ سو رہتی ہین پیمانے کو

گور مین آے نکیرین تو مین یہ سمجھا
ناصح آ پہنچے یہان بھی مرا سر کھانے کو

شور ہو حق سے یہان بڑھ کی وہان سے زاہد
اپنی مسجد سے لڑائی مرے میخانے کو

آج کچھ اور بھی پی لون کہ سُنا ہی مین نے
آتے ہین حضرتِ واعظ مری سمجھانے کو

باغبان ہاتھ لگاتا نہین پھولونکو ترے
آ نکلتا ہون کبھی دل کی مین بہلانے کو

وہ کہان دن کہ رہا کرتا تھا دورِ ساغر
آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھکے پیمانے کو

رات دن خال وخط وزلف کا رہتا ہی خیال
گھیرے رہتی ہین بلائین تری دیوانے کو

جا بجا گُل نہین چھلّے کے بدن پر یہ امیر
کیاریان پھولونکی ہین جی مرا بہلانے کو

بولے وہ مین نے کہا جی کی جو بہلانے کو
مُنہ لگاتے نہین دشمن مرے دیوانے کو

ساقیا دخترِ رز کا تو بڑا رتبہ ہے
بے وضو مین کبھی چھوتا نہین پیمانے کو

موے مژگان یہ نہین گرد تری آنکھونکے
غول پریون کے ہین گھیرے ہوے میخانے کو

چھیڑ ہر بات مین اچھی نہین یہ اے ناصح
چٹکیان لینے کو آیا ہے کہ سمجھانے کو

دل مین تیرا جو تصور ہی تو اے رشک پری
دیکھنے آتی ہین پریان ترے دیوانے کو

بے ادب جا کے جو لپٹا تو سزا بھی پائی
آگ مین پھونکدیا شمع نے پروانے کو

مے پلانے کو جو ہوتی ہے رقیبونکی طلب
زہر تھوڑا سا عنایت ہو مجھے کھانے کو

آ گیے نزع مین تم راہ سفر کی کھوٹی
رُک رہے تھم گیے تیار تھے ہم جانے کو

بخت واژون کو کرا ے ساقیِ دوران سیدھا
کیا کرون لیکے مین اُلٹے ہوے پیمانے کو

خوان اُلفت مین وہ ہے کونسی نعمت جو نہین
خون دل پینے کو ہے لختِ جگر کھانے کو

میری آتش قدمی سے نہین واقف حداد
بھون ڈالے گی یہ زنجیر کے ہر دانے کو

بجلیان جان پہ توبہ کی گرانے کے لیے
بدلیان گھیرے ہوے ہین مری میخانے کو

اب خدا چاہے تو مقتل مین اٹھین خوب مزے
واعظو تم جسے سمجھے ہو سحابِ رحمت

برق دم تیغ ہوئی ہے مرے تڑپانے کو
لے اڑی ہے یہ صبا دوشپہ مچلانے کو

یار کو محفل خوبان سے اڑا لاے امیر
لیچلے لوٹ کے ہم آج پریخانے کو

صدقے مین مرغ دل کو ہمارے رہا کرو
عصمت یہ اُنسے کہتی ہے اب تم چھپا کرو
چلتے ہو ساتھ میری جنازی کے ہے یہ خوف
شوخی یہ ہے کہ دیکھے وہ عاشق کو گالیان
لو ہم تو آگے جاتے ہین صحرائے عشق مین
جب پوچھتا ہون کوئی تدبیر وصل کی
پردے مین تم ہو اُسپہ یہ عالم ہے حُسن کا
ہم مانگتے ہین بوسہ تو جھنجھلا کی بدزبان
کیا روٹھتے ہو عکس سے آئینہ دیکھکر
جب پوچھتا ہون اُنسی دوا دردِ عشق کی
مشکل ہے اُس سی حضرتِ دل یون تو رسم و راہ
کہتے ہین بزم مین تو تمہارا یہ رنگ ہے

تم بادشاہ حُسن ہو اِسکو ہُما کرو
نام خدا جوان ہوے ہو حیا کرو
ایسا نہو لحد پہ قیامت بپا کرو
کہتے ہین شاہ جی مرے حق مین دعا کرو
یارو تم اپنے پاؤن سے کانٹے چنا کرو
کہتے ہین بت کہ اپنے خدا سے دعا کرو
پردے سی باہر آؤ تو کیا جانے کیا کرو
کہتا ہے اپنے مُنہ سے جو چاہو بکا کرو
اپنی طرف خیال تم اے مہ لقا کرو
کہتے ہین پہلی ہوش کی اپنے دوا کرو
پہلے تم اُسکے درد سے دل آشنا کرو
تنہا جو مجکو پاؤ تو کیا جانے کیا کرو

کیا قدر ہے فسانۂ اُلفت کی وان امیر
کہتے ہین ہم سُنین نہ سنین تم کہا کرو

اے تیغ یار ملکے گلے سے جدا نہو
وہ کیا خرامِ ناز ہے جو فتنہ زا نہو
حُسن و وفا کا ساتھ تو اے دل ہوا نہو

اب روٹھنے کا وقت نہین ہے خفا نہو
وہ فتنہ کیا ہے جس سی قیامت بپا نہو
معشوق نام اسیدکا ہے جس مین وفا نہو

میری نگاہ یاس کی اک چوٹ کھا تو لے
بیدرد پھر مین دیکھون کہ درد آشنا نہو ٭

چٹکا چمن مین غنچہ تو بولا جھجک کے یار
ٹوٹا کہین مرا ہی یہ بند قبا نہو

موسیٰؑ پڑے ہین غش مین تڑپتی ہی برق طور
پردہ تمہارے رخ سے کہین ہٹ گیا نہو

ہنستے ہین اوچھے زخم تو خوش ہو کے تو بھی ہنس
یہ تو ہنسی کی بات ہی ظالم خفا نہو

اے ضعف اسقدر تو گھلا میرے جسم کو
آئینے مین بھی شکل مری رونما نہو

ہر وار مین نمک کی بھی چٹکی چلی ہی جاے
کس کام کی تڑپ ہے وہ جس مین مزا نہو

حسرت سے دیکھتا ہون جو اُنکی طرف امیر
کہتے ہین دیکھو دیکھو کوئی دیکھتا نہو

حکم دربان کا ہے عشاق سے سرکو سرکو
ہاے جائین یہ کہان چھوڑ کے تیرے در کو

بدشگونی دم رخصت نہ کرو گرم نہو
ٹھنڈے ٹھنڈے مری جان جاؤ سدھارو گھر کو

ہند مین آکے ہی آئینہ مصاحب اُن کا
مژدہ دے روم مین جاکر کوئی اسکندر کو

تھا وہ پیاسا جو گیا خلد مین دل نے پوچھا
پہلے تسنیم کو پی جاؤن کہ مین کوثر کو

معتکف حجرون مین بن بنکے جو بت بیٹھے ہین
کیا بلا دیر بنایا ہے خدا کے گھر کو

کون میخوار ہے ذی رتبہ جہان مین مُجھسا
تاک دیتا ہے کنیزی مین مجھے دختر کو

ناخدا ہے جو خدا پار ہے بیڑا تیرا
پھینکدے توڑ کے کشتی سے الگ لنگر کو

محتسب نے تو کیا دونون کا خون اے ساقی
روئین میخوار ترے شیشے کو یا ساغر کو ٭

ملکے بیٹھا مین شب وصل تو جھنجھلا کے کہا
دم گھٹا جاتا ہے گرمی سے زرا تو سر کو

پھیر کر گردن بسمل پہ جو رک جاتے ہین
ذبح کرنیکا سکھاتے ہین چلن خنجر کو

میری ایذا کا ہی کب وادیِ وحشت خواہان
پاؤن سے کہتی ہین کانٹون کی زبانین سر کو

پھیر تا آنکھ کا اچھا نہین مجھسے قاتل
پھیر دے اِس سے تو گردن پہ مری خنجر کو

اِس قدر ہے ادب پیرِ مغان مجکو امیر

بے وضو ہاتھ لگاتا نہین مین ساغر کو

آج وہ چھاؤن مین تارونکی سدہارے گھر کو
ہائے برسات کی رُت مین وہ سدہارے گھر کو

کوے قاتل کو چلین ہم تو عدم کو پہنچین
راہ جاتی ہے اُدہر ہوکے ہمارے گھر کو

دیکھو کیا ڈھیٹ ہوا ہے یہ دلِ خانہ خراب
لگ گئی آگ دُھند لکے مین ہمارے گھر کو

راہ میخانے کی ہم بھول گیے ہین زاہد
پوچھتا تم سے ہی رستے مین تمہارے گھر کو

دل جو پھُنک جاے تو ٹھنڈا ہو کلیجا میرا
پھونکدے پھونکدے ای برق ہمارے گھر کو

دیکھون اب خانہ خرابی مجھے لیجاے کہان
لے ثواب اُٹھکے جو پہنچا دے ہمارے گھر کو

گھر سے ہم وادیِ وحشت کیطرف چل نکلے
خوش ہو نہین آگ لگا دے کوئی سارے گھر کو

ڈوبتا دل کا جو اشکون مین ہمین یاد آیا
رو دیے دیکھکے دریا کے کنارے گھر کو

کہتی ہی یادِ وطن مجھسے نہ روٹھ اب من جا
چھوڑ غربت کو پلٹ چل مرے پیارے گھر کو

مین نے پوچھا جو پتا گھر کا بگڑ کر بولے
ہم سے پوچھا نہ کرے کوئی ہمارے گھر کو

خانہ بر دوش ہین ایسے کہ بگولے کی طرح
نگھر اگر کے تو ہین آپ سدہارے گھر کو

دم نکلتے ہی ہوئی لاش جو ایسی دو بھر
چھوڑ کر خانہ خرابی کے سہارے گھر کو

جب اُترتی ہین فلک سے تو یہین آتی ہین
تاک رکھا ہے بلاؤن نے ہمارے گھر کو

کیا خبر تھی کہ گران ہوگا ہمارا آنا
ہم تو گھر اپنا سمجھتے تھے تمہارے گھر کو

باد صرصر لیے پھرتی ہے ہمارے گھر کو
کیا ہوئی ہمسے محبت تھی جو سارے گھر کو

خیر دل کی نہین افشان کے تصور مین امیر
ایک دن پھونک ہی دینگے یہ شرارے گھر کو

مسجدون مین نہ بے محل بیٹھو
زاہد و میکدے مین چل بیٹھو

یار و پڑھتا ہون مین غزل بیٹھو
میری باری ہے اب سنبھل بیٹھو

گھر مین مستو نہ آج کل بیٹھو +
فصل گل ہے چمن مین چل بیٹھو

دیکھو نکلی شہیدِ ناز کی لاش
تم بھی گھر سے ذرا نکل بیٹھو ٭

کہہ رہی ہے یہ سوزِ ساعت
چلنے والو نہ ایک پل بیٹھو ٭

جب مین اُٹھتا ہون کوئی قاتل سے
روک کر کہتی ہے اجل بیٹھو

شوقِ دیدار کا تقاضا ہے ٭
حشر مین سب سے پہلے چل بیٹھو

درد کہتا ہے مجھسے رہ رہ کر ٭
دیکھو اُٹھتا ہون مین سنبھل بیٹھو

وہ جو اُٹھتے ہین فتنے کہتی ہین
ہے تمہین سے چہل پہل بیٹھو

بزمِ ماتم کسی کی سونی ہے
دو قدم پر تو گھر ہے چل بیٹھو

دیکھو دیکھو وہ آئنہ آیا
چوٹ پڑ جاے گی سنبھل بیٹھو

یادِ احبابِ رفتہ کہتی ہے
کسی تکیے مین اب تو چل بیٹھو

دونون ہاتھون سے تھام لو دل کو
آہ کرتا ہون مین سنبھل بیٹھو

بیقرارون کی دیکھنا ہو جو سیر
کبھی چلمن سے تم نکل بیٹھو

کشتۂ ناز کے ہین بھولا ای جان
جی مین آئے تو تم بھی چل بیٹھو

ہو جو مسجد مین دل گرفتہ **امیر**
کسی بھٹّی پہ کیون نہ چل بیٹھو ٭

راز توحید کا جو ظاہر ہو ٭
ایک منظور اور ناظر ہو

کوسِ رحلت سے آتی ہے آواز
کہ خبردار اے مسافر ہو

شبِ فرقت دراز ہے دیکھین
عمر آخر ہو یا یہ آخر ہو ٭

سخت منزل ہے امتحان کی جگھہ
ٹھہرے کہ ایوبؑ سا جو صابر ہو ٭

کیا مزہ ہو جو ذبح سے پہلے
پاے قاتل پہ لوٹتا سر ہو

اتنی وابستگی جہان سے ہے کیا
شہر بیگانہ تم مسافر ہو

اوّلِ عشق مین یہ حال **امیر**

تم تو آغاز ہی مین آخر ہو

نہ آؤ تم تو مزاجِ چمن بحال نہو
شجر نہال نہو گُل کا چہرہ لال نہو

ہے ایک عمر سے مہمان اسی ملال نہو
شبِ فراق مین ذکرِ شبِ وصال نہو

نکل چلی ہے بہت تیغِ ناز دیکھ اے یار
کوئی غریب کہین بے چھری حلال نہو

یہ غیر سے ہی محبت کہ مین جو ہون بیمار
وہ دیکھنے کو نہ آئین جو غیر حال نہو

جو اوچھی زخم بھی ہنستی ہین مین یہ ڈرتا ہون
ہنسی ہنسی مین کسیکو کہین ملال نہو

یہ چاہتا ہی تحیر کہ دونون ہون تصویر
اُدہر جواب نہو کچھ اِدہر سوال نہو

دمِ خرام یہ کہتی ہے پاؤن کی چھاگل
وہ سرفراز نہین ہے جو پائمال نہو

خوشی کی دل مین تمنا بھی کر نہین سکتا
خیال ہی ترے غم کو کہین ملال نہو

کرو بناؤ سنوارو تم اپنے گیسو کو
پر اسقدر کہ پریشان کسی کا حال نہو

عروسِ مرگ سے بھی مین لپٹ نہین سکتا
خیال ہی کہ انہین اور کچھ خیال نہو

ہٹی جو زلف یہ چہرے کی روشنی پھیلی
مین ڈر گیا کہین صبحِ شبِ وصال نہو

ترے مریض محبت کو کوئی کیا جانے
وہی بتائے گا یہ حال جسمین حال نہو

یہ ہمکو رہتا ہی اظہارِ دوستی مین بھی خوف
کہ دشمنون کو تمہارے کہین ملال نہو

بہت ہوئی ہین زمانے مین لوگ شادی مرگ
شبِ وصال ہی اپنا کہین وصال نہو

نمود خطِ رُخِ یار سے ہی خوف **امیر**
کہ خضر کو بھی کہین زندگی وبال نہو

مار ہی ڈالتے ہین گیسوؤن والے دل کو
پیچ پر پیچ ہین اللہ بچا لے دل کو

کیسے اُلفت مین پڑے جان کے لالے دل کو
اِس مصیبت سے اب اللہ نکالے دل کو

ہون مین بیکس کوئی ہمدم ہے نہ غمخوار مرا
درد ہی اُٹھکے سنبھالے تو سنبھالے دل کو

تاک کر تیر ہی سینے پہ لگائے ظالم
یون ہی نکلے مری حسرت کہ نکالے دل کو

اُس سے کہتی ہے شبِ وصل یہ حسرت میری
تجھسے روٹھا ہے مری جان منالے دل کو

ناوکِ ناز پر ایسا ہے بھروسا مجکو
مُفت بھی لے تو کرون اُسکے حوالے دل کو

تم تو وہ ہو کہ کبھی بوسۂ گیسو بھی نہ دو
کس توقع پہ کوئی پیچ مین ڈالے دل کو

ٹوٹ کر آبلے ناسور ہوے جاتے ہین
ہاے چھلنی کیے دیتے ہین یہ چھالے دل کو

اُنکے گیسو تو بلا ہو کے پڑے ہین پیچھے
بے ڈسے آج نہ چھوڑینگے یہ کالے دل کو

کوئی پامال بھی کرنے کو نہین لیتا ہے
مجکو دو بھر ہے کرون کس کے حوالے دل کو

تیری خلخال کی آواز سے چیخ اُٹھتا ہے
تیرے گھنگرو ہی تو سکھلاتے ہین نالے دل کو

دِل کیا نذر جو مین نے تو کہا ٹھکرا کر
جان اپنی جسے دو بھر ہو وہ پالے دل کو

مغبچے دخترِ رز سے ہین لگاوٹ مین سوا
تاکتے رہتے ہین یہ میکدے والے دل کو

تم جو پوچھو تو کرے کون تمنا سے اجل
جان بھی دین نہ قضا کو جو ادا لے دل کو

ہو گیا سرد تڑپ کر تو وہ بولے ہے ہے
کیا ہوا آج مرے چاہنے والے دل کو

اسکو زنجیر مین جکڑے گی گلے کی زنجیر
طوق پہنائین گے وہ کان کے بالے دل کو

اپنے مطلب کی اِنھین آتی ہین کیا کیا گھاتین
ناز سے مانگتے ہین ناز و نکے پالے دل کو

چکھ چکا خوب محبت کے مزے دل دے کر
لاؤ جاؤن مین کرو میرے حوالے دل کو

سخت نادان ہے کہ ملتا ہی وہ پاؤن کی تلے
کچھ بھی سمجھے تو کلیجے سے لگالے دل کو

وہ دمِ رقص جو ہر بار لگائین ٹھوکر +
پھر کہانتک کوئی سینے مین سنبھالے دل کو

کہتے ہین شوق سے آئین مری محفل مین امیر
ساتھ لائین نہ مگر لوٹنے والے دل کو

حُسن کِس کام کا جو آن نہو
اے جنون لیچل اب وہان کہ جہان
اُسکی تصویر لیکے سوتا ہون

کیا وہ معشوق جسمین شان نہو
یہ زمین اور یہ آسمان نہو +
کہین وہ شوخ بدگمان نہو

یون مٹا اُلفتِ خدا مین خودی
ہم رہین تم رہو وصال رہے
ہو رہین ہم تو اے صنم تیرے
وہ بھی معشوق ہے کوئی معشوق
زلف مجھ زار کو دکھائی واہ
مست عالم کو کرتی ہے وہ آنکھ
وہ اُٹھاتے نہین مرا مردہ
مستیون کا عروج کیا جب تک

نام باقی رہے نشان نہو
غم نہین ہے جو یہ جہان نہو
تو ہمارا خدا کی شان نہو
جسمین جوبن ہو آن بان نہو +
اُسپہ سو دُرّے جسمین جان نہو
میفروشی کی یہ دُکان نہو
کہتے ہین دیکھو اِسمین جان نہو
پاؤن کے نیچے آسمان نہو

مین جو آیا کہا یہ اُسنے **امیر**
دیکھنا یہ وہی جوان نہو +

مُنہ دکھا دو جو ہے ستم دیدون کو
ملتے ہین تُربتون مین عیدون کو
کہتے ہین رشک سے کہ لپٹی ہین
تو وہ بُت ہے جو کعبے جا نکلے
ہر جفا کو ادا سمجھتے ہین +
نامہ بر لا مرے خطون کا جواب
اِس ادا سے کیا شہید اُسنے
دیکھلے حال شمع و پروانہ +
سیر فردوس و سایۂ طوبےٰ
اور تو آسرا نہین کوئی +
آئنہ خانے مین وہ کہتے ہین

تو جِلا لو اجل رسیدون کو
کیا خوشی ہے ترے شہیدون کو
حسرتین کیون مرے شہیدون کو
بُت بنا دے خدا رسیدون کو
کیا مزے ہین ستم کشیدون کو
پھاڑ کر پھینکدے رسیدون کو
خونبہا ملگیا شہیدون کو
گھر جہنم ہے زن مریدون کو
ہو مبارک ترے شہیدون کو
یاس سے ہے آس نا امیدون کو
کوئی دیکھے تو اِن ندیدون کو

چشم بد دور اب تو حورین بھی
گھورتی ہین ترے شہیدون کو

جتنے بُت ہین یہان وہ جنت ہین
سب ملین گے خدا رسیدون کو

قفل خاطر تو کیا کُھلے گا امیر
آزماتے ہین ہم کلیدون کو +

قتل کرتے ہو دکھا کر جو ادائین مجکو
پہلے لیلینے وہ جی بھر کے بلائین مجکو

دیکھے اُن زلفونکو دل جان مصیبت مین پڑی
لپٹی جاتی ہین زمانے کی بلائین مجکو

حکم دے عفو کو یارب کہ کرے مطلع صاف
مرگ کے بعد بھی گھیرے ہین خطائین مجکو

ہائے وہ لوگ جو رکھتے تھے مدام آنکھون مین
اب لحد مین بھی جو ڈھونڈین تو نپائین مجکو

دل کو بندھجاتا ہی جس شب ترے گیسو کا خیال
نظر آتی ہین بلائین ہی بلائین مجکو

نقش بیٹھا ہے مرا کوچۂ جانان مین امیر
کیا نگہبانون کی طاقت کہ اُٹھائین مجکو

غیر سے آنکھین چار کرتے ہو
جاؤ بھی کسکو پیار کرتے ہو

عکسِ آئینہ سے وہ کہتے ہین
تم بھی کیا مجکو پیار کرتے ہو

ہے جو نفرت امیدوارون سے
کیون پھر امیدوار کرتے ہو

دل کے دو ٹکڑے اک نگہ مین کیے
اور پھر آنکھ چار کرتے ہو +

بنکے انجان مجھسے کہتے ہین
سچ کہو کسکو پیار کرتے ہو +

ایک نالہ جو ہم کرین تو ابھی
منتین تم ہزار کرتے ہو +

روز آنے کو جب کہا بولے +
اک تمہین مجکو پیار کرتے ہو

تم ہو خنجر سے مین ہون قتل کرو
کس کا اب انتظار کرتے ہو

مین نے تعریف حسن کی تو کہا
کیون مجھے شرمسار کرتے ہو

سچ کہو کس کو دل دیا ہے امیر

جسان کہ پر نثار کرتے ہو +

میکشو اُلجھو نہ واعظ سے عبث جانے بھی دو
آنسو وُ نکے ایک چھینٹے مین بجھا دونگا مین آگ
خوف کیا تنہا ہے وہ مجمع یہان ہے میکشو
وہ خطِ عارض وہ گیسو دیکھکر آیا خیال
لختِ دل میری جو دیکھی ہنسکے اُس گُل نے کہا
آؤ ہم تم میکشو مسجد سے میخانے چلین
کون پوچھے گا تمہاری نغمہ سنجی کے حضور
ابروُون کو اور آنکھون کو تو اُنکی دیکھیے
حضرتِ دل ابتو چندی ربط پریون سے رہے
تنگ ہو کر کہتی ہے مشاطہ اُن سے باربار

مُنہ کی کھائے گا جو آئی تمپہ مُنہ آنے بھی دو
آتشِ افروز اُنکو بھڑکائین تو بھڑکانے بھی دو
محتسب آتا ہے میخانے مین تو آنے بھی دو
غول پریون کا ہی اُسکے ساتھ دیوانے بھی دو
پھول یہ بے فصل کی ہین اُنکو مُرجھانے بھی دو
یہ جو سر سجدو نمین ٹکراتے ہین ٹکرانے بھی دو
زہرہ اپنی سی اگر گاتی ہے تو گانے بھی دو
ساتھ ہی دو مسجد و نکے ہین یہ میخانے بھی دو
حورین جنت مین جو گھبراتی ہین گھبرانے بھی دو
اسقدر اُلجھو نہ صاحب بال سلجھانے بھی دو

بوسۂ لب لیکے خود ہی بن گیا ہی بُت امیر
بات کیا ہی تم بھی چپکے ہو رہو جانے بھی دو +

دیکھ سکتے نہین پیاسا مرے آنسو مجھکو
پھولون کی سیج سے آتی ہی تری بو مجھکو
آبرو دے نگہ لطف سے گر تو مجھکو
سُرمگین آنکھین جو آئینے مین دیکھین تو کہا
کشتہ ہون وحشتِ طرز نگہ قاتل کا
ہون وہ بلبل کبھی صیاد کو آیا جو ترس
چتونین چلتی ہین لے لیکے نکیلی چھُریان
گھر سے کیون مجلسِ منعم مین لیے جاتی ہی حرص

روز دیجاتے ہین پانی کوئی چلو مجھکو
تکیے پہلو کے ہین اب حور کے زانو مجھکو
سب جگہ آنکھون پہ دین صورتِ ابرو مجھکو
گھورتے ہین یہ جگائے ہوئے جادو مجھکو
خطِ شمشیر ہے موجِ رمِ آہو مجھکو
پھولون مین چھوڑ دیا توڑ کے بازو مجھکو
دو دو تلوارون سے دھمکاتے ہین ابرو مجھکو
چار زانو سے بٹھائے گی دو زانو مجھکو

لوٹتا ہے دلِ دیوانہ لپٹنے کے لیے
سانولے رنگ کی پریان ہین وہ گیسو مجکو

چونکر آنکھون مین رکھون انہین پتلی کیطرح
یاد دلواتی ہین جگنی تری جگنو مجکو

شمع سان کیا ہے مجھے حاجتِ دریاے غرق
آپ لے ڈوبے گا میرا عرقِ رو مجکو

آرسی سامنے آئی تو کہا جھنجھلا کر
ویدے پہوٹین تری کیون گھورتی ہے تو مجکو

میرے پہلو مین تری طرح وہ جمکر بیٹھے
دردِ دل ایسا بتادے کوئی پہلو مجکو

ہون جوان آمد پیری سے مگر ڈرتا ہون
کہ جبین سے نہ بنادے کہین ابرو مجکو

مین جہان بیٹھکے روتا ہون ہنسی ہوتی ہے
ہر جگہ کرتے ہین رسوا مرے آنسو مجکو

سمجھے ہین دیکھنے والا جو تری آنکھون کا
کیسے شرماتے ہین اب دیکھکے آہو مجکو

سمٹا جاتا ہے مرا حشر مین رویان رویان
شرمِ عصیان نے بنایا ہے لجالو مجکو

میکشِ زار ہون لب تر ہی جیسے چادرِ آب
ہے حبابِ لبِ جو تکیۂ پہلو مجکو

کون پہنچاے مجھے کوچۂ جانان تک امیر
لے چلین کاش بہاکر مرے آنسو مجکو

چین آتا نہین دم بھر کسی پہلو مجکو
اتنی تکلیف تو اسے درد نہ دے تو مجکو

عالمِ غش مین بھی ہے الفتِ گیسو مجکو
چاہیے لخلخہ نافۂ آہو مجکو

میرے قاتل کو تڑپنے سے ہی ایسی نفرت
ذبح کرتا ہے دبا کر تہِ زانو مجکو +

کشتۂ عشق ہوا دیکھکے آنکھین اسکی
شیر کے منہ پہ لگا لیگئے آہو مجکو

نگہِ شوق سے کہتی ہے یہ عصمت اسکی
کہ اچھوتا مرا پنڈا ہے نہ چھو تو مجکو

کیون نہ مضمون ترے گوہرِ دندان کی تلین
طبعِ سنجیدہ کی ہاتھ آئی ترازو مجکو

عاشقِ چشم ہون دل لوٹ کے رہجاتا ہے
نظر آتا ہے جو قیدی کوئی آہو مجکو

ضبط سے اور محبت مین گلا گھٹتا ہے
آنسو پیتا ہون تو ہو جاتا ہے اچھو مجکو

ہون وہ میخوار کہ بھٹی مین ملی شوکتِ جم
ٹاٹ مسند ہی سبو تکیۂ پہلو مجکو

چشم وابرو کے اشارونسی ہوا یہ ثابت
زیرِ شمشیر بلاتے ہین یہ آہو مجھکو

بار بار اُس گلِ خوبی کا سمٹنا شبِ وصل
یاد دلواتے ہین شرما کے لجالو مجھکو

ہون وہ خوش چشمون کا عاشق کہ ختن سے احباب
چھانٹ کر بھیجتے ہین تحفے مین آہو مجھکو

سب کو سنجیدہ کیا خود نہوا سنجیدہ
طالعِ بد نے کیا سنگ ترازو مجھکو

آبرو و جان یہ کمبخت ہین سب کے دشمن
مار ڈالین گے ڈبوکر مرے آنسو مجھکو

اِس توقع پہ پھرا کرتا ہون گلزارون مین
کہ کسی گل سے کبھی آئے تری بو مجھکو

کس کی آنکھون کا ہون وحشی کہ خوشی کے مارے
بھرتے ہین چوکڑیان دیکھکے آہو مجھکو

روح ہوتی ہی جو رخصت تو یہ کہتا ہے بدن
اسیدن کے لیے لائی تھی یہان تو مجھکو

پھونک ہی دیتی مجھے گرمیٔ رُخسار امیر
اپنے سائے مین نہ لے لیتے جو گیسو مجھکو

حسرت آئی یہ اُنھین دیکھکے بسمل مجھکو
چُلبلا ایسا ہی ملجائے کوئی دل مجھکو

دیکھنا نیند جو آئی دمِ بسمل مجھکو
اپنے زانو پہ سلا رکھے گا قاتل مجھکو

تو ہو کچھ درد سے آگاہ مین بیدردی سے
دل مرا تجکو ملے اور ترا دل مجھکو

بوسے پر بوسے دمِ ذبح اشارون مین لیے
اچھی سوجھی یہ تہ خنجرِ قاتل مجھکو

چٹکیان لیتا ہے پہلو مین مرے آٹھ پہر
دلربا بن کے ستاتا ہے مرا دل مجھکو

آنکھ جھپکے نہ پتنگون سے تو اِس مجمع مین
پھونکدے پھونکدے اے گرمیٔ محفل مجھکو

پھر مزہ تجکو چکھادون مین دل آزاری کا
چار دن کو بھی جو ملجائے ترا دل مجھکو

کچھ اِس انداز سے وہ ناز بھرے ہاتھ چلے
آگئی نیند تہ خنجرِ قاتل مجھکو

شبِ غم کون ترس کھاکے ہی رونیوالا
کبھی رو لیتا ہون مین دل کو کبھی دل مجھکو

ناتوانی نے بنایا ہے مجھے نقشِ قدم
پاؤن رکھتا ہون جہان ملتی ہی منزل مجھکو

کچھ خبر مجکو نہین ہے کہ کہان جاتا ہون
کہین کھینچے لیے جاتا ہے مرا دل مجھکو

وہ مسافر ہون ہوا دفن بھی اپنی گھر مین
گھر تلک آکے مرے لیگئی منزل مجکو

بن سنور کر جو نکلتے ہین ادہر سے وہ کبھی
گدگدا دیتا ہے ارمان بھرا دل مجکو

دست و بازو کی ہو خیر اور لگا دی اک ہاتھ
میرے بیدرد نہ جا چھوڑ کے بسمل مجکو

اُسکی رحمت سے جو ہو خاتمہ بالخیر امیر
سہل ہے سب سہل کرتی ہے یہی منزل مجکو

بوسہ دیتے نہین بہر دینے سے حاصل مجکو
پھیر دو پھیر دو اے جان مرا دل مجکو

غنچے حورون کے جو فردوس برین مین دیکھی
یاد آئی کسی محبوب کی منزل مجکو

سانس کے ساتھ رگِ جان سے لہو آتا ہی
نیشتر سنکے نہ چھیڑا اے خلش دل مجکو

اُسکے خنجر نے کہا کیا مین کوئی مرشد ہون
وجد مین آتے ہین کیون دیکھکے بسمل مجکو

ہون وہ مجنون کہ جو لیلی کی طرف جا نکلون
اُٹھکے تعظیم کو لے پردۂ محمل مجکو

اس تمنا مین کہ ملجائین مجھے اُٹھ نہ سکا
ہوے اُترے ہوی ہار اُنکے سلاسل مجکو

دشتِ وحشت مین یہ آنکھو نمین بسی ہی لیلی
ہر بگولے مین نظر آتا ہے محمل مجکو

وہ نگہ کہتی ہے کس گھر مین نہین میری جگہ
نکلی مین آنکھ سے باہر تو ملا دل مجکو

وہ نزاکت سے یہ کہتی ہین نہ پہنونگا مین ہار
عکس دانتون کا پنہا دیگا حمائل مجکو

تشنہ لب دیکھکے کھینچا مجھے خنجر کیطرف
لیگیا پیاس مین قاتل لبِ ساحل مجکو

شوقِ نظارۂ لیلے جو بنا ہے اندہا
سر دے دوڑکے گردِ پسِ محمل مجکو

شوق پابوس کسیکا ہے مجھے وحشت مین
پاؤن چومے گی جو پاے گی سلاسل مجکو

گڑگڑا کر کچھ اس انداز سے بوسہ مانگا
بھیک دینے وہ بڑہے جان کی سائل مجکو

ساری دنیا مجھے اس پردے مین اللہ نے دی
کہ دیے آنکھو نمین رکھ لینے کے دو تل مجکو

یاد اُس شوخ کی تڑپاتی ہے اسکو جو امیر
چین لینے نہین دیتا ہے مرا دل مجکو

کم نہین ہوے کمر سے جسم لاغر دیکھ لو ❊ فرق کیا ہے ہو گیے ہم تم برابر دیکھ لو
میری حیرت پر عبث ہوا سقدر حیران تم ❊ اک ذرا آئینہ اپنے آگے رکھکر دیکھ لو
دیدۂ بلبل سے نظارۂ رُخِ گل کا کرو ❊ فاختہ کی آنکھ سے قدِّ صنوبر دیکھ لو
نزع مین ہچکی جو آئی اُسنے کوٹھے سے کہا ❊ سر اُٹھا کر اک ذرا نیچے سے اوپر دیکھ لو
باغ مین تم نے کیا طاؤس کو تو پائمال ❊ کوہ پر ہی کبک اب اُسکو بھی چلکر دیکھ لو
حُسن مین بیجا ہی یکتائی کا دعوی جان من ❊ اک حسین ہی اور آئینے کے اندر دیکھ لو
نزع مین جاتے تو ہو بالین سے مجھ بیمار کے ❊ اک نظر آنکھون کا صدقہ اور پھر کر دیکھ لو

سوچ کیا نظارۂ برق تجلی مین امیر
کھولدو آنکھین دکھاے جو مقدر دیکھ لو

ہو وصل پر دوئی کی کہین اُس مین بو نہو ❊ تو ہو تو مین نہون مین اگر ہون تو تو نہو
زاہد شرابِ ناب سے جب تک وضو نہو ❊ قابل نماز پڑھنے کے مسجد مین تو نہو
پہلو سے دل جدا ہو تو کچھ غم نہین مجھے ❊ اے دردِ دل جدا مرے پہلو سے تو نہو
وہ گم شدہ ہون مین کہ اگر چاہون دیکھنا ❊ آئینے مین بھی شکل مری روبرو نہو
قاتل لگا رہا ہے جو تیغِ نگہ سے زخم ❊ منظور ہے کہ چاکِ جگر مین رفو نہو
مانا تو کیا حنا کو لگائین نہ ہاتھ وہ ❊ جب تک شریکِ خون ہزار آرزو نہو
مسجد مین مین نے شیخ کو چھیڑا یہ کہکے آج ❊ مے لاؤن میکدے سے جو آبِ وضو نہو
منہدی لگاتے ڈرتے ہین کہتے ہین بار بار ❊ شامل کسی شہید کا اِس مین لہو نہو
غش آگیا ہے مجھکو گمان اور کچھ نکر ❊ اچھا ہوئین اُداس مری جان تو نہو
شاخین اِسکی ہین یہی جڑ ہے فساد کی ❊ پہلو مین دل نہو تو کوئی آرزو نہو
تو ہو تو بُت کدہ مجھے کعبے سی کم نہین ❊ کعبہ صنم کدہ ہے جو کعبے مین تو نہو
مین اُن کو دیکھتے ہی جو کل لوٹنے لگا ❊ بولے تمہارے مارے کوئی خوبرو نہو

ایذا پسند ہین وہ ترے زخمیون مین ہم
دوڑے نہ دل جو زلف تری مشکبو نہو

صحنِ چمن ہو ابر ہو شیشہ ہو جام ہو
یہ سب تو ہون غضب ہے کہ پہلو مین تو نہو

آنسو بہائے مین نے جو محفل مین تو کہا
دیکھ اسقدر نہ رو کوئی بے آبرو نہو

کہتے ہین سامنے ترے آ بیٹھین ہم مگر
یہ شرط ہے کہ آ گئے کوئی آرزو نہو

ساری چمک دمک تو انہین موتیون سے ہے
آنسو نہون تو عشق مین کچھ آبرو نہو

پردے مین آئنے کے یہ دل ہے امیر کا
پہچان لے جو وہ تو کبھی روبرو نہو

ابھی آئے ابھی جاتے ہو جلدی کیا ہے دم لیلو
نہ چھیڑونگا مین جیسی چاہو تم مجھسے قسم لیلو

نہ دو بوسہ نگاہِ لطف ہی پر دل صنم لیلو
تمہارا مال ہے تم دیکھے قیمت بیش و کم لیلو

گلا خنجر پہ مین نے رکھدیا آتے ہی تو بولے
کرینگے ذبح ٹھہرو کیون مری جاتے ہو دم لیلو

سوئے میخانہ آ نکلے جو قاضی دخترِ رز بولی
بڑے مرشد ہین حضرت میکشو اُٹھو قدم لیلو

زمینِ گور ہر مہمان سے اپنے یہ کہتی ہے
اُتر جائے تھکن آ گئے کڑی منزل ہے دم لیلو

خدا نے دن یہ دکھلایا کہ وہ بت میہمان آیا
ملے تو شیخ سے کہہ سُنکے دو دن کو حرم لیلو

خبر ہے حضرتِ مجنون کہ آئی نجد مین لیلی
نہ پہنچے ہاتھ محمل تک تو ناقے کے قدم لیلو

فراقِ یار کا دن کم نہین عاشور سے نالو
اُٹھاؤ ان تعزیہ مین اپنے دل کا تم عَلَم لیلو

دکھاتا ہے جو زور نشہ بسم اللہ میخوارو
فلاطون ہے نہ ہاتھ آئے اگر خُمِ جامِ جم لیلو

نہ ملنے تک یہ اے شیخ حرم سارا تقدس ہے
برہمن دے تو سجدے کر کے مٹی کا صنم لیلو

ابھی تو آسما تو خاک مین گڑ جاؤ تم ساتون
جو میرے سر سے اپنے سر پہ میرا بارِ غم لیلو

چمن نے پینے کو ہی میکشو برسات مین لازم
نہ بیچے تو کرایہ دیکے رضوان سے ارم لیلو

نہین کچھ انتہا اُس ترک کے کشتون کی اے عیسیٰ
کہانتک تم کہو گے مُنہ سے تھک جاؤ گے دم لیلو

غرض تو میکشو ہستی سے ہے تکرار سے حاصل
ملے پیرِ مغان سے جسقدر ہے بیش و کم لیلو

ہم اُسکے قد کے ہین عاشق نہین کیا غیر سے مطلب
عبث کہتی ہی یہ قمری صنوبر کے قدم لیلو

امیر اُس عیسیِ دوران کو خط لکھنا جو ہو تمکو
فلک سے مانگ لو کاغذ عطارد سے قلم لیلو

جو وقتِ بوسہ ایذا ہو ذرا بھی لعلِ جانان کو
گُہر کیطرح پیسون توڑ کر مین اپنے دندان کو

اُتارا دل مین آنکھین دیکھکر اُس شاہِ خوبانکو
جگہ پہلو مین دی پریون کے لالچ سے سلیمان کو

گلونسی جا کے ہین نے داغ دل اپنی ملائے تھی
نہین شبنم پسینا آگیا ہے یہ گلستان کو

خدا نے حسن کو تیرے عجب تاثیر بخشی ہے
یہ نعمت دیکھنے سے سیر کر دیتی ہی مہمان کو

لہو رو رو کی ان آنکھونسی ایسے گُل کھلائے ہین
چمن سی دیکھنے آتے ہین گلچین میرے زندان کو

اجل آئے کہین پیری مین ہم اس درد سی چھوٹین
شکستہ حال اب دیکھا نہین جاتا ہے دندان کو

مین اُٹھتا ہون تو کانٹے پاؤن پڑ پڑ کر یہ کہتے ہین
اجی بیٹھو بھی کیون ویران کرتے ہو بیابان کو

جب اگلی صحبتین یاد آتی ہین یارانِ رفتہ کی
نکلکر گھر سے دیکھ آتا ہون مین گورِ غریبان کو

تسلی یادِ رُخ مین جب کسی صورت نہین ہوتی
تو بوسہ دیکے آنکھون سی لگا لیتا ہون قرآن کو

وہ آنکھین تاکتی ہین اوٹ سی مژگان کی دل ہیرا
کہ پریان جھانکتی ہین ان جھروکونسی سلیمان کو

اگر یون کھٹکی جیسے دلمین وہ مژگان کھٹکتی ہے
مژہ کی طرح رکھ لون آنکھ پر خارِ مغیلان کو

سوا اب خاک ہونیکے نہین حسرت کوئی باقی
کہ مٹی ہو گیا جی دیکھکر گورِ غریبان کو

قیامت سے نہ دون تشبیہ اُسکی چال کو کیونکر
اُٹھا کر راہ مین چلتے ہین فتنے جسکے دامانکو

تڑپنا جانتا ہون لذتِ ناوک سے اے قاتل
نہ مین سوفار کو جانون نہ پہچانون مین پیکان کو

گیا مین بزمِ جانان تک تو بولے وہ سکندر سی
اُٹھاؤ آئنے کو بیٹھنے دو میرے حیران کو

مین اُس پردہ نشین کی جامہ زیبی کا ہون دیوانہ
چھپائے رکھتی ہی پردے مین عصمت جسکے دامان کو

عبث ترکش مین قاتل رکھی رکھے زنگ لگتا ہی
مجھے دے چیر کر پہلو مین رکھ لون تیر پیکان کو

تصور قید مین ہی اے امیر اک بت کی آنکھون کا

پریخانہ بنا رکھا ہے مین نے اپنے زندان کو

غضب ہے اپنی عیبون کا خیال آئے نہ انسانکو
کیا ہے شرم عریانی نے خم شمشیر عریان کو

کرین مجھسے محبت مین توبہو کا ہون محبت کا
اُٹھا رکہین یہ منعم اپنے نعمتہای الوان کو

مین اک غربت زدہ باقی رہا تھا مین بھی آتا ہون
مبارکباد دے آئے کوئی گور غریبان کو

نہ جانے دین نگہبان مجھکو زندان سی نہین پروا
مری زنجیر کے نالے توجاتے ہین بیابان کو

مین اے بت مصحف رخ کو تری چہو کر ہوا مجرم
مسلمان رات دن بوسے دیا کرتی ہین قرآن کو

ملاحت ناوک افگن کی جو وقت صید یاد آئی
دہان زخم نے چوسا مزے لیلیکی پیکان کو

خیال آسودگان خاک کا دل سی نہین جاتا
لیے پھرتا ہون اپنے ساتھ مین گور غریبان کو

پری کو بھی اُترتے یون نہین دیکھا ہی شیشے مین
عجب انداز سے تونے اُتارا دلمین پیکان کو

اُن آنکھونکی نظربازی مین دل کھویا گیا میرا
نگاہون مین اُڑا کر لیگئین پریان سلیمان کو

جو ملتا ہی یہ منہدی مین تو منہدی رنگ لاتی ہی
پسند اسواسطے کرتے ہین وہ خون شہیدانکو

جگر کو ڈہونڈتی پھرتی ہے تیغ ناز قاتل کی
کسیکے دل مین جا بیٹھون یہ دُہن ہی اُسکی پیکانکو

دبا رکھا ہی اُسنے ایک مدت سے گلا میرا
کوئی جھٹکا تو دی اے پنجۂ وحشت گریبان کو

بہت ہی مختصر ہی وصل کی شب کچھ تو رہیجائے
مری خاطر سی دم بھر کھولدو زلف پریشان کو

بہار گل مین کام آئے ترے ای پنجۂ وحشت
لگا رکھا ہے مین نے اسلیے اپنے گریبان کو

کیا تھا شام کو نالہ تڑپ کر تیرے وحشی نے
ہلایا زلزلے نے صبح تک دیوار زندان کو

بہت ہی زور پر دست جنون ناصح الگ رہنا
ترا دامن نہ پکڑے چھوڑ کر میری گریبان کو

ہوا سے گل اسی کہتے ہین ای بلبل کہ جنگل مین
لیے پھرتا ہی ہر طاؤس ساتھ اپنی گلستان کو

مین وہ بدست وحشی ہون جو میرا دسترس چلتا
بناتا بوتلونکی ڈاٹ واعظ کے گریبان کو

امیر ایسی کہان قسمت کہ پہنچون اُڑکی پہولون تک
کبھی چاک قفس سی جھانک لیتا ہون گلستان کو

گردِ اغیار بیچ مین تو ہو
ہائے کیونکر قضا پہ قابو ہو

جام ہو شیشہ ہو لبِ جو ہو
یار ہو مین ہون ساقیا تو ہو

بوسہ کب چاند سی جبین کا لیا
کیا سبب ہے کہ چین بابرو ہو

آئنہ اور وہ رخِ روشن
شانہ ہو اور اُس کا گیسو ہو

عشق ابرو ہے عاشقو مشکل
تیغ باندھو جو زورِ بازو ہو

بات کہتے زبان کٹتی ہے
کس سے تعریفِ تیغِ ابرو ہو

کیا تمہارا ملے چمن مین نشان
رنگ مین رنگ بو مین تم بو ہو

عاشقِ چشم بھی شراب پئین
جائے ساغر جو چشمِ آہو ہو

پاس سے تم اُٹھو تو دل بیٹھے
کبھی خالی نہ اپنا پہلو ہو

قد ہے طوبےٰ تو لب ترے کوثر
وہی فردوس ہی جہان تو ہو

فکر کس بات کی ہے تمکو امیر
کیا سبب ہے کہ سر بزانو ہو

وصل کی رات تو راحت سے بسر ہونے دو
شام ہی سے ہی یہ دہمکی کہ سحر ہونے دو

نادکِ ناز کا پہلو مین گزر ہونے دو
کب سے برباد ہے آباد یہ گھر ہونے دو

دیکھنا کیسی برابر کی پڑینگی چوٹین
یار کا آئنہ خانے مین گزر ہونے دو

وصل ہو قتل ہو جو مدِ نظر ہو ہو جائے
یا ادہر ہونے دو یا مجکو اُدہر ہونے دو

جسنے یہ درد دیا ہی وہ دوا بھی دے گا
لا دوا ہے جو مرا دردِ جگر ہونے دو

مین غریب اور غریبون کا خدا والی ہے
ہونے دو ساری زمانے کو اُدہر ہونی دو

تلملانے مین تڑپنے مین کمی کی کسدن
ہے جو اسپر بھی خفا دردِ جگر ہونے دو

کبر سب خاک مین ملجائے گا مغرورون کا
اک زرا گورِ غریبان مین گزر ہونے دو

ذکرِ رخصت کا ابھی سی نہ کرو بیٹھو بھی
جانمن رات گزرنے دو سحر ہونے دو

ہم تصور مین نہ کھینچین یہ نہو گا ہم سے
لاکھ نازک ہے حسینون کی کمر ہونے دو

تو سہی مجھسے سوا صبر تڑپ کر چینخے
میرے دل تک تو زرا اُسکا گزر ہونے دو

شوق سے تم ہو در و بام پہ سر گرم خرام
دونون عالم ہون اگر زیر و زبر ہونے دو

وصلِ دشمن کی خبر مجھسے ابھی کچھ نہ کہو
ٹھہرو ٹھہرو مجھے اپنی تو خبر ہونے دو

ہاے وہ وصل کی شب اُنکا ادا سے کہنا
باندہنے دو مجھے جوڑے کو سحر ہونے دو

جاگ کر کاٹتے ہین ہجر مین ہم بھی راتین
رتجگے ہوتے ہین گر غیر کے گھر ہونے دو

آنے دو آنے دو زلفونکو زرا گالون پر
شاہدِ شب کو ہم آغوشِ سحر ہونے دو

خواب مین آکے وہ بولے مرے ارمانون سے
بیخبر کو نہ خبردار خبر ہونے دو

چھیڑتے کیون ہو جوانی مین حسینونکو امیر
رات ہی بھر کا یہ جوبن ہے سحر ہونے دو

ردیف ہاے ہوز

کتنی ہے گرم دخترِ رز کی ادا تو دیکھ
واعظ زرا سی پی سکے تو اس کا مزا تو دیکھ

اے گل بہار جاتی ہے رکھا ہی گھر مین کیا
بُلبل کا سُن نہ حال چمن کی فضا تو دیکھ

بُت سنگ طور کے ہین نرے سنگ ہی نہین
زاہد کدھر خیال ہے نورِ خدا تو دیکھ

وہ رُخ بھی لاجواب وہ گیسو بھی برہمن
کعبے کا دیکھنا نہ سہی کالکا تو دیکھ

اب تو نہ بند کر رہِ میخانہ محتسب
نکلا ہے چاند عید کا سوے سما تو دیکھ

اُس آستان کو عرش سے تشبیہ دی امیر
پُہنچا کہان رسائی ذہنِ رسا تو دیکھ

چمن مین غیر بھی آئے جو میرے یار کے ساتھ
ہزار نالے کرون باغ مین ہزار کے ساتھ

خزان مین کہیے نہ بلبل سے چہچہانے کو
کہ وہ بہار کی باتین گئین بہار کے ساتھ

گیا وہ نالہ کہ دل سے نکل گئین پھانسین
ہوا مین اُڑتے ہین خس جسطرح غبار کے ساتھ

مزار سے جو یہ آتی ہے دردناک صدا
ہمین تو روتے ہین شمع سر مزار کے ساتھ

چرائے رنج و مشقت سے جی نہ طالبِ عیش
کہ نوش نیش کے ہمراہ گل ہے خار کے ساتھ

شبِ وصال جھگڑنے سے فائدہ کیا ہے
مزہ تو یہ ہے کہ باتین ہون چاہ پیار کے ساتھ

بجا ہے آنکھ جو ہے جوش گریہ سے بے نور
نظر بھی بہ گئی ہے آنسوؤن کے تار کے ساتھ

عدم کو روح گئی رہگیا تنِ خاکی
پہنچ سکے نہ پیادہ کبھی سوار کے ساتھ

ذرا ہوے جو وہ آزردہ اپنی آئی اجل
امیر پھر گئین آنکھین نگاہِ یار کے ساتھ

رکھتے ہو رقص مین جو کمر پر اٹھا کے ہاتھ
موے کمر سے باند ہو گئے دزدِ حنا کے ہاتھ

چھوٹین جو اپنے ہاتھ سے اس دلربا کے ہاتھ
سارے جہان سے بیٹھ رہین ہم اٹھا کے ہاتھ

ڈھکا نہ بار بار مرے پاس لا کے ہاتھ
دے ڈال جام کھینچ نہ ساقی بڑھا کے ہاتھ

اب تک تو تیغِ یار سے موڑا نہین ہے منہ
آئندہ آن بان ہے اپنی خدا کے ہاتھ

کچھ بھی ہوئی جو دست درازی شبِ وصال
چھین چھین سے اسنے چھڑی لی بڑھا کے ہاتھ

ڈرتا ہون اور کچھ نہ سمجھکر وہ جھیپ جاے
سینے پر اپنے رکھ نہین سکتا اٹھا کے ہاتھ

لین اسنے ہاتھ اٹھا کے جو انگڑائیان کبھی
جوبن نے کتنے چھین لیے دل بڑھا کے ہاتھ

کب سعی سے اچھلتے ہین ڈوبی ہوئی نصیب
دریا کے پار کب ہوئین موجین لگا کے ہاتھ

دکھلا کے پاؤن کتنون کو پامال کر دیا
کتنون کو تمنے ہاتھ سے کھویا دکھا کے ہاتھ

دیکھی جو اسکی زلف مین افشان ہوا یہ شوق
کیا چاندنی ہے توڑ لیے تارے بڑھا کے ہاتھ

وہ سخت جان ہون مین نہ چلا کچھ کسیکا بس
جلاد بیٹھ بیٹھ گیے سب تھکا کے ہاتھ

کہتا ہے قاتل آپ ہی مرتے تھے جان نثار
بدنام ہاے مفت ہوے ہم لگا کے ہاتھ

قانع کو شوق بادہ کشی کا ہے آج کل
بنت العنب پڑی ہے عجب پارسا کے ہاتھ

بس مین مرے نہ موت ہی میری نہ زیست ہے
یہ ہے قضا کے ہاتھ تو وہ ہے ادا کے ہاتھ

بیکار عشق مین نہ گئین میری ٹریان
خون اُسنے میرے دل کا کیا ہی یہ کون ہے
تارِ شعاعِ مہر سمجھتے ہو تم جسے
یہ دل چرا چرا کے کسے اسنے دیدیے

بھیجا سگِ حبیب کو تحفہ ہما کے ہاتھ
منہدی سے نہ باندھے کیون مِری دلربا کی ہاتھ
سورج یہ لے رہا ہے بلائین ثریا کے ہاتھ
خالی ہین دیکھنے مین تو دزدِ حنا کے ہاتھ

قاصد اُڑا رہا ہی تو کچھ غم نہین امیر
خط لکھکے بھیجدونگا مین پیکِ صبا کے ہاتھ

راہ بتلاتے ہین ہم اور اُسے دہیان ہی کچھ
کرکے پامال مرے دل کو کہا ظالم نے
نہین کرتا ہے ملاقات تو زاہد نہ کرے
سبز عمامہ بہشتی ہے عبا ریش سپید
کرکے زخمی مجھے مقتل سی چلا ہے قاتل
غیب سے آئی صدا قصد جو قاصد نے کیا

دل کو سمجھائیے کسطرح یہ انسان ہی کچھ
کون تعظیم کرے اِسکی یہ قرآن ہے کچھ
لاابالی ہین ترے رند انہین ارمان ہی کچھ
نو بنو رنگ ہین واعظ کی عجب شان ہی کچھ
دوڑ کر کوئی یہ کہدے کہ ابھی جان ہی کچھ
شیر کے مُنہ مین چلا ہی ارے نادان ہی کچھ

ہو نہو آئی ہے اُس کوچۂ گیسو کی ہوا
جوشِ سودا ہی امیر آج پریشان ہے کچھ

چاند سا چہرہ نور کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ
گُلِ رخ نازک زلف ہے سنبل آنکھ ہی نرگس سیب زنخدان
ساقیِ بزمِ روزِ ازل نے بادۂ حُسن بھرا ہی اسمین
قہر غضب ظاہر کی رکاوٹ آفتِ جان در پردہ لگاوٹ
غمزہ اُچکّا عشوہ ہی ڈاکو قہر ادائین سحر ہین باتین
نور کا تن ہی نور کی کپڑے اُسپر کیا زیور کی چمک ہی
جمع کیا ضدین کو تم نے سختی ایسی نرمی ایسی

حلقہ لٹکالا آپنے جوبن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
حُسن کی تم ہو غیرتِ گلشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
آنکھین ہین ساغر شیشہ ہی گردن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
چاہ کے تیور پیار کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ
چور نگاہین ناز ہے رہزن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
چھلّے کنگن ہاتھ کے جوشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
موم بدن ہی دل ہی آہن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

واہ امیر ایسا ہو کہنا شعر ہین یا معشوق کا گہنا
صاف ہی بندش مضمون روشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

ردیف یاے تحتانی

کیون وصل کی چرخ کو خبر کی — آمد ہے جو شام سے سحر کی
کیسی ارنی ولن ترانی ÷ — تھی ایک صدا اِدھر اُدھر کی
اے یاس نہ دل مین پاؤن پھیلا — پھانسین نہ چبھین مری جگر کی
خط لیتے ہی چلدیا عدم کو — اتنی ہی لکھی تھی نامہ بر کی ÷
نیرنگیِ چار باغِ عالم — گدڑی ہے ترے گدای در کی
کچھ میری سنو کہو کچھ اپنی — باتین نہ کرو اِدھر اُدھر کی ÷
خط یار نے اُس طرف کیا چاک — یان اُڑ گئین دھجیان جگر کی
دن بھر مجھے رکھتی ہین پشیمان — شرمائی وہ چتونین سحر کی ÷
ہر بات مین ہو زبان سے نکلا — جب ہمنے کہی کہی اُدھر کی
غفلت مین نہ کھو شباب ایدل — یہ رات ہے جانِ عمر بھر کی
سینے مین نہین ہے داغ ظالم — اُبھری ہین یہ چٹکیان جگر کی
چھاگل کا یہ شور ہو شبِ وصل — آواز سنون نہ مین گجر کی
عنقا جسے جانتا ہے عالم — پرچھائین ہے وہ تری کمر کی
آنکھین کھولین بھی بند بھی کین — وہ شکل نہ سامنے سے سرکی
ہنگامۂ حشر کو جو دیکھا — ڈیوڑھی سمجھا مین تیرے گھر کی
شامِ شبِ ہجر و عمرِ آخر — امید امیر کیا سحر کی

دوسرا کون ہے جہان تو ہے — کون جانے تجھے کہان تو ہے
لاکھ پردون مین تو ہے بے پردہ — سو نشانون پہ بے نشان تو ہے

تو ہے خلوت مین تو ہی جلوت مین　　کہین پنہان کہین عیان تو ہے
نہین تیرے سوا یہان کوئی　　میزبان تو ہے میہمان تو ہے
جسم کہتا ہے جان ہے تو ہی　　جان کہتی ہے جانِ جان تو ہے
نہ مکان مین نہ لامکان مین کچھ　　جلوہ فرما یہان وہان تو ہے
رنگ تیرا چمن مین بو تیری *　　خوب دیکھا تو باغبان تو ہے

محرم راز تو بہت ہین **امیر**
جسکو کہتے ہین راز دان تو ہے

جتنی کمی کہ نامہ سیاہی مین رہگئی　　اُتنی ہی دیر عفو الٰہی مین رہگئی *
حسرت نہین وطن کی تباہی مین رہگئی　　کچھ گرد تھی کہ دامنِ راہی مین رہگئی
صد شکر عفو میرے گنہ حشر مین ہوے　　حرمت گدا کی مجلسِ شاہی مین رہگئی
آنکھ اُسنے پھیر لی تو کہان پھر ہماری زیست　　آدہی تو جان نیم نگاہی مین رہگئی
تھی زار کوے یار مین کیا جاتی اپنی خاک　　اِتنی تھی کم کہ اُڑکے ہوا ہی مین رہگئی *
دی بھی تو قدِ یار کو طوبیٰ سے دی مثال　　پستی مری بلند نگاہی مین رہگئی *
دیکھو تعلیان مری قندیلِ آہ کی　　کیسی لٹک کے عرشِ الٰہی مین رہگئی
ڈوبے ہوے نصیب نہ اُچھلے کسیطرح　　کشتی اُبھر اُبھر کے تباہی مین رہگئی
بختِ سیہ سے آنکھین نہ اُس سی ہوئین دوچار　　چونک چمک چمک کے سیاہی مین رہگئی
ساحل پر آکے تمنی دکھائین وہ شوخیان　　پُتلی تڑپ کے دیدۂ ماہی مین رہگئی
ابلیس اُدہر تھکا تو مرا دل ادھر تھکا　　دو ہاتھ چل کے رہزن و راہی مین رہگئی
مُنہ روزِ حشر موڑ گئی تیغ یار بھی　　چلتی ہوئی زبان گواہی مین رہگئی
صد شکر مُنہ سے نام محمدؐ نکل گیا　　بات اپنی بارگاہِ الٰہی مین رہگئی *
غالب ہوا یہ فقر مین نالون کا اپنے رعب　　آواز دب کے نوبتِ شاہی مین رہگئی

ابرو پر اُسکے آگئی اُڑ کر ہوا سے زلف
کیا رویتِ ہلال سیاہی مین رہگئی *

اللہ رے انقلاب محل ہے نہ قصر ہے
تربت فقط عمارتِ شاہی مین رہگئی

صد شکر حق نے میری تواضع قبول کی
اچھی تھی شے خزانۂ شاہی مین رہگئی

امید ناخدا کی کہان بحرِ عشق مین
ہان اک خدا کی آس تباہی مین رہگئی

اظہارِ جرمِ عشق مین کی آہ نے کمی
ایسی زبان دراز گواہی مین رہگئی *

پردے سے اُسکی ذات کو کیا کام تھا امیر
چھپکر صفاتِ نامتناہی مین رہگئی

آئینہ ترے حُسن کا دل بھی ہی جگر بھی
ہے ایک ہی صورت کہ اِدھر بھی ہی اُدھر بھی

خورشید بھی اُس نور کا مظہر ہے قمر بھی
اے بے بصرو کچھ تمہین آتا ہے نظر بھی

ساقی ہون تری بزم مین مین تشنہ جگر بھی
صدقے تری آنکھونکے کوئی جام ادھر بھی

تو چشم سخنگو سے مجھے پوچھدے اتنا
ہین باتین ہی باتین کہ ہے کچھ مدِّ نظر بھی

کُمھلائے چلے جاتے ہین گُل کسکی ہے آمد
گھبرائی ہوئی پھرتی ہے کچھ بادِ سحر بھی

کیا پاس نہین میرے جو تم غیر سے مانگو
پہلو مین مرے دل بھی ہے سینے مین جگر بھی

اللہ ری ناطاقتی و ضعف کا عالم
مین کیا کہ پہنچتی نہین وان میری خبر بھی

مُنہ پھیر فلک کا جو اِدھر کو نہین پھرتا
شاید کوئی معشوق تمہین سا ہے اُدھر بھی

کیا جانیے کیا حال ہے یارانِ عدم کا
اک عمر ہوئی ہے نہین آئی ہے خبر بھی

وہ چہرۂ پُرنور ہے اک برقِ تجلی *
کس آنکھ سے دیکھین نہین ٹھہرتی ہی نظر بھی

بتخانے سے دل اپنا نہ کعبے ہی پھرا ہے
کچھ سوچ کے انجام ادھر بھی ہے اُدھر بھی

رُک رُک کے جو چلتا ہے گلے پر مرے خنجر
یہ کچھ دل مین ہے قاتل کے ترحم کا اثر بھی

کس کس کا گلہ کیجیے یارب کہ شبِ وصل
دشمن ہے موذن کیطرح مرغِ سحر بھی

کیا تنگ ہے جلاد مری سختی جان سے
ہر وار پہ کہتا ہے کہ ظالم کہین مر بھی

جوبن مری آنکھون مین پھرا گلبدنون کا
گدرائے ہوئے باغ مین دیکھے جو ثمر بھی

رفتار تری دیکھکے کہتے ہین فرشتے
اللہ غنی ایک ہی فتنہ ہے بشر بھی

مقصود مزہ ہے تو امیر اور کہو شعر
ہونگے انہین پھولون انہین تو نہین ثمر بھی

غیرون سے ہین باتین بھی عنایت کی نظر بھی
پر دیکھتے جاتے ہین کنکھیون سے ادہر بھی

پیری مین بھی جائے گی جوانی کی نہ غفلت
اللہ ہے جو آنکھ کھلے وقتِ سحر بھی

سچ کہدو نکل بھاگے ہو قابو سے یہ کسکے
لب خشک ہین ایجان پسینے مین ہے تر بھی

جانا ہے مجھے وعظ کی محفل مین نہ کر دیر
ساقی مےِ گلرنگ سے ساغر کہین بھر بھی

جب قتل کو آیا ہے مرے غمزۂ قاتل
کیا تیز چھری کھینچکے نکلی ہے نظر بھی

کیا غم ہے خزان مین جو نہین طاقتِ پرواز
نکلین گی جو کلیان تو نکل آئین گے پر بھی

معلوم نہین کس کو کیا قتل کہ ڈر کر
غایب ہے دہن یار کا روپوش کمر بھی

جاتا ہے جو ہستی سے عدم کو نہین پھرتا
بے شبہہ کوئی شہر ہے دلچسپ ادہر بھی

ہے شوق جو بالونکے بڑہانے کا تو ایجان
پیدا کرو اِس بوجھ اٹھانے کو کمر بھی

پہلو مین مرے رہتی ہین جی دیتے ہین اُس پر
دل ہو کہ جگر دونون ادہر بھی ہین اُدہر بھی

بیمار ہین کس کا ہون کہ آئے جو مسیحا
تعظیم کو اُٹھا نہ مرا دردِ جگر بھی ✤

ڈرتا ہون شبِ وصل کہ تقدیر بُری ہے
آئے نہ کہین شام کے ہمراہ سحر بھی

اُن آنکھونکی الفت مین ہوا ہون مین یہ لاغر
کافی مرے دب جانیکو ہے گردِ نظر بھی

ڈرتے ہین سیہ خانے سے میرے جو یہ دونون
منہ پھیرے ہوئے شمس بھی جاتا ہے قمر بھی

رُخ عرش کی قندیل ہے قد شمع تجلی
اللہ کی قدرت کا تماشا ہے بشر بھی

فرقت مین امیر ایسی برستی ہے اُداسی
روتے ہین مرے حال پہ دیوار بھی در بھی

پیکان ہی ترے تیر کا پہلو مین در آئے
ٹھنڈا ہو کلیجا یہی امید بر آئے

آمد جو شبِ وصل کی سُن لی مری گھر مین
اللہ ری ضد شام سے پہلے سحر آئے

رخصت ترے بیکس کو کرے کون دمِ نزع
ہچکی ہی الٰہی کوئی وقتِ سحر آئے

اللہ رے ستم بیخودیِ عشق کے ہم پر
ہم آپ مین آئے تو کہا تم کدہر آئے

عاشق کیطرف خود نہین جاتے ہو تو کہد و
کچھ ناوکِ دلدوز ہی تسکین کر آئے

آے وہ دمِ باز پسین یون مری گھر مین
جسطرح کہین چاندنی پچھلے پہر آئے

کوٹھے سے نزاکت تو اُترنے نہین دیتی
تم آنکھون سے دلمین مری کیونکر اتر آئے

ہمسائے ہی کے کوٹھے پر آئے کبھی وہ ماہ
چاند اور وہ نکلے گھر چاندنی ہی میری گھر آئے

دیکھی جو مری یاس ترس کھا کے یہ بولے
اللہ کرے اب تری امید بر آئے

یاد آئے اگر مجھکو چمن کنج قفس مین
دامن مین لیے پھول نسیمِ سحر آئے

ہنس ہنس کے بہت زخمِ جگر چھیڑ رہی ہین
قاتل وہ لگا تھا کہ دل تک اُتر آئے

کسطرح امیر اُنسے نباہے کوئی اُلفت
دل دینے کو ہر روز کہان سے جگر آئے

ہین اشارے یہ تیغ قاتل کے
آؤ ارمان نکالدون دل کے

داغ افسردہ ہو چلے دل کے
جھلملاے چراغ محفل کے

شرم لیلےٰ تو مانع دیدار
مفت بدنام پردے محمل کے

ہم سے سیکھین جو طرز نالہ کشی
پھول منہ چوم لین عنادل کے

دل مین آکر نہ دل سے پھر نکلے
تم تو ارمان بنگئے دل کے

سوتے کیا ہین پڑے ہین تکیے مین
تھکے ماندے غریب منزل کے

فیصلہ کر رہے ہین مجنون کا
بیچ مین پڑگئے پردے محمل کے

غم کونین سے مجھے کیا کام
کسی کونے مین پڑ رہے دل کو

اب تو کپڑے بھی وہ پہنتا ہے
چھاپے دے دیکے خون بسمل کے

ہون جو واقف جزاے احسان سے
ہاتھ چومین کریم سائل کے

کیسے مجنون کے بنگئے ہین رقیب
پا کے لیلی کو پروسے محمل کے

حالِ دل درد و داغ سے پوچھو
یہ بڑے راز دار ہین دل کے

موت سے وہ جھڑک کے کہتا ہے
ہٹ نہ آیا پاس میرے بسمل کے

پوچھتے ہین وہ مجھسے عید کے دن
کھو گیا مل گیا گلے مل کے

تیر آتے ہی دل کو لے نکلے
اچھے آئے یہ مدعی دل کے

اُس کی رحمت سے لو لگا کہ امیر
آڑے آئیگی وقت مشکل کے

وہ بن سنور کے ادہر آتے ہین جفا کے لیے
مزے ہین آج دلِ دردآشنا کے لیے

خیال ہی ہین مزے وصلِ دلربا کے لیے
لیے جو بوسے تو ہونٹھون سے بھی چھپا کے لیے

مجاز مین بھی ہے اپنی نظر حقیقت پر
بتون کی راہ مین پھرتے ہین ہم خدا کے لیے

خدا کی شان جو شوخی سے آشنا ہی نہ تھین
ترس رہی ہین وہی آنکھین اب حیا کے لیے

دہانِ زخم مین خنجر وہ رکھکے کہتے ہین
کہ لے زبان تجھے دیتے ہین مرحبا کے لیے

دکھاؤن گا شبِ وصل انکو پھول داغون کے
لگا رہا ہون یہ ڈالی اک آشنا کے لیے

یہ ہچکیان نہین آتی ہین نزع مین پیہم
ہٹھائی جاتی ہے ڈاک آمدِ قضا کے لیے

وہ آئین نزع مین چلتی نہین زبان نہ چلے
نگاہِ یاس تو ہے عرضِ مدعا کے لیے

دمِ اخیر تو ترسا نہ اپنے جلوے کو
مسافرون پہ ترس کھا ذرا خدا کے لیے

نگاہِ لطف بھی خالی نہین ہے شوخی سے
کسی ادا کو تو رکھ چھوڑیے حیا کے لیے

یہ کس کے وصل کی ہے آرزو کہ یاس بھی اب
دعائین مانگ رہی ہے مری دعا کے لیے

دل و جگر کو مرے تاک کر وہ کہتے ہین
نشانے خوب ہین یہ ناوکِ جفا کے لیے

ٹپک رہی ہے مرے بال بال سے حسرت — یہ سب زبانین ہین اظہار مدعا کے لیے
درست کرتی ہے کیون بار بار مشاطہ — شکست عیب نہین گیسوی دوتا کے لیے

امیر کعبے کو جاتا ہونین تو دیر سے بُت
پکارتے ہین ادہر بھی زرا خدا کے لیے

کہہ رہی ہے حشر مین وہ آنکھ شرمائی ہوئی — ہائے کیسی اس بھری محفل مین رسوائی ہوئی
ٹھوکرین کھلوائیگی یہ چال اٹھلائی ہوئی — کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پر اترائی ہوئی
آئنے مین ہر ادا کو دیکھکر کہتے ہین وہ — آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی
جان بلب حسرت مین باقی ہے جو مجھ ناشاد کو — کیا ہنسی پھرتی ہے اُن ہونٹھون پر اترائی ہوئی
کھل گیا جوبن تو عصمت سے حیا نے یہ کہا — ایک انگڑائی سے ہم دونونکی رسوائی ہوئی
کہہ تو اے گلچین اسیرانِ قفس کیواسطے — توڑ لون دو چار کلیان مین بھی مرجھائی ہوئی
مین تو رازِ دل چھپاؤن پر چھپا رہنے بھی دے — جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی
کیفِ مستی مین بھی رہتا ہے یہ جوبن کا لحاظ — اُنکو انگڑائی بھی آتی ہے تو شرمائی ہوئی
موت آتی روح جاتی ہے کرے کون اہتمام — اک نگاہِ واپسین پھرتی ہے گھبرائی ہوئی
کیون ترے لب پر تبسم مجلسِ ماتم مین ہے — یہ ہنسی بھی کیا مرے پھولونین ہی آئی ہوئی
آنکھ اُٹھے پردہ ہٹے یہ بھی ہی کوئی دیکھنا — آڑ مین گھونگٹ کے آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی
وصل کی شب واہ رہی بیتابیٔ شوقِ وصال — شرم بھی نیچی نگاہون سے تماشائی ہوئی
غمزہ و ناز و ادا سب مین حیا کا ہے لگاؤ — ہائے ری بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی
جو ادا کی جس حسین نے میری آنکھون نے کہا — ہین یہ سب پائے نگہ کی ٹھوکرین کھائی ہوئی
وصل مین خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا — شرم بھی جائے تو مین جانون کہ تنہائی ہوئی
اُٹھ گیا پردہ تکلف کا اُٹھے جب اُنکے ہاتھ — آ کے حُسن و عشق مین مشاطہ انگڑائی ہوئی
کیا پھلے پھولیگی امیدِ دلِ پُر آرزو — یاس کے دامن مین ہے یہ پرورش پائی ہوئی

گرد اڑی عاشق کی تربت سے تو جھنجلا کر کہا
واہ سر چڑھنے لگی پاؤن کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے مین مجھ افسردہ دل کے کیا امیر
دامنِ گلچین مین کچھ کلیان ہین مرجھائی ہوئی

کیا رنگ کہون ضبطِ نفس پاسِ ادب کے
پس پس گئی فریاد مرے ہونٹھون مین دب کے

وہ آکے تصور مین جدا ہو گیے کب کے
ہم لے رہے ہین بوسے ابھی تک رخ و لب کے

غم ہے رمضان مین ہین وہی بنتِ عنب کے
شعبان کے کام آے نہ اعمال رجب کے

ٹھہرین کہین محشر مین بھی بے جرم نہ مجرم
کشتے تری آزردگیِ غیر سبب کے

جس نخل کے سایے کے تلے راہ مین ٹھہرے
ہم راہروِ زار وہین رہگیے دب کے

دیوانو گلستان کو چلو بادِ بہاری +
پتے جو اڑا لائی ہے خط ہین یہ طلب کے

آلٹین تو وہ محشر مین ذرا چہرے سے پردہ
آگے ابھی ہو جائین گے پیچھے ہین جو سب کے

ایک ایک گھڑی روزِ قیامت سے بڑی ہے
کس طرح کٹین چار پہر ہجر کی شب کے

لین ساتھ مجھے ڈرتے ہین کیون حضرتِ موسیٰ
طالب ہین وہ خود دیدۂ دیدار طلب کے

بتلائین گے کیا مجھکو یہ دربار کا آئین
خود ہوش ٹھکانے نہین خدامِ ادب کے

آئینے حسینون تلک آنے بھی نہ پاتے
افسوس یہ ہے ہم ہوے حاکم نہ حلب کے

کس مے کے ہین سائل یہ حبابِ لبِ دریا
خالی ہے جو ایک ایک قدح ہاتھ مین سب کے

معشوقِ حقیقی مین بھی گرمی کی ہین باتین
قرآن مین بھی آئے ہین آیاتِ غضب کے

واعظ کا کسے ڈر ہے جو ساقی ہی سلامت
ہم مست تو ملتے نہین گردون سے بھی دب کے

گھر بیٹھے ہمین ہاتھ لگی منزلِ مقصود
جب توڑ کے ہم بیٹھ رہے پاؤن طلب کے

جب تیغ تری آکے گلے ملتی ہے قاتل +
آتے ہین ہمین یاد مزے وصل کی شب کے

ہر ماہ مین دیکھا کیے وہ مصحفِ رخسار +
اس سال مین سب چاند ہوے ہمکو رجب کے

سنتے ہین کہ آئین گے حسین فاتحہ پڑھنے
دن پھرتے نظر آتے ہین کچھ گور کی شب کے

کوسون کا تفاوت ہے وفا اور جفا مین
ہین گو کہ تمہاری ہون نہ تم ہو مری ڈھب کے

وہ فتنہ ہے تو تن مین ترے چار عناصر
ہین قہر کے آفت کے قیامت کے غضب کے

باقی ہے امیر اب تو فقط جان کا جانا
ہوش و خرد و تاب و توان جا چکے کب کے

رندو جو ملو حضرتِ قاضی سے تو دب کے
سمجھو کہ بزرگون مین ہین یہ بنتِ عنب کے

دیوانو پری بن کے بہار آئی ہے اب کے
غمزے ہین قیامت کی تو عشوے ہین غضب کے

کیا رعب جنون وادیِ وحشت مین ہے اب کے
کانٹے بھی مرے چھالون سے ملتے ہین تو دب کے

بتخانے مین آؤ کبھی اے حضرتِ زاہد
دیکھو کہ تماشے ہین عجب قدرتِ رب کے

سو لینے دے اسے قبر ہم اٹھ لین تو دبانا
آئے ہین پھر سے نیند مین جاگے ہوئے شب کے

اچھے وہ رہے سامنے اللہ کے او بت
جو بیٹھنے والے تھے تری بزمِ ادب کے

ساقی نے مجھے آنکھین دکھا کر یہ کہی بات
دو جام مرے پاس ہین یہ آپکے ڈھب کے

افلاک نے چمکائے ستارے تو مین سمجھا
نقشے یہ اڑائے ہین تری بزمِ طرب کے

دل ہی مین رہے جاتی ہین سب حوصلے افسوس
کیا کیجیے معشوق نہین ملتے ہین ڈھب کے

ٹھوکر سے مرا سر نہ ہٹاؤ نہ ہٹاؤ
دیکھو کہین کھل جائین نہ یان ہاتھ ادب کے

معلوم نہین خونِ شہیدان کی تمہین قدر
منہدی بھی ہے یان باندھے ہوئے ہاتھ ادب کے

جی بھر کے تڑپتے انہین چھاتی سے لگاتے
دل اور بھی دو چار جو ملتے اسی ڈھب کے

جی چاہے جہان جائین حسین کون ہے مانع
ہمراہ نہین کچھ جو رہون ساتھ مین سب کے

ہر مرتبہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین گھر کو
سب باتین تو اچھی ہین یہ فقرے ہین غضب کے

ہر صبح جو ہوتے ہین عیان خطِ شعاعی
لوگون کو خط آتے ہین ادھر ہی یہ طلب کے

زلفِ سیہ حور ہو یا تیرگیِ گور
دونون یہ نمونے ہین مری ہجر کی شب کے

زاہد انہین لوگون کو وہان چاہین گی حورین
جو چاہنے والے ہین یہان بنتِ عنب کے

شاخون پہ یہ نہین پھول یہ تختون پہ ہین پریان
ماتم مین مرے خاک ہوا نے یہ اڑائی

دیوانو بہار آئی نئے رنگ سے اب کے
جو گاڑنے آئے تھے وہ خود رہ گیے دبکے

قرآن مین امیر آے ہین حورونکے جو اوصاف
در پردہ وہ انداز ہین سب حسن طلب کے

نازکی کہتی ہے قسمہ تو لگا رہنے دے
ناز کہتا ہے لگی میری بلا رہنے دے

عشق کے راز کو پنہان کوئی کیا رہنے دے
داغ کچھ درد نہین ہی کہ چھپا رہنے دے

خلش نوک مژہ کا نکر اے دل شکوہ
کیا مزے کی ہی یہ پھانس اسکو چبھا رہنے دے

ایدل اس دور مین ایسی نہین سنتا کوئی
نہ کر اس قصے کو اب ذکر وفا رہنے دے

بے پر و بال ہون طاقت نہین اڑنے کی صبا
اک ذرا شاخ نشیمن کو جھکا رہنے دے

روسیہ ہون سر محشر نہ بلا داور حشر
مجکو تو خاک کے پردے مین چھپا رہنے دے

اے نمک پاش خدا کے لیے چٹکی نہ رکے
کوئی دم اور تڑپنے کا مزہ رہنے دے

سو بلائین ہین مرے ہوش کی دشمن شب وصل
لے اڑین اور ادائین جو حیا رہنے دے

درد بیدرد مرے دل کو ستاتا کیون ہے
چپ پڑا ہی یہ غریب اسکو پڑا رہنے دے

جب وہ بت ہی نہین جنت مین تو جنت کیسی
ایسی جنت سے تو دوزخ مین خدا رہنے دے

بیقراری جو اٹھاتی ہے مجھے اس در سے
ضعف کہتا ہے نہ چھیڑ اسکو پڑا رہنے دے

دل لیا صبر لیا ہوش لیا جان ہی چھوڑ
کچھ تو گھر مین مرے اے دزد حنا رہنے دے

کثرت رنج سے رو رو کے نہ کر دل خالی
یہ بھرا گھر نہ اجاڑ اسکو بسا رہنے دے

دل شکستون کی نہ توڑ آس ترس کھا ای یاس
آسرا آسرے والون کا لگا رہنے دے

اے فلک گور غریبان کو تو برباد نہ کر
اس لٹے قافلے کا کچھ تو پتا رہنے دے

اک کھٹک سی ہی مزے کو ہمین درکار جنون
کوئی کانٹا کسی چھالے مین چبھا رہنے دے

سو چمن صدقے کیے دامن گلچین پہ امیر

ذکر پھولون کا یہان بادِ صبا رہنے دے

لوٹ ہو جس پہ تبسم وہ دہن کس کا ہے
باتین منہ چومین وہ اندازِ سخن کس کا ہے

فتنے پستے ہین یہ بیساختہ پن کس کا ہے
حشر کی کچھ نہین چلتی یہ چلن کس کا ہے

پوچھا اے تیغ ادا تیغ قضا سے چلکر
تیرے چلتے ہوے فقرہ نہین چلن کسکا ہی

تو اُسے لاے مرے گھر نہین باور آتا
یہ نیا شعبدہ اے چرخ کہن کس کا ہے

پھونکدیتی ہے دو عالم کو ہوا اے دامن
تجھ مین اے گرمیِ رفتار چلن کس کا ہے

بات پھنس پھنسکے نکلتی ہی ہنسی پس پس کر
اسقدر تنگ سوا تیرے دہن کس کا ہے

چُبھ رہی ہین دلِ پُر داغ مین پلکین کس کی
تُلتے ہین پھولون مین کانٹے یہ چمن کس کا ہی

گھر اُجڑتے بھی ہین بستے بھی ہین لیکن ای روح
جو اُجڑ کر نہ بسے پھر وہ وطن کس کا ہے

دَیر سے ہم گیے کعبے کو تو کعبے نے کہا
آئیے رہیے یہ گھر قبلۂ من کسکا ہے

تیر چُٹکی مین کمان ہاتھ مین نخچیر قریب
انتظار اب تجھے اے تیر فگن کس کا ہے

مین تو ہون غش مین وہ کہتے ہین سُنگھا کر مجھسے
بوجھ تو جاؤ کہ یہ سیبِ ذقن کس کا ہے

نظر آتی ہے کہین جب نئی چادر کوئی
دل دھڑکتا ہے کہ یارب یہ کفن کسکا ہے

دیکھکر خط ترے گالون پہ یہ کہتی ہے بہار
کانٹے پھولون سی ہین نازک یہ چمن کسکا ہی

بولے مجھ زار کی تربت مین نکیرین امیر
لاش تو ہے نہین خالی یہ کفن کس کا ہے

نہ سُنے دردِ دل مرا نہ سُنے
مین کہون گا سُنے وہ یا نہ سُنے

دل کی یارب وہ دلربا نہ سُنے
ایسی حسرت بھری صدا نہ سُنے

یون وہان چل کہ پاؤن کی آہٹ
پاسبان کیا ہی نقشِ پا نہ سُنے

کسی نا آشنا کا کیا شکوہ
آشنا کی جب آشنا نہ سُنے

لاکھ دلچسپ ہے مرا قصہ
مگر اُسنے کبھی سُنا نہ سُنے

جو کسیکو بُرا بھلا نہ کہے +
وہ کسی سے بُرا بھلا نہ سُنے

دل وہان ٹھنڈی سانسین لیتا ہی
کوئی فقرہ جلا بُھنا نہ سُنے

خواہشِ وصل پر وہ شوخی سے
بولے بس جانے دو حیا نہ سُنے

وائے قسمت جو سبکی سُنتا ہے
وہ کبھی عاشق کی التجا نہ سُنے

دل جو کہتا ہے بے اثر ہی دوا
درد کہتا ہے چُپ دوا نہ سُنے

پھول آہستہ توڑ اے گلچین
دیکھ ظالم کہین صبا نہ سُنے

وعدۂ وصل چُپکے چُپکے ہو
غمزہ عشوہ ادا حیا نہ سُنے

حال پھولون کا جو خزان نے کیا
کہین بُلبل وہ ماجرا نہ سُنے

میری فریاد رائگان تو نہو
بُت ہی سُن لین اگر خدا نہ سُنے

درد پر دل نثار دل پر درد
ایسے دیکھے ہین آشنا نہ سُنے

نالے میرے سُنے وہ اور تڑپے
مین سُناؤن اگر تو کیا نہ سُنے

بہت ایدل وفا وفا نہ پکار
کہین وہ دشمنِ وفا نہ سُنے

مین تو سُنتا ہون تو جو کہتا ہے
اے ستمگر مگر خدا نہ سُنے

رات تھوڑی سی حسرتین بیحد
کیا کرے کیا سُنے وہ کیا نہ سُنے

ناز اُٹھواتی ہے قضا مجھسے
کہین اس شوخ کی ادا نہ سُنے

جو کوئی درد آشنا ہو امیر
ادہر آسے مرا فسانہ سُنے

مُنہ پہ کہدینگے ہم قیامت کے
ہین یہ فتنے کسیکے قامت کے

پھر وہ چمکے نصیب فرقت کے
تم چلے دن پھرے قیامت کے

چھپتی پھرتی ہین حسرتین پسِ مرگ
گوشے گوشے ہین میری تربت کے

اِس ادا سے چلے وہ حشر کے دن
فتنے پِس پِس گیے قیامت کے

مچلے جاتے ہین روٹھے بیٹھے ہین
کیا گلے ہین میری شکایت کے

عیش کرلو نئی جوانی ہے +
یہی دو چار دن ہین فرصت کے

ہجر کی ایک شب نے دکھلائے
سیکڑون دن مجھے قیامت کے

جلوۂ بزم عیش و سیر چمن
ہین ترارے سمندِ دولت کے

دیکھکر دخت رز کو پگھلے شیخ
ابتو ٹھنڈے وضو ہین حضرت کے

رتبہ دیکھو ہمارے نالون کا
کنگرے ہین قصور جنت کے

کیا کیا کوہکن سے شیرین نے
بھاگ سایے سے بے مروت کے

ناز کی طرح اُٹھے گا تابوت
ہم ہین کُشتے تری نزاکت کے

باغ لوگون کو ہم کو داغ ملے
تھے یہی پھول اپنی قسمت کے

دل کی افسردگی ہے مرکے وہی
جھلملے ہین چراغ تربت کے

ہفت دوزخ کو جانتا ہے **امیر**
گرم فقرے تری شرارت کے

دلمین جو داغ ہین ندامت کے
پھول ہین سب یہ باغ جنت کے

سوکھے جب پھول میری تربت کے
دوڑے سقے سحاب رحمت کے

وصل کے دن قریب آتے ہی
جوڑ چلنے لگے نزاکت کے

کہتے ہین عاشقون سے اب اُٹھیے
مرے جاتے ہین یان رخصت کے

دل مرا اور آرزو تیری +
جان صدقے ہو ایسی حسرت کے

تیری صورت بنا کے بیٹھ رہے
کارکُن کارگاہ صنعت کے

کیون نہو رنگ آنسوؤن کا سیاہ
ہین عزادار دل کی حسرت کے

ہوگیے سُرخ ہونٹھ باتون مین
واہ کیا رنگ ہین نزاکت کے

دونون عالم ہوئے تہ و بالا +
تم تھے پردے مین کیا قیامت کے

ترے کشتون کے حق مین ہین قاتل — رگڑے خنجر کے گھونٹ شربت کے
کہتے ہین تمکو دیکھکر یوسف — صدقے اس پیاری پیاری صورت کے
جسکو دیکھا حسین لوٹ گئے — ہم تو عاشق ہین اس طبیعت کے
وصل کیونکر ہو دونون قیدی ہین — ہم نقاہت کے وہ نزاکت کے
اُسکا نقشہ کھیچے تو اے نقاش — رنگ بھرنا مری طبیعت کے
اُسنے تلوؤن سے میرے دل کو ملا — آج ارمان نکلے حسرت کے
قتل کو دوڑ کر چلے آئے — وصل مین عذر تھے نزاکت کے
رکھکے خنجر گلے پہ کہتے ہین — کیون چکھا دون مزے محبت کے

جتنے تکیے مین سو رہے ہین امیر
یار ہین سب ہماری صحبت کے

یہ گالی جو اے دلربا مل رہی ہے — دعا دی تھی اُسکی سزا مل رہی ہے
لگا چاہتی ہے کوئی آگ تازہ — شرارت سے اُنکی حیا مل رہی ہے
بھری زہر سے ہین عیادت کی باتین — مریضون کو اچھی دوا مل رہی ہے
گلے پر جو رُک رُک کے چلتا ہے خنجر — یہ گویا قضا سے ادا مل رہی ہے
الٰہی انہین راس آئے یہ زینت — لہو مین ہمارے حنا مل رہی ہے
مرے قتل کا دن ہے کیا عید کا دن — گلے تیغ کے کیون قضا مل رہی ہے
بہار آئی ہے چہچہاتے ہین بلبل — قیامت صدا سے صدا مل رہی ہے
مرا دل وہ تلوؤن سے ملتے نہین ہین — یہ مٹی مین میری وفا مل رہی ہے

امیر اب کہان شعر مین کوئی کامل
رہی ہے تو اک بحر کامل رہی ہے

قد نے گیسو کو سر چڑھایا ہے — سرو سے بھی بلند سایا ہے

خود نہین ابر گھر کے آیا ہے — شوق مستون کا گھیر لایا ہے

روح پھر آگئی بدن مین مرے — دیکھو تربت پہ کون آیا ہے

سجدے کرتے ہین طاق ابرو مین — ہمنے کعبہ نیا بنایا ہے

مشربِ صلحِ کل مین اے زاہد — دیر بھی اک حرم کا سایا ہے

طرفہ آفت ہے روز فرقت بھی — حشر نے راس اسے بٹھایا ہے

دیدۂ تر سے کر کے ہمچشمی — کیا سمندر نے غوطہ کھایا ہے

گیسوؤن سے ضیاے رخ ہی عیان — نور مہتاب چھنکے آیا ہے

کھیلتے ہین وہ غیر سے ہولی — دل لہو ہو کے رنگ لایا ہے

ہو نہو پیچ زلف مین ہوگا — ہمنے دل کا پتا لگایا ہے

نقد طاعت جو روز کرتے ہین نذر — خلد کا پیشگی کرایا ہے

اُنس پیکان سے کیون نہو دل کو — اپنا ہمشکل یار پایا ہے

گھڑیون روئے ہین ہم امیر لہو
زخم کوئی جو مسکرایا ہے

کیون وہ شرمائین اپنے دربان سے — حورین چھپتی نہین ہین رضوان سے

نشتر اُن کی نکیلی پلکون کے — مانگتے ہین لہو رگِ جان سے

آبلے دل کے جب دکھاتا ہون — چھیڑ دیتے ہین نوک مژگان سے

پھنسکے بلبل نے دام مین یہ کہا — آب و دانہ اُٹھا گلستان سے

نخل امید یون ہی ہین سرسبز — سینچیے اسکو آبِ پیکان سے

چاک کرنے کی وضع پوچھتی ہے — صبح محشر مرے گریبان سے

چاندنی کو اگر چمکنا ہے — مانگ لے ذرّے اسکی افشان سے

دست وحشت سے پیشتر اُٹھے — آگے چل نکلے ہم گریبان سے

یاد مژگان ہوئی پیام اجل
خون آنے لگا رگِ جان سے

برگِ گل لکہا ہے ابر نہین
تیرے دامن مرے گریبان سے

پہول جہڑتے نہین خزان مین امیر
روٹھے جاتے ہین گل گلستان سے

شکل آئینہ جو حیرت ہوگی
دیکھ لینے کی تو صورت ہوگی

کچھ تو پہنچائین گے آنسو میرے
لاش پر تمکو جو رقت ہوگی

کہتے ہین آئین گے ہم بہی پے دفن
کنگہی چوٹی سے جو فرصت ہوگی

وصل مین شام سے یہ خوف رہا
صبح کو کیا میری حالت ہوگی

لوگ کہتے ہین کہ بجلی چمکی
میری آہون کی شرارت ہوگی

دوڑ ساقی کہ ترے مستون کو
ہوش آیا تو قیامت ہوگی

نزع مین ہون نہ چہراؤ آنکہین
دیکہو پہر تمکو بہی حسرت ہوگی

کب تک اے شیخ حسینون سی گریز
یہی حورون کی بہی صورت ہوگی

ہے یہی حال تو دو ہی دن مین
آگے تم سمجہیے قیامت ہوگی

گرد اے حور ترے کوچے کی
اُڑ کے بوے گل جنت ہوگی

یاد خوبان ہے تو کیا رنجِ فراق
شبِ غم حور کی صورت ہوگی

دم لبون پر ہے بہت دیر نہین
آئیے جلد فراغت ہوگی

آئنہ دیکہیے ہنسئے نہ مجہے
آپ کی بہی یہی صورت ہوگی

بیخودی شیشہ نہ ٹوٹے کوئی
مجہکو ساقی سے خجالت ہوگی

لاش اُس حور کے کوچے مین گڑی
روح اب داخل جنت ہوگی

ہم بہی محشر مین طلب ہون گے امیر
کیا قیامت مین قیامت ہوگی

نہ اٹھو نزع مین حسرت ہوگی / یار پھر کاہے کو صحبت ہوگی
آپ گھر غیر کے جائین ہم بھی / مرہی جائین گے جو غیرت ہوگی
یہی بیتابیٔ دل ہے تو مجھے / مرکے بھی خاک نہ راحت ہوگی
وہ تو ہونے کے نہین گرم خرام / کون کہتا ہے قیامت ہوگی
روئیے گا نہ مرے ماتم مین / قبر مین مجھکو اذیت ہوگی
گرمیٔ مہر قیامت کیسی / طپش دل کی شرارت ہوگی
ہمسے دیوانے اگر جمع ہوئے / کیا پریشان قیامت ہوگی
کشتہ اک چاند سے رخسار کا ہون / چاندنی چادر تربت ہوگی
آنکھ اُس حور کو تکتے تکتے / نرگس گلشن جنت ہوگی
یہ اُٹھا دینے کی حکمت ہے نئی / کہتے ہین پھر بھی زیارت ہوگی
دل اُٹھاؤن گا مین اُس سے ناصح / ناز اُٹھانے سے جو فرصت ہوگی
مین نے شکر اُنکا کیا غیرون سے / اُنکو اُس کی بھی شکایت ہوگی

آئینہ دیکھنے دو اُن کو امیر
دیکھنا اور ہی صورت ہوگی

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی / نہ پُتلی سے پتلی مقابل ہوئی
طبیعت کہین اُنکی مائل ہوئی / جو پازیب تھی وہ سلاسل ہوئی
جب اُس شمع رو سے مقابل ہوئی / چراغ سحر شمع محفل ہوئی
بڑھا ہجر مین اس قدر ضعف دل / مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی
چھپا دختر رز کو پیر مغان / جوان ہو کے پردے کے قابل ہوئی
اجل آگئی اپنی پیری مین یاد / سحر کو جو گل شمع محفل ہوئی
چھری کھنچکے اُس ترک کی میان سے / کلیجے مین رکھنے کے قابل ہوئی

شبِ غم جو اُس زلف کا تھا خیال
بلا بھی پری سب نکے نازل ہوئی

ہوا وصل اُس سے تو اک دم کے دم
یہ سمٹی کہ شب آنکھہ کا تل ہوئی

ہوا گرم رحمت کا جب محکمہ
مرے جرم کی فرد باطل ہوئی

شبِ غم کی صورت نہ نکلی کبھی
بلا جو مرے گھر مین نازل ہوئی

کھنچی قتلگہ مین جو تیغ ادا
قضا شوق سے بڑھکے بسمل ہوئی

وہ لاغر ہون باہر جو ہون آپ سے
تو سمجھون کہ طے کوئی منزل ہوئی

جوانی کے دن آئے تام خدا
وہ گات اب چھپانے کے قابل ہوئی

ہوا دو نون آنکھون سے یہ جوش اشک
کہ گنگا سے جمنا مقابل ہوئی

نظر بھر کے دیکھا یہ کس مست نے
کہ سرشار محفل کی محفل ہوئی

بڑھی قید غم دیکھکر زلف یار
مرے دل کی اُلجھن سلاسل ہوئی

چھری تیرے مژگان کی ایسی ہی تیز
کہ ساقی بط مے بھی بسمل ہوئی

وہان باغ مین کی قبا گل نے چاک
یہان ٹکڑے ٹکڑے سلاسل ہوئی

مین دیوانہ کیون ہوش مین آگیا
یہ کیسی مری عقل زائل ہوئی

پڑھا ما عرفناک برسون امیر
تو کچھ معرفت اُسکی حاصل ہوئی

حجابِ نور ایسا درمیان ہے
عیان ہو کر وہ آنکھون سی نہان ہے

رقیبون پر جو وہ بت مہربان ہے
ہمارا حق نصیبِ دشمنان ہے

نزاع مرگ وہستی اب کہان ہے
قدم خنجر کا تیرے درمیان ہے

کہین وہ ایک بوسے پر جو دو ن دل
کہ مال اچھا مگر قیمت گران ہے

ہوا تو ہے تیرے عشاق موجین
جدھر تو اُس طرف عالم روان ہے

کھو لیلی سے اب پردہ اُلٹ دے
ترے ناقے کا مجنون ساربان ہے

اُٹھا جب ابر دوڑے مست بیخود
فلک کیا میفروشی کی دکان ہے

زلیخا کیا جو تمکو دیکھ پائین
کہین یوسف بھی کیا اچھا جوان ہے

ہزارون خوبرو رہتے ہین اس مین
یہ دل بھی کیا تماشی کا مکان ہے

تڑپ کر کہتے ہین مژگان کے کُشتے
یہ لذت زخم خنجر مین کہان ہے

یہ وقتِ مرگ لیلی کی دعا تھی
الٰہی خوش رہے مجنون جہان ہے

تم اپنے پاؤن سے کانٹے نکالو
مجھے اے ہمرہو فرصت کہان ہے

نہین ہیوجہ میری بیقراری
کوئی شاید کسی کا میہمان ہے

صدا یہ تیشۂ فرہاد کی تھی
ارے تیری مشقت رائگان ہے

گرے دو حصے مجکو تیغ اُسکی
امیر ایسی مری قسمت کہان ہے

جو الفت مین ترے جلتا ہے
صبح کا تجھپہ دم نکلتا ہے

ہے زمانہ بھی کیا ترا بیتاب
رات دن کروٹین بدلتا ہے

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
کہو بھلے سے کون جلتا ہے

حورین کیونکر تری زبان سیکھین
لب و لہجہ کہین بدلتا ہے

سوزِ غم بعدِ مرگ بھی ہے وہی
ہڈیون سے دھوان نکلتا ہے

ہے گلرنگ یہ نہین ہے امیر
دہنِ شیشہ لعل اُگلتا ہے

بدن مین جان شبِ وصل دلستان آئی
اجل ہوا بھی ہوا اسوقت تو کہان آئی

ہزار طوطی و بلبل نے مشق پیدا کی
نہ اسکو آئی نہ اُسکو مری زبان آئی

بہار جوش پہ ہی شور ہے ہین پھولونمین
ذلیل ہو گی جو اب باغ مین خزان آئی

کہا جگر نے کہ اب چھیڑیے مرا قصہ
جو خاک تمسے یہ کبھی دل کی داستان آئی

پھری نہ مرضی جلاد سے کبھی گردن
ہزار بار تہ تیغ امتحان آئی

وہ بادکش ہین قدم جگئے امیر وہین
جہ میفروش کی ہمکو نظر دکان آئی

کوے جانان مین ہوئی ہے جو شہادت میری
دامن حور کے سائے مین ہے تربت میری

آج کل آئینۂ یار سے حیرت میری
چڑھتی ہے منھ پہ سکندر کے بھی قسمت میری

بیچ مین عشق کے ہون پر ہے یہ ہمت میری
تیرے گیسو سے بھی بل کرتی ہے قسمت میری

ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھکے حالت میری
کیون تم آسان سمجھتے تھے محبت میری

پھیر لیتا ہے مجھے دیکھکے منھ آئینہ
تیرے آگے سے سرک جاتی ہی صورت میری

سو پریخانے مرے دشت جنون کے صدقے
تخت پریون کے اڑا لائی ہے وحشت میری

یاد آتی ہے دم فکر جو وہ طرز خرام
ناز کرتی ہوئی چلتی ہے طبیعت میری

کیا وفادار ہے تا گور مرا ساتھ دیا
میرے گھر تک مجھے پہنچا گئی غربت میری

چارہ گر مجھسے بگڑ رہے الٰہی کیا ہے
آج سٹی ہوئی جاتی ہے طبیعت میری

کس سے شرماتے ہو تم وصل مین یان غیر نہین
مین ہون یا ایک مرے پاس ہی حسرت میری

ہو چکے قتل دو عالم تو کہا ظالم نے
آج کچھہ رنگ پر آئی ہے طبیعت میری

چاہ سے قتل کرو پیار سے مٹی دیدو
ہاے اتنی بھی نہین تمکو مروت میری

مین نے آغوش تصور مین بھی کھینچا تو کہا
پس گئی پس گئی بیدرد نزاکت میری

ہاتھہ جوبن تلک انکے تو پہنچتا ہی نہین
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہی حسرت میری

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین میرا
مجھکو کیا جانے کدھر لیگئی وحشت میری

بیدھڑک وصل مین چلاؤ نہ اتنا دیکھو
کہین گھبرا کے نکل آئے نہ حسرت میری

جرم الفت سے مین انکار اگر کرتا ہون
آئنہ سامنے رکھدیتی ہے حیرت میری

یار پہلو مین ہے تنہائی ہے کہدو نکلے
آج کیون دل مین چھپی بیٹھی ہی حسرت میری

جو آئی مری تربت پہ تو مین یہ سمجھا
آزماتے ہین ابھی تک وہ محبت میری
تجھسے اے باد صبا مجکو یہ امید نہ تھی
چار پہولون کو ترس جائیگی تربت میری

کس ڈہٹائی سے وہ دل چھین کے کہتے ہین امیر
وہ مرا گھر ہے رہے جس مین محبت میری

بعد مرنے کے بھی چھوڑی نہ رفاقت میری
میری تربت سے لگی بیٹھی ہے حسرت میری
ایسی نازک ہے ترے ہجر مین حالت میری
تو بھی چاہے تو نہ نکلے کوئی صورت میری
دہوم ہے روز قیامت کی قیامت کیسی
آئی ہے بھیس بدلکر شب فرقت میری
پہول داغون کے مرے دل مین جو دیکھے تو کہا
کیاریان خوب بناتی ہے محبت میری
چین سے حور کے آغوش مین مین سوتا ہون
سیج فردوس کے پہولونکی ہے تربت میری
آئنہ دیکھکے شرمائے تو ہنسکر بولے
ابتو مجھسے بھی لجانے لگی صورت میری
توبہ کی جان کو بجلی ہے چمک بجلی کی
بدلی آتے ہی بدلجاتی ہے نیت میری
مستی مے کے لئے قاف مین پریان لیجائین
کہین نکلے تو ترے دل سی کدورت میری
در قاتل کا پتا دیتی ہے مشتاقون کو
خضر بن بیٹھی ہے اُس کوچے مین تربت میری
وصل مین چھیڑ کا شکوہ نہ زبان پر لانا
چوم لیگی ترے ہونٹون کو شکایت میری
کہتے ہین مال ہے میر اللہ مجھی کو دیدو
کیون بغل مین لیے بیٹھے ہو محبت میری
آئنہ صبح شب وصل جو دیکھا تو کہا
دیکھ ظالم یہی تھی شام کو صورت میری
توبہ بھی کرکے خم مے کا نہ چھپا چھوڑا
مُہر کی طرح لگی رہتی ہے نیت میری
مُجکو کیا غم نہین دیتے ہین وہ مٹی تو ندین
خاک مین مجکو ملا دیگی کدورت میری
کہتے ہین اپنی نزاکت کے مین صدقے جاؤن
کہ بچالیتی ہے یہ وصل مین عزت میری
جسطرف دیکھ لیا آسنے وہ چلا اٹھا
دیکھئے دیکھئے وہ آئی طبیعت میری
بیخودی سے نہ کئے بال و پر عنقا پیدا
میرے گم ہونے سے عالم مین ہے شہرت میری

دختِ رز کہتی ہے واعظ سے کہ مین کچھہ بہی ہون
مگر اللہ کے گھر مین تو ہے حرمت میری

قہر سے حشر مین یہ کہکے چھڑایا مجکو
جانے دے اسکی طرفدار ہے رحمت میری

آرسی آئنہ چوری مین ہین دونون اُستاد
جب بچی آنکھہ چُرا لیگئے حیرت میری

جب مین جانون کہ بدلتا ہے زمانہ کروٹ
وصل کی شب سے بدل دے شبِ فرقت میری

جان بلب ہوکے بہی دم توڑ رہا ہون مین امیر
اسقدر ضعف پر اللہ رے طاقت میری

مر کے بہی ایسی شگفتہ ہے طبیعت میری
پہولون کے ساتھہ کہلی جاتی ہے تربت میری

کہتے ہین حسن مین دیکھے کوئی عصمت میری
کہ نہین ملتی ہے پریون سے بہی رنگت میری

خنجرِ ناز نے نوشاہ بنایا مجھکو
آئی مقتل مین دلہن بنکے شہادت میری

وصل مین اُن کی حیا دیکھکے نکلے کیونکر
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت میری

خاک مین مجکو ملا کر بہی ہوے صاف نہ وہ
مٹ گیا مین نہ مٹی ہاے کدورت میری

شمع روتی ہے بہت اسکو اُٹھالے کوئی
بیٹھہ جاے نہ کہین کچی ہے تربت میری

دیکھتے ہین جو وہ آئینہ تو کہتا ہے یہ عکس
تم تو بنتے ہو بگڑتی ہے طبیعت میری

اپنے مستون پہ کڑی پڑتی ہے ساقی کی نگاہ
آج مشکل ہے کہ ثابت رہے نیت میری

کہتے ہین میری جگہہ پیار کیا کر اسکو
مین نہین تو ترے دل مین ہے محبت میری

گلۂ جور کیا مین نے تو وہ بت بولا
قدرت اللہ کی تم اور شکایت میری

عمر گزری ہے نکلنے کا نہین لیتی ہے نام
شب فرقت بہی ہے شاید کوئی حسرت میری

فاتحے کو جو وہ آیا تو لپٹ کر رویا
نقشِ حُب بنگئی تعویذ سے تربت میری

آج گھر مین مجھے جنت کا مزہ آتا ہے
گیسوِ حور کی لٹ ہے شبِ وصلت میری

دل سے بہی باتین مین کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
سُن رہا ہون مین کئے جاؤ شکایت میری

شان پیدا ہوئی ہے عشق مین معشوقی کی
جوڑ ہے تیری نزاکت کا نحافت میری

کہتے ہین آئنے کی آنکھ سے شرم آتی ہے
میری صورت سے بہی ملتی ہے جو صورت میری

کہوئے دیتی ہین مرے دلکو لٹین زلفونکی
انہین گلیون مین بہٹک جاتی ہی نیت میری

ہاتہہ سینے سے جہٹک دیتے ہین وہ سوتی مین
رات کو روز سرک جاتی ہی دولت میری

حُسن اور عشق ہم آغوش نظر آجاتے
تیری تصویر مین کہچ جاتی جو حیرت میری

آس تہی روز قیامت کی نہ آیا وہ بہی
چکھ گئی اُسکو بہی شاید شب فرقت میری

بہیجدے شاہ رحمت کو اب ای رب کریم
ہمنشین کوئی نہین سونی ہے تربت میری

الفت موے کمر نے یہ کہلایا ہے امیر
آئینے مین نظر آتی نہین صورت میری

بے ترے حالت ہے یہ گلزار کی
نکہت گل سانس ہے بیمار کی

حکم ہے باتین کرو اغیار کی
واہ کیا فرمائشین ہین یار کی

ملگئین ہم سے نگاہین یار کی
ہوگئین آپس مین باتین پیار کی

ہون وہ لاغر در پر اُسکے گر پڑا
کہاکے ٹہوکر سایۂ دیوار کی

اُٹھ چلے جب وہ خبر دی موت نے
نبض ابہی چلتی ہے اس بیمار کی

حال مجھسے سر پٹکنے کا نہ پوچھ
دیکھ لے حالت در و دیوار کی

خشمگین ہے یار ظاہر مین تو ہو
ہم نظر پہچانتے ہین پیار کی

دل مین رہے خواہ آنکھونمین حضور
جلوہ گاہین دونون ہین سرکار کی

جرم ہین بے حد سے باہر ہین تو ہون
رحمت اُنسے بڑھکے ہی غفار کی

شمع کی آتش زبانی پر نہ جا
اور ہوتی ہے زبان گفتار کی

ہجر مین باقی نہین کچھ میرے پاس
اک شکایت ہے تو وہ بہی یار کی

فرط بیماری سے مین گہلتا نہین
کوفت کہائے جاتی ہی غمخوار کی

آگے بالین پر مرے بولی اجل
مین دوا ہون عشق کے آزار کی

گل ترے عارض کے دیوانے ہوئے
پھاڑ سے کپڑے راہ لی بازار کی

وہ مسلمان ہون اگر توڑون مین بت
صاف آواز آئے استغفار کی

عاجزی کسدن مرے گھر سے گئی
ہے وہی اُفتادگی دیوار کی

حشر کے دن بھی نہ وہ آئے نظر
دل مین حسرت رہ گئی دیدار کی

اے امیر اُسکی لگاوٹ پر نہ جا
مار ڈالین گی نگاہین پیار کی

دم تری الفت پوشیدہ کا بھرنے والے
دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنے والے

عشق مین جی سے گزرتے ہین گزرنے والے
موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے

داغِ دل سے مرے کہتا ہے یہ اُسکا جوبن
دیکھ اسطرح اُبھرتے ہین اُبھرنے والے

بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر
او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے

پھر بہار آئی ہے پھر ہمکو جنون ہوتا ہے
کیا دن آئے ہین فراغت سے گزرنے والے

دیدہ و دل مین رقیبون کے بسے ہین جاکر
میری آنکھون سے مرے دل مین اُترنے والے

آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدہ وصل
آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنے والے

پھر چھلکیگی مے گلرنگ چڑھین گے نشے
خوشے انگور کے رندو ہین اُترنے والے

اُٹھے اور کوچہ محبوب کو پہنچے عاشق
یہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنے والے

بام پر کھول کے زلفون کو وہ خود کہتے ہین
راستہ بند یہی سانپ ہین کرنے والے

بحر ہستی مین جو ڈوبے تو عدم مین نکلے
پار اُتر جاتے ہین یون پار اُترنے والے

نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہے
دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے

دلِ بیتاب مگر آہ کوئی کی تو نے
رو اُٹھے چیخ کے کیون بات نہ کرنے والے

اب مزے اُٹھین گے اُٹھتی ہے جوانی اُنکی
نخل اُمید سے دو پھل ہین اُترنے والے

کیون رقیبون سے جلون مین کہ یہ سب ہین ای ترک
ذکر میرا تیری سرکار مین کرنے والے

وقت انکار زبان چلتی ہے خنجر کی طرح
خون اقرار کا کرتے ہین مکرنے والے

جان دینے کو کہا اُسنے تو ہنسکر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے

آب خنجر کو بہی قاتل نے مجہسے ترسایا
نہ دیے حلق سے دو گہونٹ اترنے والے

مر دے پر مردے مزارون مین گڑینگے تا حشر
لاکہ مہمان ہون یہ گہر نہین بہرنے والے

تیغ و خنجر سے نہ جہگڑا سر و گردن کا مٹا
چل دیئے موڑ کے منہ فیصلہ کرنے والے

نزع مین کیا نظر آتا ہے کوئی برق جمال
آنکہین کر لیتے ہین کیون بند یہ مرنے والے

کبہی داغون کے چمن پر بہی نظر حسرت سے
او مرے پہولون مین پہولون سی سنورنیوالے

جب مین کہتا ہون کہ مرتا ہون تو کہتی ہے اجل
مر بہی چک اب کہین او روز کے مرنے والے

نزع کا وقت جو گزرا تو خوشی کیا اسکی
ایسے صدمے ابہی کتنے ہین گزرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو **امیر**
یاد آئے مجہے داغ اپنے اُبہرنے والے

اک ذرا دیکہ تو کیا کہتے ہین مرنے والے
او غریبون کے مزارون پہ گزرنے والے

پہر کہان دل کا پتا دلمین حسین جب آئے
گہر بہی لیجاتے ہین اس گہر مین ٹہہرنے والے

دل عشاق کے ٹکڑے نہین یہ پرچے ہین
داور حشر کی خدمت مین گزرنے والے

موت کہتی ہے کہ دیتے تو حسینون پہ مین جان
اور مجہے مفت لئے مرتے ہین مرنے والے

منہ پہ اُڑ اُڑ کے نہ آئین تو گنہ ہے کیون چوٹی
مشکین بند ہواتے ہین خود بال بکہرنے والے

جلوے ان برق جمالون کے غضب ہین دل کو
برسون تڑپائینگے دم بہر کے ٹہہرنے والے

آئے تربت پہ تو وہ کوٹ کے ماتہا بولے
سر ٹپکواتے ہین سر پاؤن پہ دہرنے والے

ساتہ دو چار کو لے نکلین گے ہم مقتل سے
ڈر کے مرتے نہین جو لڑ کے ہین مرنے والے

تار اشکون کا نہ ٹوٹیگا لپٹ کر اُن سے
اب گلے سے نہین یہ ہار اترنے والے

نقش پا سے بہی اپاہج کہین دیکہے ہی نہین
ہر قدم پر یہ مسافر ہین ٹہہرنے والے

حورین بولین گئے جنت کو جو مستانۂ عشق
آئے کوثر سے نہا دہو کے نکھرنے والے

گھر کے گھر کردیے خالی ترے غصے نے نگر
آج تک تجکو بھرے جاتے ہین بھرنے والے

دل دھڑکتا ہے مرا دیکھکے جوبن کا اُبھار
چوم لین منہ نہ تمھارا یہ اُبھرنے والے

غمِ کونین سے جھنجھلا کے یہ بولا غمِ عشق
بھاگ تجھسے دلِ عاشق نہین بھرنیوالے

ہمتو دم کوچۂ جانان ہی مین جاکر لین گے
گور کیسی نہین جنت مین ٹھہرنے والے

چاند کو داغ لگائین جو ملین وہ غازہ
چاندنی میلی ہو نکھرین جو نکھرنے والے

روح نے پردے مین توبہ کے کئے لاکھ بناؤ
زاہد اس طرح سنورتے ہین سنورنیوالے

خوب پہچان گئے اہل ہوس کو وہ امیر
نظرون پر چڑھ گئے سب دل سے اترنیوالے

لیکے دل کہتے ہین وہ بال بکھرنے والے
کہ بگڑنے مین بھی بنتے ہین سنورنے والے

ہائے قاتل نہین ملتا کہین شمشیر بکف
سر ہتیلی پہ لئے پھرتے ہین مرنے والے

دو قدم وہ جو چلے فتنے یہ چلا اُٹھے
اب نہین پاؤن قیامت کے ٹھہرنیوالے

بولے وہ آئنہ خانے مین عجب سیر ہے یان
ساری دنیا کے اکھٹا ہین سنورنے والے

کہتے ہین کیجئے عشاق کی خاطر کب تک
اُنکے دل تو نہین دیدار سے بھرنیوالے

کام آئیگی نہ ظاہر کی چمک محشر مین
عرقِ شرم مین ڈوبین گے نکھرنے والے

جتنے عارف ہین وہ دنیا سے الگ ہی ہین
خضر کب گھر مین ہین رہنے کے ٹھہرنے والے

یون بدلنے کے نہین لالہ و ریحان کے لباس
ٹکڑے ہو ہو کے یہ کپڑے ہین اُترنے والے

جان لینے کا سلیقہ تو اجل کو آئے
جان مرنے سے چراتے نہین مرنے والے

کھچکے محرم جو بٹا رہی اور ہی اُبھرا جوبن
کہین دبتے ہین دبانے سے اُبھرنے والے

زلفین ہونگی جو پریشان تو جھڑیگی افشان
بال کے ساتھ یہ موتی ہین بکھرنے والے

ملگچے پن مین جو حورون کی خبر لیتے ہین
کیا قیامت ہے وہ ہین آج نکھرنے والے

عشق نے پھیر کے منہ پر مرے زردی یہ کہا — ہم ہین رنگ آپکی تصویر مین بہرنے والے

کہو بلبل سے کہ منقار کی لائے مقراض — پہول پانون کے لئے ہین وہ کترنے والے

خم کے خم ہو گیے خمخانۂ غم مین خالی — دل نہ مستون کے بہرے تہک گئی بہرنیوالے

چتونین کہتی ہین کرتا ہے جو وہ وعدۂ وصل — کیا کہا پہر توکھاو کہکے مکرنے والے

قابلِ رحم قیامت مین نہ ٹھہرینگے امیر — رحم دنیا مین غریبون پہ نکرنے والے

خاکی نژاد خاک کے اندر چلے گئے — جس گھر سے آئے تھے پہر اُسی گھر چلے گئے

شب اُٹھکے انجمن سے جو تم گھر چلے گئے — ہم اُٹھ سکے نہ آپ سے باہر چلے گئے

کین چلتے چلتے مُڑ کے نگاہین یہ تیز تیز — دل مین مرے چُبھو کے وہ نشتر چلے گئے

غیرون کے بند بند کئے یارنے جدا — پر اُنکے جوڑ توڑ برابر چلے گئے

تربت پہ میری ہاتھہ اُٹھانے کا ذکر کیا — وہ فاتحے سے ہاتھہ اُٹھاکر چلے گئے

ملک عدم کی آمد و شد کا ہے کیا شمار — ستر جہان مین آئے بہتر چلے گئے

مجھ سخت جان سے چل نہ سکا قاتلونکا زور — مقتل مین توڑ توڑ کے خنجر چلے گئے

دل پر ہے اختیار نہ قابو ہے جان پر — کیا جانے کیا وہ پہونک کے منتر چلے گئے

اے ہمصفیر اُڑ نہ سکا جب مین ضعف سے — اُڑ اُڑ کے سوے باغ مرے پر چلے گئے

آے وہ کیون اس آنے سی حاصل ہی کیا ہوا — چپ تہوڑی دیر بیٹھے اُٹھے گھر چلے گئے

بجلی ابھی چمک کے چھپی یا وہ نازسے — جھلکی دکھاکے پردے کے اندر چلے گئے

شیشے پکارتے ہین کہ رندانِ بادہ نوش — آے تباہ کرکے مرا گھر چلے گئے

ہنستے ہوئے وہ سامنے آئے جو مثلِ برق — مانندِ ابر ہمکو رُلا کر چلے گئے

آنکھین لڑائے غیر سے نکلے تھے وہ مگر — دیکھا جو مجکو آنکھہ چُرا کر چلے گئے

کیا ہستی و عدم کا کہین حال اے امیر

اس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے

جو گھر مین پھر کے ہم اُنکے حضور سی آئے
کلیم پھر ملاقات طور سے آئے

خطا معاف کرین آئین شب کو وہ چھپکر
وہ دن بھی فضلِ خدائے غفور سے آئے

سمندِ ناز سے اُترے نہ بیٹھنا کیسا
وہ آئے گھر مرے پر کس غرور سے آئے

خدا تو عفو کرے بار بار دیکھکے جرم
غضب ہے باز نہ بندہ قصور سی آئے

وہان یہ حکم کہ کپڑے بھی چھین لو اسکے
مین منتظر کوئی خلعت حضور سے آئے

دکھاؤن دخترِ رز کا جمال واعظ کو
کہ شرم کچھ اُسے تعریفِ حور سے آئے

لحد مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
نقیب مجکو بلانے حضور سے آئے

وہ بادہ کش ہون کہ ہو جاؤن مست حشر کے دن
صدائے قلقلِ مینا جو صور سے آئے

ہمین نہ تمسے ملا کچھ رہے وہی اچھے
کہ خالی ہاتھ تو موسیٰ نہ طور سے آئے

گناہگار ترے گیسوؤن کے محشر مین
بندھے ہوئے رسنِ زلفِ حور سے آئے

بخیر کیجیے گا یاد حضرتِ ہوسے
کبھی جو ذکر ہمارا حضور سے آئے

امیر اپنی جو آنکھین ہون طالبِ دیدار
چمک کے برق ابھی کوہِ طور سے آئے

آکے غربت مین ہمین عیشِ وطن بھول گئے
لطف اُٹھایا یہ قفس مین کہ چمن بھول گئے

نجد مین پھرتے ہین کیون چار طرف سرگردان
کیا نشان مرقدِ مجنون کا ہرن بھول گئے

اتو بھولے سے بھی کرتا نہین تو یاد ہمین
جتنے وعدے تھے سب ای عہد شکن بھول گئے

مین وہ دیوانۂ عریان تھا کہ مرقد مین عزیز
دفن کرنے لگے مجکو تو کفن بھول گئے

قید مین طول کھنچا یہ کہ اسیرانِ قفس
شکلِ گل بھول گئے رنگِ چمن بھول گئے

بخت بیدار ہوئے آکے ترے کوچے مین
صورتِ خواب فراموش وطن بھول گئے

دلکو ہر پیچ مین گیسوے رسا کے ڈھونڈا
پر یہ چوکے کہ ترا چاہِ ذقن بھول گئے

سالہا سال ہوئے ہین نہین آئی ہچکی | کیا غریبون کو عزیزانِ وطن بہول گئے

نالے گھٹ گھٹ کے مرے دل ہی مین رہتے ہین امیر
کیا بلا انکو ہوئی راہ دہن بہول گئے

تیغ کھینچے جو یار آتا ہے | اور بھی مجھکو پیار آتا ہے
دل کو اب کب قرار آتا ہے | سن لیا ہے کہ یار آتا ہے
بال کہولے جو یار آتا ہے | گھر کے ابر بہار آتا ہے
زلف و رخ کو سنوار آتا ہے | اور کیا تجکو یار آتا ہے
تیرے وعدے سے عشق ہے اسکو | ساتھہ ہی اعتبار آتا ہے
وصل مین اسکو کسنے بلوایا | غصہ کیون بار بار آتا ہے
دیکھکر مجھکو چتونون سے کہا | وہ تمہارا شکار آتا ہے
روز تکیون مین جاکے دل میرا | دوستون کو پکار آتا ہے
کیا مصیبت عدم مین ہے یارب | کہ ہر ایک اشکبار آتا ہے
اک نظر دل کو دیکھ لو دیکھو | کب سے امیدوار آتا ہے
درد دل مین مری تسلی کو | گریہ بے اختیار آتا ہے
تمکو آتا ہے پیار پر غصہ | مجکو غصے پہ پیار آتا ہے
چین آتا نہین بستر مین آج | کون سوئے مزار آتا ہے
کہتے ہین آنکھین بند کر لو تم | اسی رستے سے پیار آتا ہے
گرد کلفت کو دل مین دو نہ جگہ | آئینے مین غبار آتا ہے
زندگی مین کبھی نہ آ نکلا | مر گئے پر قرار آتا ہے
تیری رحمت کو دیکھکر مجرم | حشر مین شرمسار آتا ہے
ذبح کے وقت اسکی گھبراہٹ | دیکھکر مجکو پیار آتا ہے

بیقراری کا گھر ہے دل میرا — تو کہاں اسے قرار آتا ہے
فتنے کہتے ہین دیکھکر اسکو — فتنۂ روزگار آتا ہے

جائے شکوہ مری زبان پر امیر
شکر بے اختیار آتا ہے

جب سے بلبل تو نے دو تنکے لئے — ٹوٹتی ہین بجلیان انکے لئے
مے نہ دی قرض اوسنے دو دن کیلئے — جسنے توڑے ہین گن گن کے لئے
دن مرا روتا ہے میری رات کو — رات روتی ہے مری دن کے لئے
ہے جوانی خود جوانی کا سنگار — سادگی گہنا ہے اس سن کے لئے
پاک رکھا پاکدامن سے حساب — بوسے بہی گن کے دیے گن کے لئے
کون ویرانے مین دیکھے گا بہار — پہول جنگل مین کہلے کن کے لئے
ساری دنیا کے وہ ہین میرے سوا — مین نے دنیا چھوڑ دی جنکے لئے
ذرّہ ذرّہ دُردمے کا زاہدو — دوربین ہے چشم باطن کے لئے
وصل مین جہنجہلا کے وہ بولے کہ ہائے — کن کا جوبن اور ہے کن کے لئے
کیمیا گر آگ سا دیکھا نہین — تار سونے کے دیے تنکے لئے
باغبان کلیان ہون ہلکے رنگ کی — بھیجنا ہے ایک کمسن کے لئے
سب حسین ہین زاہدون کو ناپسند — اب کوئی حور آئیگی انکے لئے
جائیے سونپا خدا کو جائیے — تہا یہ سارا حسن ضامن کیلئے
ذبح کرنے مین بڑا مشتاق ہے — گھر ہو مسلخ مین موذن کے لئے
وصل کا دن اور اتنا مختصر — دن گنے جاتے تہے اس دن کیلئے
کہا گیا ہم ناتوانون کو فراق — کہول کر منھ دیو نے تنکے لئے

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر

بھیجتے تحفہ موذن کے لیے

تند مے اور ایسے کمسن کیلیے
ساقیا ہلکی سی لا انکے لیے

حور یارب ہے جو مومن کیلیے
بھیجدے دنیا مین دو دن کیلیے

وائے قسمت وہ بھی کہتے ہین برا
ہم برے سب سے ہوئے جنکے لیے

پی بھی لے زاہد جوانی مین شراب
عمر بھر ترسے گا اس دن کے لیے

گالیون مین بھی بتون کی ہے مزہ
اک ہنر ہے عیب بھی انکے لیے

دختِ رز سی پاک دامن چاہیئے
شیخ جی سے پاک باطن کے لیے

کہتے ہین چھپنے کی بھی اچھی کہی
پردے مین بیٹھینگے ہم انکے لیے

دل کا ضامن تو ترا کیا اعتبار
پہلے اک ضامن ہو ضامن کیلیے

چھاونی چھائیگی کیا فوج خزان
صرصر آئی باغ مین تنکے لیے

وصل مین بولے جھٹک کر ہاتھ وہ
پھول پھل سب آج ہین انکے لیے

بن سنور کر آرسی دیکھا کیے
سب تکلف تھے یہ ہم سن کیلیے

مجھسے رخصت ہو مرا عہد شباب
یا خدا رکھتا نہ اس دن کے لیے

جھاڑنی ہے کونسے گل کی نظر
بلبلین پھرتی ہین کیون تنکے لیے

کھا گئی پیری جوانی کو مری
ہائے تھی یہ رات اس دن کیلیے

بوسہ بازی مین انھین دھوکے دیے
بے گنے دس بیس دس گن کے لیے

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا مین اس دن کے لیے

عجب عالم ہے اسکا وضع سادی شکل بھولی ہے
کبھی جاتی ہے دلمین کیا رسیلی نرم بولی ہے

ادائین کھیلتی ہین رنگ تلوار اسنے تولی ہے
لہو کی چلتی ہین پچکاریان مقتل مین ہولی ہے

سیاہی داغ کی سرخی مین ہے یا جوش مستی مین
یہ لالے نے مے گلرنگ مین افیون گھولی ہے

بہار آئی چمن ہوتا ہے مالا مال دولت سے
نکالا چاہتے ہین زر گرہ غنچون نے کھولی ہے

عجب ملبوس ہے ہم وحشیون کا رخت عریانی
گریبان ہے نہ دامن ہی نہ پردہ ہے نہ چولی ہے

گھٹا کی سیر حجرے سے نکل کر دیکھ اے زاہد
نہانے کو یہ چوٹی حور نے جنت مین کھولی ہے

پری نے قاف مین دیکھی جو وہ تصویر بول اٹھی
مین اس صورت کے صدقے ہائے کیسی بھولی بھولی ہے

خفا کیون ہو جو آوازے کسے عاشق نے غیرون پر
یہ آزادون کی باتین ہین یہ انکی بولی ٹھولی ہے

صراحی دور مین آتی ہے زاہد ہون جو محفل مین
جھکا لین اپنی آنکھین دختر رز کی یہ ڈولی ہے

نظر بازی سے جو ملتی ہے لذت دل مین رکھتے ہین
ترے دیدار کے بھوکے فقیرون کی یہ جھولی ہے

اداہی سے تری مرتا ہے جو مرتا ہے دنیا مین
قضا کہتے ہین جسکو وہ اسی سانچے کی گولی ہے

جگاتی ہے یہ کہکر صبح پیری چشم غافل کو
بس اٹھ او نیند کی ماتی کہ شب بھر خوب سولی ہے

طمع سے وہ نگاہ شوخ جا لپٹی ہی دشمن سے
کمر بجلی نے کوہ آتش افشان کی ٹٹولی ہے

وہ کہتے ہین کہ ہم آنکھون مین سب کو تاڑ لیتے ہین
محبت ساری دنیا کی اسی کانٹے مین تولی ہے

صبا ان منہ بند ہی کلیون نے شبکو کسکی چوری کی
کہ تو نے صبح کو ایک ایک کی بقچی ٹٹولی ہے

امیر ایسے شگفتہ ہین مضامین نازک و رنگین
غزل کیا ہے یہ پھولون سے بھری گلچین کی جھولی ہے

عجب ناگن ہی زلف اسکی کہ جس محفل مین کھولی ہے
وہان سے جو چلا ہے اٹھکے اسکے ساتھ ہولی ہے

تصور مین مرے کیا کیا پری مضمون بھرتے ہین
مری نازک خیالی ان حسینون کی مجھولی ہے

طمع کی لت مرے پر بھی نہین جاتی حریصون سے
کہ تحت الثرےٰ مین جاکے قارون کی ٹٹولی ہے

گلوری کھائی اس غنچہ دہن نے تو یہ مرجھائے
کہ ہے جو پھول گلشن مین مرے پانون کی ڈھولی ہے

کہان ہے قصر شاہی مین جمگھٹ نازنینون کا
وہ بجونکا گھروندا ہے یہ گڑیون کی کھٹولی ہے

کرم کرتی ہے رحمت دیکھیے کس پر کہ محشر مین
وہ صف پرہیزگارون کی یہ میخوارون کی ٹولی ہے

چھپا کر منہ نہ رلوا اسکو روز حشر او ظالم
جہان تک آنکھ سے رویا گیا فرقت مین رولی ہے

نہ روک اے سخت جانی جانے دے اب جانِ بسمل کو
گلے مل مل کے رخصت خنجرِ قاتل سے ہولی ہے

خوشامد اے دلِ بیتاب اس تصویر کی کب تک
یہ بولا چاہتی ہی پر نہ بولے گی نہ بولی ہے

ادا کی تیغ ہی سے ساری دنیا ہو چکی بسمل
نکیلی چتونوں نے اب یہ برچھی کسپہ تولی ہے

سوا تیرے کسیکا آئینے نے منھ نہین دیکھا
تجھے دیکھا ہے جبسے آرسی نے آنکھ کھولی ہے

تصور مین بھی اُنکو کھینچتا ہون تو وہ کہتے ہین
مسک جائے نہ او بیدرد نازک میری چولی ہے

بہارِ لالہ و گل دو گھڑی تو دیکھ لینے دے
ابھی نرگس نے او گلچین چمن مین آنکھ کھولی ہے

اکیلے تم کہان ہو وصل کی شب دل لگانے کو
ہنسی ہی چھیڑ ہے آپس کی چہلین مین ٹھٹھولی ہے

کلی گل کی ہو راضی وصل پر بلبل سے کیا ممکن
ہزارون منتون پر تو چٹک کر منھ سے بولی ہے

امیر اس بیوفا دنیا کی صورت پر نہ تم جاؤ
بڑی عیارہ ہے مکارہ ہے ظاہر مین بھولی ہے

بتون ہی مین ہے وہ بت کچھ تجھے خبر بھی ہے
یہ چھپا ہوا نہین فتنون مین فتنہ گر بھی ہے

یہان تو جان بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے
تری نگاہ مین کچھ جذب کا اثر بھی ہے

لپٹ کے تمسے تصور مین کوئی سوتا ہے
کدھر خیال تمھارا ہے کچھ خبر بھی ہے

وہ تیغ میان مین کرتے ہین کوئی یہ کہدے
کہ اک غریب سا مشتاقِ قتل ادھر بھی ہے

یہ بیخودان محبت پہ طعن اے واعظ
مزے سے بیخبری کی تجھے خبر بھی ہے

گئے جہان سے منعم مگر تزک نہ گیا
کہ بعد مرگ سنہری مزار پر بھی ہے

عجب رفیق ہے یہ بیکسی کہ بعدِ فنا
سرِ مزار جو رہی نوحہ گر بھی ہے

جو تیر دل کی طرف اُس کمان سے چلتا ہے
پکارتا ہے وہین سے کہین جگر بھی ہے

ہوائے شوق احبا اُبھارتی ہے امیر
وگرنہ مجھ مین کہین طاقتِ سفر بھی ہے

لاش پر اشک تری آنکھ سے بارے نکلے
شکر ہے آج تو ارمان ہمارے نکلے

کیا دھوان آہ شرربار کا ہے تیرہ و تار
دن کی شب ہو گئی گردون پہ ستارے نکلے

یاد دلوائین وہ آنکھین نہ ہرن صحرا کے
ہم وطن سے ہین اسی درد کے مارے نکلے

مر گئے عشق مین ہم تمسے یہ امید نہ تھی
چاہ آنسو بھی نہ ماتم مین ہمارے نکلے

شام ہوتے ہی ہوئی کیسی شبِ وصل سحر
دل سے ارمان ہمارے نہ تمہارے نکلے

خوب دیکھا تو کیے چرخ نے ہمپر جو ستم
وہ بھی در پردہ تمہارے ہی اشارے نکلے

کوہ پر جا کے جو ہم سوختہ جان بیٹھ گئے
گرمیان کرنے کو پتھر سے شرارے نکلے

کو پلین پھوٹین تو اُنسے یہ صدا آئی امیر
سر پہ سودائیون کے چلنے کو آرے نکلے

نالۂ بلبل سے دل پر چوٹ ایسی لگ گئی
روتے روتے باغبان کو آج ہچکی لگ گئی

ہمصفیرو اس چمن مین ہون مین وہ درد آشنا
غنچہ بھی چٹکا تو میرے دل پہ گولی لگ گئی

بیعتِ پیرِ مغان سے ملگیا بام مراد
سلسلہ پیدا ہوا رفعت کا سیڑھی لگ گئی

واہ رے شوقِ تماشا وہ ابھی گھر ہی مین ہین
اُٹھ گئی دیوار در پر بھیڑ ایسی لگ گئی

تا کجا بیداد اب فریاد کی طاقت نہین
باغبان آواز مین بلبل کے پتی لگ گئی

درد دل نے اُٹھ کے پہلو سے وہین چونکا دیا
رات بھر مین ایک پل جب آنکھ میری لگ گئی

آنکھ بدلی اے امیر اُسنے مین بسمل ہو گیا
وان نگہ ترچھی ہوئی یان دل پہ برچھی لگ گئی

زیرِ گیسو شوخیِ چشمِ پریرو اور ہے
اس ختن مین طرزِ جست و خیز آہو اور ہے

دور اتنا کس لئے کھچتی ہے شمشیر ہلال
جسکا بسمل ہے جہان وہ تیغ ابرو اور ہے

تن منقش بوریے سے ہے اگر کیا فائدہ
فقر کے جامے کو زینت دے وہ اللہ هو اور ہے

روتی ہے شبنم گلستان مین تو ہنس پڑتے ہین پھول
پانی پانی جو کرے دل کو وہ آنسو اور ہے

وہ گلابی پوش آیا ہے مگر گلگشت کو
جامے سے باہر ہین گل رنگ اور ہے بو اور ہے

ملگیا ہون تجھ مین مین ہر چند مثل آب و رنگ
شوق کہتا ہی ابھی مین اور ہون تو اور ہے

بوی یوسف مدے سے کنعان مین لائی ہی صبا
اب دماغ حضرت یعقوب مین بو اور ہے

بوالہوس دم دیکے کیا لیگا مرے قاصد سی خط
چلگیا تہا جو ہمپر پر وہ جادو اور ہے

پھر بالش حور کا زانو ہمین درکار کیا
جسپہ ہم سر رکھکے سوتے ہین وہ زانو اور ہے

کان مین موتی جو تم پہنو بڑہے یہ آبرو
بحر سے قطرہ کرے مین اور ہون تو اور ہے

یار آیا دیکھنے اب تو ٹھہر جا کوئی دم
میرے تڑپانے کا وقت ای درد پہلو اور ہے

جنبش مژگان سے مارا ناتوانون کو تو کیا
بانکپن کی نوک ای ترک جفا جو اور ہے

بوی گل کچھ چھوڑ کیا ہمکو اڑاتی ہے صبا
تازہ ہی جس سے دماغ اپنا وہ خوشبو اور ہے

آہوے چین کب پھنسا سکتا ہے ہمکو اے امیر
شیر کو جو صید کرتا ہے وہ آہو اور ہے

چشم مخمور کو کیا کام قدح نوشی سے
کم نہین سرمہ ترا داروی بیہوشی سے

زندگی بھر مین رہا جامۂ عریانی مین
مرگ کے بعد ہے کیا کام کفن پوشی سے

کب کسے ہو جو ہم آغوش تو لذت اٹھے
لطف کیا ماہ کو ہالے کی ہم آغوشی سے

چپ ہوا جسکی طرف گھور کے تمنے دیکھا
کم نہین گرد نظر سرمۂ خاموشی سے

تذکرہ کچھ تو کیا میری پریشانی کا
آج آپ الجھے وہ بہت زلف کی سرگوشی سے

رنگ گلزار تحیر نظر آیا جب سے
غنچہ سان بند ہین لب لذت خاموشی سے

خلق ناراض خدا ناخوش امیر اس سے ہے
عیب بدتر نہین انسان مین حق پوشی سے

ہے یقین پھر دل عاشق نہ کبھی غم مین رہے
عشق جا کر جو ترے حسن کے عالم مین رہے

مرگ دشمن کی خبر سنکی بھی ماتم مین رہے
ہم خوشی مین بھی رہے یون کہ کوئی غم مین رہے

شاد دل غم مین رہے عید محرم مین رہے
کچھ سپیدی بھی مری جامۂ ماتم مین رہے

غم کہان جا کے رہیگا نہ رہینگے جب ہم
ہمتو جبتک رہے عالم مین اِسی غم مین رہے

غنچۂ گل کو چمن مین یہ ہوا ہے اے گل
عطردان بنکے تری گیسوے پرخم مین رہے

شوخیون نے کسی قاتل کی کیا ہے بسمل
مر ہی جائین تو یقین ہے کہ تڑپ ہم مین رہے

پاس عصمت سہی یہ ہے حکم مرے ساقی کا
دامن دخترِ رز بخیۂ ابریشم مین رہے

خم بہی رویا مجھے پیمانہ بہی رویا مجھکو
جتنے تھے چھوٹے بڑے سب مرے ماتم مین رہے

آگے بگڑی ہوئی اِس باغ کی دیکھی جو ہوا
مشورے کوچ کے شب بہر گل و شبنم مین رہے

جمع ہین سائلِ دشنام ذرا منھ کھولو
ہے غضب قفل جو دروازۂ حاتم مین رہے

چارہ گر مشک نہین سودۂ الماس سہی
جزو کوئی مزۂ زخم کا مرہم مین رہے

لبِ جان بخش کی سے ہے یاد تو مر کسیا
موت کیونکر عملِ عیسیِ مریم مین رہے

اور کوئی تو عزادار نہ تہا غربت مین
میرے کاندہون کے فرشتے مرے ماتم مین رہے

بیخودی سے ہمین یہ حال نہ تا زیست کہلا
ایک عالم مین رہے ہم کہ دو عالم مین رہے

اپنے بیگانے کو روتے ہی کٹی عمر امیر
کبھی دشمن کے کبھی دوست کے ماتم مین رہے

دو جہان چھوڑ کے عشاق ترے غم مین رہے
دونون عالم سے جدا تیسرے عالم مین رہے

عاقبت مین ہو تو خود عیش یہان غم مین رہے
ڈوب کر خندۂ گل گریۂ شبنم مین رہے

محو تصویر کی صورت یہ ترے غم مین رہے
نہ رہے اتنے بہی باقی کہ خودی ہم مین رہے

حیف ہے تم مرے مرنے کا ذرا غم نہ کرو
آنکھ تر شمع کی پروانے کے ماتم مین رہے

غیر کے رنگ مین ملتے ہین کہین اہلِ صفا
سبزہ و گل پہ سپیدی وہی شبنم مین رہے

صرصرِ مرگ اڑا لیگئی سب پہولون کو
خار ہی خار فقط گلشنِ عالم مین رہے

کنگھی چوٹی مین مری جان دکہاؤ وہ ادا
پہنس کے مشاطہ کا دل گیسوے پرخم مین رہے

شرم کے ساتہہ ہو شوخی بہی تمہین مین کیا خوب
لطف تو جب ہے کہ وہ تم مین تو یہ ہم مین رہے

ولہن عصیان کے یہ ہے ایک نہو داخلِ خلد
عفو کہتا ہے کہ کوئی نہ جہنم مین رہے

یہ جوڑیان ٹوٹی ہوئی نیل بدن پر ہین پڑے
بزمِ دشمن مین کہ تم مجلسِ ماتم مین رہے

باتین ناصح کی سنین یار کے نظارے کیے
آنکہین جنت مین رہین کان جہنم مین رہے

زعفران کی بہی پیالی ہو کوئی پہولون مین
اثرِ خندۂ شادی مرے ماتم مین رہے

اُنکے تڑپانے کی طاقت جو نہین ہم مین نہو
کاش اپنے ہی تڑپنے کی سکت ہم مین رہے

مرگِ عاشق کی خبر آئی تو جہنجہلا کے کہا
روز سو مرتے ہین کب تک کوئی ماتم مین رہے

تو اُلجہتا ہے اُلجہنے سے اگر بالون کے
بہیجدے مجکو یہ اُلجہن بہی مرے دم مین رہے

ہم وہ ہین رند کہ رندی کا نہ لے نام امیر
آگے دو دن پسرِ نوح اگر ہم مین رہے

حسن مرنے کا یہ ہے حُسن مرے غم مین رہے
سوگ مین بیٹھے ادا ناز بہی ماتم مین رہے

گر غریب الوطنی بہی نہ مرے غم مین رہے
اور پہر کون ہے غربت مین جو ماتم مین رہے

کبہی کعبے مین چلے دور کبہی جنت مین
کشتیِ مے کبہی کوثر کبہی زمزم مین رہے

یاس اسکو بہی تو رہنے نہین دیتی دلمین
کاش امید ہی ملنے کی تری ہم مین رہے

جسطرح ریگ رہے شیشۂ ساعت مین روان
چلتے پہرتے ترے مشتاق دو عالم مین رہے

وصل کا دن ہے سنورنے کو بگڑنا کیسا
جا کے اب چین جبین گیسوے پرخم مین رہے

ہنس ہی دین وہ مرے پہولون مین نہ رہین بہی
ناز کی کچھ تو مری مجلسِ ماتم مین رہے

باغِ جنت سے اسکی تو بدولت نکلے
کیون نہ شق سینۂ گندم غمِ آدم مین رہے

میرے گہر گیا ہے شبِ ہجر جو روز آتی ہے
یہ بلا جا کے کسی گیسوے پرخم مین رہے

پانی جتنا تہا وہ سب پیگئے پینے والے
خاک اوڑانے کو ہمین چشمۂ زمزم مین رہے

روح تا چند رہے تن مین کچھ انصاف بہی ہے
قید کب تک یہ پری قالبِ آدم مین رہے

بانکی چتون سے کنکہیون مین کرو مجکو شکار
نوک کی بات بہی کوئی نگہِ کم مین رہے

گرمی ہجر مین یاد آئی جو اُن آنکھون کی
لیکے آغوش مین حورون کو جہنم مین رہے

دیکھے بے ہجر مین عالم جو مرے جینے کا
مر نہ جاے تو اجل نزع کے عالم مین رہے

جذب الفت جو ہوا اپنی چمن مین باندھے
مہر پتلی کی طرح دیدۂ شبنم مین رہے

جان اس کشمکش نزع پہ صدقے ہے امیرؔ
رنگ اگر اُسکی کبھی اوٹ کا بھی کچھ دم مین رہے

وصل ہوجاے یہین حشر مین کیا رکھا ہے
آج کی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے

محتسب پوچھ نہ تو شیشے مین کیا رکھا ہے
پارسائی کا لہو اس مین بھرا رکھا ہے

کہتے ہین آنے جوانی تو یہ چوری نکلے
میرے جوبن کو لڑکپن نے چرا رکھا ہے

دل سی شے گرد کدورت مین ستم ہے کہ نہین
ہاے کیا خاک مین ظالم نے ملا رکھا ہے

یاس گھیرے ہوئے ہے مجکو مگر ہان کچھ کچھ
آسرا تیری لگاوٹ نے لگا رکھا ہے

کہتے ہین میری بلا جانے ترا دل ہی کہان
چور ہین گیا مرے دشمن کہ چرا رکھا ہے

خون عاشق کو ہے اب دسترس اُس تک مشکل
مہندی نے پہلے ہی سے رنگ جما رکھا ہے

کہتے ہین ناز کی لذت کا تو کچھ شکر نہین
اور مزہ یہ ہے کہ نام اُسکا جفا رکھا ہے

ہین تمہارے ہی تو جلوے کے کرشمے سارے
اُسکو کیا تکتے ہو آئینے مین کیا رکھا ہے

یاد آتا ہون کبھی مین تو ہنس لیتے ہین
ایک جوڑا مرے پہلوؤن مین بسا رکھا ہے

ناز سے کشتۂ انداز کو پامال ہی کر
یہ ستم کسکے لئے تو نے اُٹھا رکھا ہے

آدمی زاد ہین دنیا کے حسین لیکن امیرؔ
یار لوگون نے پریزاد بنا رکھا ہے

آپ نے غیر کا خط ہمسے چھپا رکھا ہے
دیکھئے دیکھئے تکیے مین وہ کیا رکھا ہے

ہین تغافل مین بھی سرگرم ستم وہ آنکھین
آپ تو سوتے ہین فتنون کو جگا رکھا ہے

دیکھنا صبح کو انجام جو ہوگا اے شمع
تو نے سر پر تو پتنگون کو چڑھا رکھا ہے

ناز سے وار کیا اُسنے یہ کہکر مجھسے
لے یہ خنجر بھی ترے دم کو لگا رکھا ہے

ہم چلے دیر سے کعبے کو تو وہ بت بولا
جا کے لے لیجیے کعبے مین خدا رکھا ہے

کہتے ہین دل تو ہوا خون مری حسرت مین
اور یہ کیا ہے جو پہلو مین دبا رکھا ہے

بیخودی نقش خودی ہمسے نہین مٹ سکتا
تو مٹانے پہ جو آئے تو مٹا رکھا ہے

حشر پر قامتِ جانان کا ہے جلوہ موقوف
اس قیامت کو قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

دخترِ رز ہوش مین آنے نہین دیتی مجکو
اس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سر مرا اے گردگنہ تو ہی کھلا دے اسکو
صور نے شور قیامت کا مچا رکھا ہے

جان بھی ہجر مین وید یتے مگر ہمنے **امیر**
کسی موقع کے لئے اسکو لگا رکھا ہے

اک عمر ہو گئی کہ اقامت سفر مین ہے
نقشہ مگر وطن کا ابھی تک نظر مین ہے

جو خون اُبل چلے وہ مری چشمِ تر مین ہے
جو داغ رنگ لائے وہ میرے جگر مین ہے

دن رات یاد ہے دُرِ دندانِ یار کی
کشتی ہماری عمر کی آبِ گہر مین ہے

ہم ہین برنگِ لالہ ازل سے الم نصیب
جزو بدن ہے داغ جو اپنے جگر مین ہے

اے بحرِ حسن دیکھ تڑپ انتظار کی
مچھلی ہے مردمک جو مری چشمِ تر مین ہے

نیرنگیان تصورِ کامل کی دیکھیے
تصویرِ یار دل مین ہے نقشہ نظر مین ہے

مرتا ہے اُسپہ غیر بھی تو مین ہون بیقرار
دشمن کے دل کا داغ بھی میرے جگر مین ہے

دنیائے بے ثبات مین کیا ہو ہمین ثبات
جس گھر مین ہم مقیم وہ گھر ہی سفر مین ہے

قاتل ابھی سوار بھی گھر سے نہین ہوا
کشتون کا ڈھیر چار طرف رہگذر مین ہے

رکھتا نہین زمین پہ مارے خوشی کے پاؤن
شاید جوابِ خط کمرِ نامہ بر مین ہے

یارب **امیر** کے بھی گناہون سے درگزر
یہ بھی تو آخر امتِ خیر البشر مین ہے

یہ سب ظہور شان حقیقت بشر مین ہے
جو کچھ نہان تھا تخم مین پیدا شجر مین ہے

ہر دم جو خون تازہ مری چشم تر مین ہے
ناسور دل مین ہے کہ الٰہی جگر مین ہے

کھٹکا رقیب کا نہین آغوش مین ہے یار
اسپر بھی اک کھٹک سی ہمارے جگر مین ہے

واصل سمجھیے اُسکو جو سالک ہے عشق مین
منزل پہ جانئے اُسے جو رہگزر مین ہے

آنکھون کے نیچے پھرتی ہے تصویر یار کی
پتلی سی اک بندھی ہوئی تارِ نظر مین ہے

کرتے ہین اس طریق سے طے ہم رہِ سلوک
سر اُسکے آستان پہ قدم رہگزر مین ہے

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوی تباہی کا مارا سفر مین ہے

مسّی کی کیا بہار ہے دندانِ یار پر
سوسن کا پھول چشمۂ آبِ گُہر مین ہے

ہو دردِ عشق ایک جگہہ تو دوا کرون
دل مین جگر مین سینے مین پہلو مین سر مین ہے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
اُڑنے کا حوصلہ ہی نہین بال و پر مین ہے

قاصد کو ہاتھ داغ کے بھیجا ہے یار نے
خط کی نئی رسید کفِ نامہ بر مین ہے

تیر قضا کو ناز ہے کیا اپنے توڑ پر
اتنا اثر تو یار کی سیدھی نظر مین ہے

آجاؤ تیغ باندھکے پھر سیر دیکھ لو
میرے گلے پہ ہے کہ تمھاری کمر مین ہے

ساقی مے طہور مین کیفیت سہی
پر وہ مزہ کہان ہے جو تیری نظر مین ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

حسین تو ہے وہ مروت نہین اگر نہ سہی
غضب کی آنکھ تو ہے لطف کی نظر نہ سہی

پہنچ ہی جائے گا لکھین تو اُسکو نامۂ شوق
چلین گے آپ ہی ہم لیکے نامہ بر نہ سہی

مری طپش سے مرے دل کی بیقراری سے
تمام خلق ہے واقف تمہین خبر نہ سہی

تمہاری ایک نظر مین تو کام ہوتا ہے
گھڑی ہی بھر کو چلے آؤ عمر بھر نہ سہی

یہی ہجوم بلا ہے تو کوئی دم مین ہے صبح
شبِ فراق کی اے دل نہین سحر نہ سہی

شگفتہ صورتِ گُل داغِ دل تو ہین پس مرگ ۔۔۔ چڑہاے پہول نہ اُس گُل نے قبر پر نہ سہی
بہلا نہ کہو تو برا بھی نہ کہو انہین زاہد ۔۔۔ خدا کا خوف تو کچھہ کر بتون کا ڈر نہ سہی

امیر نالہ کشی ہجر مین نہین ہے عبث
بخار دل کا نکل جاے گا اثر نہ سہی

طور پر اے طپشِ دل ہین وہ آنیوالے ۔۔۔ آج ہم تجکو ہین بجلی سے لڑانے والے
آئنہ سامنے آتا ہے عوض لینے کو ۔۔۔ ہوشیار او مرے دیوانہ بنانے والے
شام ہوتے ہی شبِ وصل بجاتا ہے گجر ۔۔۔ ہاتھ ٹوٹین ترے گھڑیال بجانے والے
دیکھکر چار طرف عکس وہ اپنا بولے ۔۔۔ کیون مجھے گھیرے ہین یہ آئنہ خانے والے
ہم جو پہنچے تو قیامت مین ہوا غل آئے ۔۔۔ دہجیان دامنِ محشر کی اُڑانے والے
جام مے کاتبِ اعمال کو بھی دے ساقی ۔۔۔ دو بزرگ آئے ہین ساتھ اگلے زمانے والے
بولے حسرت سے وہ تابوت کو کاندہا دیکر ۔۔۔ بوجھہ اُٹھواتے ہین اب ناز اُٹھانیوالے
اشک خجلت عرقِ شرم تمہین دونون ہو ۔۔۔ دمِ آخر مری بگڑی کے بنانے والے
آگ کعبے مین لگاتا ہے یہ کیا کرتا ہے ۔۔۔ توبہ کر توبہ کر او دل کے جلانے والے
کشتۂ چشم پری ہون مجھے انسان نہ چھوئین ۔۔۔ ہون پریزاد جنازے کے اُٹھانیوالے
سو عزیز آئے مگر دو بھی نہ نکلے افسوس ۔۔۔ چار آنسو مری تربت پہ بہانے والے
لاش پر میری وہ آئے تو نزاکت نے کہا ۔۔۔ کہ یہ کاندہے ہین تابوت اُٹھانیوالے
جب کہا مین نے کہ قاتل مجھے ٹھنڈا کر دے ۔۔۔ بولے ٹھنڈا انہین کرتے ہین جلانیوالے
عصمت و شرم سے کہتی ہے جوانی اُنکی ۔۔۔ اب بٹھائین انہین پردے مین بٹھانیوالے
تیغ قاتل سے مین لپٹا تو وہ کہنچکر بولی ۔۔۔ یہ بڑے آئے گلے مجکو لگانے والے
خاک رنج و غم و اندوہ سے آباد ہو دل ۔۔۔ ہین یہ سب خانہ خرابی کے گھرانے والے
اپنے آئینے سے وہ پوچھتے ہین کون ہو تم ۔۔۔ میری تصویر کو سینے سے لگانے والے

دل سے جھنجلا کے یہ کہتا ہی خیالِ جانان / کون ہو تم مجھے ہر وقت بُلانے والے

کیسی راہِ عدم آباد ہے ہموار امیر
چین سے سوتے چلے جاتے ہین جانیوالے

دمِ اخیر تو ظالم زرا نگاہ ملے / کچھ اس غریب مسافر کو زادِ راہ ملے
ہمین بہی طور پہ موسیٰ کی طرح راہ ملے / کبہی تو دیکہنے والون سے بہی نگاہ ملے
وہ بغلین جہانکین جو سایہ میان راہ ملے / چرائین آنکہین اگر عکس سے نگاہ ملے
مین ہون وہ کعبہ نشین جا کے دیر کے در پر / پکارتا ہون کوئی بت خدا کی راہ ملے
دل و جگر کی تڑپ دیکہکر وہ کہتے ہین / کہ مدعی سے بہی چالاک یہ گواہ ملے
وہ تیغ کہینچے ہوے کہہ رہے ہین محشر مین / زبان کاٹ کے رکہدون جو دادخواہ ملے
ہم اے مسیح ہین اغماض سے تری بیدم / ہماری نبض ملے گر تری نگاہ ملے
مین اپنے نامۂ اعمال کی بلائین لون / جو تجہسے رنگ کچہ اے گیسوئے سیاہ ملے
ہزارون وعدے کیے پر نہ کی وفا اکدن / فقیر بہی ہین جہوٹون کے بادشاہ ملے
گزرتے جاتے ہین کیا جلد وصل کے دن رات / مرے رقیب سے شاید ہین مہر و ماہ ملے
دل و جگر بہی طرفدار ہو گئے اُنکے / مرے حریف سے جا کر مرے گواہ ملے
کرون مین دعوتِ پیرِ مغان تکلف سے / جو ایک رات کو زاہد کی خانقاہ ملے
کرم کرے جو وہ بندہ نواز بندون پر / بتون کو ڈہونڈنے نکلین خدا کی راہ ملے
کُہلے جو لب ترے اقرار وصل کر نہین / ہوا مین خوش کہ برابر کے دو گواہ ملے
لباس فقر کا ایسا پسند ہے مجکو / بناؤن پہاڑ کے گدڑی جو رختِ شاہ ملے
لُنڈہاؤ چار طرف خم کے خم یہ میخوارو / کہ محتسب کو خرابات کی نہ راہ ملے

امیر میکدۂ معرفت کو یون جاؤن
کہ راہ مین کوئی مسجد نہ خانقاہ ملے

در کریم پہ محشر مین تا کہ راہ ملے
گناہگارون مین چھپ چھپ کے بیگناہ ملے

فنا جو قبل فنا ہو بقا کی راہ ملے
یہ قلعہ وہ ہے جہان موت سے پناہ ملے

نشان خاک نظر آئے قافلے کا مجھے
ہوا و بیچ مین پردہ جو گرد راہ ملے

وصال مرتبۂ انتہا ہے عاشق کو
گہر نہ ہاتھ لگین جب تلک نہ تہاہ ملے

ہجوم یاس سے قالب مین روح ٹھہری ہے
چھٹے یہ بھیڑ تو اس راہرو کو راہ ملے

چلا مین دشت مصیبت مین چال سوزنکی
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جو وہ سپر ہو تو مژگان و مردمک کیطرح
ہزار تیرون مین انسان کو پناہ ملے

ہٹا کے آئنہ رکھدون دل اُسکے زانو پر
کسی بہانے تو اُس شوخ سے نگاہ ملے

اس آسرے پہ مین پھرتا ہون دشت غربت مین
سراغ یارون کا پوچھون جو گرد راہ ملے

اُتارون آئنۂ دل مین عکس کی صورت
نظر نگاہ سے اُسکی اگر نگاہ ملے

حریص جرم کیا ہے یہ عفو نے تیرے
کہ مانگ لون اگر ابلیس سی گناہ ملے

پڑا ہے ہجر مین وہ تفرقہ جو تو ڈھونڈے
تو مین کہین مرا سایہ کہین تباہ ملے

ہم اس امید پہ محشر سے خلد کو پہنچے
کہ شاید آگے ترے گھر کی ہمکو راہ ملے

یہ چاہ اُسکی ہے جسنے کنوئین جھکائے امیر
سمجھکے چاہ ذقن گر پڑون جو چاہ ملے

سر راہِ عدم گورِ غریبان طرفہ بستی ہے
کہین غربت برستی ہے کہین حسرت برستی ہے

حقیقت دختِ رز کی کیا ہے کیا رندونکی ہستی ہے
ترے دم سے یہ ساقی گرمیِ بازار مستی ہے

تری مسجد مین واعظ خاص ہین اوقات رحمت کے
ہمارے میکدے مین رات دن رحمت برستی ہے

ہمین شاہد پرستی مین سمجھ معذور اے واعظ
جوانی کا ہے نشہ بیخودی ہے جوش مستی ہے

خمارِ نشہ اُسے سے نگاہین اُنکی کہتی ہین
یہان کیا کام تیرا یہ تو متوالون کی بستی ہے

ہزارون قتلگہ مین آرزومند شہادت ہین
تمہاری تیغ دیکھا چاہیے کس پر برستی ہے

جوانی لیگئی ساتھہ اپنے سارا عیش مستونکا
صراحی ہے نہ شیشہ ہی نہ ساغر ہے نہ مستی ہے

دم مستی قثرہ کی اشکباری دیکھہ اے ساقی
گھٹا ہلکی سی ہے پر جھوم کر کیا کیا برستی ہے

جوانی داغ دیجائیگی نازا سپر نہ کر غافل
برنگِ مستیِ طاؤس کوئی دم کی مستی ہے

بتون کے عشق نے اللہ تک ہمکو رسائی دی
ہماری بت پرستی نزدبانِ حق پرستی ہے

ہمارے گھر مین جسدن ہوتی ہے اُس حور کی آمد
چھپر کھٹ کو پری آکر پریخانے سے کستی ہے

کبھی کروٹ نہین لیتا کوئی گورِ غریبان مین
یہ کیسی نیند سوتے ہین یہ کیسی انکی مستی ہے

زبانِ حال سے کہتے ہین تابوت و لحد غافل
کہ رستے مین عدم کے بھی بلندی اور پستی ہے

اشارون پر ترے مقتل مین عزرائیل چلتے ہین
قضا اپنی کمر تارِ نظر سے تیرے کستی ہے

چلے نالے ہمارے یہ زبانِ حال سے کہکر
ٹھہر جانا پہنچکر عرش پر ہمت کی پستی ہے

بڑھاپے نے ہرن سب کردیے نشے جوانی کے
ترنگین مستیون کی ہوچکین اب فاقہ مستی ہے

امیر اک تختۂ ہموار ہے یہ شعر کا کوچہ
طبائع کے تفاوت سے بلندی اور پستی ہے

خودی سے بیخودی مین آ جو شوقِ حق پرستی ہے
جسے تو نیستی سمجھا ہے ای غافل وہ ہستی ہے

کہین زائد کہین کم بادۂ عرفان کی مستی ہے
بقدرِ وسعتِ مشرب مقامِ مے پرستی ہے

ترے قربان اے مرگِ غریبی جلد اب لیچل
وطن کے دیکھنے کو روح مدت سی ترستی ہے

غضب کے جوش مین ہے دخترِ رز خیر ہو ساقی
بھری بیٹھی ہے دیکھا چاہیے کسپر برستی ہے

دلِ ویران کو میرے دیکھکر کہتی ہے ویرانی
خدا آباد رکھے اسکو کیا دلچسپ بستی ہے

نہ شاخِ گل ہی اونچی ہے نہ دیوارِ چمن بلبل
تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے

نہ گھبرا اے دلِ واماندہ اب منزل قریب آئی
اسی بستی کے آگے اور آباد ایک بستی ہے

نہو جو آپ ہی مین اُس سے پھر پاسِ ادب کیسا
تکلف برطرف ساقی کہ وقتِ جوشِ مستی ہے

نگاہِ ناز و خالِ رخ سے میدانِ محبت مین
ستم کے تیر پڑتے ہین غضب گولی برستی ہے

جدا ہم اور دستِ خیروزلف دلبر و شانہ
خدا کی شان جو پسپا تھے انکو پیش دستی ہے

خدا جانے تراجی لگ گیا دنیا مین کیون ایدل
اُجاڑ اک چند گھر مین بے حقیقت سی یہ بستی ہے

قدم جس خاک پر پڑتا ہے تیرے خاکسارونکا
اگر اکسیر کے مولون وہ ہاتھ اسے تو سستی ہے

بلائین لیتے لیتے مست ہو جاتی ہے مشاطہ
وہ چوٹی ارگجے کے عطر مین جسوقت بستی ہے

رہین کیونکر نہ گرد اُس روے آتش رنگ کے گیسو
عبادت ہندوؤن کے دین مین آتش پرستی ہے

بڑہ اے آہِ رسا اب کنگرے پر عرش کے پہنچی
بلندی کو بلندی جاننا ہمت کی پستی ہے

نہین بچتا دل پُرداغ تیری زلفِ پیچاں سے
یہ وہ ناگن ہے جو طاؤس کو اُڑا کر کے ڈستی ہے

امیر آتی ہے یہ آواز ناقوسِ برہمن سے
بتِ پندار کو توڑو جو شوقِ بت پرستی ہے

خبردار اے مسافر خوف کی جا راہ ہستی ہے
ٹھگونکا بیٹھکا ہے جابجا چورونکی بستی ہے

بہار آئی ہے ساقی عام فیضِ مے پرستی ہے
در و دیوار سے اس دور مین مستی برستی ہے

تری تلوار مین جوہر ہین قاتل ابر رحمت کے
گنہگارون پر آکر جوش مین کیا کیا برستی ہے

حقیقت آجتک بت کی نہین معلوم زاہد کو
خدا کی شان اسپر دعوی ایزد پرستی ہے

اجل آنے نہین پاتی کہ ہو جاتا ہے کام آخر
ترے خنجر کو قاتل کیا قضا کی پیش دستی ہے

ہماری آہ کی گرمی جو دیکھی رعد چلّایا
معاذ اللہ یہ تو برق کا بھی منہ جھلستی ہے

جلو مین حضرتِ موسی سی ہین دلسوختہ لاکھون
سواری مین تری برقِ نہال طور دستی ہے

جو آتا ہے وہان سے چیتھڑا تن پر نہین ہوتا
عدم مین بھی الٰہی کیا کوئی ننگون کی بستی ہے

خمیدہ قد ہے جنکا نیک و بدسی جھک کے ملتے ہین
برابر دونون باگون پہ ہلالی تیغ کستی ہے

بتون کو دیکھکر ہم کلمۂ توحید پڑہتے ہین
خدا راضی ہے جسمین وہ ہماری بت پرستی ہے

تری آنکھون کو کیا تشبیہ دین ہم چشمِ آہو سے
وہان شوخی ہی شوخی ہے یہان شوخی و مستی ہے

نہ کوئی شمع لاتا ہے نہ کوئی گل چڑھاتا ہے
مزارون پر غریبون کے عجب غربت برستی ہے

مرے دامن سے ساری نوک ہی خارِ مغیلان کی
جنون میرے گریبان تک یہ تیری تیز دستی ہے

مکدر کر دیا اشکون کو یہ دل کی کدورت نے
کہ خاک آنکھون مین مثل شیشۂ ساعت برستی ہے

نفس کی آمد و شد پر نہ دم بھر زندگانی کا
ارے غافل یہی مقراض بہرِ خیطِ ہستی ہے

نئی ترکیب پائی چشم بد دور انکی آنکھون نے
غزالون کی سی ہے شوخی نرگسِ شہلا کی مستی ہے

امیر اس راستے سے جو گزرتے ہین وہ لُٹتے ہین
محلہ ہے حسینون کا کہ قزاقون کی بستی ہے

ہم کڑی ایک بتون کی نہین سہنے والے
جو کہی مُنھ پہ برہمن کے ہین کہنے والے

چھیڑ کی ٹھہرے تو ہم چپ نہین رہنے والے
کبھی آئی یہ نہین چوکتے کہنے والے

بند باتون مین کسی سے نہین رہنے والے
ہمتوا ہے غنچہ دہن منھ پہ ہین کہنے والے

بلبلو پھولون سے کیا پوچھتی ہو حالِ چمن
باغ مین یہ تو ہین دو روز کے رہنے والے

گلفروشون کا ملے رتبہ گُل اسنے کہاؤن
وہ پکارین سبھی او پھولون کے گہنے والے

منزلِ گور سے دم لیکے بڑہین گے آگے
ہم مسافر ہین بڑی دور کے رہنے والے

دل نے کڑیان وہ اُٹھائی ہین کہ کہتا ہے وہ ترک
آفرین او مرے بیداد کے سہنے والے

ہجو مے ہو چکی ممبر سے اب اُترین نیچے
رند کچھ حضرتِ واعظ سے ہین کہنے والے

آنکھین آمادہ ہین رونے پہ خدا خیر کرے
اب کوئی دم مین یہ ناسور ہین بہنے والے

نہ سنی گورِ غریبان مین کسی نے فریاد
کتنے بیدرد ہین اس شہر کے رہنے والے

منھ پہ تلوار کے کھ بیٹھے کہ پوری نہ پڑی
تمنے دیکھے ہین کہین ایسے بھی کہنے والے

مثل آواز نکل جائین گے صاف اے زنجیر
ہم یہ ہر روز کی کڑیان نہین سہنے والے

قدرت اللہ کی دکھلاتے ہین آنکھین مجکو
وہ حسین تھے جو مری آنکھون مین رہنے والے

بدھیان پھولون کی لاے تھے نہ پہنین اُسنے
پھولے بیٹھے ہوے ہین پھولون کے گہنے والے

کیا ہوا مین بھی ہون اور غیر بھی اس محفل مین
خلد کے آدم و ابلیس ہین رہنے والے

گفتگو معرفتِ حق مین ہے یارو ناحق
حق جو کہنے کا تھا سب کہگئے کہنے والے

کوچۂ اُس رشکِ چمن کا ہے وہی اے قاصد
بیٹھے رہتے ہین جہان پہولون کے گہنے والے

ہمکو ہستی مین غریب الوطنی لائی ہے
اصل مین ہین عدم آباد کے رہنے والے

سادہ سمجھو نہ انہین رہنے دو دیوان مین امیر
یہی اشعار زبانون پہ ہین رہنے والے

جھڑ گئی افشان جبین پر کچھ ستارے رہگئے
آسمانِ حُسن پر گنتی کے تارے رہگئے

نزع مین بنداب زبان بھی ہے ترے بیمار کی
گنگ کی صورت فقط باقی اشارے رہگئے

دے سکے کب دشت گردی مین تری وحشی کا ساتھ
ہر قدم پسپا ہوئے آہو چکارے رہگئے

چشم واعظ پر ہے عینک دست واعظ مین عصا
ضعف پیری مین یہ دو باقی سہارے رہگئے

سخت جانی سے جو دندانے پڑے اُس تیغ مین
چور بنکر وہ بھی زخمون مین ہمارے رہگئے

بحر الفت کے کنارے تک نہ پہنچا ایک بھی
دست و پا کتنی ہی پیراکون نے مارے رہگئے

اور جیتا مین تو کرتے اور تم جور و ستم
میرے ارمان حوصلے باقی تمہارے رہگئے

تیغ کا پانی پلایا سبکو اُس سفاک نے
تشنہ لب ہم ایک دریا کے کنارے رہگئے

وصل کی شب تھی نہ آنا تھا تجھے اے موت بھی
کیا غضب ظالم کیا ارمان سارے رہگئے

موت آئے یا وہ آئے یا قیامت ہو امیر
اب یہی دو تین جینے کے سہارے رہگئے

آنکھ اُسکو کھولنی بھی دشوار ہوگئی ہے
چلیئے چمن مین نرگس بیمار ہوگئی ہے

جسنے لکھا ہے نامہ اُس عالم آشنا کو
جانے کو جان میری تیار ہوگئی ہے

جب یار کی گلی کو مین ناتوان چلا ہون
پرچھائین میری مجھکو دیوار ہوگئی ہے

ہم تم چمن مین چلکر جب چار دن رہے ہین
بلبل مین اور گل مین تکرار ہوگئی ہے

سبکی نظر مین ہین وہ گو دل مین ہین ہمارے
خلوت کی کوٹھری بھی بازار ہوگئی ہے

کچھ فکر دختِ رز کی پیرِ مغان سے لازم ‏— بیہوش اب نہین ہے ہشیار ہوگئی ہے
انگور مین تہی یہ مے پانی کی چار بوندین ‏— جس دن سے کچھ گئی ہی تلوار ہوگئی ہے
پیاسی جو تہی لہو کی دل مین لہو بہت تہا ‏— سینے سے نوکِ خنجر کیون پار ہوگئی ہے
دنرات ناز بیجا اٹھواتے ہین وہ ہمسے ‏— الفت ہمارے حق مین بیگار ہوگئی ہے
طرار اُنکے گیسو تھے ابتدا سے پر اب ‏— طرۂ یہ ہے زبان بہی طرار ہوگئی ہے
رنگین بیان ہوئی ہے بلبل یہ وصفِ گل مین ‏— پتی گلاب کی اب منقار ہوگئی ہے

اک بات سہل سی ہے مرگ اے امیر لیکن
دشوار سمجھے ہین سب دشوار ہوگئی ہے

آنکھ اُسکی یہ کیونکر کہون مخمور نہین ہے ‏— ہان کیفِ جوانی سے ابہی چور نہین ہے
ہرچند بتون سے ہے بہت دور ترحم ‏— اللہ کی قدرت سے مگر دور نہین ہے
جب کہیے کہ مرتے ہین کرو رحم جلا لو ‏— فرماتے ہین اپنا تو یہ دستور نہین ہے
فرہاد کو تکلیف نہ دے کوہکنی کی ‏— شیرین ترا عاشق ہے یہ مزدور نہین ہے
ہم خونِ جگر پیتے ہین اے محتسبِ شہر ‏— کیا تاک رہا ہے مے انگور نہین ہے
حورون سے یہ کہدو نہ دکھائینگے وہ جلوہ ‏— نظرون سے گرانا تمہین منظور نہین ہے
حسنِ رخِ محبوب سے پہنک جائیگا ایدل ‏— صورت یہ نہ جانا رہے یہ نور نہین ہے
ہے میکدۂ در دین مستونکا یہی قول ‏— شیشہ نہین پتھر ہے جو دل چور نہین ہے
اُس باغ سے سو داغ بہلے گل نہو جسمین ‏— جلجائے وہ فردوس جہان حور نہین ہے
ٹھکرا کے نہ چل ساغرِ مے پاس ادب کر ‏— غافل یہ سرِ قیصر و فغفور نہین ہے
شبنم جگرِ گل پہ چھڑکتی ہے نمک کیون ‏— بیدرد یہ داغِ دلِ رنجور نہین ہے
بوسے سے ہے انکار نہین تو سہی ایدل ‏— آنکھون سے وہ دین مین کہون منظور نہین ہے

مردہ سا امیر ایک سرِ راہ پڑا تہا

تیرا تو کہین وہ دل رنجور نہین ہے

جلوہ گر یار مگر قتلگہ عام مین ہے
جب بلاتا ہون مین سنتا ہون قضا کام مین ہے

نشۂ عیش مجھے گردشِ ایام مین ہے
مے بیدرد اگر ہے تو مرے جام مین ہے

دور جاری رہے ہر وقت مےِ گلگون کا
پڑھ لے ساقی یہی تحریر خطِ جام مین ہے

دفعتہً رنگ بدل دیتی ہے یہ عالم کا
چال اے مہر تری گردشِ ایام مین ہے

اسمِ اعظم پہ سلیمان کو تفاخر ہے عبث
سو طرح کا اثر اللہ کے ہر نام مین ہے

نہوا نالۂ مظلوم سے ظالم بیدار
پھک چکا صور یہ مردہ ابھی آرام مین ہے

دل سے میرے کہ زبان سے تری پوچھے کوئی
غیر کیا جانے مزہ کیا ترے دشنام مین ہے

آنکھ خالی نہ دکھا لطف بھی کر اے ساقی
جام ہی جام ہے یا مے بھی کہین جام مین ہے

جسطرف دیکھیے کھولے ہوئے آغوش ہے حور
سرفروشی کا مزہ لشکرِ اسلام مین ہے

الفتِ زلف مین ہے طائرِ دل اشک فشان
آب و دانہ مری قسمت کا اسی دام مین ہے

سرمہ اے یار لگایا کہ جگایا جادو
کیا بلا سحر تری چشم سیہ فام مین ہے

پڑ گیا گرمیِ فرقت سے پھپھولا دل مین
جاے مے دانۂ انگور مرے جام مین ہے

لب پہ تونے جو مسی ملکے جمایا لاکھا
کھل گیا شاہِ بدخشان کا عمل شام مین ہے

یاد گیسو سے کہان ہوش جنون مین آرام
مین ہون آزاد تو کیا روح مری دام مین ہے

ڈالدے مجھسے بلانوش کو خم کے منہ مین
یہ تو اک گھونٹ ہے ساقی جو تری جام مین ہے

مرغ دل خاک پھنسے زلف پرافشان چھٹکر
دام ہی دام ہے دانہ بھی کہین دام مین ہے

آگیا روز قیامت نہ پھرے میرے نصیب
جاگ اُٹھے مردے یہ غافل ابھی آرام مین ہے

ہے لڑکپن مین بجا خاک سے انسان کو اُنس
عاقل آغاز سے اندیشۂ انجام مین ہے

نام کا نام تخلص کا تخلص ہے امیر
یہ بڑا حسن خداداد مرے نام مین ہے

شانِ حق صاف بتون کے رُخِ گلفام مین ہے
خلوتِ خاص کی بو جلوہ گہِ عام مین سے ہے

راستی اور تواضع مین سے ہے ربطِ قلبی
جسطرح لام الف مین ہے الف لام مین ہے

جوشِ الفت مین مرے دل کا خدا ہی حافظ
خیر ہو بادہ بہت تند مرے جام مین ہے

ہے وہی ولولہ پیری مین جوانی مین جو تھا
ایک ہی رنگ ہمارے سحر و شام مین ہے

دل دکھاتا ہے وہ عالم جو نہین عالم مین
دیکھ جمشید یہ عالم بھی ترے جام مین ہے

روح قالب مین ہے جکڑا ہے رگون مین قالب
مین گرفتار قفس مین ہون قفس دام مین ہے

کبھی خلوت مین نہان ہے کبھی جلوت مین عیان
دخترِ رز کبھی بوتل مین کبھی جام مین ہے

ہون وہ میکش کہ دمِ طوف بھی ہے شغل شراب
جام پوشیدہ مرے جامۂ احرام مین ہے

ہوسِ نام مین بھی اے دلِ آزاد نہ پھنس
پاؤن الجھا ہوا عنقا کا اِسی دام مین ہے

الفتِ پنجتن پاک سے دل ہے معمور
پانچ میخانون کی مے ایک مرے جام مین ہے

روز کی وعدہ خلافی سے ترا وعدہ بھی
راتدن میری طرح گردشِ ایام مین ہے

منزلِ رحمتِ حق ظلمت عصیان سے ہے امیر
روشنی صبح کی یان تیرگیِ شام مین ہے

غضب کی عشوہ گری روے خشمگین مین رہی
کرشمہ بنکے شکن یار کی جبین مین رہی

کہان لذیذ خطِ پشت لب سے بوسۂ لب
شمولِ زہر سے لذت نہ انگبین مین رہی

تری شبیہ مین کی صرف اسقدر طاقت
سکت نہ پھر قلمِ صورت آفرین مین رہی

بری تھا لوث سے دھبا کفن کو کیا لگتا
بجا ہے لاش امانت اگر زمین مین رہی

نہین ہے نام کو بھی دل مین بوے یکرنگی
دو رنگ ڈاک ہمیشہ ترے نگین مین رہی

گھٹا عتاب تو پہنا لباس آرائش
جبین سے چین جو اُتری تو آستین مین رہی

عجب رسائیِ قسمت ہے اے حنا تیری
بہ جمن جو چھوٹ گیا دستِ نازنین مین رہی

دکھایا مرکے بھی عشقِ رُخِ صبیح نے رنگ
کہ میری روح بھی بو ہوکے یاسمین مین رہی

غمزہ کے ساتھ ہی ابرو نے بڑھکے وار کیا
کمان بھی تیر سے بچکر کے کمین مین رہی

اُٹھا کے آنکھ نہ دیکھا شبِ وصال اُسنے
حیا دُلہن کی طرح چشمِ شرمگین مین رہی

جو تیوریون سے بل اُترا خدا اگر کے
تو سو طرح کی گرہ زلف عنبرین مین رہی

ہزار گرم ہو آفتاب حشر امیر
مگر تری مرے اشکون سے سرزمین مین رہی

کھلکے جب وہ زلف شبگون پر تو افگن ہو گئی
کان کی بجلی چراغِ زیر دامن ہو گئی

ہجر مین زہرا اپنے حق مین سیر گلشن ہو گئی
تیغ زہر آگین زبانِ برگ سوسن ہو گئی

وایہ کسکی زلف وقتِ سیر گلشن ہو گئی
باغ مین لہرا کے موج سبزہ ناگن ہو گئی

وصل کی شب دست وحشت نے کیا کیسا خجل
چاک چولی یار کی ہمراہ دامن ہو گئی

چار آنکھین ہوتے ہی جاتے رہے صبر و قرار
کیا نگاہِ ناز تھی جو برق خرمن ہو گئی

مجھ سا دیوانہ ہے کون اس باغ مین نازک فراج
موج بوے گل مجھے زنجیر آہن ہو گئی

کب ہوا نظارہ اُنکے گھر کا آنکھون کو نصیب
کب صف مژگان در جانان کی چلمن ہو گئی

دونون آنکھون نے سمان برسات کا دکھلا دیا
روتے روتے ایک بہادون ایک ساون ہو گئی

جب خیال زلف آیا پڑ گیا سینے مین داغ
شام ہوتے ہی مرے گھر شمع روشن ہو گئی

جب تلک روشن تھی پروانون کا تھا ہر سو ہجوم
بلبلین آئین اگر گل شمع مدفن ہو گئی

اُس مسی آلودہ لب کے وصف کا اللہ رے شوق
باغ مین گویا زبانِ برگ سوسن ہو گئی

میکشی مین پیچ قسمت نے دیے ایسے امیر
شاخ آہو کھا کے بل شیشے کی گردن ہو گئی

شرم بیجا ہے اگر شوق خود آرائی ہے
آرسی دیکھنے کو چشم تماشائی ہے

سرمگین آنکھ دکھا کر وہ جلا دیتے ہین
سحر کے پردے مین اعجاز مسیحائی ہے

تنگ آکر ترے بیمار نے بیتابی مین
جب مسیحا کو پکارا ہے اجل آئی ہے

خط سے بڑھ جائیگا اُس چہرۂ روشن کا فروغ
شمع کو ظلمتِ شب سرمۂ بینائی ہے

کون کرتا ہے ادہر چشمِ ترحم سے نظر
شہر مین داغِ جگر لالۂ صحرائی ہے

دل کے داغون کا وہ نقشہ کہ شگفتہ ہی چمن
تیرہ بختی کا یہ عالم کہ گھٹا چھائی ہے

قتل کرنا اک اِشارہ ہے جِلانا اک بات
سحر اُن آنکھون مین ہونٹھون مین مسیحائی ہے

مجھ تلک ہے نہ فرشتے کا نہ انسان کا گزر
دونون عالم سے جدا عالمِ تنہائی ہے

بادۂ ذوق سے چھلک جاتی ہی ساری محفل
دَورِ ساغر مرے محبوب کی انگڑائی ہے

بس بہت بے ادبی خوب نہین غل نہ کرو
شورِ محشر سے کہو اب مجھے نیند آئی ہے

موت کو ہم جو حیاتِ ابدی سمجھے ہین
ملک الموت کو بھی نازِ مسیحائی سے ہے

چھیڑتی کیون ہے شبِ وصل مین مشتاقون کو
صبحِ کاذب تری شامت تو نہین آئی ہے

بیکسی پھرتی ہے قمری کی طرح گرد **امیر**
سروِ آزاد مرا مصرعِ تنہائی ہے

شبِ وصل آنکھ تمہاری نہین شرمائی ہے
جان لینے کو دُلھن بنکے قضا آئی ہے

طرفہ مستی لبِ میگون نے ترے پائی ہے
موجۂ مے نگہِ چشمِ تماشائی ہے

کون سا دل ہے نہین جسمین خدا کا جلوہ
زاہدو مفت مین رسوا بتِ ہرجائی ہے

تیر باران ہے خدنگِ نگہِ حسرت سے
اے اجل تجکو یہان تیری قضا لائی ہے

ہون وہ میکش نظر آیا ہے جو خالی شیشہ
آنکھ کی طرح طبیعت مری بھر آئی ہے

زیست کیا بعدِ فنا گور مین بھی ساتھ دیا
یارِ ثابت جسے کہتے ہین وہ تنہائی ہے

تیری باتون کے لئے کان ملے ہین گل کو
آنکھ نرگس نے ترے دیکھنے کو پائی ہے

اے صبا کون سا گل ہے چمن آرا کہ بہار
چشمِ بادام کے پردے مین تماشائی ہے

کیا مزہ دیتا ہے اُس شوخ کا کہنا شبِ وصل
اب نہ چھیڑو نہ ستاؤ ہمین نیند آئی ہے

یان نکیرین کے جھگڑون سے پریشان ہی دماغ
سمجھے تھے گور کو ہم گوشۂ تنہائی ہے

سخت حیرت ہے کہ ہے یار سی مجہسے خلوت
بند دروازے ہین کس راہ سی شرم آئی ہے

دل کو مل شوق سے قدمون کے تلے پر اے جان
سوچ لے دل مین کہ کسکا یہ تمنائی ہے

تیغ قاتل کی خجالت کا رہا ہے یہ خیال
پہرون رویا ہون جو زخمون کو ہنسی آئی ہے

عزت افتادگی و عجز سے ہاتھ آئی **اسیر**
خوش ہون مین نے یہ بڑی چیز بڑی پائی ہے

او بندۂ بت دیکھ خدا اور ہی کچھ ہے
بت پردہ ہین پردے مین چہپا اور ہی کچھ ہے

اے چرخ حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے
معشوق کی چہیڑون مین مزا اور ہی کچھ ہے

رنگ آج تو پہولون کا صبا اور ہی کچھ ہے
آمد ہے جو اُس گل کی ہوا اور ہی کچھ ہے

آغاز جوانی مین ادا اور ہی کچھ ہے
اُٹھتی ہوئی کوپل مین مزا اور ہی کچھ ہے

قاصد یہ زبان اُسکی بیان اُسکا نہین ہے
دہوکا ہے تجھے اُسنے کہا اور ہی کچہہ ہے

آفت تو ہے وہ ناز بہی انداز بہی لیکن
مرتا ہون مین جسپر وہ ادا اور ہی کچھ ہے

چہرے کو چہپائین وہ بدن کو بہی چرائین
آنکہین یہی کہتی ہین حیا اور ہی کچھ ہے

عارف سے یہ کہدو جو تری فہم مین آے
وہ سب ہے ترا وہم خدا اور ہی کچھ ہے

آیا سری بالین پہ تو بولا یہ پریخوان
آسیب نہین ہے یہ بلا اور ہی کچھ ہے

کی اُسکی جفا پر جو وفا تو نے تو اے دل
نازان نہو اسپر کہ وفا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو کہ ہم درد کسیکا نہین سنتے
مین نے تو رقیبون سے سنا اور ہی کچھ ہے

بیدرد کی فریاد کو کوئی نہین سنتا
جس پر ہے اثر غش وہ دعا اور ہی کچھ ہے

معشوق سے کرتا ہے جفا کا کوئی شکوہ
مجھکو تو مری جان گلا اور ہی کچھ ہے

کیا خاک ہو بیمار محبت کو افاقہ
درد اور ہی کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

کی مین نے لجائی ہوئی چتون کی جو تعریف
آنکھون نے کہا جہک کے حیا اور ہی کچھ ہے

کیا جانے کسے دیکھ رہا ہون مین بتون مین
آنکھون مین ہے کچھ دل مین بسا اور ہی کچہہ ہے

کس سے مین کرون اپنے مسیحا کی شکایت
سمجھا ہے وہ کچھ حال مرا اور ہی کچھ ہے

ہنس ہنس کے جو وہ دل کو مرے چھیڑ رہے ہین
آج اُسکے تڑپنے مین مزا اور ہی کچھ ہے

انداز حسینون کے سنورنے مین ہین کچھ اور
بگڑین تو بگڑنے مین ادا اور ہی کچھ ہے

بے لطف تو شمشیر قضا بھی نہین قاتل
لیکن ترے خنجر مین مزا اور ہی کچھ ہے

مُنہ سے تو کہا وصل کو تمنے مگر اے جان
آنکھون نے اشارون مین کہا اور ہی کچھ ہے

ہم مر بھی گئے مر کے ہوئے خاک بھی لیکن
ظالم یہی کہتا ہے وفا اور ہی کچھ ہے

عادت تو امیر اچھی ہے فریاد و دعا کی
پر شیوۂ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

ہم مر گئے آنے کی جو اُنکے خبر آئی
افسوس اجل چار قدم پیشتر آئی

بولے وہ مری شکل جو حیران نظر آئی
دیوار کہان سے مرے گھر مین یہ در آئی

ظلمت شبِ فرقت کی یہ چھائی مرے گھر مین
جب دوپہر آئی تو مین سمجھا سحر آئی

اتنا تو پتا ہجر کی شب صبح کا پایا
صد شکر کہ بالون مین سفیدی نظر آئی

کیا بیخبری ہے کہ ہوے عشق کو برسون
ابتک نہین معلوم طبیعت کدھر آئی

مہمان کی صورت اُسے آنکھون مین جگہ دی
دامن سے لگی گھر مین جو گردِ سفر آئی

چھائی تھی امیر اُسکی صباحت جو نظر مین
شام آئی مرے گھر مین تو سمجھا سحر آئی

کہتے ہین وصل مین پوری تو نہ خلوت ہوگی
ساتھ کھیلی ہوئی ہمدم مری عصمت ہوگی

دو قدم تم جو چلوگے تو وہ رخصت ہوگی
ساتھ کیا ٹھوکرین کھانے کو قیامت ہوگی

ناتوان ہون مین تو کیا جب شب وصلت ہوگی
دیکھنا میری طرف تیری نزاکت ہوگی

لذتِ جور بھی لب پر نہین لا سکتا ہون
شکر بھی مین جو کرونگا تو شکایت ہوگی

میرے دشمن بسِ ہر دن ہون لحد مین بیکس
غم ترا ہوگا مین ہونگا تری حسرت ہوگی

واعظ اک وقت مین دو کام نہین ہو سکتے
توبہ کر لین گے جو مے پینے سے فرصت ہوگی

بے گناہون کا کیا خون اِسی ظالم نے
ناامیدی سے امیدون کو شکایت ہوگی

طپشِ برق کے ہین طور پر ابتک چرچے
کبھی تڑپی ترے دیدار کی حسرت ہوگی

دیکھا اے دل کہین دھوکا نہ حیا کا کھانا
شرم کی آڑ مین پوشیدہ شرارت ہوگی

جب کہا ضعف سے مرتا ہون تو ہنسکر بولے
اُس سے کیا ٹوٹے گا دم جسمین نہ طاقت ہوگی

عرصۂ حشر کہان رند خرابات کہان
جائین گے پینے پلانے سے جو فرصت ہوگی

کہتے ہین سب کچھ ابھی ہے جو شبِ وصل آئے
پھر نہ آنکھون مین مروت نہ اطاعت ہوگی

ذکرِ حشر آتا ہے قاتل تو یہ سوچ آتا ہے
ہائے اُس روز تجھے کیسی ندامت ہوگی

نزع مین آپ کہان آئے ہین اُٹھیے اُٹھیے
جائیے جائیے ہونی ہے جو حالت ہوگی

حشر مین بھیڑ گناہون کی تو ہوگی پیچھے
اور گنہگارون کے آگے تری رحمت ہوگی

درد بھی اُٹھکے شبِ ہجر مین کہہ اُٹھتا ہے
بھائی مجھسے نہ ترے دل کی رفاقت ہوگی

یار آیا ہے عیادت کو تڑپ اور اسیر
اُٹھ کھڑا ہوگا وہ ٹھہری جو طبیعت ہوگی

کہتے ہین دم بھی نہ نکلے گا جو الفت ہوگی
جان بھی کیا کوئی ظالم تری حسرت ہوگی

شیخ جی یون ہی جو مے پینے کی عادت ہوگی
ایک دن رہن یہ دستارِ فضیلت ہوگی

آرزو وصل کی اس ڈر سے نہین کر سکتا
دل شکستہ مرے ہمدم تری فرقت ہوگی

قہر پہنچے گا نہ محشر مین گنہگارون تک
راہ روکے ہوے گھیرے ہوے رحمت ہوگی

بے سبب دل نہین بےچین ہوا جاتا ہے
چٹکیان لیتی کسیکی کوئی حسرت ہوگی

کچھ بھی نکلی نہ ترے فتنۂ قد کے آگے
سمجھے تھے کوئی بڑی چیز قیامت ہوگی

دل کو دیجائیگی تسکین کسیکی تصویر
جان بچنے کی یہی ہجر مین صورت ہوگی

ابھی بیٹھے ہو تو آفت یہ ہے آفت برپا
اُٹھ کھڑے ہوگے تو ایجان قیامت ہوگی

مول پوچھو نہ مرے دل کا مری جان مجھسے
تم جو لے لوگے خوشی سے وہی قیمت ہوگی

نزع مین کہتے ہو جو رونے سے ہی نبھنا مشکل
کیا تمہاری ہی سی اُنکی بھی طبیعت ہوگی

بوسہ مانگا جو پسِ وصل تو بولے ہان ہان
ابتو ہر وقت مری جان پر آفت ہوگی

دخترِ رز کا بھی جوبن نہ اُبھارے جسکو
ایسی مُرگِل کسی زاہد کی طبیعت ہوگی

جب کہا مین نے کہ کچھہ دن ہی سے آنا تو کہا
شام سے پہلے ہی آئی تری شامت ہوگی

مستیان وصل مین عصمت کو تو سمجھا لین گی
نہ ٹلیگی مری دشمن جو نزاکت ہوگی

جیتے جی وہ نہوا صاف تو سمجھا مین امیر
مٹی دینے کے لئے گرد کدورت ہوگی

روزِ فرقت بھی ہمین وصل کی لذت ہوگی
گردشِ چشم پری گردشِ قسمت ہوگی

کیا خبر تھی کہ جوانی تری آفت ہو گی
بات کرنی بھی غریبون کو مصیبت ہوگی

کہیئے جو چاہیے مسجد مین جنابِ واعظ
آپ ایسے ہمسے تو میخانے مین حضرت ہوگی

کہتے ہین قہر کی حالت مین تو ہو طالبِ وصل
کیسے کُھل کھیلو گے جب تمپہ عنایت ہوگی

ایک کی ایک کو ہوگی نہ خبر محشر مین
لیگی جو سبکی خبر وہ تری رحمت ہوگی

درد دل کہنے لگا مین تو وہ بولے بس بس
بیٹھے بیٹھے سن لینگے جو فرصت ہوگی

گُدگُدا بھی نہین سکتا مین شبِ وصل انکو
لبِ نازک کو ہنسی سے بھی اذیت ہوگی

صبح سے جب یہ غریب آگ ہی عکسِ رُخ سے
دن چڑہے کیا ترے آئینے کی صورت ہوگی

نارِ دوزخ یہ گمان ہے مجھے اے شاہدِ حسن
شوخ ہے تو کوئی تیری ہی شرارت ہوگی

قہر کے رعب سے پیچھے جو ہٹین گے مجرم
دل بڑہاتی ہوئی آگے تری رحمت ہوگی

حسرتِ مُردہ بھی نکلیگی نہ میرے دل سے
اسی ویرانے مین اسکی کہین تربت ہوگی

لاشِ دیوانۂ گیسو کی یوہین گڑوادو
کنگھی چوٹی سے تمہین کاہے کو فرصت ہوگی

ہونٹھ کو ہونٹھ ترے چومتے ہین لکنت مین
یہ نئی بات ہے اب تجھسے رقابت ہوگی

واعظا اک وقت مین دو کام نہین ہو سکتے — توبہ کر لین گے جو مے پینے سے فرصت ہوگی
بے گناہون کا کیا خون اسی ظالم نے — ناامیدی سے امیدون کو شکایت ہوگی
طپش برق کے ہین طور پر ابتک چرچے — کبھی تڑپی ترے دیدار کی حسرت ہوگی
دیکھ اے دل کہین دہو کا نہ حیا کا کہنا — شرم کی آڑ مین پوشیدہ شرارت ہوگی
جب کہا ضعف سے مرتا ہون تو ہنسکر بولے — اُس سے کیا ٹوٹے گا دم جسمین نہ طاقت ہوگی
عرصۂ حشر کہان رند خرابات کہان — جائین گے پینے پلانے سے جو فرصت ہوگی
کہتے ہین سب کچھ ابھی ہے جو شب وصل آئے — پھر نہ آنکھون مین مروت نہ اطاعت ہوگی
ذکر حشر آتا ہے قاتل تو یہ سوچ آتا ہے — ہاے اُس روز تجھے کیسی ندامت ہوگی
نزع مین آپ کہان آئے ہین اُٹھیے اُٹھیے — جائیے جائیے ہونی ہے جو حالت ہوگی
حشر مین بھیڑ گناہون کی تو ہوگی پیچھے — اور گنہگارون کے آگے تری رحمت ہوگی
درد بھی اُٹھکے شب ہجر مین کہہ اُٹھتا ہے — بھائی مجھسے نہ ترے دل کی رفاقت ہوگی

یار آیا ہے عیادت کو تڑپ اور اسیر
اُٹھ کھڑا ہوگا وہ ٹھہری جو طبیعت ہوگی

کہتے ہین دم ہی نہ نکلے گا جو الفت ہوگی — جان ہی کیا کوئی ظالم تری حسرت ہوگی
شیخ جی یون ہی جو مے پینے کی عادت ہوگی — ایک دن رہن یہ دستار فضیلت ہوگی
آرزو وصل کی اس ڈر سے نہین کر سکتا — دل شکستہ مرے ہمدم تری فرقت ہوگی
قہر پہنچے گا نہ محشر مین گنہگارون تک — راہ روکے ہوئے گھیرے ہوے رحمت ہوگی
بے سبب دل نہین بیچین ہوا جاتا ہے — چٹکیان لیتی کسیکی کوئی حسرت ہوگی
کچھ بھی نکلی نہ ترے فتنۂ قد کے آگے — سمجھے تھے کوئی بڑی چیز قیامت ہوگی
دل کو دیجائیگی تسکین کسیکی تصویر — جان بچنے کی یہی ہجر مین صورت ہوگی
ابھی بیٹھے ہو تو آفت یہ ہے آفت برپا — اُٹھ کھڑے ہوگے تو ایجان قیامت ہوگی

مول پوچھو نہ مرے دل کا مری جان مجھسے
تم جو لے لوگے خوشی سے وہی قیمت ہوگی

نزع مین کہتے ہو حورون سے ہی نبھنا مشکل
کیا تمہاری ہی سی اُنکی بھی طبیعت ہوگی

بوسہ مانگا جو پس وصل تو بولے ہان ہان
ابتو ہر وقت مری جان پر آفت ہوگی

دختر رز کا بھی جوبن نہ اُبھارے جسکو
ایسی مُرئِل کسی زاہد کی طبیعت ہوگی

جب کہا مین نے کہ کچھ دن ہی سے آنا تو کہا
شام سے پہلے ہی آئی تری شامت ہوگی

مستیان وصل مین عصمت کو تو سمجھا لین گی
نہ ٹلیگی مری دشمن جو نزاکت ہوگی

جیتے جی وہ نہوا صاف تو سمجھا مین امیر
مٹی دینے کے لئے گرد کدورت ہوگی

روز فرقت بھی نہین وصل کی لذت ہوگی
گردش چشم پری گردش قسمت ہوگی

کیا خبر تھی کہ جوانی تری آفت ہو گی
بات کرنی بھی غریبون کو مصیبت ہوگی

کہئے جو چاہیے مسجد مین جناب واعظ
آپ سے ہمسے تو میخانے مین حجت ہوگی

کہتے ہین قہر کی حالت مین تو ہو طالب وصل
کیسے کھل کھیلو گے جب تمپہ عنایت ہوگی

ایک کی ایک کو ہوگی نہ خبر محشر مین
لیگی جو سبکی خبر وہ تری رحمت ہوگی

درد دل کہنے لگا مین تو وہ بولے بس بس
بیٹھے بیٹھے سن لینگے جو فرصت ہوگی

گُدگُدا بھی نہین سکتا مین شب وصل اُنکو
لب نازک کو ہنسی سے بھی اذیت ہوگی

صبح سے جب یہ غریب آگ ہی عکس رخ سے
دن چڑھے کیا ترے آئینے کی صورت ہوگی

نار دوزخ پہ گمان ہے مجھے اے شاہد حسن
شوخ ہے تو کوئی تیری ہی شرارت ہوگی

قہر کے رعب سے پیچھے جو ہٹین گے مجرم
دل بڑھاتی ہوئی آگے تری رحمت ہوگی

حسرت مُردہ بھی نکلیگی نہ میرے دل سے
اسی ویرانے مین اسکی کہین تربت ہوگی

لاشِ دیوانۂ گیسو کی یوہین گڑوادو
کنگھی چوٹی سے تمہین کاہے کو فرصت ہوگی

ہونٹھ کو ہونٹھ ترے چومتے ہین لکنت مین
یہ نئی بات ہے اب تجھسے رقابت ہوگی

صبح کو ہوگا گلہ چوس لی مسی میری
صدقے اُن ہونٹھون کے جنسے یہ شکایت ہوگی

بڑھ رہی ہے صفتِ زلف نمود اسکی امیر
آگے بڑھکر یہی چوٹی کی ریاست ہوگی

ہر قدم پر جو یہی ناز کی صورت ہوگی
مین تو کیا تجھ پہ فدا تری نزاکت ہوگی

ہائے کیا نزع مین اُسوقت قیامت ہوگی
جان جب حسرتِ دل سے مری رخصت ہوگی

دل تڑپتا ہے لحد مین تو یہ آتا ہے خیال
یون ہی بیچین مری ہجر مین حسرت ہوگی

بجلی چمکی جو تبسم کی تو بولا وہ شوخ
کسی بیچین طبیعت کی شرارت ہوگی

بڑی سرکار ہے وہ میرے گنہ تھوڑے ہین
ہائے کیا حشر مین رحمت سے ندامت ہوگی

اُنکی تصویر سے اے دل نہ لپٹ ورنہ انہین
تیرے آغوش تصور سے بہی نفرت ہوگی

بے سبب نفس کشی کیا فقرا کرتے ہین
ترک لذت مین بہی اُنکو کوئی لذت ہوگی

دیکھ لیگا مری حالت جو محبت مین تو پہر
کوئی کمبخت ہی ہوگا جسے الفت ہوگی

سنتے ہین آج اُدہر جائیگا وہ حشر خرام
ہائے کیا گورِ غریبان مین قیامت ہوگی

وصل کی سنکے دعا تمنے بہی آمین کہی
اب اثر صدقے تو قربان اجابت ہوگی

چہوٹے سے قد پہ نہ اُس زلف کے جانا اے دل
ابہی آفت ہے بڑھیگی تو قیامت ہوگی

چار دن کا ہے تراطنطنہ منعم اک روز
کوسِ رحلت ترے دروازے کی نوبت ہوگی

سخت جانی مجہے مرنے جو نہ دیگی دمِ ذبح
ہائے رسوا مرے قاتل کی نزاکت ہوگی

روزِ محشر نے درازی یہ کہان سے پائی
پردہ حشر مین میری شبِ فرقت ہوگی

کبہی آئیگا وہ دل مین کبہی آنکھون مین امیر
یہی خلوت مری ہوگی یہی جلوت ہوگی

مدحِ مژہ اُس رشکِ قمر کی جو رقم کی
یہ چمکی وہ عبارت کہ رہی نوک قلم کی

کیا راہبری موت نے کی خضر کی صورت
بند آنکھ ہوئی تہی کہ کٹی راہِ عدم کی

چلتی ہے کہین خواہشِ دیدار دوبارہ — پھر برقِ سرِ طور کسی روز نہ چمکی
ہر چند وہ کم عمر بہت ہین پر ابھی سے — رفتار قیامت کی ہے باتین ہین ستم کی
ہے غیر کے سینے مین جو داغِ غمِ ابرو — روشن ہے صنم خانے مین قندیل حرم کی
آتے ہین بہت منزلِ ہستی مین مسافر — دیتا نہین پر کوئی خبر اہلِ عدم کی

تھا دھیان امیر اُسکی گلی کا جو پسِ مرگ
آئی مرے مرقد مین ہوا باغِ ارم کی

طوفان مرے رونے کے سمندر سے بڑہینگے — انجم کے چراغ آہ کی صرصر سے بڑہین گے
جنت کے جو طالب ہون سدھارین سوے جنت — اپنے نہ قدم کوچۂ دلبر سے بڑہین گے
ہر چند لڑکپن مین ہے بوٹا سا قد اُنکا — ہونے دو جوان سرو و صنوبر سے بڑہین گے
قسمت سے جو پایا شرفِ خدمتِ مہدی — پچھلے قدم اپنے صفِ لشکر سے بڑہین گے
دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل — ہم لوگ شمارِ صفِ محشر سے بڑہین گے

کام آئینگے محشر مین امیر اشکِ غمِ شاہ
قیمت مین یہ قطرے دُر و گوہر سے بڑہین گے

جان لیکر بھی نہین دل سے یہ ہٹنے والے — تیرے گیسو ہین بلا ہو کے لپٹنے والے
آج تو دعوتِ مے آپ کو کرنی ہوگی — رندیون حضرتِ واعظ نہین ہٹنے والے
کی نظر بھی تو نگاہِ غلط انداز سے کی — تیر بھی تمنے لگائے تو اُچٹنے والے
کوے قاتل مین جو چلنا ہو چلو مشتاقو — ہار زخمون کے ہین سرکار مین بٹنے والے
دامن اُس گل کا یہ کہتا ہے کہ ہمکو نہ چھوؤ — ہم لجالو سے بھی بڑھکر ہین سمٹنے والے
دستِ جانان سے گریبان کے اُڑینگے پرزے — اے جنون یہ ترے ہاتھون نہین پھٹنے والے
میان مین تیغ وہ کرتا ہے تو کہتی ہے قضا — اور دو چار گلے ہین ابھی کٹنے والے
اپنے مشتاقون سے گھونگٹ نہ کر اے شاہدِ مرگ — ہین یہ شمشیرِ برہنہ سے لپٹنے والے

شان اللہ کی اُس بزم مین ناصح بھی ہین چپ
بت بنے بیٹھے ہین ہر بات کے رٹنے والے

عشق پیچے پہ نظر کرتے ہے اگر عاشقِ قد
کہ درختون سے لپٹتے ہین لپٹنے والے

قیمتِ جام مین کرتے ہین طلب دولتِ جم
دام کب بادہ فروشون سے ہین پٹنے والے

خون ہو طالبِ دیدار کا یا دم اُلٹے
وہ تو پردہ نہین چہرے سے اُلٹنے والے

تہا ابھی وصل کا اقرار ابھی سے ہے انکار
بارک اللہ زبان دیکھے پلٹنے والے

رہنے دو تم ابھی دیوان کو چھانٹو نہ امیر
آپ چھٹ جائینگے جو شعر ہین چھنٹنے والے

میرے گھر رات دن اشکون کی جھڑی رہتی ہے
ہاتھ باندھے ہوئے برسات کھڑی رہتی ہے

بیخودی مین بھی مین دیدار سے محروم نہین
دل کہین ہو مگر آنکھ اُس سے لڑی رہتی ہے

اور پردے نہین ہوتے جو شبِ وصل تو کیا
بیچ مین شرم کی چلمن تو پڑی رہتی ہے

کس طرح کرتے تھے اور دن کے جگر مین سوراخ
نوک مژگان تو مرے دل مین گڑی رہتی ہے

وادیِ عشق وہ وادی ہے جہان مر کے امیر
برسون بے گور و کفن لاش پڑی رہتی ہے

جو نازک طبع ہین محفوظ ہین قہرِ الٰہی سے
کبھی چھالے حبابون کے نہ ہوٹی خار ماہی سے

یہ آب و تاب ہے دو چار دن دولت پناہی سے
ٹپک جائین گے آنسو بنکے موتی تاج شاہی سے

ملا کیا من و سلویٰ ہمکو بھی فضلِ الٰہی سے
مزے اُٹھے ہے صباق و کباب مرغ و ماہی سے

وہ آنکھین دیکھکر عاشق کو اپنے پھیر لیتے ہین
خدا کی شان رہزن بھاگتے ہین دور راہی سے

بنائی ظالم و مظلوم کی شکل ایک گردون نے
مشابہ دام ماہی گیر بھی ہے پشت ماہی سے

بہت مشتاق ہون دو بول قاضی آکے پڑھجائے
ہوئی ہے دخت رز ہشیار اب فضلِ الٰہی سے

کھلی جنت مین زلفِ حور تو جنت سے مین بھاگا
ڈرا تھا اسقدر شبہائے فرقت کی سیاہی سے

کیا دریا کو یہ صحرا ہماری گرم آہون نے
کہ روئین مچھلیان پانی کی مگر ریگ ماہی سے

وہ مجرم ہون گنہ کا عذر بھی مین کر نہین سکتا
کہ رحمت اوسکی شرماتی ہی میری عذر خواہی سے

سلامت اشک تہمت سے رقیبون کی نہ ڈرا دل
ہوا دامانِ یوسف پاک لڑکے کی گواہی سے

زوال حسن مین یون چہرۂ جانان پہ خط نکلا
نکل پڑتے ہین لڑکے جسطرح گھر کی تباہی سے

جو پلے پر ہے رحمت دیکھ لینا حشر آنے دو
گنہگاری مری جیتے گی میدان بیگناہی سے

مین وہ غربت زدہ ہون میری غربت جسنے دیکھی ہی
گلے مل مل کے رہزن روتے ہین ایک ایک راہی سے

زبان کاٹین جو کم رزقی کا اب آئے گلہ لب تک
تبرک ملگیا ہمکو بھی درگاہِ الٰہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اے روح عزرائیل کا شکوہ
کہ ہر جلاد گردن مارتا ہے حکم شاہی سے

بیابان مرگ مین اہلِ وطن کا شک گزرتا ہے
لپٹتی ہے ہماری خاک امیر ایک ایک راہی سے

وہ خوش ہنگام آرایش ہین اپنی کجکلاہی سے
لرزتا ہے مرا دل آئینے کی بدنگاہی سے

لڑی یون آنکھ اپنی چشم قاتل سے تہِ خنجر
سپاہی رو رہ میدان جیسے لڑتا ہے سپاہی سے

فراموشی جو اونکی ہے تو ہم ہی ٹال جائینگے
خطا ثابت کرے کون اپنے ذمے عذر خواہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اندھیر اے بخت سیہ اتنا
دبے جاتے ہین گیسوے بتان تیری سیاہی سے

سنا ہے غیر سے ہمنے کہ تم ہو حسن مین یکتا
یہ دعوے سچ مگر ثابت ہوا جھوٹی گواہی سے

مرا دل اوستمگر چلتے چلتے کر دیا چھلنی
لگائین برچھیان مڑ مڑ کے کیا کیا کج نگاہی سے

زوال حسن سے اب کیون تمہارے گرد ہین عاشق
کہو رخصت ہون پروانے چراغِ صبحگاہی سے

شبِ فرقت کا خاکا کھینچکر نقاشِ قدرت نے
بھرا ہے رنگ شاید گور کافر کی سیاہی سے

سوال مے کہین ساقی سے تیری ست کرتے ہین
کھلا ہوگا کبھی منھ تو کھلا ہوگا جماہی سے

کہان ہین مضطرب ہمسے جہان مین بارہا ہمنے
تڑپنا لوٹنا چھڑوا دیا ہے برق و ماہی سے

ہمارے دل کا آئینہ سرِ محفل تو پہنچا ہے
زیادہ اب ہے بیتابی تو اونکی کم نگاہی سے

سیہ طالع تو ہون پر ہین دو عالم مجھسے یون روشن
کہ نور آنکھون مین ہے جسطرح پتلی کی سیاہی سے

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ وہ بت مجکو بلوائے
کھون مین ایک دم فرصت نہین یاد الٰہی سے

امیر اب جلد ہستی سے چلو سوے عدم اٹھو
سمائے گی اجل کچھ فائدہ کیا عذر خواہی سے

رتبہ شہیدِ عشق کا گر جان جائیے
قربان ہونے والے پہ قربان جائیے

اچھی نہین اطاعتِ عاشق کی عادتین
کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے

خنجر کمر سے کھینچکے گردن پہ رکھدیا
اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے

کہتے ہین گھر مرا کوئی حسرتکدہ نہین
صاحب یہان نہ چھوڑکے ارمان جائیے

عاشق کی لاش پر ہے کچھ اظہارِ غم ضرور
صورت زرا بناکے پریشان جائیے

ہمکو تو ہاے کوئی کہین پوچھتا نہین
پوچھے تو لاکھ مرتبہ مہمان جائیے

قاضی سے جاکے وار قضا مین کوئی کہے
سبزی قلندرون کی زرا چھان جائیے

اچھا ہوا کہ حضرتِ دل وان دہر گئے
کس نے کہا تھا بنکے نگہبان جائیے

جیسا ہو دیس بھیس بھی ویسا ہی چاہیے
جنگل کو چاک کرکے گریبان جائیے

کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑگیا
رٹ ہے اک اور بھی ترے قربان جائیے

مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے
اچھا ملاکے خاک مین ارمان جائیے

جوڑا نہ آپ آئنہ خانے مین کھولیے
ایسا نہو کہ ہوکے پریشان جائیے

آخر ہوے نہ حضرتِ دل آپ وان ذلیل
ہان اور دوڑ دوڑکے مہمان جائیے

آخر ہے رات وصل کی کب تک نہین نہین
بس بس خدا کو مان کے اب مان جائیے

خلوت مین آسکے دل کو تو لیجائیے امیر
پر دل مین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے
کیا ہے ہمارے دل مین بھلا جان جائیے

گھر غیر کے رضے سے مری جان جائیے
شوخی و شرم دو ہین نگہبان جائیے

اس بانکپن سی قتل ہوا ہین کہ کہ اُٹھے
ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

مانی ہین ہین نے سیکڑون باتین تمام عمر
آج آپ ایک بات مری مان جائیے

کہتے ہین آکے در پہ مرے پائیگا کیا
ہان خاک چھاننی ہو اگر چھان جائیے

یہ رشک بد بلا ہے دمِ رخصتِ حبیب
کیونکر کہون خدا ہے نگہبان جائیے

محشر مین بھی شہیدِ محبت کو ہے یہ رٹ
اک ہاتھ اور بھی ترے قربان جائیے

آئے ہین بال کھولے دمِ نزع اِسلیے
دنیا سے جائیے تو پریشان جائیے

جانے کو منع مین نہین کرتا مگر حضور
دل سے مرے نکال کے ارمان جائیے

اُن چتونون سے کہتی ہین یہ حسرتین مری
ان ناوکون سے سینہ و دل چھان جائیے

ہون آشنا خدا سے تو کعبے کو جائین ہم
ہو میزبان سے رسم تو مہمان جائیے

بالین پر آپ ہین تو نکلتا نہین ہے دم
مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

کیا ہند مین کمی ہے معشوق کی امیر
شیراز جائیے نہ خراسان جائیے

چاندنی مین جو وہ آجاتا ہے
چاند کو داغ لگا جاتا ہے

کسقدر زار ہے عاشق تیرا
رنگ کے ساتھ اُڑا جاتا ہے

سر بکف مین ہون وہ شمشیر بکف
فیصلہ آج ہوا جاتا ہے

آئنہ دیکھکے شرمائین نہ آپ
دیکھیے کوئی کھپا جاتا ہے

دل لگی سمجھے ہو دل کا آنا +
جان جاتی ہے جب آجاتا ہے

اتنی تیزی نہ کر اے نشۂ حسن
کوئی بیہوش ہوا جاتا ہے

کہیے مطلب کی جو اُس سے تو امیر
سُنکے وہ صاف اُڑا جاتا ہے

عکس آئینہ سے یہ ظاہر ہے
تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے

وصل اُس بت سے ہو جو ہمکو نصیب
کچھ تعجب نہین وہ قادر ہے

جان سی چیز دی نہین جاتی
پر کرون کیا تمہاری خاطر ہے

قتل مین کس لیے ہے اب تاخیر
آپ موجود بندہ حاضر ہے

کب سرِ معرکہ یہ بڑھکے ٹلا
قدم اپنا بہی حکم نادر ہے

کوئی مہمانسرا ہے یہ دنیا
جو ہے اس گھر مین وہ مسافر ہے

اولِ عشق مین یہ حال امیر
تو تو آغاز ہی مین آخر ہے

غیر کے پہلو مین یار دیکھیے کب تک رہے
جانِ حزین بیقرار دیکھیے کب تک رہے

پہول تو سب باغ مین سوکھہ کے کانٹا ہوئے
گلبدنون کی بہار دیکھیے کب تک رہے

نرگسِ شہلا ہے مست جامے سے باہر ہے گل
حسن عروسِ بہار دیکھیے کب تک رہے

ساقی پیمان شکن گھر سے نکلتا نہین +
نشۂ مے کا خمار دیکھیے کب تک رہے

روز نئے دل وہان پہنستے ہین جاکر امیر
یار کو شوق شکار دیکھیے کب تک رہے

کہون کیا کہ وہ شوخ کیا آدمی ہے
عجب چال کا گہات کا آدمی ہے

نہین مردم چشم یہ ہے کسوٹی +
نگاہون مین اچہا برا آدمی ہے

جو سمجہے کہ مین ہون زمانے سے چہوٹا
وہی فی الحقیقت بڑا آدمی ہے

بتون مین خدائی کا جلوہ دکہایا
برہمن بہی کیا باخدا آدمی ہے

برائی مری سنکے غیرون سے بولے
یہ سب سچ مگر ہائے کیا آدمی ہے

امیر اُسکی ہے لامکان تک رسائی
فرشتے سے بہی کچھ سوا آدمی ہے +

کوچۂ یار پر ختن صدقے
سگِ محبوب پر ہرن صدقے

ایک سیدھی نگاہ پر تیری
لاکھ بانکون کا بانکپن صدقے

تو وہ ہے شمع انجمن جس پر
انجمن کی ہے انجمن صدقے

خطِ عارض پہ سبزہ زار نثار
گلِ رخسار پر چمن صدقے

دختر رز کو دیکھ لے جو کبھی
کھڑا اُٹھے شیخ جان من صدقے

تیرے کوچے سے گھر کو کیا نسبت
ایسی غربت پہ سو وطن صدقے

یاد آتا ہے اُن کا یہ کہنا
تجھپہ مین اے امیر من صدقے

منکسر وہ ہین ہمارا گھر بنے اور ٹوٹ جاے
اُٹھتے ہی دیوار بیٹھے در بنے اور ٹوٹ جاے

غیر نے تدبیر کی ہے پر نہو اس بُت سے وصل
یہ طلسم اے خالقِ اکبر بنے اور ٹوٹ جاے

وعظ ہے مدِ نظر واعظ کو رندون کی ہنسی
بدشگونی ہو کہین منبر بنے اور ٹوٹ جاے

دلشکستہ کیون نہ بعد مرگ ہون ہم اے کلال
جب ہماری خاک سے ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

تیغ آہن کا ہے میری سخت جانی سے یہ حال
جیسے مٹی کا کوئی خنجر بنے اور ٹوٹ جاے

ہون وہ دیوانہ جو رکھون دشتِ وحشت مین قدم
خار چھالون مین مرے نشتر بنے اور ٹوٹ جاے

کشتیِ مے جوشِ وصلِ گل سے ہے اس زور پر
توبۂ زاہد یہان لنگر بنے اور ٹوٹ جاے

بحرِ ہستی مین تنِ انسان حباب آب ہے
آن واحد مین نہ کیون یہ گھر بنے اور ٹوٹ جاے

دلشکستہ ہون کھنچے مانی سے کیا پوری شبیہ
پاؤن پھیلا کر رہون شکستہ سر بنے اور ٹوٹ جاے

برہمن تجھسے جو اُس بُت کی کہون سنگین دلی
سُنتے سُنتے دل ترا پتھر بنے اور ٹوٹ جاے

آنکھ تیری آکے گردش مین جھپک جاے اگر
اک نگہ مین ساقیا ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

ہے زمین سُست مین برباد کاوش اے امیر
جیسے ریگستان مین چاہ اکثر بنے اور ٹوٹ جاے

یون آنسوؤن سے ہے دلِ مضطر کی خرابی
برسات مین ہو جیسے کسی گھر کی خرابی

سے ہے قالب بیجان کی طرح روح سے خالی | کیا پوچھتے ہو جبسے مرے گھر کی خرابی
دل خاک ہو آباد جو برباد کرے عشق | ظالم ہو جو حاکم تو ہے کشور کی خرابی
واعظ سے کہے کوئی کہ لسد ریا چھوڑ | تاچند یہ محراب کی منبر کی خرابی
سو گنج روان دین عوض اک جام کے میکش | مصرف کے لگے ہاتھ تو ہے زر کی خرابی
ہرچند کہ ہو صاف سخن لاف سے ہے بیجا | ہوتی ہے گرہ جانے سے گوہر کی خرابی

ہے سست مضامین سے امیر اپنی غزل سست
ہے ناخلف اولاد سے اس گھر کی خرابی

کیونکر رہین نہ اُسکی نظر سے گرے ہوے | ہمسے ہمارے طالع بد ہین پھرے ہوے
فرہاد و قیس و نل کا جہان ذکر آگیا | اپنی بھی عاشقی کے وہان تذکرے ہوے
ساقی ہو برق سے کہین شیشے سے جلوہ گر | گلشن پہ کیا سیاہ ہین بادل گھرے ہوے
اللہ ہے کہ جان غریبون کی اب بچے | ترکون کے نیچون پہ ہین چھٹے چرے ہوے
جیسے پڑی ہے آنکھ کسی روے صاف پر | ہین مہر و ماہ دونون نظر سے گرے ہوے
اللہ رے انقلاب زمانہ کہ اندنون | جو اس سرے پڑے تھے وہی اس سرے ہوے
پلکون کو اور یار کی آنکھون کو دیکھ لو | نیزون مین دو غزال ہین گویا گھرے ہوے
دیوان مین لکھدیا جو کبھی ضعف دل کا حال | بحرین ہوئین خفیف ورق جھرجھرے ہوے
گیسو کا بوسہ دین وہ اگر لیکے نقد دل | نقصان نہین ہے دام مین اپنی رہے ہوے

کیا منہ چڑھین گے خال رخ یار کے امیر
انجم ہین آپ اپنی نظر سے گرے ہوے

جبین قمر ہے ہلال ابرو تو چہرہ غصے سی لال ہی ہے | بتون سی ظاہر ہے شان خالق جمال ہی ہے جلال ہی ہے
مین تیرہ بختی سی اپنی خوش ہون کہ تیرہ وہ زلف و خال ہی ہے | خدا کے گھر کا غلاف کالا سیاہ رنگ بلال ہی ہے
کشیدہ ابرو ہین اُس قمر کے تو روے پُرنور لال ہی ہے | سپہر خوبی یہ ہی یہ ثابت کہ مہر ہی ہے ہلال ہی ہے

درنگ کیا دیجو کچہہ ہو دنیا کریم کیا پوچہتا ہی اُس سے
گواہ تغیر حال ہی ہی گدا کی صورت سوال ہی ہے

یہ کسکو دیکہا کہ ہو گئی چپ ہوئی فراموش ساری ہو حق
پڑے ہین مثل مریض صوفی کرینگے کیا وجد حال ہی ہے

بٹھا کے در پر رقیب کو وہ مرے گہر آئین گے دیکہنے کو
خوشی تو ہی میرے دل کو لیکن شریک کچہہ ملال ہی ہے

کہے یہ زاہد سی کوئی جا کر کہ میری بخشش کا کیون ہی منکر
گناہ کرتا تو ہون مین بیشک مگر مجہے انفعال ہی ہے

اگرچہ افلاس مین ہون لیکن نظر ہے میری بلند اتنی
عروس دولت کو خاک چاہون نظر مین میرے یہ مال ہی ہے

وہ قد قیامت وہ خال آفت غضب کے تیور بلا کی چتون
نگاہ ناوک ہی برق ہی ہی کمان ہی ابرو ہلال ہی ہے

بتون کی الفت سی باز آؤ خدا سے پیری مین لو لگاؤ
امیر دنیا سے ہاتہہ اُٹھاؤ ضرور فکر مآل ہی ہے

ہاتہہ طوقِ گردنِ مینا کیے
میکدے مین ہم مزے لوٹا کیے

ہم وہ میکش تھے کہ پی جب تک شراب
دامنِ قاضی سے منہ پوچہا کیے

حضرتِ ناصح یہان آئے تھے آج
دیر تک کچھ بیٹھے جہک مارا کیے

آئنے کو تمنے دکھلایا جمال
ہم کنارے بیٹھے منہ دیکہا کیے

مٹ گئے جب داغِ دل بولا وہ گل
پہول جو ہمنے دیے تہی کیا کیے

دخترِ رز آئی ہمارے پاس امیر
اور میکش دور سے تاکا کیے

دن جوانی کے گئے پیری سفر کا وقت ہے
رات گزری چونک اے غافل سحر کا وقت ہے

چشم پوشی سے تغافل سے حذر کا وقت ہے
دم ہے آنکھون مین ترحم کی نظر کا وقت ہے

وصل کی شب کچہہ ابہی ہے یا سحر کا وقت ہے
کان بجتے ہین الٰہی یا گجر کا وقت ہے

گہر کہان جاؤگے خسخانے مین چلکر سو رہو
دہوپ پڑتی ہے غضب کی دوپہر کا وقت ہے

اضطرابِ دل ہوا پیدا جو ہنگامِ دعا
ہو گیا پورا یقین مجھکو اثر کا وقت ہے

اسقدر ہو رہرو دنیا کہان ہے
زنگ کی آواز آتی ہے سفر کا وقت ہے

تاب رخ مین زلف کہتی ہے دل عشاق سے
خود بخود سینے مین کیون ٹکڑے ہوا جاتا ہی دل
روکتا ہون مین تو کہتے ہین وہ دامن کھینچکر
نیک ساعت ہے دعاے وصل اسد م چاہیئے
ضعف تن نے مجکو پیری مین خبر دی کوچ کی
ایکدم مجھ زار کو فرصت تڑپنے سے نہین
نیمجان چھوڑے ہوے مقتل سی جاتا ہے وہ شوخ
گرمیان اُس مرحکی پہونکے دیتی ہین روز وصال

دہوپ سے سایے مین ٹھہرو دوپہر کا وقت ہے
شاید اُس کوچے مین قتل نامہ بر کا وقت ہے
مجکو جانے دو دھندلکے مین سحر کا وقت ہے
آنکھین بہر آئی ہین اختر کے گزر کا وقت ہے
ٹہریان چٹکین تو مین سمجھا گجر کا وقت ہے
درد دل کے بعد ہی درد جگر کا وقت ہے
اے نگاہ یاس یہ تیر اثر کا وقت ہے
آفتاب آیا ہے سر پر دوپہر کا وقت ہے

رات گزری صبح آئی کر دعا حق سے اسیر
سارے وقتون سے یہی اچھا اثر کا وقت ہے

صبا کو یہ کیا آج موج آگئی
ادا اُسکی کیسا ستم ڈھا گئی
جہان سے مجھے لائی تھی میری عمر
صدا خاک لیلےٰ سے آئی کہ قیس
خدا جانے وہ تیغ کیا وقت قتل
ستم لذت نیستی نے کیا
وہ بیمار بیکس ہون مین ناتوان ،، ،،
مرے عشق کی وجہ ناصح نہ پوچھ
غضب آگیا جان عشاق پر
ذرا اپنی منہدی سے پوچھو تو تم
رہا وصل مین بھی مین محروم وصل

کہ پہولون سے تربت مری چھا گئی
قضا کے گلے مجکو ملوا گئی
وہین سیر دکھلا کے پچھتا گئی
مجھے تیری دیوانگی کہا گئی
گلے ملکے بسمل کو سمجھا گئی
مجھے میرے ہاتھون سی مٹوا گئی
تڑپ آکے کروٹ بدلوا گئی
طبیعت ہی تو ہے ادھر آگئی
جہان کو ئی ہچکی اُنہین آگئی
مرے دل مین کیون آگ بھڑکا گئی
حیا اُسکو پردے مین بہلا گئی

بڑی بیوفا عمر رفتہ تھی ہائے / مسافر کو رستے مین لٹوا گئی

ہوئی وصل مین بھی نہ خلوت نصیب / جو شوخی ہٹی تو حیا آ گئی

بلایا تو تھا مین نے تجکو حیا / لپٹ کر ترے ساتھ کیون آ گئی

عدم کا بھی رستہ نہ سیدھا رہا / کہ اُسکی کمر آج بل کھا گئی

یہ کیون غمزے کرتی ہے عشاق سے / قضا کو کہان سے ادا آ گئی

نئے رنگ کے کھل گئے گل **امیر** / طبیعت جہان رنگ پر آ گئی

وہ صورت تصور مین کیا آ گئی / پری آ کے تصویر کھچوا گئی

نئی چشم ساقی کو موج آ گئی / مری عمر کا جام چھلکا گئی

تری طرح کیا وہ بھی ہے سوگوار / ہنسی میرے پھولون مین کیون آ گئی

کہا جھک کے مینا نے کچھ جام سے / تری بات اے دخترِ رز آ گئی

نہ آئے اگر یار پیمان شکن / اجل آنے مین تو نہ کترا گئی

کہانی مرے درد کی کچھ نہ تھی / مگر ساری مجلس کو پٹوا گئی

کھلا اُنکا جوڑا تو دشمن کے گھر / اندھیری مرے گھر مین کیون چھا گئی

قیامت ہے واعظ اِسی تاک مین / اِدھر تو نے پی اور اُدھر آ گئی

پسینے مین کیون ڈوبتی تیغِ یار / کیا اُسنے عریان تو شرم آ گئی

چھوا رخ کو دل لیکے اُس زلف نے / وہ قرآن کی جھوٹی قسم کھا گئی

قیامت ہین اے یاس جھونکے ترے / مری شاخِ امید مرجھا گئی

مرے دل کی اللہ رے بربادیان / کہ وحشت بھی تنگ آ کے گھبرا گئی

نظر تمنے گھونگھٹ اُٹھا کر جو کی / عروسِ بہار اور شرما گئی

مرا دل تھا وہ پھول کی پنکھڑی / چمن مین جو کھلتے ہی مرجھا گئی

نہ تھے تیرے مرنے کے یہ دن نعیم [۵۱] — خدا جانے کسکی نظر کہا گئی

اُدہر شرم ادہر توبہ ٹوٹی امیر
شکست آج دونون طرف آگئی

اُسیکی شوخی شرار مین ہی اُسیکی گرمی چنار مین ہے — وہ آب ہر سبزہ زار مین ہی وہ لالہ ہر کوہسار مین ہے
ہوا ہی اُس زلف و رُخ کا سودا نہین ہے ہمکو قرار کُچہا — حلب مین ہی ایک پاؤن اپنا تو ایک ملک تتار مین ہے
ہوی ہین ہم داغ کہا کے آخر اثر ہے سوزِ جگر کا ظاہر — لحد پہ طاؤس ہین مجاور مزار بہی لالہ زار مین ہے
جو حالِ چشمِ پر آب کہیے تو بادلون کا جواب کہیے — عرق ہے پہ ہمکو سحاب کہیے کہ اب بہی دریا غبار مین ہے
ہوا ہی بے روح جیسے پیکر ہمین ہے سیرِ جہان میسر — زمین مین گڑ کر گیٔے فلک پر چڑہا دُو اپنا اُتار مین ہے
نہین مین رنگِ لباس ہر گل نہین تلون سی کام بالکل — مین اس چمن مین ہون لحن بلبل کہ ایک صورت ہزار مین ہے
کمال خواہش ہی دلکو مر کر کہ بوسہ اُس لب کا ہو میسّر — کلال جلدی بنا سے ساغر خراب مٹی مزار مین ہے
چلی ہی ڈالا کہون مین تیغِ قاتل عجب ہے بیٹہا ہی اب بہی غافل — دیت وہ کس کسکو دیگا ایدل کہ ایک کوڑی کٹار مین ہے
گئی جو ہم سوے دشت وہامون کہلا یہ ہم پر جنون مین مضمون — نہین بگولے یہ خاک مجنون تلاشِ محمل سوار مین ہے
ہوا مین ہر چند غم سے بیجان گیا نہ سوزِ فراقِ جانان — پس فنا بہی یہ جسم سوزان شرارِ سنگِ مزار مین ہے
نئی ان اشکون مین ہی روانی کہ پہول کہلتے ہین ارغوانی — شریک شاید چمن کا پانی خمیرِ جسم نزار مین ہے
گدا نے رو کر بہت پکارا جواب اندر سے کچہ نہ آیا — بخیل دربند کرکے بیٹہا کہ کوئی مردہ مزار مین ہے
ہوے جہان سی عدم کو راہی وہی ہی فرقت کی پر تباہی — مکان مین میرے جو تہی سیاہی وہی اندہیر مزار مین ہے

امیر کو کسنے تشنہ مارا کہ اب بہی پانی کا ہے تقاضا
غبار اُڑتا نہین ہے بیجا تلاش ابرِ بہار مین ہے

کہین یہ بہی نہ چہپ جاے نظر سے — نزاکت لپٹی جاتی ہے کمر سے
وہ فتنہ حشر مین اُٹہنے کو تر سے — گرا ئے تو جسے اپنی نظر سے
نہ آیا تیر جب کوئی اُدہر سے — لپٹ کر خوب رویا دل جگر سے

۵۱ جو شعر کے ... نعیم
منشی نعیم الرحمٰن خان
خلف جناب شیخ محمد عبد الرحمٰن خان
... ابتدا ۱۸۵۰ ...

بلا تھی شامِ غم اے صبحِ وصلت
نکالا تو نے آکر بھرے گھر سے

تڑپنے کا مزہ جی بھر کے لیلوں
ذرا تھم تھم کے درد اُٹھے جگر سے

مبارک تجکو اے شوقِ شہادت
وہ لی تلوار قاتل نے کمر سے

ستم ہے تیرے ہوتے آبِ پیکان
مرا دل بوند بھر پانی کو ترسے

ہجومِ آرزو ہے وقتِ آخر
پتنگے لپٹے ہین شمع سحر سے

خدا کو رحم آیا بیکسی پر
کہان پہنچا ہون مین گر کر نظر سے

مسی چہوٹی ہوئی سوکھے ہوئے ہونٹھ
یہ صورت اور آپ آتے ہین گھر سے

ذرا ٹھہرو ابھی جوڑا نہ کھولو
نزاکت پوچھ لے پھلے کمر سے

وہ آئینے سے اپنے پوچھتے ہین
کوئی ہمسا بھی گزرا ہے نظر سے

بلا لو سامنے دیکھو تو کیسا
تڑپ کر آئینہ نکلا ہی گھر سے

ہدف ہونے کو اللہ ری تمنا
جگر آگے ہے دل سے دل جگر سے

تڑپ اس برق کو مین نے سکھائی
چمک ہے درد کی میرے جگر سے

خدا حافظ ہے اب میری نظر کا
کہ لڑنے جاتی ہے اُسکی نظر سے

نہین سنتی اجل بھی میری فریاد
مگر سیکھے ہین یہ غمزے اثر سے

تبسم نے نمک چھڑکا یہ کہکر
مین ہنستا ہون ترے زخمِ جگر سے

امیر اُس قتلگہ کو لیچلا ہے
لپٹ کر خود مرا دامن کمر سے

حشر مین جسنے کہا بندہ خطاکارون مین ہے
رحمت اُسکی بولی چل تو گن گنہگارون مین ہے

پھُنک رہا ہون ہجر مین پر دھیان رخسارون مین ہے
جان پھولون مین پڑی ہی جسم انگارون مین ہے

مغفرت کا تو جو طالب ہے تو زاہد آ ادھر
پیار کرتی ہے وہ میخوارون کو میخوارون مین ہے

مین ہون عاجز اور اُسکو عاجزی محبوب ہے
بے نیازی اُسکی میرے نازبردارون مین ہے

ڈہونڈتا ہے اُسکو اسے زاہد تو اپنے دل مین ڈہونڈ
چہت مین کعبے کی نہ وہ کعبے کی دیوارون مین ہے

شوخ وہ ہم مضطرب وہ نازنین ہم ناتوان
ہلتی جلتی یار سے ہے بات جو یارون مین ہے

حشر کے دن دیکھکر آغوشِ رحمت مین مجھے
پوچہتی ہے خلق تو کسکے گنہگارون مین ہے

کیا نمودِ آفتابِ حشر داغون کے حضور
وہ بہی اِک چہوٹا سا انگارہ ان انگارون مین ہے

اسکو اسے ساقی اُٹھادے کام کیا اسکا یہان
یہ تکلف ہی ہے کیا میکش جو میخوارون مین ہے

حُسن و عصمت دونون یکجا ہون یہ ممکن ہی نہین
گہر مین وہ پردہ نشین ہی شور بازارون مین ہے

پونچہتی ہے میرے آنسو مرگ دشمن کی خوشی
ہون مین وہ ناشاد شادی میرے غمخوارون مین ہے

ابر جب گہر گہر کے آتا ہے پلاتا ہے شراب
رحمت اُسکی آج ساقی بنکے میخوارون مین ہے

لینے آئی ہے اجل کسکو عدم کو جاے کون
اتنی طاقت اب کہان فرقت کے بیمارون مین ہے

صورتِ آئینہ ہر صورت سے ہے وہ آشنا
یار اگر یارون مین ہے عیار عیارون مین ہے

گہر وہی ہے ہجر کے دن بہی جو روزِ وصل تہا
دل مین وحشت ہے در ونہین ہی نہ دیوارون مین ہے

ہے صدا حاتم کی در پر میرے آقا کے امیر
یہ خدا رکہے عجب دربار دربارون مین ہے

ڑکا خنجر جو دستِ نازنین سے
یہ چُہری جہنجہلا کے لی چین جبین سے

یہ ظاہر ہے دلِ اندوہگین سے
کہ ظالم چوٹ کہا آیا کہین سے

اُٹہے جب گردباد آسا کہین سے
زمین کچہہ لیکے اُٹہے ہم زمین سے

کہان کا پردہ وقتِ رقصِ بسمل
نکل آئی کلائی آستین سے

بچونگا ہجر مین تو وصل کی شب
وہ مجکو مار ڈالین گے نہین سے

نہین مُنہ سے جو نکلی پہر کہان ہان
خدا محفوظ رکہے اس نہین سے

کبہی چہپ کر بہی مجکو دیکہ لے گی
زرا پوچہو تو چشمِ شرمگین سے

اُٹہایا برہمی سے اُسنے گہونگٹ
جبین پیدا ہوئی چینِ جبین سے

سوال بوسہ لب تک کیونکر آئے
حیا آتی ہے چشمِ شرمگین سے

حذر ہے مسلم اور جو واعظ
ملے دستِ بتانِ نازنین سے

کیا کیا دختِ رز نے وصل مین کام
نزاکت چھین لی اُس نازنین سے

یہ کسکا آستانہ ہے کہ سجدے
گرے پڑتے ہین آغوشِ جبین سے

صبا آتی ہے اٹھلاتی ہوئی آج
کوئی پیغام لائی ہے کہین سے

جفاے آسمان کی داستانین
سنو گورِ غریبان کی زمین سے

پسِ مردن تصور مین کسی کے
لپٹ جاتا ہون تربت کی زمین سے

چُرا و بھیک مانگو اُن کو کیا کام
اُنھین روز اک نیا دل دو کہین سے

مقابل آئنہ ہے آنکھ اُٹھاؤ
ہنسو بولو کچھ اپنے ہمنشین سے

یہ غصہ ہے کہ دیکھا آئنہ کیون
حیا روٹھی ہے چشمِ شرمگین سے

وہ نقشِ دلنشین ہے نام تیرا
ملے تو چھین کر لیلون نگین سے

چڑھاؤ تیوریان تم آئنے پر
تمھارے ناز اُٹھین گے تمھین سے

غضب کا وقت ہے ہوتی ہین رخصت
تمنائین نگاہِ واپسین سے

اجل بھی چیخ اُٹھی ہے ہمنے دمِ نزع
وہ چٹکی لی نگاہِ واپسین سے

امیر آئے وہ سب قسمت مین میری
مٹے جو بل حسینون کی جبین سے

جو تم ہو مرے دل مین تو دل یہی ہے
یہی گھر ہے لیلے کا محمل یہی ہے

ترا دوست میرا عدو دل یہی ہے
ترا بسمل اور میرا قاتل یہی ہے

ستم ہے نکیلی چھری اُس نگہ کی
کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہے

رہِ عشق مین جس جگہ گر پڑا مین
کہا ضعف نے تیری منزل یہی ہے

نچھوڑون گا مین تیرے ناوک کو ظالم
کہ حسرت بھرے دل کا قاتل یہی ہے

مرے دل کو ٹھکرا کے مجھسے وہ بولے	بڑی دہوم جسکی تھی وہ دل یہی ہے
نہین اُسکو دشوار کچھ ذبح کرنا	مین ہون سخت جان سخت مشکل یہی ہے
وہ صورت تصور سے ہٹنے نپائے	ترا حُسن اے عشق کامل یہی ہے
مرے ناتوان دل کو دیکھا تو بولے	ہلا دے گا جو عرش وہ دل یہی ہے
اجل گور تک مجکو پہنچا کے بولی	مسافر ٹھہر تیری منزل یہی ہے

امیر اس کرم پر مین صدقے کہ اُسنے
کہا میری رحمت کے قابل یہی ہے

خفا جس سے عیسے ہے وہ دل یہی ہے	جو زندہ ہے مُردون مین شامل یہی ہے
تڑپ کر ہمین دل نے مارا تو سمجھے	کہ بسمل کے پردے مین قاتل یہی ہے
نہ گھبرا تہ خنجرِ عشق دم لے	مرے گا تو وقت آمین ایدل یہی ہے
کُھلا تختہ لاے کا تو مین یہ سمجھا	کہ اُسکی شہیدون کی محفل یہی ہے
خدا وادیِ امتحان مین سنبھالے	کڑی راہ الفت مین منزل یہی ہے
مری لاش پامال کرتا ہے ظالم	ارے جان دینے کا حاصل یہی ہے
تماشا مرے دل کے داغون کا دیکھو	چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے
کلی پہول کی ملکے چٹکی سے اُسنے	کہا مجھسے کیون آپکا دل یہی ہے
عدم مین فراقِ احبا کا غم کیا	یہین آئین گے سب کی منزل یہی ہے
مرا دل ہی دشمن ہے دلبر کرے کیا	وہ ہے مُفت بدنام قاتل یہی ہے
کمال طلب ہے جو خود ہو وہ طالب	وہ کھنچ آئے خود جذب کامل یہی ہے
جسے شیشہ سمجھا ہے اے محتسب تو	نہ توڑ اِسکو ظالم مرا دل یہی ہے
عدو کو مین اُس بزم سے تو اُٹھاؤن	جگہ اُسکی دل مین ہی مشکل یہی ہے
دلِ دشمن اُس حور کا گھر بنا ہے	جہنم مین فردوس منزل یہی ہے

اسیر اُس سے تیور مرے کہہ رہے ہین
تری بانکی چتون کا بسمل یہی ہے

یہ کس بیدرد کس ظالم پر اپنا دم نکلتا ہے
یہ رہ رہ کر کلیجا چٹکیون سے کون ملتا ہے

ترے بیمار کا کام اب بڑی مشکل سے چلتا ہے
کہ درد اُٹھکر بدلواتا ہے تب کروٹ بدلتا ہے

بہار آپہنچی ہے شاید کہ دامان و گریبان مین
بہم یہ بحث ہے دیکھین تو کون آگے نکلتا ہے

ضرور آفت کوئی آئی ہے دل پر ورنہ اے ہمدم
تڑپتا لوٹتا کیون آنکھ سے آنسو نکلتا ہے

ترا بیمار اے عیسےٰ نفس بگڑا ہے اب ایسا
سنبھالا بھی سنبھالے آکے تو وہ کب سنبھلتا ہے

ہمین ڈر کا ہے ایسا اُسکے اُٹھ جانیکا محفل سے
بدلجاتا ہے رنگ اپنا جو وہ زانو بدلتا ہے

حنا کیون دیکھکر اُسکو پسی جاتی ہے گلشن مین
لہو عشاق کا ملتا ہے منہدی کب وہ ملتا ہے

چھڑکتے ہین وہ افشان گیسوؤن پر خیر ہو دل کی
مسافر چھاؤن مین تارون کی گھر سے چل نکلتا ہے

خدا بھی عاجزون کی عاجزی سنتا ہے محشر مین
بڑی سرکار مین دربار مین یہ عذر چلتا ہے

رُلا دیتی ہین ہنستی صورتین ان خوبرویون کی
یہ طفلِ اشک انہین پیاری کھلونون پر مچلتا ہے

یہ کسکی گرمیون سے پھنک رہی ہے شمع محفل مین
کہ پروانہ پرون سی شب کو پنکھا روز جھلتا ہے

زراسی جان ہے پر دل جگر پروانے کا دیکھو
کہ جلتی آگ مین کس شوق سے گرگر کے جلتا ہے

خرام ناز پر اُنکے گریبان چاک کرتا ہون
کسی کے پاؤن چلتے ہین کسی کا ہاتھ چلتا ہے

جو کہتا ہون کہ میرا دم نکلتا ہے تو کہتے ہین
ہمارے وصل کا ارمان تو یون ہی نکلتا ہے

تمہاری گرمیان آفت ہین ہجر و وصل دونون مین
کوئی دوزخ مین پھکتا ہے کوئی جنت مین جلتا ہے

عجب تقدیر پائی ہے امیر اس دار دنیا نے
نہین آتا پھر اس گھر مین جو اس گھر سے نکلتا ہے

بہار آپہنچی ہے اب جام مے مستون مین چلتا ہے
خدا چاہے تو رنگ گلشنِ عالم بدلتا ہے

گلے پر میرے ارمان اُسکے خنجر کا نکلتا ہے
خرامان یون ہین جیسے باغ مین طاؤس چلتا ہے

رفوگر دیکھکر میرے جنون کو ہاتھہ ملتا ہے
گریبان کو رفو کرتا ہے تو دامن نکلتا ہے

یہ مطلب ہے فقط اپنا صنم خانے مین جانیسے
کہ اچھی صورتون کو دیکھکر کچھہ جی بہلتا ہے

ذرا تو نشہ کم ہو تو بہ پڑہوا تا ہے کیا واعظ
کہ بیہوشی مین کہتا کچھہ ہون منہ سی کچھہ نکلتا ہے

ہم اتنی بات پر خوش ہین کہ مذکور اپنی الفت کا
ہمیشہ ذکر حسن یار کے ہمراہ چلتا ہے

کہین شادی کہین غم طرفہ دنیا کی دو رنگی ہے
پھنتا ہے کفن کوئی کوئی کپڑے بدلتا ہے

نہین بیکار کوئی شے جہان مین کلک کو دیکھو
زبان گنگ ہے پر کام کیا اس سی نکلتا ہے

ترے نقش قدم سے دی ہی جو اسے ماہرو نسبت
خوش ایسا ہے کہ اب پنجون کے بھل طاؤس چلتا ہے

اگر چشم بصیرت ہے رفاقت سیکھ سایے سے
کہ رہرو جسطرف چلتا ہے یہ بھی ساتھہ چلتا ہے

کیا نالہ اگر دل نے تو آنسو بھی روان ہونگے
کہ لشکر جمع ہوتا ہے علم جسدم نکلتا ہے

ذرا سمجھو مری امید ناحق قطع کرتے ہو
شجر کا کاٹنا کب کاٹنے والے کو پھلتا ہے

چلی عمر روان جسدم زوال آیا جوانی کو
مگر ہے دوپہر سا نچا کہ دن اسمین ہی ڈھلتا ہے

وہ شاعر زندہ ہے مشہور عالم ہے سخن جسکا
کہ نام انسان کا اولاد سے دنیا مین چلتا ہے

ٹہرا ہے بوجہ اسے لیجائے کوئی دلستان یارب
نہایت ضعف ہے اب دل نہین مجھسے سنبھلتا ہے

الٰہی آگ پر پارہ ہے یا اسپند ہے کیا ہے
کہ دل سینے مین بیتابی سے دو دو ہاتھہ اچھلتا ہے

سزا قاضی کی کیا چھڑوائے گی مستون سے میخواری
قلم جب باغبان کرتا ہے انگور اور پھلتا ہے

سخی کے پاس کچھہ ہو اور نہ دے یہ غیر ممکن ہے
نہین کرتا ہے مٹھی بند جب تک ہاتھہ چلتا ہے

امیر اپنے مضامین کو بری رکھ ثقل بندش سے
بھلا نازک تنون سے بوجھہ بھاری کب سنبھلتا ہے

ذوق مینوشی بڑھاتی ہے گھٹا برسات کی
اور لے اُڑتی ہے مستون کو ہوا برسات کی

اے پری اس فصل مین سرگرم آرایش نہو
آگ تلوون مین لگادے گی حنا برسات کی

ابر دریا سبزہ ساقی یار مطرب دخت رز
ہو یہ سب سامان تو پھر دیکھین فضا برسات کی

اٹھ اٹھ آنسو رلاتی ہے ترے ہونٹھونکی یاد
اے پری سنتی ہے یا اودی گھٹا برسات کی

شیرۂ انگور کو کرتی ہے آب آتشین
آگ پانی مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

رنگ مین ڈوبے ہوے ہین نوعروسان چمن
پتے پتے سے ٹپکتی ہے ادا برسات کی

میکدے مین بوتلون کے منہ سے اڑ جاتی ہین کاگ
ہوش مستون کے اڑاتی ہے ہوا برسات کی

مور ناچے کوئلین کوکین پپیہے بول اٹھے
وصل کے دن آگئے فصل آئی کیا برسات کی

جب دوپٹا سادہ اوڑھا تمنے دھانی ہوگیا
واہ کیا تاثیر رکھتی ہے ہوا برسات کی

آنسوؤن مین ڈوب جائین بدلیان اے چشم تر
اب تو زور اپنا بڑہا قوت گھٹا برسات کی

ڈالکر جھولا چمن مین تمنے جب گاے ملار
پینگ دینے کے لئے آئی ہوا برسات کی

کیا تری زلف سیہ کو دیکھکر شرما گئی
بھیگی بھیگی رات ہے اے مہ لقا برسات کی

ساقیا جام و سبو سے ایسی آرایش بڑھے
آکے میخانے پہ صدقے ہو گھٹا برسات کی

ٹکرین لین ابر سے مستون نے پی پیکر شراب
کیا بلا ہوتی ہے مستی ساقیا برسات کی

برق چمکاتی ہوئی کہسار سے اٹھی نہین
نیچے کھینچے ہوے آئی گھٹا برسات کی

فرقت ساقی سے آنکھون مین جہان اندھیر ہے
جان پر مستون کے نازل ہے بلا برسات کی

جب چمن مین آگیا مستون کو ساون کا خیال
ساونی گاتی ہوئی آئی گھٹا برسات کی

پانی پانی کر دیا ہے چشم تر نے لاکھ امیر
چشمکین کرتی ہے اسپر بھی گھٹا برسات کی

بڑہتی ہے رونے سے مستونکے فضا برسات کی
آگئی کیا گھٹ کے آنکھون مین گھٹا برسات کی

ساقیا ہے جوش بارش جوش رحمت کی دلیل
ہم سیہ کارون سے نازش ہے بجا برسات کی

شوخیان ہین دختر رز کی کہ بجلی کی چمک
بوتلین ہین مے کی یا کالی گھٹا برسات کی

زاہدون کی توبہ ٹوٹی لڑکھڑایا پاے شیخ
کچھ عجب مستانہ رت ہے ساقیا برسات کی

میکشون کے منہ سے جو اس فصل مین نکلی دعا
لے اڑی باب اجابت کو ہوا برسات کی

دخترِ رز سے کہدے ساقی اور کھنچلے چار دن
میکشون کے دل مین داغ آنکھون مین ساقی کے خمار

ہر روش پر ہو چمن مین اک پری ساغر بکف
پیتے پیتے پر ہے ساقی سبزۂ مینا کا رنگ

لعل لب سے بڑہکے انگارا ہوئے ہین ہاتھہ پاؤن
کنج گلشن مین ہو صحبت دورِ ساغر کی ضرور

چلتی ہے ٹھنڈی ہوا نزدیک ہے دورِ شراب
ہجر مین سب بیمزہ ہے وصل مین سب بامزہ

فصل آپہنچی ہے اونا آشنا برسات کی
یہ نشانی رہگئی ہے جابجا برسات کی

ایک دن یون دیکھین ای ساقی فضا برسات کی
کیا نظر آتی ہے سبزی خوشنما برسات کی

کیا رچی ہے اے پری پیکر حنا برسات کی
میہمانی ہے مناسب ساقیا برسات کی

مژدہ مستون کو خبر لائی صبا برسات کی
فصل گرمی کی ہو یا جاڑے کی یا برسات کی

نونہالانِ چمن مین تہا کہان یہ حُسن امیر
حضرتِ یوسف[۹] سے ہے ساری فضا برسات کی

[۹] کنایہ ہے نواب محمد یوسف علیخان بہادر فردوس مکان والی ریاست رامپور ۱۲

مرے دل مین پاکے جگہہ نئی ترے رخ کی جلوہ گری رہی
مے بیخودی نے کرم کیا تو مے خودی نے ستم کیا

یہ ہمین کے سارے کرشمے تھے جو یہان سے آگے مین بڑہگیا
مری شاخِ گلشنِ آرزو ہوئی کچھہ نہ واقفِ رنگ و بو

نہ ہی کی کسی نے انہین خبر گہ گیا جہان سے کوئی گزر
روش اُسکی پاے مجال کیا کبہی دو قدم وہ اگر چلا

رہی ہم تلاش مین دربدر دل و دیدہ دونون تہی اُسکے گھر
دل اگرچہ غم سے فگار ہے مگر اب بہی باغ و بہار ہے

مرے آنسوؤن ہی سے آبرو ہوئی گیسوؤنکی یہ مو بمو
جو بڑے بڑے تھے جہان کشا اُنہین کیا فلک نے مٹا دیا

جو تعب سے ہمنے پناہ لی تو غضب سے تیغ نگاہ لی
نہ کہین چلی نہ کہین بہری اسی شیشے مین یہ پری رہی

کچھہ ادہر سے بیخبری رہی کچھہ اُدہر سے بیخبری رہی
نہ ثمر نہ بے ثمری رہی نہ اثر نہ بے اثری رہی

نہ پہل اسمین کوئی کبہی لگا نہ کلی کہلی نہ ہری رہی
اسی آرزو مین گئی پہر مری لاش در پہ دہری رہی

نہین تاب مجکو پسا پسا یہ صداے کبک دری رہی
کبہی اسمین جلوہ گری رہی کبہی اسمین جلوہ گری رہی

اسی شاخ کا یہ شعار ہے کہ شکستہ ہوکے ہری رہی
تری مانگ اے بتِ ماہرو انہین موتیون سی بہری رہی

نہ عروج چترِ شہی رہا نہ ضیاے تاج زری رہی
کبہی راستی کی نہ راہ لی وہی اُنکی کج نظری رہی

نہ گزر ہے بزم جمال مین نہ وہ قوت اپنے خیال مین
نہ وہ حکمت عملی رہی نہ وہ حکمتِ نظری رہی

ہوس جہان سے فراغ ہی نہ وہ دل ہی اب نہ دماغ ہے
نہ ہوای تربت باغ ہے نہ تلاش حُسن پری رہی

نہ سنا فسانہ شور و شر ہوئی خواب ہی مین مری بسر
نہ ہوئی کسیکی کبھی خبر مجھے سب سے بے خبری رہی

رہے کسطرح یہ جنون کا غل خبر اس خبر سے ہین جزو کل
ہوئی خلق جب سے برنگ گل ہمین مشق جامہ دری رہی

یہ طبیعت اُنکی بگڑ گئی جو گیا یہان سے چلی چُھری
کوئی مرغ کیا کہ صبا کو بہی نہ مجال نامہ بری رہی

عجب اشتیاق امیر تہا اُسے دید طرز خرام کا
کہ زمین کوچۂ مہ لقا تہ پاے کبک دری رہی

اے خضر کیا سناون مین حال تباہ کی
ظلمات دہو پ ہے مرے روز سیاہ کی

اتنی تو اُسکے دل نے مرے دل سی راہ کی
آنکھ آج یار کی ہے تو چتون ہے چاہ کی

کیا کیا شب وصال مین گستاخیان ہوئین
تعزیر مجکو دینگے وہ کس کس گناہ کی

اہل عدم سے کیون نہو منزل یہ میل جول
ہے ان مسافرون مین ملاقات راہ کی

یہ میرے دل کو پاس نزاکت تہا یار کا
ٹرپا ٹھہر ٹھہر کے تو تھم تھم کے آہ کی

سرمہ طلب ہوا ہے خدا خیر ہی کرے
آے گی شامت آج کسی بیگناہ کی

کہتا ہے مجکو دیکھ کے اغیار سی وہ شوخ
اس شکل پر حضور کو سوجھی ہے چاہ کی

زاہد بڑے ثواب سے محروم رہگیا
کعبے گیا مگر نہ کسی دل مین راہ کی

فریاد کس سے کوچۂ الفت مین کیجیے
سنتا نہین ہے کوئی کسی داد خواہ کی

ہم دل جلے گئے تو جہنم پکار اُٹھا
یارب سزا ملی یہ مجھے کس گناہ کی

قسمت جو لیچلی مجھے کوچے سے یار کے
حسرت سہی دیکھکر سوے گردون اک آہ کی

گزرے گی وہ نہ داور محشر کے سامنے
جس فرد پر نہو گی نشانی گناہ کی

آنکھ اُس پری سے ملتے ہی یان کام ہو گیا
فرصت ملی نہ ہاے دوبارہ نگاہ کی

مین نے بلائین لین شب فرقت کی بار بار
پائی جو شان کچھ تری زلف سیاہ کی

رحمت تری وسیع مین ناچیز روسیاہ	اللہ کیا بساط ہے میرے گناہ کی
بسمل ترا بچےگا نہ اے ترک دیکھ تو	برچھی اُتر گئی ہے جگر تک نگاہ کی
کسکی سواری آتی ہے صحرا مین ای جنون	اُٹھ اُٹھ کے رقص کرتی ہے کیون گرد راہ کی
سب عیب ایک اشک ندامت سے مٹ گئے	ساری سیاہی دہو گئی روے سیاہ کی
ایسا کیا ہے دشت نوردی نے ناتوان	مین پسگیا جو اُٹھ کے پڑی گرد راہ کی

ہمپر کسی نے لطف کیا یا ستم امیر
ہمنے اُسی کی شان کرم پر نگاہ کی

کیا کہین دل سے کہان وصل مین ارمان گئے	ناز کے صدقے تو انداز کے قربان گئے
امتحان خوب وفا کا بھی جفا کا بھی ہوا	تم ہمین جان گئے ہم تمہین پہچان گئے
کہتے ہین شب کی خوشامد بھی عجب جادو تھی	ماننے کی جو نہ تھی بات وہ ہم مان گئے
وصل مین کہتے ہین کوئی نہین آڑے آتا	ہاے اسوقت کہان میرے نگہبان گئے
جھبگئی گونج جو بالی کی بگڑ کر بولے	ہاتھ ٹوٹین ترے مشاطہ مرے کان گئے
جب مین دروازے پہ دیتا ہون کسیکو آواز	کہتے ہین کہدو وہ گھر غیر کے مہمان گئے
کبھی سونی نہین ہوتی ہے سراے دُنیا	اور دس آگئے دو چار جو مہمان گئے
پوچھتا کیا ہے کہ بسمل گئے مقتل سے کہان	مہربان پا کے تجھے سب ترے قربان گئے
شیخ جی چھپکے یہ حجرے مین اُڑانا بوتل	واہ وا آج تو حضرت تمہین ہم مان گئے
حسن انجام پر اسلام کا ہے دار و مدار	تھے مسلمان وہ جو دنیا سے مسلمان گئے
قتل پر میرے اُٹھاتے ہو عبث تم بیڑا	سرخرو بھی ہون وہی بنکے جنہین پان گئے
خاکساری کے مزے خوب اُٹھے دنیا مین	خاک ہم چھاننے آئے تھے یہان چھان گئے
دل کو تاکا کسی ناوک نے تو اللہ رے شوق	بڑھ کے لینے کو بہت دور تک ارمان گئے
گرمیان وصل مین کین اُنسے تو جلکر بولے	جانے دو انکو جہنم مین یہ ارمان گئے

حق شناسی کی حقیقت کو انہین نے جانا
اے امیر اپنی حقیقت کو جو پہچان گئے

کس بُرے حال سے عاشق ترے ایمان گئے
چار حیران گئے چار پریشان گئے

پوچھتا کیا ہے کہان دل جگر ایمان گئے
جاتے کمبخت کہان سب ترے قربان گئے

ہے وہی حسرتِ دیدار وہی شوق وصال
دل گیا ہاے مگر دل سے نہ ارمان گئے

نیمجان لوٹ کے مقتل مین یہ دیتے ہین صدا
ایک وار اور بھی قاتل ترے قربان گئے

آنکھ سے آنکھ ملی وصل مین تو دل نے کہا
وہ گلے ملنے کو ارمان سے ارمان گئے

کچھہ عجب رنگ سے پرزے کیے دیوانون نے
ٹنگئے گل سوِ دامن جو گریبان گئے

لاش پر میری کہا آکے کہ او طالبِ وصل
کیا ہوا شوق کہان وہ ترے ارمان گئے

بیوفا جان نہین ہوتی ہے اس پردے مین
تو ہی تھا تو ہی تھا ہم جان گئے جان گئے

دل مین تم آنکھ مین تم کعبے مین تم دیر مین تم
تم جہان چاہو چھپو ہم تمہین پہچان گئے

چتونون نے تری سینے کو بنایا چھلنی
ناوکِ ناز کلیجے کو مرے چھان گئے

سان پر تیغ لگائی جو مرے قاتل نے
دیکھتے ہی ملک الموت کے اوسان گئے

صافیان لیتے ہوے ابر کے لکے آے
اور مستان خرابات کی مے چھان گئے

ہمکو سختی سے کہان وادی وحشت مین نجات
تنگ کرنے کو پہاڑ آئے جو میدان گئے

قاضی و محتسبِ شہر سدھارے حج کو
میکشو خوب پیو حلق کے دربان گئے

خواب مین بھی نظر آتی نہین زندان مین فضا
جن مین پھرتے تھے کہان ہاے وہ میدان گئے

وحشتون کے وہ کہان لطف اسیری مین امیر
اب وہ میدان وہ سنسان بیابان گئے

کہتے ہین مجھسے کہ مجھ پر ہے یہ تہمت کیسی
دل مین تیرے ہے تو ظالم مری حسرت کیسی

پیار کیا کیا تری رفتار کو فتنون نے کیا
تیری ٹھوکر سے ملی اٹھ کے قیامت کیسی

ناوکِ ناز کی آمد جو کہین سن لی ہے
دل مین گھبرائی ہوئی پھرتی ہے حسرت کیسی

پسگئی پہولون کے گجرے سے کلائی اُنکی
نبض کی طرح تڑپتی ہے نزاکت کیسی

خود ترے ہونٹھ یہ کہتے ہین کہ بوسہ لے لو
اور معشوقون کی ہوتی ہے اجازت کیسی

کیاریان پہولون کی دیکھین جو کبھی گلشن مین
یاد آئی مجھے احباب کی صحبت کیسی

درد اُٹھ اُٹھ کے تہِ خاک جو تڑپاتا ہے
بیٹھی ہے مجکو دبا کر مری تربت کیسی

سامنا اُنکا ہمارا جو کبھی ہوتا ہے
ناتوانی سے لجاتی ہے نزاکت کیسی

تم نظر آتے ہو مجھکو نہ پتنگون کو چراغ
چھا گئی ہے یہ اندھیری شبِ فرقت کیسی

دوڑتا ہے جو ترا قہر گنہگارون پر
آڑے آجاتی ہے بڑھکر تری رحمت کیسی

ہاتھا پائی مین تو مجھسے ہی وہ نکلے چالاک
سب بناوٹ کی یہ باتین تہین نزاکت کیسی

جلوہ گر یار ہے مجمع مین نظربازون کے
لٹ رہی ہے مری سرکار مین دولت کیسی

اسکو رخصت کرو خلوت مین ہے اسکا کیا کام
وصل کی رات مری جان نزاکت کیسی

ناز سے اُسنے جھٹک کر جو چھڑایا دامن
ہاتھ سے جاتی رہی میری طبیعت کیسی

آج بیمار ترا اُٹھ کے عدم کو پہنچا
ضعف حد سے جو بڑھا آگئی طاقت کیسی

اُسکی رحمت سے ہے سکھپال جنازہ کیسا
حور کھولے ہوے آغوش ہے تربت کیسی

شبِ فرقت شبِ وصلت کا پتا دیتی ہے
ملتی ہے گیسوے محبوب سے رنگت کیسی

او مرے روٹھے ہوے مان لے کہنا من جا
دیکھ کرتا ہے مرا دل تری منت کیسی

مے جو دی ٹوٹے ہوے جام مین ساقی نے نہ پی
پھوٹی قسمت ہی تو ثابت رہی نیت کیسی

حسنِ یوسف کو بہت آنکھ جما کر دیکھا
پوری تصویر تمہاری ہے شباہت کیسی

جی چراتا ہون مین جب ناز اُٹھانے سے امیر
کہتے ہین دیکھو امانت مین خیانت کیسی

سادگی مین تری شوخی کی ہے رنگت کیسی
شرم کے ساتھ ہے آنکھون مین شرارت کیسی

دل اڑا لیگئے دکھلا کے وہ جوبن کا ابھار
سینہ زوری اسے کہتے ہین خیانت کیسی

روٹھتے وقت ذرا آئینہ لیکر دیکھو
مُنہ بنانے مین بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

اچھی صورت کو تری دیکھکے دل لوٹ گیا
ہاے اللہ ہے کو نہ سوجھا کہ ہی سیرت کیسی

ہمتو چلمن کے ادہر ہین نگہہ شوق بتا
تو نے چلمن کے اُدہر دیکھی ہے صورت کیسی

گدگداتا ہے جو اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
چٹکیان لیتی ہے دل مین مرے حسرت کیسی

ناز اٹھوا کے اشارون مین کہا بس چل دو
تم تو بیگاری ہو بیگار مین اُجرت کیسی

مجھسے اور غیر سے تکرار پہ وہ کہتے ہین
کیون لڑے مرتے ہو آپس مین یہ حجت کیسی

وصل مین اُٹھتی جوانی کا جو کس بل دیکھا
چُھپکی جا بیٹھی الگ ہٹکے نزاکت کیسی

چلتی ہے اب تری رفتار کے پیچھے پیچھے
دبگئی ایک ہی ٹھوکر مین قیامت کیسی

مار ڈالا ہے مجھے وصل کی رات آنے دے
دیکھ خدمت تری کرتا ہون نزاکت کیسی

واعظ اتنا تو سمجھ لے کہ ہے وہ ذات رحیم
گئے مجرم ہی جہنم کو تو رحمت کیسی

چونکنے ہی نہین دیتی ہے کہ سوچون انجام
آنکھ کھلتے ہی سُلا دیتی ہے غفلت کیسی

جلنے والے ترے کیا جانین تری بزم کا لطف
کیا خبر دوزخیون کو کہ ہے جنت کیسی

کی مرے دل نے تری زلف مین پھنسکر فریاد
بولی سر چڑہکے ترے میری محبت کیسی

پا کے تنہا اُنہین بوسے جو لئے کہنے لگے
ملگئی مفت چٹورے کو یہ نعمت کیسی

مین تمہارا ہون تو دل بھی ہے تمہارا صاحب
مفت لے لو اسے ٹھہراتے ہو قیمت کیسی

وصل مین بھی تو نکلتی نہین اے پردہ نشین
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت کیسی

بے دھڑک دیکھو نکیرین چلے آتے ہین
اچھی خاصی یہ سڑک ہے مری تُربت کیسی

سر پٹکتا ہون مین کروٹ نہین لیتی غافل
پاؤن پھیلائے ہوئے سوتی ہے قسمت کیسی

پھل کو تلوار کے حیرت سے جو دیکھا تو کہا
اک ذرا چکھیے تو اس پھل مین ہے لذت کیسی

دل مری آنکھون سے کہتا ہے کہ تجھپر مین نثار
ہاے دکھلائی ہے تو نے مجھے صورت کیسی

بات کرنے کی تو مہلت نہین ملتی ہے امیر
ایسی حالت مین غزل کہنے کی فرصت کیسی

دل ہی عاشق کی بڑی سوغات ہے — اور کیا بیچارے کی اوقات ہے
جھانک تاک اغیار سے دن رات ہے — اب یہ کچھ چوری چھپے کی بات ہے
دیکھ غفلت مین جوانی کو نہ کھو — عمر بھر مین اک یہی تو رات ہے
اتنی باتین کیون سناتے تم مجھے — پیار کرتا ہون مین اتنی بات ہے
دے کے دل لیتے ہین بوسی جان نثار — گھر سے کچھ دیتے ہو کیا خیرات ہے
دیدے ہین اور دیدبازی حسن کی — ان ندیدون کی یہی اوقات ہے
بوسہ بے گالی کبھی ملتا نہین — یہ نئے انداز کی خیرات ہے
گالیون کی آرزو پر بول اُٹھے — لو برا کہنا بھی اچھی بات ہے
جتنے شعرون مین ہے مضمون کمر — سب مین اک پوشیدہ نازک بات ہے
توتا چشمی سبزہ رنگون پر ہے ختم — بیمروت بیوفا یہ ذات ہے
دیکھو جب بنتی سنورتی ہے وہ زلف — مار رکھنے کی یہ اچھی گھات ہے
پھول ہارون کے لٹائے راہ مین — یہ نیا بیلا نئی خیرات ہے
مہربانی بے سبب اُسکی نہین — گھاتیا ہے اسمین بھی کچھ گھات ہے
تاکی ہے رندون نے پگڑی شیخ جی — کچھ خبر بھی قبلۂ حاجات ہے
بوتلون سے رات دن ڈھلتی ہے مے — یہ نئی بدلی نئی برسات ہے

ہے توکل پر گزر اپنی امیر
اُسکے در کی بھیک پر اوقات ہے

دکھلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہوگئے — کیا کیا خیال خواب فراموش ہوگئے
بوسہ جو دیتے دیتے وہ روپوش ہوگئے — ہم آتے آتے ہوش مین بیہوش ہوگئے

حرصِ شراب نے ہمین بدنام کر دیا
چٹ کرکے اِس بلا کو بلانوش ہوگئے

بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اُٹھا دیا
ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہوگئے

لذت سے آشنا جو ہوا دل فراق مین
جتنے چھپے تھے نیش وہ سب نوش ہوگئے

صحبت مین میکشون کی نہین بے سبب یہ دور
ساغر ہی مست بادۂ سرجوش ہوگئے

یاد آگئے مزے جو پسِ مرگ وصل کے
تربت کے گوشے حورون کے آغوش ہوگئے

مین ہون وہ عندلیب ہوا جب ترانہ سنج
جتنے کھلے تھے گل ہمہ تن گوش ہوگئے

ساقی شراب اور خراباتیون کو دے
ہم تیری چشمِ مست سے مدہوش ہوگئے

کیا جانے کیا خیال شبِ وصل بندھ گیا
باتین جو کرتے کرتے وہ خاموش ہوگئے

ملبوس خاص حسن نے ہمکو عطا کیا
گل کھا کے دستِ یار سے گلپوش ہوگئے

یان وصل و ہجر دونون ہی مین بیخودی رہی
آنے مین غش تو جانے مین وہ ہوش ہوگئے

بوسے لئے جو زلف کے مستی مین تو کہا
مے پیتے پیتے تم تو بلانوش ہوگئے

پھیرون ادھر کو رخ نہ کیا وصلِ یار مین
پریون سے شوخ اُڑ کے مرے ہوش ہوگئے

ساقی سے اور جام جو مانگا ملا جواب
آنکھین تو کہہ رہی ہین کہ مدہوش ہوگئے

دفتر گرا ادھر تو اُدھر کاتبِ عمل
تڑپے ہم اسقدر کہ سبکدوش ہوگئے

مدت سے سر امانتِ شمشیرِ یار تھا
ہم ذبح ہوکے خوب سبکدوش ہوگئے

دیکھا جدھر کنکھیون سے اُس مست ناز نے
غمزہ پکار اُٹھا کہ وہ بیہوش ہوگئے

افسردہ داغ دل ہوے پیری مین کیا امیر
گویا چراغ صبح کو خاموش ہوگئے

قاضی بھی محتسب بھی قدح نوش ہوگئے
چھپ چھپ کے دخترِ رز سے ہم آغوش ہوگئے

پہنائین اُسنے کشتون کو زخمون کی بدھیان
چورنگ ہوکے تیغ سے گلپوش ہوگئے

کاندھا ابھی جنازے کو دینا ہے جانمن
کیا کاٹ کر سر آپ سبکدوش ہوگئے

چھپتے کہان وہ وصل مین لیکن حجاب سے
منہ پہ نقاب ڈال کے روپوش ہو گئے

عاشق مرے تو سوگ تمہاری بلا کرے
تم کیون برنگ زلف سیہ پوش ہو گئے

سب ذوق و شوق ساتھ جوانی کے چل بسے
دو چار دن وہ ولولے وہ جوش ہو گئے

رخصت ہوے وہ آخر شب خاتمہ ہوا
ہم صبح سے ہی پہلے کفن پوش ہو گئے

مشاطہ پر چلی جو بنا گوش کی سنان
سینہ سپر وہ خال بنا گوش ہو گئے

آئی تھی کسکی شکل خیالی کہ خواب مین
بیساختہ ہم اُس سے ہم آغوش ہو گئے

لپٹا مین اُٹھکے غش سے تو بولے فریب سے
مطلب کیوقت کیسے بجا ہوش ہو گئے

کہنے لگے جو عاشق قد اُن سے درد دل
اونچا لگے وہ سننے گران گوش ہو گئے

اُس پاے نازنین کا تو رتبہ بلند ہے
لاکھون کے سر تصدق پا پوش ہو گئے

اُن بجلیون سے دل مین چمکتی ہین بجلیان
قندیل کعبہ اب وہ دُر گوش ہو گئے

جنکی جگہ سر آنکھون پہ تھی دم نکلتے ہی
افسوس کیا وبال سر دوش ہو گئے

آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج
آپ اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے

کب تک بغل مین پالے ہوے دلکو روئیے
خالی یونہین ہزارون کے آغوش ہو گئے

ایسے سماے میری نظر مین شب وصال
آنکھون کی پتلیان وہ دُر گوش ہو گئے

وہ شہسوار حسن جو معراج کو چلا
جبریل ساتھ غاشیہ بردوش ہو گئے

بہکا مین مست شوق شب وصل تو کہا
لو تم تو بے پیے ہوے مدہوش ہو گئے

دلدار کا پتا تھا کہان ہجر مین امیر
ہم اپنے دل کو لیکے ہم آغوش ہو گئے

ہوے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

تری بانکی چتون نے چُن چُن کے مارے
نکیلے سجیلے جوان کیسے کیسے

نہ گل ہین نہ غنچے نہ بوٹے نہ پتے
ہوے باغ نذر خزان کیسے کیسے

ستارون کی دیکھو بہار آنکھ اُٹھاکر — کہلاتا ہے پھول آسمان کیسے کیسے
گڑے اُن کے تیور جو مقتل مین دیکھے — لیے ناز نے امتحان کیسے کیسے
یہان درد سے ہاتھ سینے پہ رکھا — وہان اُنکو گزرے گمان کیسے کیسے
ہزارون برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا — مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے
وہ صورت نہ آنکھون مین اپنے نہ دل مین — مکین سے ہین خالی مکان کیسے کیسے
ترے جان نثارون کے تیور وہی ہین — گلے پر ہین خنجر روان کیسے کیسے
جہان نام آتا ہے اُن کا زبان پر — تو لیتی ہے بوسے زبان کیسے کیسے
ہر اک دل پہ ہین داغ ناکامیون کے — نشان دے گیا بے نشان کیسے کیسے
بہار آکے قدرت کی گلشن مین دیکھو — کہلاتا ہے گل باغبان کیسے کیسے
اُٹھائے ہین مجنون نے لیلی کی خاطر — شترِ غمزۂ ساربان کیسے کیسے
خوش اقبال کیا سرزمین سخن ہے — ملے ہین اسے باغبان کیسے کیسے
جوانی کا صدقہ ذرا آنکھ اُٹھاؤ — تڑپتے ہین دیکھو جوان کیسے کیسے
شبِ وصل حل ہونگے کیا کیا معمے — عیان ہونگے رازِ نہان کیسے کیسے
خزان لوٹ ہی لیگئی باغ سارا — تڑپتے رہے باغبان کیسے کیسے
بناکر دکھائے مرے دردِ دل نے — نہ آسمان آسمان کیسے کیسے

امیر اب مدینے کو تو بھی روان ہو
چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

مٹے دختِ رز پر جوان کیسے کیسے — رہے دورِ پیرِ مغان کیسے کیسے
نزاکت حیا وصل کے دونون دشمن — ترے ساتھ ہین پاسبان کیسے کیسے
رہِ عشق مین پھرتے ہین مارے مارے — تباہی زدہ کاروان کیسے کیسے
کہین قتل پر عشق مین خاتمہ ہے — ابھی دینے ہین امتحان کیسے کیسے

بند ہے تار اشکون سے کہ غربت مین کیا کیا
سلے خاک مین کاروان کیسے کیسے

عجب کربلا تھا وہ مقتل کہ پیاسے
رگڑتے رہے ایڑیان کیسے کیسے

چھری تیز ہی رہتی ہے بلبلون پر
ستم کرتے ہین باغبان کیسے کیسے

پتا ایک نے بھی نہ منزل کا پایا
بھٹکتے پھرے کاروان کیسے کیسے

جگر مین تڑپ دل مین دود آنکھون مین نم
ملے ہین ہمین میہمان کیسے کیسے

کسی نے بتایا نہ یوسف کو میرے
ملے راہ مین کاروان کیسے کیسے

شبِ غم بلاؤن کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین میہمان کیسے کیسے

زمینِ سخن پر ہین لاکھون سخنور
چمن ایک ہے باغبان کیسے کیسے

بُت اقرارِ وصل آج کرتے ہین کیا کیا
زبان دیتے ہین بے زبان کیسے کیسے

اُمنگین ترنگین جوانی ہی تک تھین
رہے رات بھر میہمان کیسے کیسے

جہان چھیڑنے پر وہ باتون مین آئے
چلی ہے لیکے نشتر زبان کیسے کیسے

چلی وصل مین تیغ اُنکی نہ خنجر
رہے دم بخود ہمزبان کیسے کیسے

ق
توجہ زبان پر ہے شاہِ دکن کو
نکالیگی رنگ اب زبان کیسے کیسے

امیر اب سخن کی بڑی قدر ہوگی
پھلے پھولین گے نکتہ دان کیسے کیسے

پھلے نگاہ پھر مری دشمن حیا ہوئی
وہ ایک تھی یہ دوسری اے دلربا ہوئی

لٹکائے کیون گئے ہین یہ کیسی سزا ہوئی
گیسو تو خود بلا تھے انھین کیا بلا ہوئی

موجود آکے وصل مین بھی لو حیا ہوئی
اِک جان کا عذاب ہوی شرم کیا ہوئی

گالی بھی پیار سے منہ سے ترے خوشنما ہوئی
بیجا بھی بات تو نے کہی تو بجا ہوی

ہے بخشنے نہ بخشنے مین اُسکو اختیار
تو ہے گناہگار کیے جا خطا ہوئی

بیٹھے ہوے کلیجے مین لیتے ہو چٹکیان
اے جان دل لگانے کی اچھی سزا ہوئی

کہتا ہے اُن سے آئنہ صبحِ شبِ وصال
سچ ہے یہ رات بہر مین تری شکل کیا ہوئی

غمزے سے اپنے بولے وہ کشتون کو دیکھکر
لو جی مری گلی نہ ہوئی کربلا ہوئی

رحم آگیا کریم کو محتاج دیکھکر
حاجت ہی اس غریب کی حاجت روا ہوئی

اب آنکھ کیا ملاے گی مستون سی دخترِ رز
قاضی کے گھر مین پڑکے بڑی پارسا ہوئی

کیا کیا لباس شان کرم کے ہین دیکھنا
خاکِ شفا ہوئی کہین آبِ بقا ہوئی

اک عمر ہوگئی شبِ فرقت کو میرے گھر
اب بہی جو ابتدا ہے تو بس انتہا ہوئی

دیکھا نگاہِ گرم سے آج اُسنے غیر کو
مقبول کس جلے ہوے دلکی دعا ہوئی

ہے وصل مین تو ہجر سے بہی بڑہکے اضطراب
تڑپانے مین تو درد سے دونی دوا ہوئی

معشوق سبزہ رنگ تہی جبتک تہی سبزپوش
قاتل لباسِ سرخ پہنکر حنا ہوئی

شکوہ کیا جفا کا تو بولے کہ ناسپاس
میری جفا ہی سے تو نمودِ وفا ہوئی

جی خواب رنگ ہوش یکایک سب اُڑگئی
روزِ فراق تیز کچھ ایسی ہوا ہوئی

آنکھون کے آگے آکے کھڑی ہوگئی وہ شکل
دم بہر جہان پلک سے پلک آشنا ہوئی

ہے چیز ایک ادا و قضا اسقدر ہے فرق
سیدہی نظر ادا ہوئی ترچھی قضا ہوئی

آئینہ عاشقون سے سوا ہے ستم نصیب
پہلے اسی غریب پہ مشقِ ادا ہوئی

مستان عشق کو رمضان مین بہی عید ہے
روزے مین بہی شراب نہ انکی قضا ہوئی

مقتل کو وہ چلے تو ہٹانے کو بھیڑ بھاڑ
تیغِ نگاہ کھینچ کے آگے ادا ہوئی

آئینے نے جواب دیا بات بات کا
لو آج تو کُھلی کُھلی اسے دلربا ہوئی

گھبرا رہے ہو حشر مین کیون اسقدر امیر
اتنی ہی سی تو بات ہے کہہ دو خطا ہوئی

کچھ بہی جو شوخیون سے وہ آنکھ آشنا ہوئی
کیا پانی پانی شرم کے مارے حیا ہوئی

یان جان اُس سی پہلے ہی نذرِ ادا ہوئی
کیسی خفیف آکے مرے گھر قضا ہوئی

کیا وصل کی گھڑی مرے حق مین بلا ہوئی — تعریف کی حیا کی تو شوخی خفا ہوئی

لو وصل مین تو جان ہی اُسکی ہوا ہوئی — عیسی یہ درد ہجر کی اچھی دوا ہوئی

بولا فلک یہ مہر جو زلف اُسکی وا ہوئی — نازل ہمارے سر پہ یہ کالی بلا ہوئی

کہتے ہین زلف یار سے دیوانگان لطف — کالی پری کسی کی ہی تو آشنا ہوئی

عبرت یہ کہہ رہی ہے جوانون کی قبر پر — یارو کہو اُمنگ جوانی کی کیا ہوئی

وہ دیکھتے ہی بزم مین مجکو بگڑ گئے — کچھ بات بھی تو کی نہین یہ بات کیا ہوئی

ہین رند تو فراق مین ساقی کے تلخ کام — پوچھو تو دختِ رز سے یہ کیون بیمزا ہوئی

ق

غافل نزول ہی تو کمالِ عروج ہے — خاک فنا ہی منزلِ آبِ بقا ہوئی

نقطے کی سیر دائرۂ معرفت مین دیکھ — تھی ابتدا جہان سے وہین انتہا ہوئی

میری تڑپ مین ہی ترے جلوے کی آب و تاب — قدرت خدا کی درد سے پیدا دوا ہوئی

ہتھ پھیریان ہین دست نگارین یار کی — اور چور دل کے ہاتھ مین آکر حنا ہوئی

مجکو کڑی نگہ سے ادہر دیکھنا نہ تھا — جوبن کا دل دُکھا تو جوانی خفا ہوئی

گاہک وہ جان کی ہے یہ گاہک ہے دلکی بھی — کیسی قضا قضا کی بھی اُستادا ہوئی

بسمل اداشناس تھے قاتل ادافروش — بدنام مفت بیچ مین پڑ کر قضا ہوئی

مرتے تھے جو ادا پہ وہ سب مر کے رہ گئے — قربان اِس ادا کے یہ اچھی ادا ہوئی

حسرت شبِ وصال مین بھی وصل کی رہی — خلوت مین بھی نہ ان سے نزاکت جدا ہوئی

کیا کیا نیازمندون سے ہین بے نیازیان — یان لاکھون لوٹنے لگے وان اک ادا ہوئی

کیون پہلے آرسی نے دکھای کہ تمنے آنکھ — کسکی طرف سے چھیڑ کی یہ ابتدا ہوئی

بخشا امیرؔ روزِ ازل ہی کریم نے
یان پہلے مغفرت ہوئی پیچھے خطا ہوئی

اچھے عیسے ہو مریضون کا خیال اچھا ہے — ہم مرے جاتے ہین تم کہتے ہو حال اچھا ہے

آرزو وصل کی اچھی یہ خیال اچھا ہے
ہائے پورا نہین ہوتا ہے سوال اچھا ہے

نزع مین مین ہون وہ کہتے ہین کہ خیریت ہے
پہر برا ہوتا ہے کیسا جو یہ حال اچھا ہے

تجہسے مانگون مین تجہی کو کہ سبہی کچھ ملجائے
سو سوالون سے یہی ایک سوال اچھا ہے

یاد وصل آئی تو دل سے یہ کہا حسرت نے
اسکو سینے سے لگا رکھ یہ خیال اچھا ہے

ایک سے ایک حسینون مین ہے اچھا لیکن
ہتھے چڑھ جائے جو اپنے وہی مال اچھا ہے

پہول پہل ہون کہ ہون چھاؤن گھنی ہو حسین
ہر مسافر کی نظر مین وہ نہال اچھا ہے

دیکھے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینون کا وصال اچھا ہے

اچھی حالت پہ کسیکی نہین روتا کوئی
آنکھین کیون روتی ہین پہر دلکا جو حال اچھا ہے

تم زبان سے تو برا کہتے ہو میرے دل کو
چتونون کی تو سنو کہتی ہین مال اچھا ہے

راتین اچھی ہین دن اچھے ہین مہینے اچھے
اچھے معشوق سے صحبت ہو تو سال اچھا ہے

دونون آئینے ہین اُسمین ہے رقیب اِسمین حبیب
خواب معشوق سے عاشق کا خیال اچھا ہے

چیز مانگے کی ہو اچھی بہی تو کس مصرف کی
ہو برا بہی مگر اپنا ہو تو مال اچھا ہے

چودہوین سال مین ہے نام خدا دختر رز
پڑھ دے قاضی کہو دو بول یہ سال اچھا ہے

واعظ اُسکی سی ادائین تو نہین حورون مین
ہمنے تسلیم کیا حسن و جمال اچھا ہے

آگیا اُسکا تصور تو پکارا یہ شوق
دل مین جم جائے الٰہی یہ خیال اچھا ہے

جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بہی ہے بری
جسکا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکہا ہے جو مال اچھا ہے

وہ اُدہر عکس اِدہر بیچ مین ہے آئینہ
بحث یہ چھڑ گئی ہے کس کا جمال اچھا ہے

دہن زخم مین ہر قطرۂ خون ہے یاقوت
تیرے تلوار کے بیڑے کا اگال اچھا ہے

ماہ کامل مہ نو دونون حسین ہین لیکن
اک ذرا سن جو ہے کم اس سی ہلال اچھا ہے

ہائے بوٹا سا وہ قد ہائے وہ رخ وہ جوبن
پہول پہل جسکے ہون اچھے وہ نہال اچھا ہے

حسرتین خون کے دریا ہی مین تڑپین تو بھلی
مچھلیون کے لئے موجون ہی کا جال اچھا ہے

شوخیان وصل مین کرتی ہین جو دل کو مایوس
شرم دیتی ہے تسلی کہ مآل اچھا ہے

برق اگر گرمی رفتار مین اچھی ہے **امیر**
گرمی حسن مین وہ برق جمال اچھا ہے

بھولے پن سے دم رخصت یہ سوال اچھا ہے
ہاتھ سینے پہ ہے کیون دل کا تو حال اچھا ہے

پاکدامن ہو تو ارمانِ وصال اچھا ہے
اچھی نیت ہو تو اچھون کا خیال اچھا ہے

مانگیے بوسہ تو کہتے ہین وہ دیکر دشنام
کیون جواب اسکا ہے اچھا کہ سوال اچھا ہے

دختِ رز گھر مین جو قاضی کے ہے اسکی کیا بات
پارسا گھر ہے رقم چوکھی ہے مال اچھا ہے

ذکر طوبےٰ ہی کا کرتا ہے ہمیشہ واعظ
باغ دہر مین یہی کیا ایک نہال اچھا ہے

اسکا انجام فراق اُسکا ہے انجام وصال
کون کہتا ہے کہ فرقت سے وصال اچھا ہے

غم مین گزرے تو بُرا عیش مین گزرے تو بھلا
نہ بُرا ہے کوئی دنیا مین نہ سال اچھا ہے

کہتے ہین خوش ہون جو عاشق تو کرین اور آفت
رہنے دو رہنے دو ایسون کا ملال اچھا ہے

روز آتا ہے مرے دل کو تسلی دینے
تجھسے اے دشمنِ جان تیرا خیال اچھا ہے

عمر کی جان جوانی یہ جوانی کی ہے جان
بارہ سے بیس تلک جو ہو وہ سال اچھا ہے

ناز کو جان کی ہے تاک ادا کو دل کی
دونون خوش فکر ہین دونون کا خیال اچھا ہے

میزبان مرتا ہے مہمان مزے کرتا ہے
دل کی حالت ہی بُری درد کا حال اچھا ہے

نہ سہی ذوق وفا شوق جفا کیا کم ہے
کچھ نہونے سے تو جیسا ہو خیال اچھا ہے

جی لگے کیون نہ حسینون کی جفائین سنکر
تذکرہ جسمین ہو اچھون کا وہ حال اچھا ہے

خوب دیکھا تو جوانی کا ہے سارا جوبن
حُسن پریون کا نہ حورون کا جمال اچھا ہے

کہتے ہین آئنے سے واہ ہمین سے لیکر
پھر دکھاتا ہے ہمین کو کہ یہ مال اچھا ہے

چلکے دیکھ آئنہ خانے مین ہین کتنے تجھسے
تجکو سوجھی ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

لوٹ ہو دیکھکے دل جسکو وہ قد ہی موزون
جسکو بجلی کہے اچھا وہ نہال اچھا ہے

گرمی مہر قیامت کا بہی دہڑکا نہ رہے
پہونکدے خلق کو اے مہر جمال اچھا ہے

رشک اسپر نہین ہوتا ہے کسی حاسد کو
خوب دیکھا تو خوشی سے بہی ملال اچھا ہے

کہتے ہین آج کو ناخن سے مرے دی تشبیہ
کل کہو گے ترے ابرو سے ہلال اچھا ہے

گرمیِ شوق یہ کہتی ہے چلو دیکھین تو
سنتے ہین طور پہ بہی ایک نہال اچھا ہے

قوتِ عجز سے تا کنگرۂ عرش پہنچ
رنگ پروازیہ اے بے پر و بال اچھا ہے

رشک سے بوسۂ ابرو نہین دیتے وہ امیر
کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچھا ہے

ہر کلی کہتی ہے کہلکر ترے دیوانے سے
دیکھ نکلی ہے پری سج کے پریخانے سے

ساقیا جاتے ہین پیاسے ترے میخانے سے
گھونٹ دو گھونٹ چھلکتے ہوئے پیمانے سے

بُت بنے بیٹھے ہین بُت جی مرا گھبراتا ہے
اُٹھکے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے

حسرتین دیکھین مرے دل مین تو بولے شبِ وصل
لپٹی ہین کیون یہ بلائین مرے دیوانے سے

دختِ رز نامِ خدا اب ہے جوان اے ساقی
کہین مستی مین نکلجاے نہ میخانے سے

لامکان کے جو کتابون مین لکھے ہین اوصاف
ملتے جلتے ہوے ہین کچھ مرے ویرانے سے

دل مرا توڑ دیا آج مرے ساقی نے
مے پلائی بہی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

رحم اُن پر تو کر اُٹھنے دے کبھی تو اُن کو
ہین غضب مین تری آنکھین ترے شرمانے سے

شیخ جی رہتی ہین کیون سُرخ تمہاری آنکھین
شب کو کیا لال پری آتی ہے میخانے سے

میرے ہی دل سے پڑی خانہ خرابی کی بنا
گھر تباہی کا ہے آباد اسی ویرانے سے

کہتے ہین آگ لگے شوق کو تیرے ظالم
جلکے سب رہگیے چھلّے تری گل کھانے سے

رقص کرنے لگا دم بہر مین چھلک کر ساقی
کہدیا جہک کے یہ کیا شیشے نے پیمانے سے

مین نے زلفون کی تمنا کی تو کہا چپ بہی رہو
دم اُلجھتا ہے اس اُلجھے ہوئے افسانے سے

دل چرایا ہے تو آنکھین نہ چرائو دیکھو
چوری کھلنے کا ہے ڈر چور کے گھبرانے سے

شیخ جی آئے تھی رندون مین تو کیسے تھی کثیف
کیا نہا دھو کے نکل آئے ہین میخانے سے

پاس آتے ہی جلا پھونک کے رکھدیتی ہے
شمع کی آگ کو کیا لاگ ہے پروانے سے

کل نظر آئے تھے جاتے ہوئے مسجد کو امیر
آج دیکھا تو چلے آتے ہین میخانے سے

راز میخانے کے باہر نہون میخانے سے
محتسب چھین نہ لے خط کہین پیمانے سے

ڈھلتا غصے ہی مین آنچل وہ کہین شانے سے
ہائے محروم رہا کیون مین سزا پانے سے

زلفین ہلتی نہین تیری یہ ہوا پر پریان ہ
آئی ہین پینگ بڑھانے ترے دیوانے سے

تحفہ بھی چاہیے کوثر کے لئے کچھ زاہد
لیتا جاتا تھوڑی سی تلچھٹ مرے میخانے سے

غیر کو دیکھکے ساقی نہ ہمین دیکھا کر
ہم نہین پیتے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

نگہ شوق کی زور آوریون کو دیکھا
آنچل آیا ہے کہان ڈھلکے ترے شانے سے

داغ تو دل مین مرے تیرے لڑکپن ہی سے تھے
اور ابھرے ترے جوبن کے ابھر آنے سے

دیکھ اے دل نگہ گرم سے اسوقت نہ دیکھ
ٹھنڈے ٹھنڈے ابھی نکلے ہین وہ خس خانے سے

دی بھی مے شیخ کو ساقی نے تو تحقیر کے ساتھ
توبہ توڑی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

وہ تو معشوق ہے تڑپانے مین ملتا ہے مزہ
درد دل تجکو ملا کیا مرے تڑپانے سے

کہتے ہین وصل مین دیکھے کوئی چل پھر انکی
بڑے ہشیار رہین جو پھرتے ہین دیوانے سے

میرے غمخوار جو گھیرے ہین انہین مین کیا دون
غم مرے پاس بچے بھی جو مرے کھانے سے

زاہد و وعظ کی مجلس سے کسے ہے انکار
تم چلو پی کے مین آیا ابھی میخانے سے

شمع سے کتنے ہی اک ساتھ لپٹ جاتے ہین
رشک مطلق نہین پروانے کو پروانے سے

نیمجان کرکے مجھے چھوڑ چلا او قاتل
تیری بیدردی ہی اچھی تھی ترس کھانے سے

درد دل سن کے پسیجا دل بیدرد اُن کا
کام افسون کا لیا ہمنے اس افسانے سے

توسہی میری وفا اُس سے جنازہ اُٹھوائے
بدہیان پہولون کی اُٹھتی نہین جس شانے سے

زیست کالطف تو یارون ہی کے دم تک ہے امیر
بیٹھ جاتا ہے دل احباب کے اُٹھ جانے سے

دختِ رز اٹکی ہے ساقی کسی دیوانے سے
کہ پری بنکے اُڑی جاتی ہی پیمانے سے

داغ پر داغ دیے جاتا ہے دم لے ای چرخ
یہ بہی کہالون گا جو فرصت ہوئی غم کہانے سے

بت حرم مین بہی نہین چین سے رہنے دیتے
روز پیغام چلے آتے ہین بتخانے سے

ساقیا دختِ رز بہی ہے عجب مشاطہ
آکے شیشے کو ملادیتی ہے پیمانے سے

قتل کے وقت مین تڑپا تو کہا خوش ہوکر
تم بہی تو وصل مین خوش تھے مرے تڑپانے سے

کی تہی ہمچشمون مین تعریف تری شوخی کی
آنکھ نیچی ہوئی میری ترے شرمانے سے

شیخ جی اُٹھے تو لغزش نے قدم لیکے کہا
اُٹھ کے کیون بیٹھ گئے جاؤ نہ میخانے سے

خوب جی بہر کے تصور کا ترے موقع ہے
مین بہت خوش ہون شبِ ہجر کے بڑہجانے سے

ترے دیوانے پہ کیا جانے وہان کیا گزری
آیا سیلاب جو روتا ہوا ویرانے سے

شبِ غم کہتی ہے مین پڑ چکی تیرے گہر مین
مجکو کیا کام ہے اب غیر کے گہر جانے سے

چاہتے ہین کہ دل آئین تو الگ ایک سے ایک
راہین زلفون مین نکلواتے ہین وہ شانے سے

کہکے یہ شربتِ دیدار پلایا دم نزع
آخری وقت ہے کیا فائدہ ترسانے سے

شرم سے شمع بجہی جاتی ہے ترے آگے
اُڑ نجائے کہین پر مانگ کے پروانے سے

نکلے چلمن سے وہ سمجہے کہ تماشا ہے کوئی
کام نکلا یہ بڑا دل کے مچل جانے سے

گہنگرو بولین گے گلے مین مرے پامالون کے
یہ صدا آتی ہے گہنگرو کے ہر اک دانے سے

چاہ لی آنکھ سے جوبن کو جو دیکہا تو کہا
کہین یہ مال ملا جاتا ہے للچانے سے

ذکر ہو کس دلِ وحشی نے کیا ہے کہ امیر
وہی آواز چلی آتی ہے ویرانے سے

گرم اندر کا اکھاڑا ہے تو میخانے سے
رقص پریون کا کوئی سیکھ لے پیمانے سے

عکس کی چھیپی ہوئی شکل تو آئینے مین دیکھ
شرم اسکو بھی تو آئی ترے شرمانے سے

دل ہے دیوانہ گیسو تو ہین سلے بیڑی
آن ہے عشق کے بانکون کی اسی بانے سے

رات یہ تازہ کھلا گل کہ مرے دل کی کلی
مسکرا دی تری چولی کے مسک جانے سے

آبرو ہے دل دیوانہ ہی سے گیسو کی
معتبر کہ ہے یہ تسبیح اسی دانے سے

انکی یہ ہٹ کہ نہین آج نہ دونگا بوسہ
دل کی یہ ضد کہ بہلتا نہین بہلانے سے

دہوکے دیتے نہین آنکھون کو بیابانون مین
چھلین کرتے ہین چھلاوے ترے دیوانے سے

اعتبار آپنے وعدے کا خود اپنے کھویا
نہ ہی اتنی بھی تو توقیر قسم کھانے سے

کہتی ہے وصل کی شب انکی حیا سے شوخی
آج حاصل نہین کچھ جھینپنے شرمانے سے

خانقاہون مین جو یہ پھرتی ہے بہکی بہکی
توبہ بھی پی کے مگر نکلی ہے میخانے سے

دیکھ پایا ہے انہین حضرت ناصح نے کہین
اب مین سمجھا جو غرض ہے مرے سمجھانے سے

قاضی شہر ہو یا شیخ حرم کوئی ہو
جو ہو مست نکالو اسے میخانے سے

اشک ہے دانہ مرا اشک ہے پانی میرا
اور واقف ہون نہ پانی سے نہ مین دانے سے

اک ذرا سی حرکت کی بھی سکت مجھ مین نہین
غش یہ غش آتے ہین اب ہوش مین بھی آنے سے

توبہ ٹوٹی ہے ضرور آج کسی اونچے کی
توبہ توبہ کی صدا آتی ہے میخانے سے

لوٹین عشاق تہ خاک کے سینون پہ بھی سانپ
یہ اشارہ ہے لٹین زلف کی لٹکانے سے

سیر کہنا تو غزل کچھ نہین دشوار **امیر**
خوف یہ ہے کہ نکل جائے نہ پیمانے سے

جب آنکھ اس شاہ خوبان پر پڑی ہے
نگہ تقدیر بن بن کر لڑی ہے

لب جانان پہ مسی کی دھڑی ہے
تو سوسن کس لئے پھولی کھڑی ہے

غضب کی پھوٹ الفت مین پڑی ہے
ملا ہے دل جو آنکھ اس سے لڑی ہے

مسی پر چھوٹ افشان کی پڑی ہے
کنی ہیرے کی نیلم مین جڑی ہے

چھپی کیون ہے جو سیلی سے لڑی ہے
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

پھنچتی ہے یہ گردن ہی تک اسکی
صراحی دخترِ رز سے کچھ بڑی ہے

شبِ غم مجسے بیٹھا جاے کیونکر
تری تصویر تو آگے کھڑی ہے

کلی کو باغ مین چھیڑا ہے کس نے
صبا یہ منہ لپیٹے کیون پڑی ہے

خدا اُس زلف و کاکل سے بچاے
بلاے جان ہے جو چھوٹی بڑی ہے

بہت جلدی نہ کر قاتل دم ذبح
یہی تو حاصلِ عمر اک گھڑی ہے

شبِ غم کیسی ہی چھوٹی ہو واعظ
مگر تیری قیامت سے بڑی ہے

ادا گاہک قضا گاہک کدہر جاے
عجب جھگڑے مین جان اپنی پڑی ہے

نہین رکتی چلی جاتی ہے دن رات
مری عمرِ رواں بھی اک گھڑی ہے

لیا ہے بوسۂ قاتل لپٹ کر
لڑا دی جان تب قسمت لڑی ہے

قضا ہی نے تڑپ دیکھی تھی میری
اسی نے جاکے قاتل سی جڑی ہے

فلک کو پھونکتی ہے آہ دل کی
نہ اسی شمع کو اتنی بڑی ہے

بڑی جھگڑالو ہے اُسکی حیا بھی
کہ اک اک بوسے پر پہرون لڑی ہے

ملا کر خاک مین آے ہو کس کو
یہ کیسی گرد دامن پر پڑی ہے

نہین کھلتی گرہ بندِ قبا کی
یہ ظالم اُسکے دل سے بھی کڑی ہے

ہوا ہے کس بلاکش سے وہ برہم
کہ زلفِ یار قدمون پر پڑی ہے

نگاہ ناز ہوتی ہے برآمد
سلامی کو صفِ مژگان کھڑی ہے

اجل آئی ہے نذر اُسکے کرین کیا
ہماری جان تو تم مین پڑی ہے

تمہارے لب ہین باغِ حسن کے پھول
تبسم اُنکی نازک پنکھڑی ہے

امیر اتنا نہ چھیڑ اُسکو شرم

کہ شب بھر پیار کرنے کو پڑی ہے

شبِ وصل آنکھ جب جھپکر پڑی ہے
تو کیا کیا شرم شوخی سی لڑی ہے

نظر کس چشم فتان سے لڑی ہے
کہ آنکھون کو لیے نرگس پڑی ہے

نظر جس دن سے اُس رخ پر پڑی ہے
کرن سورج کی اشکون کی لڑی ہے

زمانے بھر کی آنکھ اُس سے لڑی ہے
جدھر دیکھو یہی آفت پڑی ہے

وہ بیٹھے ہین مگر تیوری چڑھاے
مسیحا پاس اجل سر پر کھڑی ہے

اُدھر عکس اور اِدھر تنتا ہے وہ شوخ
یہ دو بانکون مین کیا بحث آپڑی ہے

گرے ہین جو لگن مین شمع سے پھول
پر پروانہ اُنکی پنکھڑی ہے

نکلتے ہی نہین مسجد سے واعظ
خدا کے گھر مین نال انکی گڑی ہے

گرہ بندِ قبا کی کھُل رہیگی
وہ کھولو جو گرہ دل مین پڑی ہے

مِرے گھر ہجر کے دن دھوپ یارب
جمی ہے یا گڑی ہے یا جڑی ہے

مری میّت کو ٹھکرا کر وہ بولے
کہان کی نیند تمکو ہٹ پڑی ہے

نگاہِ مست ساقی نے دکھا کر
کہا لو پھول کی جا پنکھڑی ہے

زبان دی بہرِ وصل اور خود ہی بولے
مین سچ کہتا ہون یہ جھوٹی بڑی ہے

مژہ اُسکی نگہ سے بھی ہے کٹّر
چھری خنجر سے بھی مُنہ کی کڑی ہے

لپٹ کر سوتی ہے روز اُس سے چوٹی
یہ میری جان کے پیچھے پڑی ہے

اُبھار اُن جوبنون کا کھ رہا ہے
جوانی خود نمائی پر اڑی ہے

نہین اُس تیغ کے قبضے مین چھلا
دُلہن کے کان مین انتی پڑی ہے

نکل سکتی نہین حسرت شبِ وصل
کہ وہ چتون چھری کھینچے کھڑی ہے

لہو مین تر ہے کیون اے چشم خونبار
بتا تو آج تو کس سے لڑی ہے

خضر بھی عمر مین دنیا سے ہین کم
یہ بڑھیا ساری دنیا سے بڑی ہے

نگھ جائے کہان سینے سے اُٹھکر
ہین تو حُسن کی دولت گڑی ہے

ادا قاتل ہے الزام اسکے سر پر
قضا کیا مفت مین مارے پڑی ہے

نہین پلکون کی اوجھل مین وہ پتلی
دُلہن چلمن مین شرمائی کھڑی ہے

نکیلی ہی سجیلی ہی ہے وہ آنکھ
مگر دیکھا تو شرمیلی بڑی ہے

پھنستے ہین وہ بیٹھے گھر مین چہا گل
قیامت در پہ گھبرائی کھڑی ہے

ہنسے ہین جب دہانِ زخم بسمل
تو اک تلوار اور اُسنے جڑی ہے

نہ توڑو نرگسِ بیمار کی آس
عصا ٹیکے ہوے کب سے کھڑی ہے

پہنچتے ہین سب اس منزل پہ مرکر
عدم کی راہ بہی کتنی کڑی ہے

اسیر اپنی نظر مین قصر شاہی
فقیرون کی سی ٹوٹی جھوپڑی ہے

چمکائے ہین کیا داغ جگر آہ رسا نے
ان پہولون مین اور آگ لگا دی ہے صبا نے

جائے تپشِ دل مری کس کس کو بُلانے
مُنھ تیری طرح مجھسے چھپایا ہے قضا نے

پردہ رُخِ محبوب سے اُلٹا ہے ہوا نے
یہ پہول کھلایا ہے نیا بادِ صبا نے

یون ہاتھ اُٹھایا ہے دعا کے لیے مین نے
تا عرش سے روان ہاتھ اُٹھایا ہے دعا نے

بلبل جو ہوئی ذبح تو غنچے یہ پکارے
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا بادِ صبا نے

لو وصل مین بیتابیِ دل ہو گئی دونی
کی اور کمک دردِ محبت کی دوا نے

کس کس کے چلے جوڑ شبِ وصل مین مجھپر
چلکے دیے شوخی نے تو کی چال حیا نے

بسمل ہی مجھے چھوڑ گیا خنجرِ قاتل
افسوس وفا مجھسے نہ کی اُسکی جفا نے

برما کے مرے دل کو جگر تک اُتر آئین
کیا کام لیا نیچی نگاہون سے حیا نے

لو عفو معاصی کے لگائے رہین عاصی
رحمت کو بہت آتے ہین بخشش کے بہانے

کام آگئی شوخی کہ نقاب اُسنے اُلٹ دی
شب کو تو مجھے مار ہی ڈالا تہا حیا نے

برسات مین بہی یہ نہ اُبھرنا تھا نہ اُبھری
چھینٹے دیے کیا کیا مری توبہ کو گھٹا نے

اُس دست حنائی پہ گلے کٹ گئے کتنے
پیسے ہین ہزارون ہی کے دل پسکے حنا نے

گھبرائی ہوئی تیغ بکف پہرتی ہے ہر سمت
کیا جانئے دیا برق کو کیا حکم گھٹا نے

آئی ہے دم نزع مرے گھر شبِ فرقت
گھیرا ہے بُرے وقت مین اس کالی بلا نے

اک آن مین جب بہر دیے جل تہل تو مین سمجھا
واقف تری رحمت سے کیا سبکو گھٹا نے

اُس دستِ نگارین کو کیا ہے جو بھبھوکا
دل مین مرے اک آگ لگادی ہی حنا نے

توبہ کرو توبہ کہین میخانے سے ہٹتی
کوڑے اسے بجلی کے لگائے ہین گھٹا نے

کمبخت مرے گھر سے نکلتی ہی نہین ہے
مامن مرے مسکن کو بنایا ہے بلا نے

اُس گل سے کے جو ہاتہون کو بنا تھا بھبھوکا
لالے کا لہو چوس لیا برگِ حنا نے

اللہ رے میری شبِ ہجران کی سیاہی
سو بار پکارا مجھے گھبرا کے بلا نے

شکوہ جو کیا سنگدلی کا تو وہ بولے
بُت ہمکو بنایا ہے تمہارے ہی خدا نے

ہر گام پہ لغزش تہی رہ عشق مین لیکن
پھسلے تو سنبھالا ہمین تسلیم و رضا نے

گھیرا تو بہت زلفِ بتان نے مجھے لیکن
ابتک تو اس آفت سے بچایا ہی خدا نے

دل پسکے امیر اُنکے قدم تک ہی نہ پہنچا
اور بوسے لیے ہاتہون کے ہی پسکے حنا نے

سیکھی ہے ادا تیری مریجان قضا نے
آتے ہی مرے پاس لگی جان چرانے

یہ خوشخبری نزع مین دی مجھکو قضا نے
بھیجا ہے عیادت کو تری مجھکو ادا نے

ساقی کے تصور سے یہان کُھل گئین آنکھین
ہشیار کیا ہمکو مے ہوش ربا نے

بُت کہتے ہین سن سنکے گلہ جور و جفا کا
پیدا ہی کیا ہے انہین کامون کو خدا نے

نادم جو ہوا جرم پہ رحمت کا ہوا جوش
کی میری شفاعت مرے اقرارِ خطا نے

معشوق جفا کار ہین عشاق وفادار
ہر ایک کو حکمت سے بنایا ہے خدا نے

افلاک کو سمجھے ترے دیوانے جنون مین
چھالے یہ اُچھالے ہین ہمارے کف پا نے

پامال کیا لاش کو تربت کو بھی روندا
کی خوب وفا مجھسے ترے جور و جفا نے

بے موت مجھے تیغ تغافل ہی نے مارا
پوچھا نہ جفا نے نہ قضا نے نہ ادا نے

قدمون پہ گرے تیرے تو پھر سر نہ اُٹھایا
کیا برق کو روندا ہے تری لغزش پا نے

ہین قتلگہ ناز مین سب زندۂ جاوید
شمشیر قضا توڑ کے رکھدی ہی ادا نے

اس شان سے اس ٹھاٹھ سے پہلو مین وہ آے
نذرین اُنہین دین اُٹھکے مرے اہل عزا نے

تیر نگہ ناز سے ہم بچکے جو نکلے
غمزے سے چھُری لیکے کیا ذبح ادا نے

گردش نظر یار نے بیمارون کو مارا
اک زہر کی چٹکی اُنہین دی خاک شفا نے

سہ سہکے ستم تمکو ستمگار بنایا
در پردہ ستم مجھپہ کیا میری وفا نے

جھنجھلائی ہے تنگ آئی ہے یہ بے اثری سے
کوسا ہے تہ عرش مجھے جا کے دعا نے

محشر مین بھی اُٹھا تو وہ مخمور ہی اُٹھا
تاکا جسے تیری نگہ ہوشربا نے

اللہ رے ہم آغوشی تاثیر کی حسرت
سجدے کیے ہین باب اجابت پہ دعا نے

جوڑا جو کھلا دوڑ پڑے سیکڑون فتنے
لین بڑھکے بلائین ترے بالون کی بلا نے

مانگی ہے دعا وصل کی کسکے کہ لپٹ کر
بوسے دیے ہین مُنھ کو مرے میری دعا نے

ہشیار کیا تجھسے مرے ہوش اُڑاکر
دو کام کیے اک نگہ ہوشربا نے

لے لی تری چتون نے مری آہ کی تاثیر
جو بچگئی وہ چھین لی دشمن کی دعا نے

گزرا ہے جب اُس کوچۂ گیسو مین مرا دل
روکا ہے جو آفت نے تو ٹوکا ہے بلا نے

خاموش چلے جاتے ہین دنیا سے ہزارون
کیا جانیے کیا کہدیا چپکے سے قضا نے

دکھلا کے ادا جسکو امیر اُسنے کیا قتل
پیدا اثر درد کیا میری دوا نے

وہ کہتے ہین نکلنا اب تو دروازے پہ مشکل ہے
قدم کوئی کہان رکھے جدھر دیکھو اُدھر دل ہے

سے چلے منہ موڑ کر تو ہی تو پھر سنسان ہی مقتل
ترے ہی دم سے تو اے تیغ قاتل رنگ محفل ہے

نقاب اُٹھی تو کیا حاصل حیا اُٹھی تو آنکھ اُٹھی
بڑا گہرا تو یہ پردہ ہمارے اُن کے حائل ہے

الٰہی پھیدسے تربت مین کوئی حور جنت سے
کہ پہلی رات ہے پہلا سفر ہی پہلی منزل ہے

جدھر دیکھو اُدھر سوتا ہی کوئی پاؤن پھیلائے
زمانے سے الگ گورِ غریبان کی بھی محفل ہے

کلیجے سے لگا آنکھون سے مَل اتنا نہ دو بھر کر
اسے تلوون سے ملتا ہی اری یہ تو مرا دل ہے

منگا کر آئنہ کیون سامنے کی چوٹ کھا بیٹھا
تو اپنا آپ دشمن ہے تو اپنا آپ قاتل ہے

گری ہی ٹوٹ کر توبہ بھی جام مے پر اے زاہد
یہ کیسی پارسائی تھی اب جو میخوارونمین شامل ہے

کہین نازونکی تلوارین کہین غمزونکی چھریان ہین
یہ مجمع ہے حسینون کا کہ جلادونکی محفل ہے

وہ شوقِ قتل سی مضطر ہی یہ شوقِ شہادت سے
نہین کھلتا کہ ان مین کون بسمل کون قاتل ہے

اسی جوہر سے ہے ہر دلعزیز آئینہ دنیا مین
اُسکی شکل بنجاتا ہے یہ جس سی مقابل ہے

زہے وحشت جہان کوئی بگولا دشت مین اُٹھا
تو دوڑا قیس یہ کہکر کہ وہ لیلی کا محمل ہے

بڑھ اے آہِ رسا باب اثر آغوش ہے کھولے
بہت ہی تیری مشتاق اے مسافر تیری منزل ہے

گرہ مین دیکھیے گیسو کی یا جوڑے کی مٹھی مین
نہ سینے مین مرا دل ہے نہ پہلو مین مرا دل ہے

ہمین کیا کام توبہ سے کہ رندِ لاابالی ہین
یہ ذی عصمت تو زاہد پارساؤن ہی کی قابل ہے

نگاہ غور سی دیکھیے اگر انسان تو آنکھین ہون
ذرا سا اُسکی قدرت کا نمونہ آنکھ کا تل ہے

دے اے گلشن کو چیر کے کسکی شمشیر تبسم نے
کہ گل ہین خون مین تر خندۂ گل نیم بسمل ہے

شریکِ حال امیر احسان ہر حالتین ہی اُس کا
صنم جھک جھک کے ملتے ہین خدا کا فضل شامل ہے

نکلنا اُس گلی سی ہو گی بھی عاشق کو مشکل ہے
وہ کہتے ہین کہ لو پھر آ گیا بیمیا دل ہے

خدا رکھے چراغ جام سی میخانہ ہے روشن
شرابی اہل محفل دختر رز میر محفل ہے

فراق یار مین خنجر بکف یاس آکے للکاری
جہان رہتی ہی حسرت وصل کی وہ کونسا دل ہے

تری مشکل ہو اب آسان اے بسمل یہ مشکل ہے
کہ قاتل خود نگاہ یاس کی چھریون سے بسمل ہے

شب وصلت وہ اسکا چلبلاپن دیکھکر بولے
غریب آفت کا مارا غمزدہ بیکس ہی دل ہے

کہین ایسا نہو تجھپر ہی کوئی وار چل جاے
قضا ہٹ جا کہ جھنجھلایا ہوا اسوقت قاتل ہے

بلاوا عرصۂ محشر مین ہے ساری خدائی کا
بڑی ہی دہوم کا جلسہ قیامت کی یہ محفل ہے

نہ کر معشوق کو بے پردہ آنکھین بند کر مجنون
کہ لیلی آنکھ کی پتلی ہے آنکھ آغوش محمل ہے

مجھے تو درد ہے تیرا تجھے ہے کیون یہ بیدردی
مرے پہلو مین ہی دل ہے ترے پہلو مین ہی دل ہے

عدو ہی واے قسمت بزم ماتم مین ہے ساتھ اُنکے
ہمارے پھولون مین کمبخت اک کانٹا ہی شامل ہے

دل بسمل مرا قاتل مرا قاتل نہ کھہ اُسکو
اُسے اللہ رکھے ایک عالم کا وہ قاتل ہے

عبث ہے تاک جھانک اے شیخ تجکو دختر رز کی
بھلا یہ عمر اس نوعمر سے شادی کے قابل ہے

مجھے تو میکدے مین خانقاہون کا مزہ آیا
مراقب سبکے سب اللہ والون کی یہ محفل ہے

مین اسکی یاد مین ہر دم وہ میری گھات مین ہر دم
دل بسمل مین قاتل ہے دل قاتل مین بسمل ہے

فسانہ رہگیا حسن و محبت کا زمانے مین
نہ مجنون ہے نہ لیلی ہی نہ ناقہ ہے نہ محمل ہے

طنابین کھینچدے یارب زمین کوے جانان کی
کہ مین ہون ناتوان اور دن ہی آخر دور منزل ہے

رزا رُخ پا کے اُنکا لے لیا بوسہ تو وہ بولے
کسیکے منھ لگانے مین ہی تو ہمکو مشکل ہے

جھان ڈوبا سفینہ عاشقون کا پار ہے بیڑا
نیا دریا ہے اس دریا کی تہ مین اسکا ساحل ہے

لحد مین لیکے دم جانا ہے میدان قیامت مین
یہی منزل نہین اور اسکے آگے ایک منزل ہے

مرے سینے پہ رکھکر ہاتھ کہتا ہے وہ شوخی سے
یہی دل ہے جو زخمی ہے یہی دل ہے جو بسمل ہے

امیر خستہ جان کی مشکلین آسان ہون یارب
تجھے ہر بات آسان ہے اُسے ہر بات مشکل ہے

اِدہر ضعف اور اُدہر رعب اب سوال وصل مشکل ہے
گرے دو پیرون مین بیٹھی ہوئی آواز سائل ہے

سگ اصحاب کہف انسان کے زمرے مین داخل ہے
بُرا بھی ہے تو اچھا ہی اگر اچھون مین شامل ہے

چھری کھینچی تو پھر اپنی کمر مین توڑی کیون رکھلی
ارے یہ تو کلیجے مین مری رہنے کی قابل ہے

جہان لیجاتی ہی قسمت پہنچتا ہی وہین انسان
بھٹک سکتا نہین کوئی کہ خضرِ راہ کامل ہے

مرے دل کو حسین جگھٹ مین اپنے دیکھکر بولے
یہان دیوانے کا کیا کام یہ پریونکی محفل ہے

لب جانبخش پر نام عدو ہی منہ لگاؤن کیا
مرے آب بقا مین زہر بھی تھوڑا سا شامل ہے

یہی کروٹ بدلوائی یہی اُٹھہ اُٹھکے بٹھلای
مزہ ہمدردیون کا درد دل سی مجکو حاصل ہے

گیا طوفِ حرم کو قیس تو آواز یہہ آئی
ارے نادان یہ لیلی نہین لیلی کا محمل ہے

کسی کا رات بھر جلنا ترا شب بھر کھڑا رہنا
ترے زیر قدم ای شمع محفل تیری منزل ہے

ادھر ہی قتل کی لذت اُدہر ہی وصل کی لذت
گلے پر تیغ ہے سینہ تہ زانوی قاتل ہے

عجب کیا گر اٹھا کر سختی فرقت ہوا ٹکڑے
کوئی لوہا نہین پتھر نہین انسان کا دل ہے

تحیر وصل مین دونون کو ہے آئینہ حیرت
اُدھر تمسے مقابل ہی ادھر مجھسے مقابل ہے

مریضِ عشق تجھہ تک آسکے کسطرح ای عیسیٰ
ادھر سے اب اُدھر کروٹ بدلنا اسکو منزل ہے

قریب انسان اُس بت کی نجائی لاکھہ پیار آلے
وہ صورت دور ہی سے پیار کر لینے کی قابل ہے

لپٹ جانے سے مطلب قیس کو ہی یہ خبر کسکو
کہ ناقہ ہی کدھر اور کس طرف لیلی کا محمل ہے

تمہاری عکس خال رخ سہی ہے سارا جہان روشن
اِسیکا نام تو دل مین سویدا آنکھہ مین تل ہے

سخی کا دل ہے ٹھنڈا گرمی روز قیامت مین
کہ سر پر چتر رحمت سایہ دامان سائل ہے

امیر اللہ حافظ ہے ہجوم ناز مین دل کا
کہ سو جلاد ہین خنجر بکف اور ایک بسمل ہے

بلا پہ صبر کیا عیش جاودان کے لیئے
مزے ہین خلد مین اب خلد آشیان کے لیئے

چھری وہ لائے ہین عاشق کی مرغ جان کیلیئے
غضب کی شاخ نکالی ہی آشیان کے لیئے

بچی جو پریون سی جان آپھنسا مین جو رونمین
اب ان حسینون مین بھیجا ہی امتحان کی لیئے

اندھیری رات مین بجلی کو بھی ترس آیا
غریب لیکے چراغ آئی آشیان کے لیئے

نہ اُٹھے وہ نہ سہی دیکھ تو لیا مجھکو
اُٹھی نگاہ تو تعظیم میہمان کے لیے

کمر لچکتی ہے خنجر سنبھل نہین سکتا
اور آپ آئے ہین عاشق کی امتحان کی لیے

حضور اس کے ہین دشمن بہت اجازت ہو
تو پاسبان ہون مین شبکو پاسبان کی لیے

مزے مزے کے تعلق ہین زخم و خنجر مین
زبان دہن کی لیئے ہی دہن زبان کی لیے

ادا ہی تیری ہی قاتل قضا کی پردے مین
بدل کی بھیس یہ آئی ہے امتحان کی لیے

سوال بوسہ جو چپکے سے بھی کیا تو کہا
ٹھہر منگائی ہین چابنیین تری زبان کی لیے

ہزار شکر کہ پیکان سے دل ہوا آباد
خدا نے بھیجدیا وارث اس مکان کی لیے

جلا رہی ہے پتنگے کو شمع سے یہ کہو
زبان درازیہ تعزیر بے زبان کی لیے

لگاؤن آنکھون سے چومون نہ سنگ اسود کو
کہ ان لبون سے ہین بوسے اس آستان کی لیے

چمک کے آئی جو بجلی تڑپ کر دل نے کہا
وہ برق نے قدم آہ شرر فشان کی لیے

جو خانہ باغ کی کلیان بھی چٹکین تو بولے
یہ کس نے بوسے صبا میری آستان کی لیے

جواب دیتی ہی طاقت بھی ہاے پیری مین
بہت کڑے ہین یہ دن جان ناتوان کی لیے

خدا جو پوچھے گا کیون جان دی جوانی مین
دکھا کے تجکو کہون گا کہ اس جوان کی لیے

مین امتحان مین پورا ہوا تو پھر کہیئے
ذرا سے سمجھکے تقاضا ہوا امتحان کے لیے

مین ہون وہ سوختہ جان گر کہین ملے بجلی
سمجھکے جگنو اٹھا لاؤن آشیان کی لیے

اجازت اپنی نزاکت سی لی ہے یا یون ہی
نکل کھڑے ہوئے سرکار امتحان کی لیے

ستے ہے اب امیر سے کیون ضبط آہ کی تاکید
حضور ہی نے تو دی ہے زبان فغان کی لیے

امیر روتی ہے امت شہ زمان کے لیئے
زمین خاک اڑاتی ہے آسمان کے لیے

کھلی زبان مری کس کے داستان کے لیئے
اچھلکے دل نے جو بوسی مری زبان کی لیے

نکلکے سینے سے اے آہ برق سے کہہ آ
کہ ایک ڈال تو رہنے دی آشیان کی لیے

پکارتا ہے وہ جوبن اُبھر کے سینے مین
کہ بیقرار ہون مین بھی اسی جوان کے لیے

مرا خدا تو توانا ہے ناتوان ہون جو مین
یہ آسرا ہے عصا جان ناتوان کے لیے

نکیلے تم ہو سجیلے ہو تم رسیلے تم
پھر اور دل کو مین رکھہ چھوڑون کس جوان کیلیے

غضب کی لاگ تھی کمبخت برق کو مجھسے
چمن کو پھونک دیا ایک آشیان کے لیے

نہ موت آئے نہ غش آئے نیند کا کیا ذکر
غضب کی قیدین لگائی ہین پاسبان کے لیے

گلہ تڑپ کا نہ انسان کرے جو عاشق ہو
یہی تو ہے پر پرواز مرغ جان کے لیے

کہو کہ آکے رہے میرے پاس تربت مین
اُداس بیٹھی ہے کیون بیکسی مکان کے لیے

وہ آشنا نہوا گو برنگ نقش قدم
قدم قدم پہ قدم مین سلے پاسبان کے لیے

پسند یون بھی ہے اسکو رنگ فتنہ گری
کہ عطر فتنہ خریدا ہی عطردان کے لیے

یہ کنگھی چوٹی جو ہوتی ہی قتل عام کے بعد
حضور اب ہین یہ تیاریان کہان کے لیے

کہو کہ پیر مغان جام جم کو رہنے دے
بہت ہے دختر رز میرے امتحان کے لیے

چلی جو ناز سے بے سر خرو کیے ہمکو
لپٹ کے بوسے تری تیغ خونفشان کے لیے

زمین کو ہمسے غبار آسمان ہمسے خلاف
نہ ہم زمین کے لیے ہین نہ آسمان کے لیے

وہ دل جو روز بدل کر نیا نظر آئے
کہان سے لاؤن مین اُس شوخ دلستان کیلیے

وہ بال گوندھکے پھانسی عبث بناتی ہین
بلائے جان ہین یونہین جان ناتوان کیلیے

جفا کے شوق مین حد سے گزر نہ او ظالم
کوئی تو طرز ستم چھوڑ آسمان کے لیے

اجل کا لقمہ ہوا پہلے پھر مین لقمۂ گور
یہ دونون کھولے تھی منہ ایک ناتوان کے لیے

دل اور تصور جانان مین ربط لازم ہے
مکان مکین کے لیے ہی مکین مکان کے لیے

شباب آتے ہی آندھی کی طرح دل آیا
بہار آئی تو جھونکے بھی کچھ خزان کے لیے

امیر نالہ بھی ہو ساتھہ ساتھہ اشکون کے
جرس بھی شرط سفر مین ہی کاروان کے لیے

جوش کہتا ہے خون بسمل سے — دو دو ہاتھ آج ہون گی قاتل سے
کچھ بپھری سی ہے وہ نگہہ دل سے — تیغ روٹھی ہوئی ہے بسمل سے
پوچھو پیکانِ تیرِ قاتل سے — مشورے ہو رہے ہین کیا دل سے
منہ کہین موڑے نہ خنجرِ یار — یہ جو روٹھا منے گا مشکل سے
لے چلے دل تو ہنس کے فرمایا — پیار اب کیجیے گا کس دل سے
رات کی صحبتین جو یاد آئین — اُٹھ گئی شمع رو کی محفل سے
غیر اور ادعاے جانبازی — کیا مرے گا مری ہوئے دل سے
بزم جنت کی کھینچی ہے تصویر — رنگ لیکر تمہاری محفل سے
دل مین پھرتی ہین وصل کی باتین — نہین آتین زبان تک دل سے
کیون نہ تڑپے کہ ناوکِ قاتل — چھینے لیتی ہے موت بسمل سے
اس ادا سے وہ آئی وصل کی رات — کہ نکل آئین حسرتین دل سے
ہون مین وہ سخت جان کہ موڑ کے منہ — عذر کرتی ہے تیغ قاتل سے
سیر محفل خبر نہین ہوتا — اُٹھے جاتے ہین لوگ محفل سے
حال مجنون کے خاک اُڑانے کا — کہتی ہے اُٹھکے گرد محمل سے
مفت دیدون گا کیا مین جان سی چیز — عمر جاوید لون گا قاتل سے
کام یارون مین کیا تکلف کا — بے تکلف اُٹھاو محفل سے
آئینہ دیکھ کر وہ شرمائے — آنکھ نیچی ہوئی مقابل سے
ڈوبی ہے کس غریب کی کشتی — سر پٹکتی ہین موجین ساحل سے

دل یہ دنیا سے سرد ہے کہ امیر
ہوئی ٹھنڈی غزل بھی مشکل سے

منھدی کہتی ہے دستِ قاتل سے — چھین لے رنگ خون بسمل سے

جان چھوٹے گی مر کے قاتل سے
مشکل آسان ہو گی مشکل سے

بگڑے تشبیہ ماہ کامل سے
سمجھے تعریف اوپری دل سے

خون بسمل نہین بہا دم ذبح
منہدی چھوٹی ہے دست قاتل سے

تڑپین دیوانے اور وہ چپ بیٹھے
یہ کڑی اُٹھہ چکی سلاسل سے

قیس لیلی کو گود مین لینا
سیکھہ لے پردہ ہائے محمل سے

عمرین گزری ہین ٹھوکرین کھاتی
منزلون دور ابھی ہون منزل سے

آئنہ خانے مین جو وہ آئے
چونکھا لڑ گئے مقابل سے

سُن کے پھبتی وہ حور کی بولے
کہی اچھی مگر بُرے دل سے

وہ مسافر ہون مین کہ بنکے خضر
لے گئی غربت آ کے منزل سے

وہ جو بے پردہ سامنے بیٹھے
پردے سب اُٹھہ گئے مرے دل سے

کیا خبر بعد مرگ یارون کی
ساتھہ چھوٹا ہے پہلی منزل سے

دل جو تلوون سے تو نے مل ڈالا
یہ ہوا کس طرح ترے دل سے

جھکے بیٹھے کوئی تو یون بیٹھے
لاش اُٹھے نہ کوے قاتل سے

میرے پہلو سے تو نہ اُٹھہ اے درد
پیار کرتا ہون مین تجھے دل سے

کیا ہین یہ چشم قیس کے پردے
لپٹے ہی رہتے ہین جو محمل سے

ایک اس کو دیا تو دس پائے
جُھک کے مل ای کریم سائل سے

ساتھہ والون نے ساتھہ چھوڑ دیا
دور لیجائے مجکو منزل سے

کہکے لبیک مغفرت دوڑے
توبہ عاصی کرے اگر دل سے

وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھہ گئے
آہ نکلی نہین ابھی دل سے

ہو زمین لاکھ سہل لیکن امیر
ہوتے ہین اچھے شعر مشکل سے

عشق مین دن زندگی کے بھر چلے
مر کے تم جیتے جی ہم مر چلے

آگے آگے فتنۂ محشر چلے
چال قاتل کی اگر خنجر سے چلے

مر چلے ہم مر کے اُس پر مر چلے
کام اپنا نام اُس کا کر چلے

رات بھر وہ کنگھی چوٹی مین رہے
صبح تک آرے مرے سر پر چلے

دل ہے پامال ہجوم یاس و غم
کیا اُگے سبزہ جہان لشکر چلے

حشر مین اجلاس کسکا ہے کہ آج
لیکے سب اعمال کا دفتر چلے

خون ناحق کرکے اک بیجرم کا
ہاتھ ناحق خون مین تم بھر چلے

سعی تو کی وصل کی ہمنے بہت
جب نہ کچھ قابو چلا تب مر چلے

لالے کی مانند ہم اس باغ مین
داغ لینے آئے تھے لیکر چلے

لائے تھے مثل شرر تھوڑی سی عمر
آنکھ ادھر کھولی اُدھر ہم مر چلے

برہمن اور شیخ مین چوٹین چلین
کعبہ و بتخانہ مین پتھر چلے

تم کو جینا ہو مبارک ہمدمو
ہم تو ان پر مرتے ہی بس مر چلے

پہنچین گے اُس بزم مین عشاق ہی
اور یون چلنے کو دنیا بھر سے چلے

بے مروت آنکھ ہو کیا سامنے
مے سہی ہو خالی تو کیا ساغر چلے

پھر تبسم سے چھڑک قاتل نمک
زخم پھر ہم زخمیون کے بھر چلے

چشم و ابرو دونون کے جوہر دکھا
دم جو لے خنجر تو پھر ساغر چلے

کوے قاتل مین گذر آسان نہین
آدمی تلوار پر کیون کر چلے

گردش چشم اپنے مستون کو دکھا
ساقی اب کیا دیر ہے ساغر چلے

ضعف اُس کوچے مین کہتا ہی امیر
بیٹھیے صاحب کہان اٹھکر چلے

چال سے پامال مجھکو کر چلے
ہاے کیا چلتا ہوا منتر چلے

اس چمن سے لخت دل لیکر چلے
ہم نے پھولون سی دامن بھر چلے

مست تیر اگر شریک دور ہو
دختر رز لیکے خود ساغر چلے

عاشق اب اے جان جی کر کیا کرین
مرنے کو آئے تھے تم پر مر چلے

چھپ کر اُس کوچے مین راتون کو گئے
اپنے سائے سے بھی ہم بچکر چلے

یہ ملی کس جرم پر دم کو سزا
حکم ہے دن بھر چلے شب بھر چلے

چتونین چالاک آنکھین فتنہ گر
جوڑ ان عیارون پر کیونکر چلے

دور قاتل مین نہین کچھ روک ٹوک
شوق سے چھریان چلین خنجر چلے

شیخ نے میخانے مین پی یا نہ پی
دختر رز کو تو رسوا کر چلے

ہے مرے قاتل کا شرمیلا مزاج
پھیر کر منھ حلق پر خنجر چلے

بیخودی سے وصل مین کہنڈت پڑی
گھر مین وہ آئے تو ہم باہر چلے

دوڑے بسمل تیغ قاتل کیطرف
پیاس کے مارے سوے کوثر چلے

جرم اپنا موج کی تقصیر کیا
کیون حباب اتنا اُٹھا کر سر چلے

قدر دان شعر تو سب چل بسے
شاعرون کا کام اب کیونکر چلے

سر جھکائے کہہ رہے ہین سرفروش
آزمانا ہو جسے خنجر سے چلے

گل گیا آخر تہ تربت کفن
ایک جوڑا حشر تک کیونکر چلے

رہنے کیا دنیا مین آئے تھے امیر
سیر کر لی اور اپنے گھر چلے

کسیکی چاہ بھی دل مین مری اے نازنین نکلی
ترے تیرون نے گھر بھر کی تلاشی لی کہین نکلی

تمنا کب ترے عشاق کی اے نازنین نکلی
جلے دل سے جو نکلی بھی تو آہ آتشین نکلی

ابھی تیور کڑے کیون ہین ابھی کیون تیغ کین نکلی
کوئی ارمان نہین نکلا کوئی حسرت نہین نکلی

ہٹا کر وہ نگہہ پلکون کا پردہ خشمگین نکلی
چھُری کھینچے ہوئے ظالم اُلٹ کر آستین نکلی

تری صورت کچھہ ایسی کلکِ قدرت سے حسین نکلی
کہ اُسکی ہر ادا سے شانِ صورت آفرین نکلی

الٰہی قتل پر میرے وہ اتراتی ہین کیون اتنا
بدن سے جان نکلی یا دہن سے آفرین نکلی

دلِ مجنون سے نکلی آہ یا بجلی کوئی چمکی
کہ محمل سے تڑپ کر لیلیِ محمل نشین نکلی

شریکِ حالِ عاشق بیکسی مین کون ہوتا ہے
جو نکلی بھی تو کچھہ دل سوزِ آہِ آتشین نکلی

کیا اقرار بھی اُس نے تو وہ انکار ہی ٹھہرا
مری قسمت سے اُنکی ہان بھی در پردہ نہین نکلی

اسی دن کے لیے آنکھون مین ہمنے تجکو پالا تھا
بڑی تو بے مروت اے نگاہِ واپسین نکلی

اُڑا کر لے گئی دل اک نگہہ مین ساری محفل کے
بڑی ہی شوخ دیدہ تیری چشمِ شرمگین نکلی

وفا کی داد دینے مین بھی شرمیلی ادائین ہین
دُلہن پردے سے نکلی یا زبان سے آفرین نکلی

چھپے بیٹھے رہے اپنی جگہہ سب رعبِ قاتل سے
نہ دل سے مرحبا نکلی نہ منھہ سے آفرین نکلی

ہوا دیدار اُسکا خواب مین باتین تصور مین
کوئی حسرت کہین نکلی کوئی حسرت کہین نکلی

وہ کہتے ہین یہان تو ہو گئی ہلکان جان اپنی
اور ابتک حسرتِ وصل آپکے دل سے نہین نکلی

سرے بالین پر ان سا سنگدل بیدرد چیخ اُٹھا
عجب حسرت بھری اک آہ وقتِ واپسین نکلی

ترے انکار نے اے جان دل کو کر دیا چھلنی
انی برچھی کی نکلی جب ترے منھہ سے نہین نکلی

کیا خون اُس نے کن کن حسرتون کا وصل مین اکثر
بڑی کٹر بڑی ظالم تری چینِ جبین نکلی

ترے انکار کے انداز نے بھی مار ہی ڈالا
اُدھر منھہ سے نہین نکلی ادھر جانِ حزین نکلی

الٰہی کس شہیدِ ناز نے سر اپنا کٹوایا
کہ ننگے پاؤن فردوسِ برین سے حورِ عین نکلی

سوالِ وصل پر انکار مین بھی وہ لجاتی ہین
جو نکلی بھی تو چھپکر ہان کی پردے مین نہین نکلی

عجب لذت بھرے ہاتھون سے قاتل نے کیا زخمی
کہ منھہ سے اُف نکلنے کی جگہہ بھی آفرین نکلی

تنِ بیجان کو زیرِ خاک کیا دھر دھر کے پیسا ہے
ستم کرنے مین اُستادِ آسمان کی بھی زمین نکلی

نہ چھوڑا ساتھہ اُن کا میری تربت پر بھی آئین
بڑی پابند اپنی وضع کی چینِ جبین نکلی

نہ نکلی دل سے باہر وصل مین بھی واہ ری عصمت
تری حسرت تو تجھسے بھی سوا پردہ نشین نکلی

جنون اتنگ سنا تھا ساتھ چولی اور دامن کا
گریبان کو نکلتے دیکھکر کیون آستین نکلی

غش آیا وصل مین مجکو تو بولی نازکی اُنگلی
کہ لو مجھسے بھی اِن کی ناتوانی نازنین نکلی

امیر اُبھرا جو وہ جوبن بلا دل کا پتا مجکو
یہی دونون اُچکّے چور تھے چوری یہین نکلی

خبر ہے نعش پہ کس بیوفا کی آنے کی
کہ جان ابھی سے ہی مشتاق جا کی آنے کی

نکالتے ہین وہ مانگ اور دل یہ کہتا ہے
نکل رہی ہے سڑک یہ بلا کے آنے کی

شگاف سینے مین ہین پھر ہی کیون تڑپا ہے دل
دریچیان تو کھلی ہین ہُوا کے آنے کی

وہ بار بار نگاہین ادھر جو کرتے ہین
دکھاتے ہین مجھے گلیان قضا کی آنے کی

شب وصال ہین اُس شوخ کو بلا کی شرب
مین راہین روک رہا ہون حیا کی آنے کی

ہزار برق نے چل پھر کی مشق کی لیکن
ادا نہ آئی ترے مسکرا کے آنے کی

یہ وضع مجکو نہین ہے پسند جاؤ بھی
ادا نکالی ہے تیوری چڑہا کی آنے کی

نہ چوک وقت کو پا کر کہ ہے یہ وہ معشوق
کبھی امید نہین جس سی جا کے آنے کی

گھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی امیر
ادا کسی کی وہ پردہ اُٹھا کی آنے کی

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے
مین روتا ہون اُن کو ہنسی سوجھتی ہے

تمھین حور اے شیخ جی سوجھتی ہے
مجھے رشک حور اک پری سوجھتی ہے

یہ آتا ہے جی مین کہ کوثر پہ چلیے
خرابات مین دور کی سوجھتی ہے

جفا کو وفا کیون نہ سمجھون مین ناصح
محبت مین اچھی بُری سوجھتی ہے

یہان تو مری جان پر بن رہی ہے
تمھین جان من دل لگی سوجھتی ہے

جو کہتا ہون اُن سے کہ آنکھین ملاؤ
تو کہتے ہین تم کو یہی سوجھتی ہے

کہا مین نے پاس آؤ تو ہنس کی بولے
اجی آج تو دور کی سوجھتی ہے

دم نزع بھی تکتی ہین اس کو آنکھین
جو کچھہ سوجھتی تھی وہی سوجھتی ہے

یہان تو ہے آنکھون مین اندھیر دنیا
وہان اُن کو سرمہ مسی سوجھتی ہے

شب وصل آخر ہے اے دل لپٹ جا
تجھے اب خوشی ناخوشی سوجھتی ہے

جو کی مین نے جوبن کی تعریف بولے
تمھین اپنے مطلب ہی کی سوجھتی ہے

بُری ہو نہ قسمت الٰہی کسی کی
کہ جو سوجھتی ہے بُری سوجھتی ہے

بُرا دختِ رز کو کہے کیون نہ واعظ
بُرے کو بھلی بھی بُری سوجھتی ہے

پڑا ہے یہان دیدہ و دل کا رونا
تمھین آئنہ آرسی سوجھتی ہے

گھٹا گھر کے آتی ہے جب فصل گُل مین
تو متوالون کو میکشی سوجھتی ہے

یہان دل ہے صد چاک پڑتی ہین چوٹین
تمھین کنگھی چوٹی اچی سوجھتی ہے

کسی زلف سے ہر طرح جا لپٹنا
نہ بگڑی نہ دل کو بنی سوجھتی ہے

کمر کی رعایت شب وصل کیسی
کہین ایسے مین ناز کی سوجھتی ہے

امیر ایسے ویسے تو مضمون ہین لاکھون
نئی بات کوئی کبھی سوجھتی ہے

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہر انتخاب

وہ مست ہون کہ ساغر مے جیب مین پاگیا
بتون کے ظلم سے بھی اپنا مدعا نکلا
وقت آخر مین نہین ہے کوئی میرا آسرا
سوجھا ہے بیخودی مین یہ مضمون دور کا
آنکھین ملائین آپ تو کچھ درد دل کہون
نہ پوچھ اے محتسب ساغر الٹ دونگا تو کیا ہوگا
محشر مین دیر تھی اگر آنے مین یار کے
تڑپتے ہین اگر بسمل تجھے کیا ✤
مسجود وہ صنم ہے ہر رند و پارسا کا
مُنہ پھیر کر چلی تھی خفا ہوکے تیغ یار
لگ کے چھاتی سے وہ سوتا تھا کلیجا شاد تھا
بتو مانا نہین ہو تمین تمہارے قتل کے قابل

اکبار یا غفور کہا اور چڑھا گیا
کہ مُنہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا
شرم عصیان رہ گیا ہے ایک تیرا آسرا
پردے مین دختِ رز کے ہی جلوہ حضور کا
پھرون مزاج ہی نہین ملتا حضور کا ✤
بجائے بادہ شیشون مین لہو تیرا بھرا ہوگا
اے شور حشر تو نے مجھے کیون جگا دیا
تو اپنا کام کر قاتل تجھے کیا ✤
شاید کہ رہگیا ہو بندہ کوئی خدا کا
بارے جھپٹ کے مین نے گلے سے لگا لیا
کیا وہ دن تھے دل سے پہلو جب مرا آباد تھا
مگر للہ بھی اک کام کرلو گے تو کیا ہوگا

ہے تشنگی وہی غم الفت کی آج تک
سارا لہو نچوڑ کے مین نے پلا دیا ✦

قاصد کو بھیجنے سے اُسکی گلی مین حاصل
کیون خون سر پہ لون مین اک بندۂ خدا کا

خالی نہ بزم اپنی رہی دور جام سے ✦
رکھا جو اُس نے ہاتھ سے ہم نے اُٹھا لیا

خواب مین اک دم خیال اُسکا ہوا تھا لب بلب
عمر بھر لذت سے اپنے ہونٹھ مین چاٹا کیا

فلک ہم تو تیرا بھی شکوہ نہ کرتے ✦
مگر تجکو ڈہب ہی نہ آیا جفا کا ✦

آتے ہی دم نزع مرے پاس وہ بولے
ہم جانتے ہین یہ حال تو دیکھا نہین جاتا

رہ رہ کے اک کھٹک سی سینے مین ہو رہی ہے
شاید ابھی ہے باقی ٹکڑا کوئی جگر کا

دل تو پہلو سے ہمارے کھو گیا
درد پہلو ہائے تو کیا ہو گیا ✦

کہا دل نے یہ مجھسے کھینچکر خنجر وہ جب آیا
تڑپنے تلملانے لوٹنے کا وقت اَب آیا

صف محشر مین تیرے کشتون نے
کچھ سمجھکر مجھے امام کیا ✦

نہ پھرا نامہ بر وہان سے **امیر**
زندگی نے مجھے جواب دیا ✦

روانی سے چلتا نہین حلق پر
تری چال خنجر بھی چلنے لگا ✦

وصل کی رات بھی پہلو ہی بدلتے گذری ✦
ایک کروٹ دل بیتاب نے سونے ندیا

تیرے ابرو کی یاد مین اے بت ✦
ہم نے کعبے کو بھی سلام کیا

انصاف جور یار خدا سے طلب کیا
تمنے بھی اے **امیر** بڑا ہی غضب کیا

مرا دل دیکھ کر بولی خرابی ✦
یہ ویرانہ کبھی آباد بھی تھا ✦

وائے قسمت پاؤن اپنی رہ گئی تھک کر امیر
وادی مقصود جب دو چار منزل رہ گیا

ہم جو رخصت ہوئے اُس بت سے تو ہنگام وداع
ہنس کے بولا وہ صنم جاؤ خدا کو سونپا

خاطر مری صیاد کو ہے سب سے زیادہ
احسان ہے یہ مجھپر مری بے بال و پری کا

نہ ملا تھا جواب نامہ اگر ✦
آ کے قاصد جواب ہی دیتا

اِس قدر ہے دراز ہجر کی رات ✦
پر تڑپنے سے جی نہین بھرتا ✦

تم تو دوزخ مین نجاؤ گے ہمارے بدلے
واعظو وعظ کی مجلس مین توتہامین بدمست
خنجر نے ترے دیا نہ پانی +
کیون نہ کٹتی زبان تری اے شمع
ایدل تو اور چار پہ عاشق ہو مجہکو کیا
مری صورت جو بدلی فرط غم سے
کمی گر ترا تیر کر جائے گا
سوا اسکے کہ کچھہ دل کی تڑپنے مین مزا پایا
وہ بولے بزم مین اغیار سے الگ رہنا
کہیل تہا عمر بہر جو دیکہا تہا
کہتا ہی عشق دیکہہ کے میرا چراغ داغ
زور جنون سے ضعف مین ارمان نکلگیا
نہ چونکا مرا بخت خفتہ امیر
اللہ رے تری وصل کی حسرت کہ جنا نہین
میکشون کا نامۂ اعمال سارا دہو گیا
بادۂ اطہر جسے سمجہے ہوئے ہو زاہدو
بزم مین آکر وہ غیرون پر ستم کیون کر گیا
نزع مین ہون مین کہو انسی اب آرام کرین
دل مرا ایک قطرۂ خون تہا
ایدل بلائے جا وہ کبہی آ ہی جائیگا
اے جذب شوق دید کشش مین کمی نکر

زاہد وہم جو گنہگار ہین پہر تمکو کیا
کچھہ اگر ہوش مین ہوتا تو تمہاری سنتا
ترسا ترسا کے مار ڈالا +
سوز دل کیون زبان پر آیا +
مین نے ترے بہلے کو کہا کیا برا کیا
تو وہ بولے کہ اچہا روپ بدلا
تڑپ کر یہ نخچیر مر جائیگا
مرے پہلو مین رہکر تو نے ای درد اور کیا پایا
کہین امیر نہ بیٹہا ہو یان فقیر بنا
زندگی کیا تھی اک تماشا تہا
روشن ہی اس سے نام مری خاندان کا
اٹہا نہ ہاتھہ بہی کہ گریبان نکل گیا
پھُنکا صور محشر زمانہ ہوا
دل کہو لکے حورون سی بہی لپٹا نہین جاتا
جو دہوان بہٹی سے اٹہا ابر رحمت ہو گیا
دخت رز بہی تو اسید کا نام ہے اک پیار کا
میرے ہوتے غیر پر بیداد مین کیا مر گیا
دیکہنا تہا مجہے سو ایک نظر دیکہہ لیا
نوش جان اسکو تیرے غم نے کیا
دو چار بار کہنے مین شرما ہی جائے گا
جلوہ کسیطرح سے وہ دکہلا ہی جایگا

بیقراری ایک سی دونون طرف مقتلین تھی
ہم ادہر تڑپا کیے قاتل ادہر تڑپا کیا

نالے کرتے کرتے مین ٹھہرا تو وہ کہنے لگے
مر گیا غش کر گیا دیکھو تو چپ کیون ہو گیا

قتل کافر وہ ہی میرا کام آخر کر گیا
یہ خبر سنتے ہی مین مارے خوشی کے مر گیا

اپنے مرنے کا نہین غم مگر اتنا غم ہے
ای عزیزو ملک الموت نے گھر دیکھہ لیا

وہ سرمہ بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین
کتنون کو لگا رکھا کتنون کو سلا رکھا

ناقوس لیکے جاتے ہو کعبے کو تم امیر
فریاد ان بتون کی کروگے خدا سے کیا

پیے گا تو بھی تو زاہد وہی جنا نمین شراب
جو میکشون نے یہان پی تو کیا گناہ کیا

فرشتے آکے جہانمین گناہگار ہوئے
کیے گناہ جو ہم نے تو کیا گناہ کیا

امیر صانع قدرت کا کھیل ہے دنیا
بنا بنا کے مٹائی ہین صورتین کیا کیا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

دل خون ہو کے میر اکب چھوٹتا ہے اس سے
جس گل کے ہاتھہ آکر رنگ حنا نہ چھوٹا

خزان نزدیک ہے اب اور رنگ ای باغبان ہوگا
نہ مین اس باغمین ہونگا نہ میرا آشیان ہوگا

قاتل اک چٹکی نمک دے ڈال اب
زخم کہاتے کہاتے تو جی بھر گیا

کس کس نے ہمکو روکا اس در پہ ہم جو پہنچے
لغزش نی پانون پکڑی دربان نے ہاتھہ کھینچا

شب وعدہ نہ جھپکی آنکھہ تک آرام کب آیا
یہی کھٹکا رہا شب بھر وہ اب آیا وہ اب آیا

عاشق ہوئے مگر کچھہ اچھا برا نہ جانا
ہم دل لگا تو بیٹھے لیکن لگا نہ جانا

خط اسنے بے پڑھے ہی قاصد سنائین سیکڑون باتین
جو پڑھ لیتا کہین خط تو خدا جانے وہ کیا کہتا

دے جلد جام ساقی ٹوٹے خمار میرا
تیار ہے جماعت ہے انتظار میرا

کب انا الحق جرم تھا منصور کا
دیکھنے والا تھا کس مغرور کا

پیکان سے ترے دلکو مرے ہے یہ علاقہ
جب تیر کھچا ساتھہ کلیجا نکل آیا

مردے کا زندہ کرنا کیسا تم آپ مرتے
مرنے کا کچھہ مسیحا تم نے مزا نجانا

الجھن ہی کب سے مجنون کو نکل بھی چکے کہین
کمبخت دم تو جان کا جنجال ہو گیا

ناقے کے پاون تھک گئے قسمت یہ قیس کی
جب تھوڑی دور نجد کا میدان رہگیا

دل بوند بھر لہو ہے پر جب یہ مضطرب ہو
اُسوقت رنگ دیکھو اِس بوند بھر لہو کا

مست ہین حلقہ کیے ایک ساہی سب پہ کرم
دور ساغر مین سبو پیر مغان بن بیٹھا

مہمان امیر تم ہو ورنہ
وہ خانہ خراب گھر مین ہوتا

اوڑھی جو تھی دولائی چلتا نہ تھا اُبھر کر
جوبن چھپایا تم نے لیکن چھپا نہ جانا

کہتے تھے دل کسی سے لگاؤ نہ اے امیر
دیکھو تو چار روز مین کیسا حال ہو گیا

مجھکو دیکھا تو آئینے نے کہا
ہاے کیا حال ہو گیا تیرا

سُنا ہے کل کہین مسجد مین وہ بت آیا تھا
نماز ہو نہ سکی اِس قدر ہجوم ہوا

قتل ہی ہم رہے محروم گری ہاتھ سے تیغ
ہاے اِس آنکھ سے جلاد کو کیون دیکھا تھا

اُٹھتا نہین ہے شور جو بازار مین کہین
کیا آج امیر مست سے اُٹھا نہین گیا

ق

تو مجھسے نہ مل خیر مجھے بھی نہین پروا
ڈھب تیرے جلانیکا یہ اے یار کرونگا

تصویر تری لاکے مین اب سامنے تیرے
چھاتی سے لگاؤنگا اُسے پیار کرون گا

نالے بھی سماتے نہین اِس چرخ کے نیچے
کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا

قیامت کا اگر ڈر ہے تو یہ ہے +
کہ ہے ہے ہم کو پھر جینا پڑے گا

بولے وہ گلی مین اپنی مجھسے +
او خانہ خراب اپنے گھر جا

ملک دیتا تھا فلک جاگیر مین ہم نے مگر
مختصر سا ایک تختہ بھر مدفن لے لیا

رُخ جو قاتل اِدھر نہین کرتا
ہائے دل بھی جگر نہین کرتا

ذکرِ شبِ فراق یہ کہتا ہے دل مرا
لو میرے آگے نام نہ اُس روسیاہ کا

اُس بُتِ تند خو کو رام کیا +
آفرین اے امیر کام کیا

سوال خون کا اپنے کرینگے تجھسے جو ہم
جواب غمزۂ حاضر جواب کیا دیگا

اظہار حال حشر کے دن کچھہ نہو سکا
قصہ مرا طویل زمانہ قلیل تھا

بہت غم نہ کھا عشق کا ای امیر
تجھے کوئی آزار ہو جائے گا +

تیری لکنت پر فدا سو جان سے دل ہو گیا
تو نے آدہی بات کی مین نیم بسمل ہو گیا

وہ آئے کھینچکے تلوار سب کو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

کھل گیا زاہد کہ مستون پر خدا کا رحم ہے
ابر جب قبلے سے اُٹھا میکدے پر چھا گیا

غم اُسکا حسرتو نسے پوچھتا ہی میری سینے مین
کہان ہی وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

وفا تو یار نہین چاہتا ہون تجھ سے
جفا مین تو نہ کسی کو شریک کر میرا

مجھسے ہو سکتا کہ دیتا بازوی قاتل کو رنج
وان ہوئی ابرو کو جنبش یہان بدن پر سر نہ تھا

یار آیا ہے مرے مردے پر
ہائے اِس وقت مین زندہ نہوا

ڈوب کر خوب خون چکان نکلا
تیر دل کا مزاج دان نکلا +

کل ذرا چپ مرے پاس آکے جو بیٹھا ناصح
مین یہ سمجھا کہین کمبخت اُسے دیکھہ آیا

مدت ہوئی کہ غم سے خون ہو کہ بہ گیا دل
صدقے کیا تھا صاحب تم سی عزیز کرتا

حضرتِ عیسی ابھی کیا دیکھتے ہو میری نبض
پہلے اُسکو دیکھہ آؤ پھر مجھے تم دیکھنا

کچھہ آج نہین رنگ یہ افسردہ دلی کا
مدت سے یہی حال ہی یار و مرے جی کا

سنوارا ہی اگر اُس کو لحاظ اتنا بھی تو رکھنا
اب ای مشاطہ آئینہ نہ اُسکے روبرو رکھنا

دلبری سی کام ہی ہم کو دل آزاری سے کیا
یار کی یاری سی مطلب اُسکی عیاری سی کیا

شمع کیطرح جلا بھی مین پھنکا بھی لیکن
عمر بھر رشتۂ الفت مری گردن مین رہا

بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی
درد دل نے جو مدد کی تو مین بستر سی اٹھا

مین دل لگا کے تو سنتا ہون کیا کرون ناصح
ترا کلام ہی دل مین اثر نہین کرتا

ٹوٹ کر کس کان سے موتی کا دانہ گر پڑا
ڈھونڈتے آنکھوں سی جو سارا زمانہ گر پڑا

ضعفِ دل نے اثر یہ دکھلایا
درد سے بھی اُٹھا نہین جاتا

آوارہ پھر رہا ہے محبت کی راہ مین | اک دل دیا تھا ہمکو خدا نے سو یون گیا

چکّر لگا رہی ہے جو بجلی چمن کے گرد | مد نظر ہوا ہے مرا آشیانہ کیا

ہزارون اُس سی سوا بے نشان ہین لیکن | نکل گیا ہے زمانے مین نام عنقا کا

لاکھون اُس لیلی کی دیوانے تھی اُنمین عشق نی | ایک مشتِ استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سے بولے | مصیبت کا مارا یہ دل تھا کسی کا

ہم مر گیے تو واہ ری بدنامیون انکا پاس | مٹوا دیا نشان ہمارے مزار کا

دیکھکر عکس آئنے مین کہا | یہ تو کچھ صورت آشنا نکلا

پارہ رکھی ہے اُسنے خنجر پر | ہاے اس وقت مجھہ مین دم نہ ہوا

دل مین تو ہین حضور وہان غم کا کام کیا | ہو جس جگہ سرور وہان غم کا کام کیا

جو ہے مقام جسکا زیبا وہی ہے اُسکو | سینے مین داغ بہتر پہلو مین درد اچھا

بولے وہ سُنکے رات کو میری صدا امیر | پوچھو تو کوئی نام ہے کیا اس فقیر کا

یون ترے در پہ کیون پڑے رہتے | ہم غریبون کا گھر اگر ہوتا

توہی بتا ٹھکانا اے باغبان ہمارا | کس شاخ پر چمن مین تھا آشیان ہمارا

تپ غم ہوئی تو بھی معشوق ہم کو | تری گرمیون نے ہمین مار ڈالا

روز محشر سے ڈرایا ایکدن مین نے اُنھین | ہنسکے بولے وہ بھی اک فتنہ ہی اپنی چال کا

پڑ گیا ہے کوئی ناسور جگر مین شاید | کہ مری آنکھہ سے کل شبکو لہو بھر آیا

پہلے تو کوی یار مین تنہا امیر تھا | نکلا جو گھر سے یار تو جسم غفیر تھا

بتکدے مین ہین اے صنم خوشباش | گھر تو ان کا خدا کے نذر ہوا

چھو گئی بو جہان محبت کی | رنگ پھر ڈر سے مُنہ نہین چڑھتا

قتل موذی کا تو شرعا ہی درست | ناصح اب تک کیون سلامت رہگیا

زلف و رخ دونون نے مجھپر ستم ایجاد کیا | اسنے حیران کیا اُسنے پریشان کیا

کھٹکتے ہین جو رہ رہکر تری تلوونمین ای رہرو
عوض لیتی ہین کانٹے تجھسے اپنی پایمالی کا

جو میرے قتل کو تلوار لیکے یار آیا
لپٹ گیا مجھے بے اختیار پیار آیا

شوق سے مین نے جو خنجر کے تلے سر رکھدیا
چھیڑنے کو ہاتھہ ہی قاتل نے خنجر رکھدیا

داغ نے پھونکا ہمارے خانۂ دلکو **امیر**
ایک چنگاری نے سارا گھر جلاکر رکھدیا

یارب شب فرقت بھی ہوئی ہی کہین آخر
اس شام نے بھی منہ کبھی دیکھا ہی سحر کا

بازو پہ رکھکے سر جو وہ کل ساتھہ سوگیا
آرام یہ بلا کہ مرا ہاتھہ سوگیا

گل خود تھے بی ثبات گلستان دہر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہوگیا

ضبط کرتے ہی اثر نالونکا ظاہر ہوگیا
بول اٹھی گھبراکے ہے ہے تو وہ آخر ہوگیا

تم جو پہلو سے اٹھے دلسے نہ صدما اٹھا
درد پہلو مین یہ اٹھا کہ مین چلا اٹھا

وحشت کا سلسلہ نہ گیا ہاتھہ سے کبھی
دامن سے ہاتھہ اٹھا تو گریبان پہ جا پڑا

گلگشت کی مدے مجھے تکلیف ہمصفیر
کیا دل گرفتگی مین مزا اسیر باغ کا

تھمے اشک حسرت جہان ہجر مین
وہین خشک میرا لہو ہوگیا

نہین تو نے دیکھا ہے اس بت کو زاہد
یہ ایمان ہرگز سلامت نہ رہتا

دلمین مضمون تھا جو اس شوخ کی ظاہر نہوا
رہگئی مجھکو یہ حسرت کہ وہ شاعر نہوا

کچھہ اس ادا سے مارا مجھے کشتہ ادا کو
مقتل مین ہر طرف تھا اک شور آفرین کا

عشق نے زور دکھایا تھا **امیر**
کوہکن کو ہکنی کیا کرتا

چپکا بیٹھا ہوا ناصح کی مین باتین سنتا
پر ترا ذکر تھا اے یار مین کچھہ نہ سکا

بڑھا مست شراب شوق ہو کر وصل مین جب مین
تو وہ بولے یہی ہو آج تم مجھسے الگ رہنا

مرکے اس شوخ سے وصال رہا
خواب مین بھی وہی خیال رہا

کرتے تو کیا قتل مجھے یار نے لیکن
رو رو کے مری خون کو تلوار سے دھویا

ایسے کا کیا کرے کوئی دربار ای **امیر**
دو دن جہان سلام کیا وہ بگڑ گیا

چلے جو آگے بتاتے تری گلی کی راہ
مین آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

زیر شمشیر بھی نظارۂ قاتل نہوا
خوب اے حسرتِ دیدار مرا ساتھہ دیا

کھینچتا ہو نمین تصویرین اگر ہاتھہ اُنکا
کھنچکے کہتی ہین کہ ہے ہے مرا پہونچا ٹوٹا

امتحان گاہ محبت مین تہو سب ثابت مگر
دو و قدم جو بڑہگیا میدان اُسکے ہاتھہ تہا

زرا چشم تر کو اشارہ کیا
کہ دریا نے ہم سے کنارہ کیا

شکوہ زبان پہ آنسکا رنج ہجر کا
اک بوسہ دیکے اُسنے مرے مُنہ کو سی دیا

جنّت کا نہ مین خواہان حور و نکا نہین طالب
بوٹا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا

پٹ کی اوجھل سے قیامت ہے اشارے کرنا
قہر ہے بیٹھکی کھڑکی سے نظارے کرنا

سمجھے کہ عرض حال کریگا ضرور امیر
دربار اُسکے آتے ہی برخاست کر دیا

ازل کے دن کوئی نادان تہا نہ دانا تہا
فقط امیر عنایت کا کارخانہ تہا

باغبان کہتا ہی سن سُنکر فغانِ عندلیب
پہونکدے اے آتشِ گل آشیانِ عندلیب

باغبان بیداد گر گل بیوفا گلچین رقیب
یارب اپنا دردِ دل کسکو سنائے عندلیب

بندہ گئی اُس گل کی یہ نازک مزاجی کی ہوا
پھر گئی منقار تک آکر صدائے عندلیب

گلون سے لگی ساری گلشن مین آگ
الٰہی کہان جائے بُلبُل غریب

میری حق مین ہر طرح ہی یار کی چتون غضب
قہر کی چتون ہے آفت پیار کی چتون غضب

دیکھہ سکتا ہون نہین اُنکو نہ وہ مجکو امیر
گہر کے اندر ہین وہ بیتاب مین باہر بیتاب

شمع پر گذری ہے جو شب تا سحر +
مختصر سی ہے ہماری سرگذشت

دم بھر ٹہھرین ہاتہو نسی دل کو سنبہال لون
بیدرد میرے سینے سے پیکان ابھی نہ کھینچ

ہنسکے رونے پر مری کیسا کیا مجکو خجل
بہ گیا مین پانی پانی ہوکی آنسو کی طرح

اب یہ عالم ضعف کا ہے مین جو روتا ہون امیر
ساتھہ ہر آنسو کی گر پڑتا ہون آنسو کی طرح

لیل و نہار وصل دکھاتا ہے تو دکھائے
کیسی یہ آسمان نے لگائی ہے شام صبح

ہماری راے مین بہتر ہی میکشی کو صباح
دعوی ہے گوکہ بیگنہی کا امیر کو
نہین ہین پُتلیان آنکھون مین اُسکی
بوسہ اُس لب کا ہلا یا ئی مُراد
کہتے ہین کشتۂ رفتار سے وہ ٹھکرا کر
تجسکو بھیجا تھا کس لیے قاصد
کرتے ہین ڈرتے ڈرتے ادہر اک نگاہ شوق
کچھہ ایسی بیخبری چھا گئی ہے الفت مین
ہین قریب صحن گلشن ہم اسیرونکے قفس
آے بہت جو یاد پس مرگ میرے داغ
آیا جو یاد سونا اُس سے چمٹ چمٹ کر
آنکھین تو میری ملتی ہو ایجان پاؤنسے
اِسطرف ہم اُسطرف دل ہیچین ہے چشم تر
سمجھے جو اُسکو سایۂ دیوار یار ہم
ناتوانی نے زور کام کیا *
مین وہ گل ہون اس چمن مین باغبان
مشکل سی ذبح ہونگا بڑا سخت جان ہون مین
عقل کہتی ہر کہ وہ وحشی ہے پہلے رام کر
قتل کر بر اک زرا اے تیغ یار *
وہم کرتا ہی جو ای وحشت تو خاطر خواہ کر
عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز

اب آگے قاضی و مفتی و محتسب کی صلاح
بیٹھا ہی تیرے آگے گنہگار کی طرح
یہ در پردہ ہین دو فتنے نظر بند
مُنہ کی مانگی آج ہاتھہ آئی مُراد
کھولدے آنکھہ اگر ہی مری رفتار پسند
بات کا تو جواب دے قاصد
جب خوب دیکھہ لیتے ہین پہلے ادہر ادہر
نہ دل کو میری خبر ہی نہ مجکو دل کی خبر
دیکھہ لیتی ہین کبھی پہولونکا جوبن جھانک کر
دو پہول اُٹھا کے پہیکدیے میری گور پر
تکیو نسی شب مین رویا کیسا لپٹ لپٹ کر
نرگس کو احتیاط سے رکھتے ہو طاق پر
ہم سمندر کی ادہر ہین دل سمندر کے اُدہر
اُٹھا گیا نہ سایۂ طوبی مین بیٹھ کر
چڑھ گئے یار کی نگاہون پر
پہیکدے گلچین بھی جسکو توڑ کر *
کرتا ہے مجکو ذبح تو تلوار تیز کر
شوق کہتا ہی ابھی سے وصل کا پیغام کر
آشنا نا آشنا پہچان کر
شہر گردی کب تلک صحرا سی بھی کچھ راہ کر
جی مین ہی آج سی عاشق ہون شب فرقت پر

زرِ نظارۂ گل بلبلِ بے بال و پر کر لے | بٹھا دے ایک دم صیاد اسے دیوارِ گلشن پر
گھر بیٹھے ہی رقیب کو مجھسا سمجھ لیا | باہر تو گھر سے آ کبھی تلوار کھینچ کر
زرِ غم ہے حسرتوں کا دلِ داغ داغ پر | گرتے ہین جسطرح سے پتنگے چراغ پر
گرتی نہین ہی اوس یہ آنسو ہین اے فلک | روتی ہی رات بھی مرے بختِ سیاہ پر
جانے دے اُس بت کو ضبطِ نالہ و فریاد کر | اتنی بے صبری نکر اے دل خدا کو یاد کر
بھیڑ مین پڑ جائے تا آنکھ اُس رخِ پُر نور پر | چڑھ کے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہِ طور پر
نو آسمان توڑ چکا اب بہت نہ بڑھ | اے نالہ آگے جا ادب ہے خدا سے ڈر
مسافر سے جھگڑتے ہین فرشتو نسے خدا سمجھے | گھڑی بھر چپ پڑا رہنے نہین دیتے ہین منزل پر
جان اگر دینی نہین ہی ساقیِ گلفام پر | کیون لہو روتی ہی منہ رکھ کر صراحی جام پر
صیاد یہ ستم تو برائے خدا نکر | بے بال و پر ہون مین ابھی مجکو رہا نکر
کوئی جوبن پر ہی عاشق کوئی اُسکی گات پر | کچھ نہین کھلتا کہ ہم دیوانے ہین کس بات پر
پسِ مردن یہ بخشا ہم کو رتبہ بیقراری نے | چھپے ہم خاک کے نیچے گیے افلاک کے اوپر
اے یار بات بات پہ ہوتا ہی اب بگاڑ | غصہ ہی قہر غمزہ ہی آفت غضب بگاڑ
کیون نہو دریا کے پانی مین یہ توڑ | ہے مرے ہی آنسوؤن کا تو نچوڑ
فصلِ گل آگئی شاید کہ صبا گلشن سے | برگِ گل لیکے چلی مرغِ گرفتار کے پاس
نکلے اب کوئی تو راہِ پرورش | بندہ پرور اک نگاہِ پرورش
اب نہین دو شعر ہی یاد اے امیر | تھے کبھی دیوان کے دیوان حفظ
دیکھکر گستاخیِ پروانہ شرماتی ہی شمع | تھوڑی تھوڑی کیسی محفل مین ہوئی جاتی ہے شمع
مجلس مین بیانِ سوزِ دل کا | جلجائے تری زبان اے شمع
مددِ وحشتِ دل دونون ہم یکرنگ ہو جائین | مٹے جسدم گریبان چاک پہنچے آنکے دامن تک
ایک قطرہ خون ہی دل پر وہ قطرہ ہی امیر | غوطے کھاتے پھرتے ہین جسمین دو عالم آج تک

اے غم تری اب خوشی کہاتک ۔ کمبخت لہو تو ہو گیا دل
دیکھکر تیغ مجھے غش نہین آیا قاتل ۔ سجدۂ شکر کو سر مین نے جھکایا قاتل
سارا ہے چمن مکان بلبل ۔ ہر شاخ ہے آشیان بلبل
قفس مین آج بہت بیحواس ہی بلبل ۔ گلونکی خیر ہو یارب اداس ہے بلبل
استخوان پہلو کے میرے سونگھکر بولا ہما ۔ کسطرح کہاؤن انہین آتی ہی انسے بوے دل
روتے ہین صیاد و گلچین ہی خزان سارا چمن ۔ اکطرف ہے ہای بلبل اکطرف ہی ہاے گل
بگڑا ہوا گلون کا جو پاتا ہی رنگ دل ۔ غنچے کی طرح باغ مین ہوتا ہی تنگ دل
محفوظ کوئی سختی ایام سے نہین ۔ عشاق سخت جان ہین تو معشوق سنگدل
جلد کیسے گذر گئی شب وصل ۔ ادہر آئی ادہر گئی شب وصل
مستی مین بہک کے کعبے پہونچے ۔ جانا تہا کدہر کدہر گیے ہم
یہان خمار محبت وہان ہی نشۂ حسن ۔ نہ اختیار مین تم ہو نہ اختیار مین ہم
چھپ گیے پہلے تو مجھکو دیکھکر ۔ پھر کہا لو کس سے شرماتے ہین ہم
ہے یہ کس چشم سیہ کا دور دور ۔ سرمے کی صورت پسے جاتے ہین ہم
پہنچے سب منزل پہ جتنی تہی ہمارے ہمنفس ۔ المدد اے تیز رفتاری رہی جاتے ہین ہم
تر دستی مژگان ستم کیش تو دیکھو ۔ ہر ہاتھہ مین سو وار ہین ہر وار مین سو زخم
راتدن رونا تڑپنا تلملانا پیٹنا ۔ ہین تو ہم ناکام پر رہتا ہی کامونکا ہجوم
بہار آئی جنون کیا مین جاؤن گلشن مین ۔ نہ تار میرے گریبان مین ہی نہ دامن مین
تجھسا دیکھا نہین جوان کوئی ۔ اچھے اچھے جوان دیکھے ہین
مر کے بھی یار کا دم بھرتے ہین ۔ زندۂ عشق کہین مرتے ہین
جانمن وہ دلکی لے لینے کی راہین اور ہین ۔ جنکو آنکہین ڈہونڈہتی ہین وہ نگاہین اور ہین
کیا ہی مین نی جب اظہار شوق گل اسیری مین ۔ مری صیاد نے میری پرونکے پہول کتری ہین

دلِ ویران مرا آباد رہے — ایسے ویرانے کہاں ہوتے ہین
اِتنا متاعِ جان پہ تفاخر نہ چاہیے + — ایدل یہ جنس کونسی بازار مین نہین +
ہمین سے لے گئی بیخودی دور امیر — خدا ہی ملائے تو اب ہم ملین
سگ وہان نے کیا ہے کرم تو عذر ہی کیا — جلی بھُنی ہوئی ہین ہڈیان سو حاضر ہین
خدا دراز کرے عمر برق اے گلچین — چراغ آکے جلاتی ہی آشیانون مین
شیخ جی مر گیے ہین اُنکے مرید — حبس دم کا گمان کرتے ہین
اول عشق مین بس رونے لگے تم تو امیر — ندا بھی نالے کیے تم نے نہ آہین کھینچین
سفر نہین ہے لحد مین بھی وحشتِ دلسی — ہم اب یہان سی الٓہی کہان نکل جائین
تجھے کیا ہم جو وصف ساقی گلفام کرتی ہین — تو اپنا کام کر واعظ ہم اپنا کام کرتے ہین
وصل کو اُنسی جو کہیے تو کرین وعدۂ حشر — کیجیے قتل کی خواہش تو ابھی حاضر ہین
پاس اخفاے محبت ہی یہانتک کہ امیر — دل بھی میرا مری حالت سے خبردار نہین
ہزار طرح کے ہوتے ہین وہم ہمکو امیر — کسی کی آنکھہ جہان ہم پُر آب دیکھتی ہین
یار کے اُٹھتے ہی برہم ہوگیا سامانِ عیش — مے کہین مینا کہین ساقی کہین ساغر کہین
امیر دیر و حرم سے الگ جو جاتی ہین — وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بناتے ہین
وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہے — جفا کا وعدہ تو ابتک وفا ہوا ہی نہین
بلبل آوازِ اسیران قفس کو نہ سُنا — صحبتین اگلی چمن کی انہین یاد آتی ہین
عجب دریاے حیرت مین پڑا ہون + — مین کس ناآشنا کا آشنا ہون
ہو کی خوش نالہ بلبل پہ جو گل ہنستے ہین — وہ تری پیار کی باتین مجھے یاد آتی ہین
نہین پروا کسیکو کاروان مین + — الٓہی کیا مین فریادِ درا ہون
اُس کوچے مین جب ٹھوکرین کھاتا مین گیا ہون — لغزش سی گرا ہون طپش دلسی اُٹھا ہون
زاہد و غافل نہین اُس سے صنم — بن گیے ہین بت خدا کی یاد مین

سُنتی نہین ہاے عمر رفتہ
اک عمر سے ہم پکارتے ہین

راحت کو ڈہونڈہتا ہی عبث تو جہان مین
اِسکا زمین مین ہی نہ پتا آسمان مین

دینی نہ تھی کسیکو جو اے آفریدگار
پیدا ہی کیون کیا تہا خوشی کو جہان مین

مرا خط اُسنے پڑہا پڑہ کے نامہ بر سے کہا
یہی جواب ہے اسکا کہ کچھ جواب نہین

کبھی ہم تک نہین آتین جو دل کا حال دکہلائین
وہ نظرین سیر کرتی پہرتی ہین مژگان کی سائی مین

پہولو نسے کہہ صبا یہ خوشی کی جگہہ نہین
رونے کا ہی مقام ہنسی کی جگہہ نہین

اُس خرابی مین ہم پڑے ہین امیر
کہ جہان خاک بھی نہین کو سون

ای صبا جاکے اسیران قفس سی کہدے
موسم گل ہی اب اگر چمن آباد کرین

اتنی فرصت ہمین دی ای کشش وحشت جنون
تھم کے دو چار گھڑی خاطر صیاد کرین

نامہربان ہے یار تو اُس کا نہین قصور
یہ مہربانیان بھی کسی مہربان کی ہین

ہجر مین اظہار تنہائی کا کرتا ہون جو مین
حسرت دیدار کہتی ہی کہ مین تو ساتھہ ہون

ادب عشق بتا مجکو جو مرضی ہو تری
خواب مین بہی مین اُسی پیار کرون یا نکرون

تنہائی مین نہ رونے نہ گانے کا لطف ہی
اک تان تم اوڑاؤ تو اک نالہ ہم کرین

صورت کو اُسکی دیکھہ کی سمجھے ہو تم غریب
تم سی کبھی امیر سے باتین نہین ہوئین

ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
ہمارے آگے تمہاری وہان سُنیگا کون

اپنے گھر بیٹھی وہ آرام سے کرتے ہین بسر
دیکھکر حال مرا ضبط کرین تو جانون

غم نہ اُسکا جای دل سے خوش ہون مین
دل کے جانے کا مجھی کچھہ غم نہین

کوٹھے سے وہ اُتر کر پہنچے بہی اپنے گھر مین
آنکھین ہماری ابتک چہت سی لگی ہوئی ہین

نگاہین حیا سے کہان پھر چلین
ادہر دیکھیے پتلیان پہر چلین

گھر مین اللہ کی واعظ ہین تو یہ کچھہ ہی کلام
میکدے مین ابھی آئین تو ہماری سی کہین

پڑ گیا پہول کوئی آتش گل کا شاید
آشیانے جو عنادل کی پڑی پھنکتے ہین

گھات مین محتسب کو رہنی دو
مست بھی ہوشیار رہتے ہین

نہ عارض نہ زلفِ دوتا دیکھتے ہین
خدا جانے ہم تجھہ مین کیا دیکھتے ہین

لیا پھر تو نے اُس کا نام اے دل
ارے ظالم ابھی سمجھا چکا ہون

کسیکا دل ہے مکدر ضرور مجھسے امیر
کہ اک غبار سا رہتا ہی میری آنکھونمین

اے صنم اب ترا خدا حافظ
ہم تو کعبے کی راہ لیتے ہین

امیر مرنیکو آسان نہ ہجر یار مین جان
اٹک اٹک کے نکلتی ہی انتظار مین جان

تو ادب سے جسے کہتا ہی صمد اے زاہد
اُسیکو پیار سے ہم لوگ صنم کہتے ہین

آتے ہین جانبِ زندان جو وہ مر لیتے ہین
اچھی آپ اپنے اسیرونکی خبر لیتے ہین

لگا کر تجھسے دل حاصل ہوا یہ ای وفا دشمن
زمانے بھر کا مین دشمن زمانہ بھر مرا دشمن

اشک سے جب دیکھیے معمور ہین
دونون آنکھین ہین کہ دو ناسور ہین

مانگتا ہون خدا سے روز شراب
مین بھی کیا رند پاک طینت ہون

کنائی جانتے ہین آپکی گھاتین سمجھتے ہین
زمانہ ہمنے دیکھا ہی یہ سب باتین سمجھتی ہین

لذت جو خامشی مین ہی کیونکر عیان کرون
قابل بیان کے جو نہو کیا بیان کرون

برچھیان جب اُدہر سے چلتی ہین
دل کی کیا حسرتین نکلتی ہین +

یہ تیلیان نہین ہین لوہے کی ہمصفیرو
چھریان لگی ہوئی ہین چارونطرف قفس مین

کرتے ہین بندگیِ پیر مغان
مغبچے کیا جوان صالح ہین

وہ بت آئیگا تو بت بنجائیگا واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

ایک بھی مانتا نہین وہ بت
ہم خوشامد ہزار کرتے ہین

نہ تڑپون جو فرقت مین تو کیا کرون
کہ بے شغل رہنے کی عادت نہین

کوئی مجھکو لیے جاتا ہے کہین
نہین معلوم کہان جاتا ہون

راہ صحرا کی جو ہم لیتے ہین +
جتنے کانٹے ہین قدم لیتے ہین

ڈوبتی لگتا جو مین دریا مین ہون وہ ناتوان | چھوٹی چھوٹی کشتیان لی لیکے موجین دوڑتین

جب مین کہتا ہون کہ ساحل تک مجھے پہنچا کون | خضر کہتے ہین کہ اِس دریا کا ساحل ہی نہین

ہم کو فردائے حشر کا کیا غم | کہ شبِ ہجر کی سحر ہی نہین

پکارون کسے کاروان مین امیر | جرس بھی تو آواز دیتا نہین

ہو کوئی گاہک تو سودے کا امیر | کون سے بازار مین سودا نہین

ہنس تو پڑتے ہین میرے رونے پر | شکر ہے گریہ بے اثر تو نہین

ایسی راحت ملی قناعت مین | سو گیے پاؤن کنج عزلت مین ؂

مین کہتا نہین مُنہ سی کچھ مر رہا ہون ؂ | غمِ عشق تیری خوشی کر رہا ہون

مزہ ملا مجھے یہ دل کی بیقراری مین | کہ بھر رہا ہون نمک اپنے زخم کاری مین

کرتے ہین جو لوگ ذکر اُن کا | ایک ایک کا مُنہ مین دیکھتا ہون

دم لے نہ ابھی پوچھہ مرے درد کو ہمدم | رونے سی جو دل ٹھہرے تو کچھہ بات کرون مین

اِن حسینون کی ہے عجب سرکار | پاؤن چھونے پہ ہاتھہ کٹتے ہین

کرین نہ قتل وہ عشق و ہوس کو جان تو لین | کمر سے کھینچلے شمشیر امتحان تو لین

نفرت ہی روک ٹوک سی اپنی سرشت مین | رضوان کو دیکھکر نہ گیے ہم بہشت مین

پاؤن اُس کے نہین دباتے ہین | اُس پر اپنا دباؤ ڈالتے ہین ؂

اس سی رشک اُس سی ضرر دونون خدا کی نیک ہین | رہنما رہزن تمہاری راہ مین سب ایک ہین

مرے گھر خواب مین آئے تھے اک دن | ادہر مُنہ کرکے اب سوتے نہین ہین

لیا ہے غیر نے بوسہ اُسکو گالی دو | خفا ہو مجھسی نہ لینے مین ہین نہ دینے مین

نالہ اگر کرے تو سمجھہ بوجھہ کر کرے | بلبل سی کہدی کوئی کہ ہم بھی چمن مین ہین

مین خدا کی سامنے کہدونگا زاہد تو تو کیا | یار سا بت دوسرا ساری خدائی مین نہین

رات دن غم پہ غم گذرتے ہین | ہم تو اس زندگی پہ مرتے ہین

میکدے مین کہین پڑے ہونگے | شب جمعہ ہے آج امیر کہان

صیاد سے چھری کے تلے عندلیب نے | حسرت سے یہ کہا کہ غریب الوطن ہون مین

عاشق ڈرائینگے اُسے کہکر یہ حشر مین | کیون اے صنم خدا سے ترا اب گلہ کرین

محتسب جام مے جو توڑتے ہین | میکشون کے نصیب پھوٹتے ہین

ہماری سامنے بڑھ بڑھ کے بولتا ہی بہت | ملے وہ اب کے تو ناصح کو سامنے کردین

دیکھنا لغزش نہ کہانا واعظو | پی کے ہم آئے ہین بزم وعظ مین

امیر وادی غربت مین تا کجا گردش | بہت سفر مین رہے اب چلو وطن کو چلین

لین بلائین جو وصل مین تو کہا | بس انہین باتونسی مین چڑہتا ہون

اے چرخ یہ اپنے حوصلے ہین | اک دل ہے ہزار آبلے ہین

تڑپا مین بہت تو ضعف بولا | اللہ ابتک یہ حوصلے ہین

کشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتونسی کہو | میرے تابوت سے دو چار قدم دور رہین

عکس اپنا آئینے مین دیکھکر کہتا ہے یار | دیکھنے والونسی خلوتین بھی چھٹکارا نہین

کسکے غم مین اجل آئی کہ مرے ماتم مین | بال کھولے ہوئی فردوس سے حورین آئین

بحث تنگی مین دہن کی کیون ہی کچھہ حاصل نہین | کسکے منہ لگتی ہو تم غنچہ تو اس قابل نہین

دعائین مین نے اُنکو دین تو بولے | ابھی یہ گالیان کس پر پڑین تہین

کیا تڑپ کر لوٹ کر اوقات کاٹی ہجر مین | کروٹین لے لیکے ہمنے رات کاٹی ہجر مین

آمد ہی فصل گل کی جلدی امیر اُدہیڑ دو | ٹانکے جو چاک دلمین دو چار رہگئی ہین

بے تکلف ہو تو ہم شعر و سخن پر غش ہین | کوئی معشوق ہو بیساختہ پن پر غش ہین

تڑپے کس طرح یاد قاتل مین | جان بھی ہے کہین مرے دلمین

کیونکر تری گلی سے مین قاتل ابھی اُٹھون | مٹی مین مل تو لون نہین لہو مین نہا تو لون

محشر مین بہی دیوانونکو پہچانہ کسی نے | آگئے کی خدا جانے ابھی تک تو یہی ہین

سراپا آرزو ہون کیا نہ مانگون اور کیا مانگون
خدا سے گر دعا مانگون دلِ بی مدعا مانگون

فصلِ بہار آئی گلشن مہک رہے ہین
ہر شاخ گل پہ کیا کیا بلبل چہک رہی ہین

دشمن ہین بات بات مین وہ بدگمان ہین
ظاہر مین دیکہیے تو بڑے مہربان ہین

باوفا و بیوفا سب زیر خنجر ہین وہان
آشنا نا آشنا دونون برابر ہین وہان

دو باتین ہین دن ہو رہین دونو نکے سفر
تم آؤ گے کس دن مجہی بلواؤ گے کس دن

دیکہا ہی کسی راہ مین ہمنے کہ نہین ہوش
گہبرائی ہوئی پہرتے ہین گہر بہول گئی ہین

ساقی مین تیری نرگس میگون کا مست ہون
توبہ کا نام لین مرے دشمن بہار مین

سخت جان مجہکو سمجہکر قتل وہ کرتا نہین
میرے مرنیکی جگہ ہی یہ کہ مین مرتا نہین

زہے نصیب خوشا بخت اگر قیامت مین
گناہگارون مین تیرے شمار ہم بہی ہون

جوش جنون کا اب کوئی سامان ہی نہین
وہ ہاتہہ ہی نہین وہ گریبان ہی نہین

خم کے خم صاف جو کر جاتی تہے دو باتو نمین
ذکر خیر آجتک اُن کا ہی خراباتو نمین

ہدفِ تیر مژہ کرکے وہ کہتا ہے امیر
تیر کسنے ترے سینے پہ لگائے دیکہون

تاب و طاقت تو مری رہ گئی کوچے مین ترے
گہر تلک اپنے مین اب جاؤن تو کیونکر جاؤن

خطِ طویل یار کو مین نے لکہا اگر
مطلب کو دیکہیے تو کہین کچہہ پتا نہین

معشوق ہو حسین کہ ساقی ہو نازنین
دلمین مزا نہین تو کسی مین مزا نہین

باطن کو دیکہیے تو سراپا فریب و مکر
ظاہر کو دیکہیے تو وہ کچہہ جانتے نہین

رکہتے نہ تہے چمن مین جو پاؤن فرش گل پہ
تیری گلی مین اب وہ کانٹو نپہ لوٹتے ہین

ڈہیر ہین سایۂ اشجار مین کچہہ مٹی کے
اور کچہہ ہمکو خبر گورِ غریبان کی نہین

نیند آنے کا نہین اب کوئی سامان امیر
نہ وہ زانو ہی نہ بازو تہ سر کچہہ بہی نہین

وہ مست شراب پہر رہے ہین
ہم مفت خراب پہر رہے ہین

خاک جو لپٹی ہوئی آتی ہی محمل سے تری
ہی یہی مجنون اب اے محمل نشین مجنون کہان

چاشنی عشق کی جس روز سے چکھی ہی امیر — تلخ باتین لب شیرین سے مزا دیتی ہین
اُٹھ گئے سب ہمنفس کس کسکا یارب غم کرون — قیس کو روؤن کہ مین فرہاد کا ماتم کرون
شام سے روز سر جو دھنتا ہون — شمع کی سرگذشت سُنتا ہون
انسان حسین کیسی پریان یہان کہان ہین — مٹی کی مورتین ہین چینی کی پتلیان ہین
تم تو مرے سوال کا دیتے نہین جواب — مجھسے جو کوئی پوچھے تو مین کیا جواب دون
طرز نالہ وہ بتا دو جو ہو صیاد پسند — اے اسیران قفس تازہ گرفتار ہو مین
عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے — دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین
باغبان تو ہی کسی شاخ پہ بٹھلا دے مجھے — بے پر و بال ہون ہین طاقت پرواز نہین
حضور یار مجھے عرض حال کرنا ہے — کرے قبول تو ناصح کو مین وکیل کرون
کھپ گئین دلمین اگر پلکین نکیلی زاہدا — سیکڑون پڑ جائینگے رخنے ترے ایمانمین
ممکن ہی بے زمین مین صبر الجدا کرون — فریادیشین جو یار کرے اُسکو کیا کرون
نہ عارض نہ زلف صنم دیکھتے ہین — خدا دیکھتا ہی جو ہم دیکھتے ہین
کون گلگشت کو بازار مین آیا ہی کہ آج — مشتری ہوتے ہین یوسف کے خریدارونمین
اے عمر رفتہ کہدی یاران رفتہ سے تو — بچھڑے ہوئے تمہارے تمکو پکارتے ہین
دیکھا تھا دل نے جب سے تری آن بان کو — ہم صبر کر چکے تھے اُسیدن سے جان کو
کھاتے ہو قسم نہین مین عاشق — صورت تو امیر اپنی دیکھو
روتے ہین ترے مریض ہجرون — چھاتی سے لگا کے درد دل کو
کی خطا مین نے دیا وصل کا تمکو جو پیام — تذکرہ کر کے زمانے سے پشیمان نکرو
نرگس کی آنکھ سوئے زمین بے سبب نہین — ہے خفتگان خاک پہ حسرت بہار کو
کنگھی جو کر رہی ہین وہ بالو نمین بار بار — رگ رگ سے کھینچتا ہی کوئی میری جان کو
بکنے دو ناصح جو بکتا ہی امیر — تم بھی چپ بیٹھے ہوئے باتین سنو

تم وہن کو نہ کبھی اپنی کمر کو دیکھو
جان سے اپنی ہم تو درگذری
جگاتا ہو نمین کب سے تم ذرا کروٹ نہین لیتی
کہے دیتے ہین غیر کے گھر نہ جاؤ
فصل گل آنیسے پہلی پھنسگیے ہم دام مین
نہ نیستی مین نہ ہستی مین ہی یہ نقش وجود
عارضی حسن ہی اس سی بہت الفت نکرو
نمازیو مجھے ناحق امام کرتے ہو
لکھا ہے خط مین اُسنی یہ مجھہ بدنصیب کو
کوئی برچھی کا وار ادھر بھی ہو
جو بیقرار بہت دیکھتا ہے مجکو وہ بت
بیان کرتا ہون اس مرثیہ مین ای پری تیری داستانکو
پہلے تو آرسی مین مُنہ اُسنی اپنا دیکھا
آہ کس حسرت سے لیلی نے کہا ہنگام نزع
میری حیرت پر عبث ہو اسقدر حیران تم
بھرتے پر آچلی ہین ہمارے جگر کے زخم
وصل مین پوچھتا ہے وہ مجھہ سی
مین نے کہا جو یار سے مجکو بھی قتل کر
کل کی منزل سی مگر آج کی منزل ہے کڑی
لبِ جان بخش سے اپنے زرا تم
کون سمجھا سے جفا پیشہ دل آزار ونکو

دیکھتے ہین جو انہین اُنکی نظر کو دیکھو
قتل مین تم بھی درگذر نہ کرو ❊
اُٹھو ای خفتگان خاک کیسی نیند سوتی ہو
اگر جاؤ تو گھر کے اندر نہ جاؤ ❊
ہائے کیا کیا دلمین تھی سیر چمن کی آرزو
مٹے امیر یہ جھگڑا کہین مٹا بھی چکو
یہ مسافر ہے مسافر سے محبت نکرو
نہین مین ہوشمین تم سب الگ الگ پڑھ لو
انشا کا عہدہ ہم نے دیا ہی رقیب کو
میری حسرت پہ بھی نگاہ کرو ❊
تو ہنسکے کہتا ہی صاحب خدا کو یاد کرو
لپٹ کی کرتی ہی پیار پہرون زبان مین کو دہن زبانکو
پھر مجھہ سی ہنسکے بولا کیا مانگتے ہو بولو
سونپے جاتی ہون تجھے ای بیکسی مین قیس کو
صاحب آئینے کو اپنے آگے رکھکر دیکھ لو
تم زلف مشکبو کے ذرا پیچ کھول دو
اس قدر بے حواس تم کیون ہو
بولا جنون ہوا ہی تمہین جا کے فصد لو
خار ٹھہرا کے جو کہتی ہین ذرا دم لے لو
کبھی ہم مرنیوالون کو بھی پوچھو
اک نظر دیکھہ تو لو آنکھو نکے بیمار ونکیا

کرتے تو ہو سوال امیر اُس سے حشر مین
اور اسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو

کچھہ تسلی دل زار تو کرتے جاؤ
تم نہ آؤ مگر اقرار تو کرتے جاؤ

امیر دل نے کہا مجھسے سُنکے ناصح کی
تم اپنا کام کیے جاو اُسکو کہنے دو

وہ عکس سی آئینے مین کہتی ہین بگڑ کر
کیون سد سکندر کے اُدہر جا کے چھپے ہو

حقیقت درد و بیدردی کی اُس دم آشکارا ہو
ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا دل ہمارا ہو

ہمارے تمہارے تکلم بھی ہو
مزا ہے کہ روز جزا تم بھی ہو

نیند اُچٹ جائیگی تم میری کہانی نہ سُنو
اور جو سُنتے ہو تو پھر میری زبانی نہ سنو

نہین ہی دل مری پاس اب تم اور گھر دیکھو
نہو یقین تو پہلو کو چاک کر دیکھو

بگڑ کے اُسنے کہا بعد ذبح کشتون سے
تڑپ تڑپ کے لہو مین ڈبو دیا مجکو

نمک بھی تو زخمون پہ چھڑکو ذرا
دم ذبح لب پر تبسم بھی ہو +

سوز دل چہرے سے عیان ہی امیر
پیار نرگس شمع رو کو کرتے ہو

تقوی کہان کا جام پے چلے آج زاہدو
خستے اُتار اُتار کی بھٹی مین جھونکدو

ہو لینے دو اسے جان ذرا روح کو رخصت
ٹھہرو مرے پہلو سے ابھی تیر نہ کھینچو

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
آگ مین رکھہ کے پھونکدی تمکو

جہان دیکھا پھرا تیری نظر کو
جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو

بتو ابھار کو جوبن کے کیا چھپاتے ہو
خدا کی دی ہوئی دولت کو کیون چُراتی ہو

تب مزہ ہے بادہ خواری کا امیر
سامنے ساقی بغل مین یار ہو

وصل کی شب اُنہین شرم آتی ہی ہمچشمونسی
دستی نرگس کی جو ہین اُن کو کنارے رکھدو

اسی ادا سے جو تو آئیگا تو روز جزا
ملیگی اُلٹی سزا تیرے داد خواہون کو

زخم سلوانیکی یار دا ابھی جلدی کیا ہے
پہلے کچھہ میرے تڑپنے کی تو تدبیر کرو

خون کچھہ دینے لگی ہے میری قبر
کوئی چٹکی خاک اُٹھا کر ڈال دو

بسملو نپر رحم کھا کر اُنسے کہتی ہے قضا
ان گنہگارونکے حق مین جلد کچھ ارشاد ہو

نہ اس سے ڈر ہی نہ اسکی ہوس کبھی مجکو
نہ غم کا غم نہ خوشی کی ہی کچھ خوشی مجکو

آئے اول تو وہ کب پاس مری محفل مین
اور جو آئے بھی تو مجلس سے اُٹھانی مجکو

آئے جو زبان پہ شکوۂ یار
ہم کاٹ کے پھینکدین زبان کو

کب مین کہتا ہون مجھی ای یار تو الفت سی دیکھ
مین تجھی حسرت سے دیکھون تو مجھی حیرت سے دیکھ

ساقی مین کب سے لوٹ رہا ہون خمار مین
اک جام ادھر بھی ساقی کوثر کا واسطہ

طائر رنگ حنا ہون چمن ہستی مین
زندگی موت ہی میری مری صیاد کی ہاتھ

مرے مزار پر آیا جو وہ بت گمراہ
تڑپ کے روح نے آواز دی کہ بسم اللہ

اب نہ اُسکا رخ نہ خط و خال دیکھ
اے دل بیتاب اپنا حال دیکھ

غریب عاشقون پر رحم کھا کے بولے وہ
غریب انکو نہ سمجھو بڑے شریر ہین یہ

حرم والون سے یہ قول صنم ہے
قدیمی گھر ہمارا بھی حرم ہے

اُس سے تنہائی مین تو لپٹا ہون
ڈر ہے چھاگل کہین پکار نہ دے

کھلتا نہین کہ اُسکے کوچے کا کیا پتا ہی
مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھسے پوچھتا ہے

چور نشے مین یار بد خو ہے *
اب لپٹ جایے تو قابو ہے

شب فرقت تو مرا کام ہی کر جائیگی
وصل کی رات نہین ہی جو گذر جائیگی

برباد کر دیا ہی وحشت نے دل کی مجکو
پہلو کا رہنے والا جنگل مین جا بسا ہے

صاف دل ہین ہم آئنے کی طرح
جس سے جو بات ہی وہ برو ہے

کچھ رنج ہی دنیا مین تو کچھ ہم کو خوشی ہے
آنکھو نمین جو آنسو ہین تو ہونٹھو نپہ ہنسی ہی

یہ وجہ ہی جو جمع رہا کرتی ہے خلقت
مرقد پہ مرے یار کی تصویر لگی ہے

تھا جو کل تک کسی کے زانو پر
آج وہ سر ہے اور زانو ہے *

کبھی مُنہ کھول کر نہ دکھلایا
لن ترانی ہی لن ترانی ہے *

دل مرا کہدو کہ وہ شوخ ستمگر پھیر دے
دل نہ پھیرے کہ تو مری گردن پہ خنجر پھیر دے

ای شبِ فرقت عجب اندھیر کی یہ بات ہے
ساری دنیا مین تو دن اک میری گھر مین رات ہی

نزع مین یار سے رخصت مجھی ہو لینی دے
ضبط سی کہدو کہ دل کھولکی رو لینے دے

دیکھتی ہین جب اُسی آنکھین تو کہتا ہی یہ دل
دیکھیے یہ دیکھنا کیا کیا دکھاتا ہی مجھے

بسملون سے بھی ناز اُٹھوائے
ہاے انداز میکے قاتل کے

اُٹھتا نہین دل سے مری بارِ غمِ فرقت
ای جان حزین تو بھی ذرا ہاتھ لگا لے

سویا ہون شب کوچ جرس سے مین یہ کہہ کر
پیدا جو سحر ہو مجھے غل کر کے جگا لے

کعبے نہ جای جو وہ نہ پُہنچے خدا تلک
زاہد خدا کے گھر کی یہی ایک راہ ہے

اک مست کا خیال جو ہنگام خواب ہے
جھوکو نہین نیند کے مجھے کیف شراب ہے

آسان نہین ہے دام سے دنیا کی چھوٹنا
یہ اک بڑے حکیم کا باندھا طلسم ہے

جوبن اُبھار پر ہے چمن کو بچائیے
بادِ صبا لگائیگی چوری انار کی ❊

لیلی کی طرف پھر نہ کری مُنہ کبھی مجنون
مجنون کو جو لیلی تری تصویر دکھا دی

ملتا نہین مزاج جو سوسن کا ای صبا
مِسّی ہے شاید آج عروسِ بہار کی

کون کہتا ہی کہ الفت مین ہمین راحت ہوئی
بیٹھنے رونے تڑپنے سے کہان فرصت ہوئی

ہاتھ پھولون کو لگایا مین نے کب ای باغبان
یان گریبان چاک کرتیسی کہان فرصت ہوئی

مین خار ہون ای برق جلاتی ہی مجھے کیا
گلچین ہین ہزارون کسی گلچین کو جلا دی

کیا رہے اِس چمن مین افسردگی بڑی ہے
ہر شاخ گل کی نیچے بلبل مری پڑی ہے

خانہ بردوش ہر شرابی ہے ❊
کیا خرابات کی خرابی ہے

نہ واعظ ہجو مجھ کو گر ایکدن دنیا سے جانا ہی
اری مُنہ ساقی کوثر کو بھی آخر دکھانا ہے

برستی ہی اُداسی چار ہی سے بیکسی غافل
بصیرت ہو تو عبرت کا محل قصر فریدون ہے

جب کہی شبِ وصل چلو سو رہین ایجان
جھنجھلا کے وہ کہتی ہین ابھی رات پڑی ہے

نخچیرون نے یہ لخت جگر اُسمین پروئے | جو تیر ہے سفاک کا پھولونکی چھڑی ہی
ہنس ہنس کے رُلایا ہے بہت زخم جگر نے | او چھی کوئی قاتل کی جو تلوار پڑی ہے
آبنی جان پر قیامت ہے | آج پہلو سے دل کی رخصت ہی
فرقت مین مجکو موت ٹھکانے لگا گئی | کیسے نصیب جاگ اُٹھے نیند آگئی
آج امید صبح ہونے کی | حسرت دل یہ شام فرقت ہے
مژگان تر سے جان تسلی سی پا گئی | کانٹونکی اُوس پیاس ہماری بجھا گئی
قاصد ہمارا نام تو لینا نہ یار سے | کہنا کسی کی جان ہی ہونٹھونپر آگئی
دامن گل نسیم چاک کرے | بلبلو تم کو کچھہ بھی غیرت ہے
غیر کی بھیجی ہوئی مسی ملی تمنے ضرور | ورنہ کیون غم کی گھٹا دلپر ہمارے چھا گئی
ہون وہ بلبل جب مرے دلکی کلی مرجھا گئی | اک سرے سی سارے پھولونپر اُداسی چھا گئی
جان نثارون کا اس قدر ہے ہجوم | تیغ مقتل مین چل نہین سکتی
زور ہے اب یہ ناتوانی کا | دل سے حسرت نکل نہین سکتی
ہے قصد کہ دل کعبہ نشینونکے چرائے | تاکا ہے بڑے گھر کو تری دزد حنائی
خط مرا پھینک کے مجھپر یہ کہا قاصد نے | وہ بھی ہو آپ پہ عاشق تو یہ کھٹ آ دیکھے
مرتے ہین بندگان خدا کچھہ نہین خیال | اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے
چاہت نئی نئی ہے محبت نئی نئی | دو چار دن تو ضبط فغان بھی ضرور ہی
مین حرف ناشنوا اُسے کیونکر کہون امیر | سنتا ہی میری حق مین وہ ساری جہان کی
کسی واماندہ و حسرت زدہ کو یاد کرتا ہی | سنو ای قافلے والو جرس فریاد کرتا ہے
مائل جو رجو وہ زلف دوتا ہوتی ہے | سو بلاؤ نمین گرفتار بلا ہوتی ہے
کرون اک نالہ دل مین یہ ٹھنی ہے | کہ اب تو جان ہی پر آبنی ہے +
یہ سمجھے تو مری جان نہ بچے گی کیونکر | مین نے حال اپنا کہا تم اُسی شکوا سمجھے

بلبل کی آنکھ گل پر قمری کی سرو پر ہے
نرگس سے کوئی پوچھے تو کسکو دیکھتی ہے

قاتل سمجھ کے تیر کو سینے سے کھینچنا
ناوک کے ساتھ ساتھ کسیکا جگر بھی ہے

عجب ادا سے تمہاری نگاہ پھرتی ہے
چھری گلے پہ مرے بیگناہ پھرتی ہے

کرونگا بت کی زیارت بھی اب تو حج کو چلون
حرم سے دیر کیجانب بھی راہ پھرتی ہے

وصال مین بھی یہان پیچ و تاب رہتا ہے
اودہر حجاب ادہر اضطراب رہتا ہے

یہ ہے شوق جانیکا کوچے مین تیری
کبھی ہم مین آگے کبھی سایہ آگے

ہوئے جو ذبح بڑی پیچ و تاب سے چھوٹے
تمھین ثواب ہوا ہم عذاب سے چھوٹے

ساقی ترے ہجر مین ہے یہ ضعف
تو یہ نہین ہم سے ٹوٹتی ہے

پھر نہ کہنا **امیر** کو لاؤ
اب وہ تیری گلی سے جاتا ہے

جائے آرام سمجھکر مین یہان آیا تھا
دل کے ہاتھو نسے لحد مین بھی تڑپتے گذری

محفلِ عیش ہو یا مجلسِ غم دونون مین
شمع کو روتے پتنگونکو تڑپتے گذری

دل جو بے اختیار روتا ہے ؛
کسی حسرت کا خون ہوتا ہے

اللہ ری گرمیان مری معشوق کی **امیر**
آیا خیال دلمین تو آگ لگ گئی

بے شبہہ کنج قبر ہے جائے سکون مگر
کیسا سکون جب دل بیتاب ساتھ ہے

مین تو روتا ہون اپنی قسمت کو
تو بتا ابر کس کو روتا ہے ؛

جہان ہم ہونگے انجمن عشق کی اُس گھر مین آئینگی
یہان پریان جلاتی ہین وہان حورین جلائینگی

رہا جاتا نہین بے عشق دو دن
ہمین بیمار ہونے کا مرض ہے

ہجر کا دن نہین ہے داخلِ عمر
عمر تو وصل تک تمام ہوئی

یہ داغ فراق کا کیون دیکھتی ہمین چھو کے
شب وصال کے ہمراہ ہو لیے ہوتے

ندیان بہ گئین کشتونکے لہو سے قاتل
تیری تلوار مگر خون کی پیاسی ہی رہی

اک زرا پردۂ محمل کو اٹھا دے لیلی
پھر کوئی حالت بیتابی مجنون دیکھے

سبب پوچھو نہ کچھہ رونے کا ہم سے
یہی جانو کہ رونے کا مرض ہے

اللہ رے طول نامہ کہ کہتا ہی نامہ بر
اِس بوجھہ اُٹھانیکو کوئی مزدور چاہیے

کبھی جھانکا تو ہوتا آگی یہ کیا جی مین آئی تھی
عزیزون نے مری تربت مین جالی کیون لگائی تھی

فرقت مین میہمانی غم کیا کرون امیر
ٹکڑے ہین کچھہ جگر کے سو وہ بھی جلے ہوئے

دل لیکی ملاتا ہے ڈھٹائی سے جو آنکھین
ظالم نہ سہی رحم حیا بھی نہین آتی ٭

نہین اُڑتی ہین تپی ایجنون اشجار گلشن کے
یہ کچھہ پرزے گریبان کے ہین کچھہ پرزے ہین دامن کے

کہا مجنون نے شاید ناقۂ لیلی اِدہر آئے
مین اس امید پر جیتا ہون کانٹے اس بیابانکے

پی کے مے بیٹھے وعظ سُنی اللہ امیر
یہ بڑی تم نے ہوشیاری کی

کشتہ ہو نہین فراق کا اکسیر کیا کرے
تقدیر مین شفا نہین تدبیر کیا کرے

اُٹھا کر نہ پھر آنکھہ غیرون کو دیکھو
جو ہون چار آنکھین ہماری تمہاری

دہن تک آ نہین سکتا ہی دلکی تنگی سے
دہوان جگر کا بھی کچھہ دل ہی دلمین گھُٹتا ہی

کیون سوی کمر ہاتھہ بڑہائے ہے وہ کاکل
لیلی کبھی مجنون کی بلائین نہین لیتی

ذکر اُس شوخ کا آتا ہی تو اللہ ری تڑپ
مُنہ کو آتا ہی جگر بات نہین کی جاتی ٭

تمہاری سی صورت ہے حورونکی اچھا
یہ باتین کہان پیاری پیاری تمہاری

غنی ہین جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے
فقیر عشق مین ہم کیا ہوئے امیر ہوئے

دیکھا جو تڑپتے ہوئے مجھکو تو وہ بولی
اِس درد سے اچھا ہی یہ بیمار جو مر جائے

جو ہوش مین سے مجھے لانا ہی دوستو منظور
کہو کہ تجکو ترے یار نے بلایا ہے

کرتے ہو جو تم امیر کو قتل
اتنا تو کہو گناہ کیا ہے

کہتا ہے سر بزم وہ بت کھول کی گیسو
لینا ہو جسے دل کو وہ پہچانکے لیجائے

دکھلایا روز ہجر شب وصل نے امیر
وہ رات اگر نہ آتی تو یہ دن نہ دیکھتے

وہ سنتا نہین حال دل اے امیر
کہانی سی کب تک کہا کیجیے

سوکھے ہوئی دو چار کہین پتر کھڑ ے ہین
کیا وقت نکالا ہی رنجش کا بھی ظالم نے
ابھی امیر کو صاحب برا بھلا نہ کہو
جب کہا مین نے مری قتل مین اب دیر ہی کیون
تو پھرا ہی بہت اے پیر فلک سچ کہنا
داد دیتے کہ نہ دیتے دل فریادی کی
نہ پوچھو اضطراب و ضبط کا حال
سارا بدن پڑا ہی کچھہ بھی کہین نہین ہے
اچھی نہین ملامت ہر وقت کی یہ ناصح
خیر تم پر نہین ہے زور اپنا
برباد نہ کر جو کچھہ خبر ہے
یا ان زخم سے لذتِ جگر ہے
نہ جانے کے تھی اُس گلی سے بہانے
ہو گیا کیا تجھے الفت مین امیر
دو گھڑی آپکا ہنس ہنسکے لگاوٹ کرنا
درد دل کیون نہ مجھی جانتے بڑھکر ہو عزیز
ہیزم خشک نے جلکر یہ کہا گلشن مین
حال سُننے کو وہ آئے ہین مگر کون کہے
جب دل پژمردہ پہلو سے مری نکلا امیر
جواب دینے مین آئی نہ کیون حیا اُن کو
ہمنشین اُنسے جو کہتے ہین کہ مرتا ہی امیر

اب جاؤ نمین گلزار مین کیا آگ لگانے
جب خوب سنورتا ہی تب مجھسے بگڑتا ہی
بُرے بھلے کا تو صحبت سے حال کُھلتا ہی
بولے وہ اپنی خوشی آپکو جلدی کیا ہے
مجھسا بیکس بھی زمانے مین کہین دیکھا ہی
کان رکھکر کبھی سُنتے تو کہ کیا کہتا ہی
جگر آ آ کے منھہ تک پھر گیا ہے
رہتا ہی ہاتھہ دل پر جو حال ہی یہین ہے
انسان کی طبیعت قابو مین ہی نہین ہی
مر مٹین گے یہ اختیار تو ہے ٭
اے بت یہ دل خدا کا گھر ہے
احباب کو فکر بخیہ گر ہے ٭
نہ اب ضعف ہمکو نہ بیطاقتی ہے
ابھی روتا تھا ابھی ہنستا ہے
رنج برسونکا مرے دلسے مٹا دیتا ہے
اُٹھکے محفل مین تری مجکو بٹھا دیتا ہی
کہ انہین تازہ نہالو نمین کبھی ہم بھی تھے
کہ تڑپ دل کی تو دم ہی نہین لینے دیتی
حسرتین تھین پیچھے پیچھے ساتھہ روتی پیٹتی
سوال کرنے مین جب مجکو شرم آتی ہی
کہیے کبتک وہ غریب اب یہ مصیبت دیکھے

کہتے ہین وہ اجی عاشق کہین ہوتے ہین غریب
پاس جا بیٹھے پھر انکی کوئی غربت دیکھے

قبر پر جب وہ حور آتا ہے
چھن کے جالی سے نور آتا ہے

بت بن گیے ہم امیر آخر
یہ یاد صنم کی انتہا ہے

کتنے آرام طلب ہین ہم بھی
سایۂ تیغ مین نیند آتی ہے

دل جسے لوگ سمجھے ہین وہ امیر
حسرت آباد نام اک گھر ہے

مدتون کھینچا ہی قشقہ ان بتونکی عشق مین
شرم آتی ہی خدا کے سامنے جاتی ہوئے

پڑا ہی تفرقہ ایسا فراق یار مین باہم
نہ دل ملتا ہی پہلو کو نہ پہلو دلکو ملتا ہی

کیا کہین عشق مین کیا ملتا ہے
بت کے ملنے سے خدا ملتا ہے

چھوا جو اُنکو تو بولے وہ گالیان دیکر
کسی کا ہاتھ کسیکی زبان چلتی ہے

آپنی جان پر دغا پائی ؛
دل لگانے کی یہ سزا پائی

شرم کی سب سے وہ خورشید لقا لیتا ہے
آئنہ دیکھ کے چہرہ کو چھپا لیتا ہی

حلال کر کے مرے ہمصفیرونکو صیاد
لہو بھری ہوئی چھریان مجھی دکھاتا ہے

ہے وصل مین راحت نہ جدائی مین الم ہی
آنے کی نہ شادی نہ گئی کا مجھے غم ہے

دلِ بیتاب شبِ وصل تو دم لینے دے
ہجر کی رات تڑپنے کے لیے کیا کم ہے

ہم تڑپتے ہین پڑی سارا جہان سوتا ہی
ای شب ہجر یہ کسدن کا عوض ہوتا ہی

کیون جاؤن مین سوی کعبہ اے شیخ
بتخانہ مین کیا خدا نہین ہے

نشان پایا نہ اپنی یوسف گم گشتہ کا ہمنے
ہزارون قافلی چھانی ہزارون کاروان ڈھونڈھی

ہائے غم سے بھی جی نہین بھرتا
برکت اُٹھ گئی زمانے سے

کیا جانین ہم کہ ہنسنا کہتی ہی خلق کسکو
ہمنے جو آنکھ کھولی تو چشم تر ہی دیکھی

کیا یہ بہکاتا ہے مستونکو تجھی ہوش بھی ہی
جو عطا پاش ہی واعظ وہ خطا پوش بھی ہی

مین نی بوسہ جو لیا زلف کا ساقی نے کہا
صرف مینوش نہین یہ تو بلانوش بھی ہی

مرا زخم دل اس لیے دیکھتے ہین — کہ دیکھین تو تلوار کیسی پڑی ہے

کہتا ہے مجھے دیکھ کے وہ اپنی گلی مین — دیوانے ترا گھر بھی کہین ہے کہ نہین ہے

ہمکو چالین تو لگا لینے کی آتی ہین بہت — یار کے آگے مگر ایک نہین چلتی ہے

گالیون کا وصل مین کیا کام ہے — لطف سب بے ہنگام اسیکا نام ہے

تجکو مجھ غربت زدہ کی حق مین کیا منظور ہے — پانون اُٹھ سکتے نہین اے ضعف منزل دور ہے

مے کشو مے آج بے جام و سبو پی لیجیے — محتسب کا چڑھکے چھاتی پر لہو پی لیجیے

الفت مین یون تو اکثر ہم زار زار روئے — کل دل پہ ہاتھ رکھکر بے اختیار روئے

مجکو زاہد نہین شراب حرام — تیسرے دن میسر آئی ہے

خاک مین کسکی مل گئی حسرت — خاک اُڑاتی جو صرصر آئی ہے

بڑھ جاتی ہے چمن مین اور آرزو تمہاری — جس گل کو سونگھتا ہون آتی ہے بو تمہاری

جو کچھ تری ہاتھون دل خونین پہ ہوا ہے — مہندی تری ہاتھونکی بیان کرتی ہے تجھسے

دیکھکر عکس کو آئینے سے کہتا ہے وہ شوخ — تو نے بتلا مری تصویر کہان سے پائی

اب کام اگر نہ آئی تو کب کام آئین گے — کیا بات امیر تجکو خدا سے ملائین گے

طرفہ اقبال بتون کا ہے کہ با اینہمہ ظلم — جسطرف ہو کے نکلتے ہین دعا ملتی ہے

یاد مین زلف و رخ کے میرا حال — صبح کو کچھ ہے شام کو کچھ ہے

اے طول زمانۂ اسیری — بلبل کہین گل کو بھولتی ہے

اجل کا دور ہے بیدرد عہد مین تیرے — دُکانین بند پڑی ہین دوا فروشون کی

داغ پر داغ عزیزون نے دئے ہین ایسے — کہ مری دلمین نہین جاے سویدا باقی

سوتا ہون کوی یار مین محشر کے دن مجھے — جھونکے نسیم خلد کے آکر جگائین گے

آرام کا اس گھر مین نہ اُس گھر مین گذر ہے — دل درد کا گھر ہے تو جگر داغ کا گھر ہے

کافی ہے مجکو چین تمہاری جبین کی — کیون تیغ کھینچتی ہے شکن آستین کی

پارہ دوزی کی دکان ہی کہ مرا سینہ ہی
ہر طرف ڈھیر ہین دل اور جگر کے ٹکڑے

خبر انجام سی دیتا ہی پیری مین قد پر خم
اشارہ ہی کہ اب دن خاک مین ملنے کے آپہنچے

ہونٹھون پہ دم ہی لیکن دلمین یہی ہی حسرت
دو حرف اُسکے منہ کی سُن لیتے ہم کسی سے

راز کیا عاشق و معشوق کی غیرون پہ کھلین
صلح آنکھون مین ہو آنکھون مین لڑائی ہو جائے

مین نے کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائین گے

وہ غصّے مین ہر وقت بھری رہتی ہین مجھسے
مین خوش ہون کہ صد شکر توجہ تو ادھر ہے

کہا یہ جبار کے دامن کو اُسنے خلوتمین
یہان بھی خاک کسی خاکسار کی پہنچی

دل جلا کر کرتی ہین نظارہ بازی دور سے
ہین تو دوزخ مین مگر آنکھین لڑی ہین حور سے

کانٹون مین وہ ہی پھول ستارون مین وہ ہی چاند
ذرون مین وہ خورشید ہی قطرون مین گہر ہے

نظارۂ قاتل سے مین ہون بیخبر ایسا
کچھ ہوش ہی خنجر کا نہ گردن کی خبر ہے

کیا جانیے وحشت مین کہا کیا انہین مین نے
ہمدم بھی مری آج تسلّی نہین کرتے

بچھونا خاک کا ہی اب تو بیمار کے نیچے
پڑا ہی دیر سے غش سایۂ دیوار کے نیچے

کھچتے ہی تیغ خوف سے اغیار مر گیے
بگڑا جو یار کام ہمارے سنور گیے

کیا کیا ہوا ہی دل تہ و بالا مین کیا کہون
کوٹھے پہ چڑھ گئے آپ جو نیچے اُتر گیے

تھک گیے ہم رہ طلب مین امیر
کر چلکے سعی جتنی قدرت تھی

درازی سنتی تھے مدت سے ہم روز قیامت کی
سوا اک کچی گھڑی نکلی ہماری روز فرقت کی

آئی بہار چلکے رفوگر کو چھیڑئیے
ہنس ہنس کی چاک جیب کے ٹانکے اُدھیڑئے

تھی اپنی جانماز تو مدت سے رہن مے
تسبیح رہ گئی تھی سو وہ اب گرو ہوئی

ہون وہ حسرت زدہ کہ در پہ مرے
یاس امیدوار بیٹھی ہے

کبھی نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

امیر اُس بد گمان کی کان تک پہنچے تو پھر کیا ہو
بھری مجلس مین کہتے ہو کہ ہم خالی نہین رہتے

جھنک کے ملنے لگا وہ بت ہمسے
اے تری شان کبریائی کی *

طور پر جو کلیم نے دیکھا *
وہ شرارہ نہ تھا شرارت تھی

جان جلی یار ہی جو ہو سو ہو جھگڑا چکے
ٹلے بھی ہو قصہ کہین مقتل مین قاتل آچکے

تو نے اے یار بے تپاک کیے
کیسے کیسے جوان ہلاک کیے

اک پری وش نی کیا تھا ناز سی مجکو جو قتل
لائین پریان تخت میری لاش اُٹھانے کیلیے

تیشے سے کوہکن کے آواز آرہی ہی
شیرین کی دل پر الفت چوٹین لگا رہی ہے

مجنون سی کوئی کہدی لیلی غریب کب سے
زانو پہ سر کو رکھے آنسو بہا رہی ہی

پیاس سے پڑ گئی ہین حلق مین کانٹے لاکھون
پھول سی بھر کے کوئی جام پلا دی ساقی

کہان تلک نہ پہنچتی دعا اجابت کو
امیر ہای ہماری زبان ہی نہ کُھلی

کبھی اقرار ملنے کا کبھی انکار کرتے ہو
ٹھہرتے تم نہین اک بات پر دل کسطرح ٹھہرے

انتہائے نشہ مین آتا ہے ہوش
ہوشیاری انتہائے نشہ ہے

وہ جلوہ دیکھکر جب طور پر موسی کو غش آیا
تو آئی غیب سے آواز دیکھا ہم نہ کہتی تھے

کشتے ہم اس ادای بت نازنین کے ہین
کھینچی گئی نہ تیغ تو تیور بدل گیے

کیا دہاک تیرے فتنۂ قامت کی بندہی ہے
آتے ہوئے ڈرتی ہی قیامت نہین آتی

جان جائے تو جائے پر ای جان
دل کہان تمکو چھوڑ کر جائے

اُس چشم مست کا ہی اشارہ ہر ایک سے
آئے تو سامنے کوئی ہشیار ہی سہی

زبان تیغ نہ چاٹے دہان زخم کو کیون
ٹپک رہا ہی مزہ خون سی شہید ونکے

ترحم ایک طرف وہ جفا نہین کرتے
جفا کا وعدہ کیا ہی وفا نہین کرتے

برسون تری تلاش مین ہم مثل گردباد
آوارہ جنگلون مین پھرے خاک چھانتے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سی بولے
تو جفا دوست ہے اک طرز جفا یہ بھی ہے

مُنہ پہ غصہ ہاتھ مین تلوار ابرو پر شکن
جان دو جبکہ ہو جسی وہ تمسی حال دل کہے

اثر تو دیکھیے قسمت کی نارسائی کا / کہ یار تک مرے مرنے کی بھی خبر نہ گئی

نہ سمجھے تھے خدا کو جبتلک سمجھے تھے ہم سمجھے / جو سمجھے اب تو یہ سمجھے نہ سمجھے تھے نہ سمجھین گے

دو ہاتھ جب کنارہ ہو دیر اُسمین کیا لگے / ہم پیر کر شراب مین کوثر سے جا لگے

ہر نہال تاک مین واعظ وہی انداز ہے / کونسی وہ شاخ ہی طوبی کو جسپر ناز ہی

میری کھیتی ہوئی ہی جب سرسبز / برق کیا کیا تڑپ کر آئی ہے

پنہان جو سوز عشق کرے مرد ہی وہی / دل پھک گیا مگر نفس سرد ہی وہی

ابھی وہی ہی ہماری شبِ فراق کی شام / ہزار بار جلی شمع اور تمام ہوئی ٭

گیا ہے دیر سے ناخوش امیر آج / خدا ہی سے ہے جواب کعبے سی آئے

یون جھلکتی نہین مینا مین شراب گلگون / دلِ پُرخون کی گلابی یہ عجب عالم ہے

عجب طلسم ہی الفت کہ سامنے اُسکے / بجای شکوہ زبان سے دعا نکلتی ہے

امیر اُس بت کو دل دیتے ہو کیا شامت تمھاری ہے / کسی پتھر پہ دے پٹکو جو ایسا تم کو بھاری ہی

ہزار ہون حسن آدمی مین ہزار ہون خوبیان پری مین / امیر اپنا تو ہی یہ مشرب ادا نہین ہی تو کچھ نہین ہے

دیکھنا قاتل کو ہے تو دیکھ لے / دیکھ بسمل وقتِ فرصت تنگ ہے

ہم ایک ایک سے یہ پوچھتے ہین دنیا مین / کہان سی آئے تھے اب ہم کہان کو جائینگے

آتا ہی خون اب مری آنکھون سی ہمدمو / آنسو کہان یہ آنسوون کا کچھ نچوڑ ہے

تکتی ہی دم ذبح جو بلبل طرفِ باغ / یاد آتی ہی حسرت دلِ آوارہ وطن کی ٭

قاضی آئے کہ محتسب آئے ٭ / اب تو ہم میکدے مین آ بیٹھے ٭

کسطرح بنتی ہی اے مرغ قفس صیاد سی / دل پھٹا جاتا ہی اپنا تو تری فریاد سے

الفت کسی کی نوک مژہ سے جو تھی امیر / مر کر بھی اک کھٹک سی رگ جان مین رہ گئی

کہا جھنجھلا کے اُسنے وصل کی شب / کہ رونیسے کبھی فرصت بھی ہو گی

ہوش جب تک رہا شراب ہی پی / ایک ہین ہم بھی اپنے مشرب کے

اب سر بازار کہتی ہین اُٹھا کر وہ نقاب
جسنے یوسف کو نہ دیکھا ہو وہ ہمکو دیکھ لے

آئینہ دیکھ کے وہ عکس سی فرماتی ہین
تم بھی اب آنکھ لڑانے لگے دیکھا دیکھی

غیرونکی حال پر تو بہت لطف ہے تجھے
ہم پر بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہے

دو گھڑی سامنی رکھکر اُسی رُولین بہزاد
کھینچدے تو ہین تصویر ہماری دلکی

آنکھون مین تری نہین مروت
کیا دیکھ کے آشنا ہو کوئی

بات اپنی اپنے دل ہی مین رہے
مُنہ سے نکلی اور پرائی ہو گئی

اے صنم اللہ والی سیکڑون شیدا ہوئے
جب سی اس دنیا مین تم نام خدا پیدا ہوئے

تم دُکھاتے تو ہو امیر کا دل +
اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے

زندگی بھر ساتھ تھی مرنے پہ بھی ہمراہ ہے
دیکھنا ای دل رفاقت حسرتِ دیدار کی

دیکھنا شوخی کیا پیغام وصل
ہجر سے جب آشنائی ہو گئی

یہ آئینے مین اپنی عکس سی وہ شوخ کہتا ہی
کرون کیا میری تیری بیچ مین سد سکندر ہے

مری اللہ مری اللہ نہ کہہ صرف اللہ اللہ کہہ
یہ ہٹ دھرمی ہی ای زاہد خدا سب کا برابر ہے

لہو رو آنسوؤن کا قحط اگر ہے +
اسی دن کے لیے خونِ جگر ہے

نہ کر ای چارہ گر چاکِ جگر کو بند بخیے سی
ہوای کوچہ جانان اسی کھڑکی سی آتی ہی

اپنی کہو گذرتی ہی کسطرح اے امیر
ہم ہین فقیر لوگ ہماری بھلی کہی

چلے آتے ہین ہم بھی تیرے پیچھے
تجھے اے عمر رفتہ کچھ خبر ہے

ساتھ اپنی کچھ نہ لائی تھے نہ کچھ ہم لی چلے
خالی ہاتھ آئی تھے خالی ہاتھ دنیا سی چلے

میری دوا شراب ہے مجکو نہین حرام
زاہد نہو یقین تو قاضی سے پوچھ لے

تو کھینچے گا اُس کی شکل مانی
تو نے کہی اور مین نے مانی

اب تو آجاو دم ہے آنکھون مین +
نا امید نہ اک نگاہ سہی

چھیڑ دون اپنی اسیری کی کہانی نہ کہین
مُنہ لگاتا نہین اِس خوف سے صیاد مجھی

اب میری ہڈیان نہ گھلا گوشت گھُل چکا
اے فکر رزق بس کہ یہ حصہ ہما کا ہی

افسوس فکر کچھہ نہین صیاد کو مری
گل کان رکھکی سُنتے ہین فریاد کو مری

وہ لبِ ساحل نہانی کو جو ہین آئے ہوئے
موجین آتی ہین چلی آغوش پھیلائی ہوئے

تیغ کھینچے وہ آرہا ہے **امیر**
دیکھیے آج کس کی آئی ہے ؛

باقی نہ دلمین کوئی الٰہی ہوس رہے
چودہ برس کی سن ہین وہ لاکھون برس رہی

پوچھو واعظ سے چلکے اے رندو
کیا سزا اسے ہے خلاف گوئی کی ؛

شور محشر **امیر** کو نہ جگا
سو گیا ہے غریب سونے دے

حل نہین ہوتا معما بیقراری کا مری
دل تو پہلو مین نہین یارب تڑپتا کون ہے

بیستون کی طرف آئی ہے تو شیرین سے کہو
اک ذرا تربتِ فرہاد پہ ہوتی جائے

دنیا سے نہین زیست مین امیدِ رہائی
پھرا ہی اجل کا در زندان پہ ہمارے

دیکھنے وہ جو نہ آئے تو نہین مجھکو گلہ
میری حالت ہی وہ اب ہے کہ نہ دیکھی جائے

سودا زدونکو قتل جو زلفِ رسا کرے
تم اور خوش ہو رنج تمھاری بلا کرے

پا چکے چین نہ خاک بھی ہم کشتۂ عشق
دل بیتاب کو اللہ سلامت رکھے

ابتو آسان ہی کردے مری مٹی برباد
پھر کہان تو مجھے اے باد صبا پائیگی

یاد آگئی جو اُسکے دُرِ گوش کی **امیر**
بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے

نامہ بر یار کے آنیکی نہین کہتا ہے
ایک بھی بات ٹھکانیکی نہین کہتا ہے

مقتل مین وہ ہر گام پہ سو بار گرے ہین
یہ ٹھوکرین کھائی ہین شہیدونکی سرونکی

ہے آج جو سرگذشت اپنی
کل اس کی کہانیان بنین گی

دل مین جو ارمان تھی افسوس یون ہی رہگئی
دل جگر دونون لہو ہو ہو کے آخر بہ گئی

مجکو نہین شکایت مقتل مین اب کسیکی
پیکان نے دلدہی کی خنجر نے ہمدمی کی

تیغ قاتل نے تو ارمان نکالے کچھہ کچھہ
اب رہی خنجرِ قاتل سے شکایت باقی

اک عمر ہوئی ترک کیے عشق کا پیشہ — پر آج تلک چہرے کی زردی نہین جاتی

کرتے ہو ڈہونڈ ڈہونڈ کے تم عاشقونکو ذبح — کتنا تمہین ثواب کمانے کا شوق ہے

قاتل مرے سوا نہ کرے تو کسی کو قتل — اللہ تیرے ہاتھ کو پائے ثبات دے

آزردگی کے خوف سے جسجا نہ روسکی — ایسی جگہہ امیر سے کیا خاک ہوسکے

رات بھر تڑپا پس دیوار مین تو صبح تک — بولی او خانہ خراب اب اپنے گھر کی راہ لے

حجاب چشم تصور سے غیر ممکن ہی — چھپین وہ لاکھ مگر ہم تو دیکھ ہی لینگے

کل تک تو کچھہ کھچی ہوئی رہتی تھی تیغ یار — ہے آج کیا کہ میرے گلے سے لپٹ گئی

شام فرقت مین یہ ہر روز خیال آتا ہے — اے خدا ہم بھی کبھی صبح وطن دیکھینگے

ہنسکے کہتا ہے مرے زخم جگر سے قاتل — کر دیے تو نے نمکدان کی نمکدان خالی

ہم جو رونے پر اُتارے ہو گیے — ہٹ کے سب دریا کنارے ہو گیے

اب تم چھپاؤ مُنہ نہ کرین ہم فغان کو ضبط — جو بات تھی وہ ساری زمانے پہ کُھل گئی

حرم سے دیر کو آئے امیر مر مر کے — خدا کے گھر سے پھرے ہم خدا خدا کر کے

موذنون کا بُرا ہو جگا دیا مجکو — ابھی تو آنکھ لگی تھی خدا خدا کر کے

نکلے جب پردیسے تم اللہ رے حفظ — غیب سے آنکھونپہ پردے پڑ گیے

دو دن کی محبت مین جو حالت ہوئی میری — برسونکی مریضون کی یہ صورت نہین ہوتی

تصور مین بہی تو آتا ہی تو سمٹا ہوا ای بت — چراتی ہی بدن تیری طرح تصویر بھی تیری

مسجد مین بُلاتا ہے ہمین زاہد نافہم — ہوتا کچھہ اگر ہوش تو میخانے نجاتے

امیر اک ذرا دیکھے بھالے ہوئے — محبت مین دل کو سبنھالے ہوئے

کس شرم بھری آنکھ کی ہی فکر الٰہی — جو سر مجھے زانو سے اٹھانے نہین دیتی

نہین گلہ وہ اگر میرے دل کا غم نہ سُنے — خدا تو ہے نہین سُنتا اگر صنم نہ سُنے

پتا نہ قیس کا پایا کہین ہزار پھری — تمام نجد مین محمل نشین سوار پھری

وہ رنگ مین نی دکھائی تڑپ کے قاتل کو ۔۔۔ کہ موت گرد مری ہوکے بیقرار پھری
میری نہین تقصیر تری حسرتِ دیدار ۔۔۔ دروازے سے تیری مجھے جانے نہین دیتی
کلیان نہین پھولونکی یہ دامن مین ہمارے ۔۔۔ آلودۂ خون کچھ ہین گریبان کے پرزے
جنازے پر آؤ نہ تم گور پر * ۔۔۔ کس امید پر جی سے جاے کوئی
پھونچا ہے نازکی کا یہ رتبہ کہ یار نے ۔۔۔ پہنین جو چوڑیان تو کلائی اُتر گئی
ہم فقیرون کو کہان حوصلۂ وصل امیر ۔۔۔ مہربان اُسکو جو پایا تو کبھی جا بیٹھے
ہم قتل یون ہوئے نہ کسیکو خبر ہوئی ۔۔۔ قاتل کی آستین بھی لہو مین نہ تر ہوئی
ایسی وہ دوہٹر کہین ہوسکتی ہی الفت مین امیر ۔۔۔ دل بھی پہلو مین ہی یار بھی پہلو مین رہے
دل کی تڑپ یہی ہی تو ضبط امیر کب تک ۔۔۔ بے اختیار اکدن فریاد کر اُٹھو گے
ہون مین بیمارِ محبت کوئی مجرم تو نہین ۔۔۔ میری گھر پر ہے طبیبونکی چڑھائی کیسی
چھپتا ہی دل کا رنگ کہین ضبط آہ سی ۔۔۔ حسرت ٹپک رہی ہی ہماری نگاہ سے
کہا یہ اُسنے مجھکو ذبح کر کے ۔۔۔ تڑپنے دو یہ حسرت بھی نہ رہجائے
ہی آسمان الٰہی کس دل جلے کا مدفن ۔۔۔ اک شعلہ صبح ہوتی اُٹھتا ہی روز یانسے
ضبط دیکھو اُدھر نگاہ نہ کی ۔۔۔ مر گیے مرتے مرتے آہ نہ کی *
کہو قضا نہ چڑھے ہے بار بار منہ اُسکے ۔۔۔ زبان دراز ہے تلوار میری قاتل کی
ہاتھ ڈالا مین نی دامن پر تو بولے ناز سی ۔۔۔ میرا دامن چھوڑ دی اپنا گریبان پھاڑ ڈالا
نپایا ترے ناتوان کو تو اجل ۔۔۔ کفن رکھ کے تابوت مین لیچلے
آنکھ کس کس سے یار کی نہ ملی * ۔۔۔ نہ ملی مجھ سے پر کبھی نہ ملی *
اور اک بات حسینونکی نرالی سنئے ۔۔۔ دیجیے انکو دعائین بھی تو گالی سنئے
کیون گٹھریان بھری ہین منعم نے پیرہن کی ۔۔۔ جائیگی ساتھ اُسکے دو چادرین کفن کی
وہ کیا اُٹھائی ہجر مین صدمے ملال کے ۔۔۔ جس ناتوان سے لطف نہ اٹھین وصال کی

ساقی نے مست ہو کے جو کین ہیجا بیان
شرما کی مستی آنکھ کی پردے مین چھپ رہی

جنبش نہین سینے مین ہماری رگ جان کو
قاتل یہ ترے تیر کے پیکانکی کھٹک ہے

اپنے زخمونکی لیے مشک ہے مجکو درکار
بھیجدی ٹوٹے ہوئے بال جو ہون گیسو کے

زلفونکی کوڑے باندہ کے مشکین لگائیے
مختار ہین حضور مرے بال بال کے

ہجر مین یاد تری زلف رسا آتی ہے
ہمکو دوزخ مین بھی جنت کی ہوا آتی ہے

پوچھتا ہین جو مسیحا کہین مجکو ملتے
درد دل کی بھی تمھین کوئی دوا آتی ہے

آگ سی دلمین پس مرگ بھری رہتی ہی
گھانس کب تربت عاشق کی ہری رہتی ہے

گرتے افشان سے تمہاری جو ستارے دیکھے
چاندنی رات مین جھڑتی ہوئی تارے دیکھے

خندۂ گل سُن کے کہتا ہے وہ گلرو ناز سے
چوٹ لگتی ہے مرے دلبر تری آواز سے

بے سبب نالان نہین مین یار کے در پر امیر
آشنا کرتا ہون اُسکو درد کی آواز سے

بجلی کی طرح پہرتی تہی محفل مین کوندتی
کیا کہیے وہ نگاہ کدہر تھی کدہر نہ تھی

مارتے ہو نہ جلاتے ہو کبھی عاشق کو
نہ جفا آتی ہے تمکو نہ وفا آتی ہے

خال شب کو رخ روشن پہ تمہارے دیکھے
ہم نے یوسف کی طرح خواب مین تارے دیکھے

صبا بھی ہو کے کبھی نامہ بر نہین جاتی
ہوا بھی اب تو ادہر کی اُدہر نہین جاتی +

لاکھ بار اُٹھتا ہے پر جاتا نہین +
درد شاید دل مین میرے قید ہے

ہوتی ہے بتو صبح جدائی اگر ایسی +
اللہ نہ دشمن کو دکہائے سحر ایسی +

اب آؤ زندگی مستعار جاتی ہے
کرو نہ غمزے کہ فصل بہار جاتی ہے

یہ سمجھے ہم جو اُٹھا گرد باد صحرا مین
کسی کی روح کہین بیقرار جاتی ہے

روان ہے نکہت گل کی طرح یہ عہد شباب
پلا شراب کہ ساقی بہار جاتی ہے

جو بیقراری دل اب ہے گر یہی ہوتی
تو آج تک مری کاہیکو زندگی ہوتی +

آج تک گور مین لیلی کو نہین صبر و قرار
میری مجنون مرے مجنونکی صدا آتی ہے

وای قسمت ہمتو لنگر ہی اُٹھانے مین رہے
پیشکش کرنا بھی کچھہ لازم ہی بسمل کے لیے
مجھی پر چھُری تیز ہے ناصحا
بڑا کریم ہے زاہد وہ بخش ہی دیگا *
فصل گل آئی ہی یون ہم تم ملین ای گلبدن
تیری کوچے سی اب نہ گذرین گے
بت مین نہ وفا کی بات پائی *
آئی پیری قشقہ دہو زنار توڑ اب ای امیر
زاہد وہم سے پوچھو قدر ان کی
غش آگیا کبھی کبھی آنکھین بدل گئین
درد بلبل خدا نہ سنوائے
زاہد کہے جو گذری وہ بت کبھی نظر سے
مجلس وعظ مین آنا تو نہ ممکن تھا امیر
ہستی و نیستی کا کھُلتا نہین ہے عقدہ
صبر آتا ہی نہ مجکو نہ اُسے آتا ہی
میرے بالین پر آکے بولی اجل
کیا غم عشق جان سے کم ہے
اک کنارے پڑا ہوا ہی امیر
دل نی کہا جو یار سی لپٹا مین وصل مین
مین تو سب اپنی کام خدا ہی کو سونپ دون
شیخ حرم کا مشرب مین خوب جانتا ہون

اُڑ گئین موجونکی صورت کشتیان احباب کی
سر لگا رکھا ہے مین نی تیغ قاتل کی لیے
کبھی اُسکو جا کر نصیحت نہ کی *
بساط کیا ہے ہم ایسے گناہگارونکی
جیسے کلیان نکلی ہین شاخونسی سر جوڑے ہوئے
ہم بھی ایسے نہین گیے گذرے
بے عیب خدا کی ذات پائی
کیا اسی صورت سی جائیگا خدا کی سامنی
بت ملے ہین خدا خدا کر کے
کیا کیا شب فراق مین نوبت گذر گئی
ہاے گل کی صدا نہ سنوائے
ساری خدائی صدقے ایک ایک بال پر ہے
ہمکو تھامی ہوی یان دست سبو لایا ہے
آتے ہین کچھہ اُدہر سی جاتے ہین کچھہ اِدہر سے
دل کو سمجھاتا ہون مین دل مجھی سمجھاتا ہی
اُٹھیے سرکار نے بلایا ہے *
غم رہے جان کا کسی غم ہے
کچھہ تمہارا غریب لیتا ہے
ای شوق وصل ہان کوئی ارمان رہ نجائی
لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے
لب پر صمد صمد ہی دلمین صنم صنم ہے

جانا اگر حرم کو ہی منظور ای امیر
تو میکدے سی راہ ہی سیدھی لگی ہوئی

سو رہا پھیر کے منہ یار شب وصل امیر
واہ کیا طالع خوابیدہ نے کروٹ بدلی

مسکرائے وہ اس ادا سے امیر
مین تو سمجھا کہ اب گرنی بجلی ❊

ہم جس کے غم مین مرتے ہین اسکو ابھی تلک
یہ بھی خبر نہین ہے کہ بیمار کون ہے

خواب مین تھا وصل اب اس سے جدائی ہوگئی
آنکھ میری کیا کھلی تقدیر میری سوگئی

اسکو بھی ہجر مین نہ ہماری خبر رہی ❊
کمبخت موت آج کہان جا کے مر رہی

بیٹھے جو میرے سینہ پہ خنجر وہ کھینچکر
سمجھا مین آئی ہین مرے ارمان نکالنے

جاکر کہین گے حسن کی بازار مین امیر
ہم دل کو بیچتے ہین خریدار کون ہے

آپ سے بلبل نکلتی ہی کہین گلزار سی
بیکسی ہمکو لیے جاتی ہی کوے یار سی

چمن مین مری خاک اگر جائے گی
تو بلبل ندامت سے مر جائے گی

ترے بس مین ہی بوے گل ای نسیم
جدھر جائے گی تو ادھر جائے گی

نہ دیکھا تو نے ای لیلی کبھی چشم محبت سے
ہرن جا جاکی آنکھین ملتے ہین مجنون کی تربت سے

نقش تربت سے ہون آفت مین امیر
مٹ چکے یہ بھی کہین جھگڑا مٹے

دشت فرقت مین پڑی ہی مجھپہ کیا مشکل کڑی
دن بہت کم رہگیا ہی اور ہی منزل کڑی

پاس یکتائی کا اس شوخ کو ایسا ہی امیر
گھر مین ہو آئنہ تو گھر کی طرف منہ نکرے

سمجھائین مجکو ناصح لیکن ذرا سمجھ لین
وحشت کی مین بھی لونگا مجکو جنون ہی ہے

بیخودی یار کا پتا دے گی
بے نشانی نشان بتا دے گی

بیٹھے جاتے ہین وہ ہار یاسمین کی بوجھ سے
اٹھ نہین سکتی کلائی آستین کی بوجھ سی

کیا مجھی کو دیکھکر حیرت ہوئی
دیکھو آئینے کی کیا صورت ہوئی

بولے وہ شب وصال مجھ سے
اس شوق کی انتہا بھی کچھ ہی

تری کوچے مین ہین سب سر بکف پر فرق ہی اتنا
کوئی ہی دو قدم پیچھے کوئی ہی دو قدم آگے

منہ سے جو آہ نکلی وقتِ وداعِ قاتل
بولا کہ تیر مارے تب آفرین نہ نکلی

دل نہ بازار مین مہنگا ہی نہ سستا چھوٹے
کھو ہی جائے کہین کمبخت کہ جھگڑا چھوٹے

دشت وحشت مین آدمی کیسا
سیکڑون کوس جو گیے نہ ملے

ہم سیہ بختون کو سرمے کی طرح
تیری چتون نے لگا رکھا ہے

دل جو تڑپا تو آنکھ کیون روئی
بیٹھے بیٹھے اسے یہ کیا سوجھی

مکان سے سوئے لامکان لیگئی
یہ وحشت کہان سے کہان لیگئی

کوئی امیر ترا درد دل سُنے کیونکر
تو ایک بات کہی اور دو گھڑی روئے

وصل دل کھو لکر ہوا نہ نصیب
تو ملا تو کمر تری نہ ملی +

چڑھ کے منبر پہ یہ ہجو سے واعظ
اور جو سُن لے کوئی خرا باتی +

آنسو تو بہاتا ہون مگر ڈر ہے یہ مجکو
دھو جائے نہ تن ہی کہین خاک اُسکی گلی کی

وصل کی گل سے کوئی راہ تو نکلے صیاد
بیچ ہی ڈال مجھے ہاتھ کسی گلچین کے

محنتین کس کس سی لین قاتل تری نخچیر نے
چلّے کھینچے تیری سجدے کیے شمشیر نے

درد دل کہیے تو کہتا ہے وہ شوخ
ایک ہی تم کو کہانی یاد ہے +

مشتاق بوے زلف رسا کا دماغ ہی
تیر ابھی اے امیر بلا کا دماغ ہے

چاک چاک ایسا ہوا دست جنون سے پیرہن
کچھ نہین کھلتا گریبان کون دامن کون ہے

شریک درد نہین کوئی بڑھ کے آنکھونسی
کہ ایک روتی ہے جب دوسری بھی روتی ہے

آستین یار نے چڑھائی ہے
وقت تقدیر آزمائی ہے

کس نگہ سے تمنے دیکھا تھا امیر
روتے روتے انکو ہچکی لگ گئی

جنبش ہوئی جو نوک مژہ کو وہان امیر
اک پھانس سی یہان مری دلمین کھٹک گئی

تو وہ بت ہی کہ تجھے ساری خدائی چاہی
بندہ اللہ سی کس کس کی بُرائی چاہے

آنکھ ابھی یاد مین اک گل کی لگی ہی میری
دو گھڑی مجکو نسیم سحری سونے دی

کہا جب اے صنم جلوہ دکھادے — تو وہ بولا کہ یہ دولت خدا دے

پوچھا نہ جنس دل کو بازار مین کسی نے — سو بار لیگئے ہم سو بار پھیر لائے

ضعف کی کچھہ کہی نہین جاتی — سانس بھی اب تولی نہین جاتی

راتون کو کہا کرتا ہے بلبل سے یہ صیاد — ظالم تری فریاد تو سونے نہین دیتی

چھڑک کر میری زخمون پر نمک قاتل یہ کہتا ہے — نمک سے پاٹ دون مین آج میرا دل یہ کہتا ہے

لگاؤن دوسری تلوار وہ قاتل یہ کہتا ہے — لپٹ جاؤن نہین جوہر بن کی میرا دل یہ کہتا ہے

زبانِ شمع کہتی ہے کہ مین تجھکو جلادونگی — مین کب ٹلتا ہون پروانہ سرِ محفل یہ کہتا ہے

کیا کہتے ہو تم زبان سنبھالو — یہ بھی کوئی گفتگو کا ڈھب ہے

تنہا مرے پاس شب کو آئین — اتنا مرا اعتبار کب ہے

آپ ہی جل رہے ہین پروانے — شمع کی سرگذشت کون سُنے

جب دن کو کہا اُنسے کہ وہ بات نہوگی — بولے کہ ٹھہر جا ابھی کیا رات نہوگی

سمجھا نہ مین تو حضرت ناصح کی ایک بات — کچھہ خود ہی وہ کہا کیے خود ہی سُنا کیے

چمن مین نالۂ بلبل سے بیدماغ ہین سب — نہ آپ سوئے نہ ظالم کسیکو سونے دے

مطلب کی بات مُنہ تلک آتی نہین کبھی — اک بات ہے کہ میری دہن مین زبان نہین

پوچھے کوئی فلک سے کہان قیس و کوہکن — دو اک جو تھے نمود کے عاشق وہ کیا کیے

کہتا ہے کون گرد سواری کے گرد ہے — مجنون کی خاک محمل لیلی کے گرد ہے

جب کہا مین نے بتو کیون مجھے کرتے ہو شہید — ہنس کے کہنے لگے اللہ بھی اک کام سہی

کرتے ہو سینہ چاک مرا تیر کے لیے — اللہ میرے دلسی بھی پیکان عزیز ہے

اسکی پروا کچھہ نہین تکلیف یا آرام ہے — اے غم جانان مجھے تیری خوشی سے کام ہے

صبر آتا ہے مری دل کو نہ تو آتا ہے — رات دن اب مری آنکھون سے لہو آتا ہے

عشق اب ہمکو خاک باقی ہے — اک ذرا جھانک تاک باقی ہے

بہت بقا نہ سمجھہ اے ہزار پھولونکی
کہ چار دن ہی چمن مین بہار پھولون کی

گلی مین یار کے جب تک کہ ہم نجائینگے
ہزار ہا ہم گیے گذرے ہین پر نہ جائینگے

نجد مین گھبرا کے جا نکلے جو ہم
قیس بولا پیر و مرشد خیر ہے

دست ساقی سی جو مین کچھہ جام لینے مین کا
غیب سے آواز آئی یہ شب آدینہ ہے

مین رو دیا جو **امیر** انکے مسکرانے پر
تو بولے آپکے میرے ہنسی نہین ہوتی

گیا دل تو لیکن یہ منزل کڑی ہی
ابھی عشق مین جان کھونی پڑی ہے

آپ ہی تم **امیر** کھوئے گیے
یار کی جستجو کو نکلے تھے ؛

کیا اُس بت نے قتل الحمدللہ
یہی تو ہم خدا سے چاہتے تھے

عشق مین انجام ہی میری سیہ بختی کا کیا
یار زلف شانہ مین سی اپنی اٹنا پوچھہ دے

خنجر کا ذوق شوق شہادت کا جوش ہی
سر کی مجھے خبر ہی نہ گردن کا ہوش ہے

حیرت کی جا نہین ہی جو وہ خود فروش ہی
جوبن کا ہی اُبھار جوانی کا جوش ہے

جب دیکھتا ہون یار کے بند قبا کھلے
کہتا ہون یونہی دلکی گرہ یا خدا کھلے

یہ رنگ تشنہ دہانی ہی بعد مردن بھی
اُگی ہین خاک سے کانٹے زبان نکالے ہوئے

گم ہو گیا ہون یار کو مین نامہ بھیجکر ؛
قاصد پھری اُدہر سے تو پائی کہان مجھے

میرے بالین پہ روتی ہے حسرت
عشق بھی مرگ نوجوانی ہے ؛

وہ تیر جلد کہین آ کب سے بیٹھی ہین
جگر کو تھامے ہوئے دلکو ہم سنبھالے ہوئے

ترے در تک تو لایا ہے ہمین شوق
یہان سی گھر تلک اب کون لیجائے

اسواسطے مرتا نہین ایجان مین ابھی تک
بیداد کا تمکو کوئی ارمان نہ رہجائے

ڈالی پھولونکی اگر میرے حضور آتی ہی
ہتی ہتی سے مجھے بوی غرور آتی ہے

رہی ہین وصل مین برسون ہم اس کروٹ وہ اُس کروٹ
جدا رہنے کی عادت مشکلونسی ہتے ڈالی ہی

وہ کیا جانے کسیکا حال کیا ہے ؛
کہ درد عشق سے نا آشنا ہے

غم ہجر سے کوئی اتنا تو پوچھے
کلیجا مرا کیون ملے ڈالتا ہے

خو بہت اشک بہانیکی بری ہوتی ہے
دیکھ ای چشم ترا کیسی ہنسی ہوتی ہے

پھر تو نے امیر اُس سے کی بات
سو باتین ابھی سُنا چکا ہے ؛

ایسی کیا بات کہہ اُٹھی تم امیر
کہ کسی طرح پھر بتا نہ سکے ؛

دونون ہین اُدھر ہی گر فرق ہے تو اتنا
تقدیر بنادی ہی تدبیر بتادی ہے

انسان جو چاہے کہ نہو اُسکو کبھی رنج
زنہار کسی سے کوئی امید نہ رکھے

آزردہ غیر سے ہوئی دین مجکو گالیان
کس ہی بھری ہوی تھے وہ کس پر برس پڑی

پی گئی آبِ دمِ شمشیر ہے ابتک وہی پیاس
مُنہ سی باہر تری کشتے کی زبان نکلی ہے

عجب بیخودی ہے خبر کچھ نہین
کہان سی ہم آئے کہان جائین گے

نہ رہنے نہ جانیکی ہم کو خبر ہے ؛
یہ کیسی اقامت یہ کیسا سفر ہے

نامہ بر یار کے آنیکی نہین کہتا ہے
ایک بھی بات ٹھکانیکی نہین کہتا ہے

سارا جہان ہے گویا تصویرونکا مرقع
اِس بزم مین کسیکو پروا نہین کسیکی

کٹکے سر میرا جو قدمون پر گرا ؛
گر پڑے آنسو مرے جلاد کے

تا جوانی ہوش تھا پیری مین غافل ہو گیے
رات بھر جاگا کیے ہم صبح ہوتے سو گیے

ہی یہی قتل کی لذت تو مجھے ای قاتل
حشر کو بھی تری فریاد نہ کرنے دیگی ؛

یہ دل نے کنج قناعت سے آشنائی کی
کہ ہاتھ اُٹھا کے دعا کی شکستہ پائی کی

جان پائی ہی غم الفت مین کھونیکے لیے
دل تڑپنے کے لیے ہی آنکھ رونیکے لیے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھے
دل جو روٹھا تو منانیکے لیے جان گیی

جگر پنکھا ہلاتا ہے جو دل سینے مین جلتا ہی
جو ہمسایہ ہی آخر کام کچھ اُس ہی نکلتا ہی

بالای آسمان تھی ہم عرش آشیان تھے
کوئی نہ تھا وہان تھی اب کیا کہین کہان تھے

خاموش ہین لحد مین جو لوگ خوش بیان تھے
غنچے نکی دہ دہن ہین بلبل کی جو زبان تھے

دیکھا خزان مین ہمنی بلبل کے آشیان کو
دو چار پر شکستہ دو چار استخوان تھے

کمزور پا کے ہمکو کیا بل کی لی رہے ہو
ہم بھی تو نوجوان تو آخر کبھی جوان تھے

پہونچے جو ہم عدم کو اہل عدم یہ بولے
مدت کے بعد آئے اتنے دنون کہان تھے

مین نہ کہتا تہا فغان کی مجھسی فرمایش نکر
باغبان سب پھول مرجہا کر چمن مین رہگیے

کچھ تو میری درد دل نی اُسکے دل مین راہ کی
بیٹھے بٹھے آج اُس بیدرد نی اک آہ کی

دی مجکو محبت اک پری کی
اللہ نے بندہ پروری کی

ہر روز میری مُنہ پر ہنستے ہین دوست دشمن
رونے نے ہر گھڑی کی سب آبرو ڈبو دی

مجکو حیرت ہی کہ دنیا کی تو فانی ہی بہار
نخل حسرت کسطرح سی اس چمن مین رہگیے

جو وہان جاتا ہی پھر اُس کی خبر ملتی نہین
نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر درکار ہی

بہار اُس رُخِ رنگین کی لوٹتا ہے خط
ہم ایک عمر سی ہین جیسے زہر کھائی ہوئے

ترے چاہنے والے مرجائینگے
یہ ناکام بھی کام کر جائین گے

مُنہ دیکھو نہین مقتل مین اجل کا تری ہوتے
اے خنجر قاتل تجھے غیرت نہین آتی

چھانتا ہون تری گلی کی خاک
دل مرا ہے یہین ملے نہ ملے

بجائے دختر رز میکدے مین حور آئے
جو توبہ توڑون تو آواز یا غفور آئے

جب آتا ہی غش ہمکو آتا ہے دہیان
امیر ایک دن یون ہی مرجائینگے

جب مین کہتا ہون غضب ہے ترا مکھڑا کیا ہی
سنکے کہتا ہی ابھی آپ نے دیکھا کیا ہی

کوئی دم بی تکلف ہو کی مستو نمین اگر بیٹھے
تو جو کچھ عرش پر ہی دیکھ لے زاہد وہ گھر بیٹھے

امیر اتنا جو ہو نمین پست قسمت وجہ ہی اسکی
بلندی بخت کے حصے کی بھی اشعار مین آئی

بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوہر انتخاب

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ جگر تھام لیا
تمنے اسوقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

آج تو ہے اسکی فرقت مین بلا کا سامنا
آگیا قاتل تو کل ہوگا خدا کا سامنا

اڑ اسے پرزے تو قاصد کو ناگوار ہوا
مین خوش ہون ایک سے نامہ مرا ہزار ہوا

صد شکر ہم سے آج وہ رشکِ قمر کھلا
انگڑائی لی تو سمجھے کہ مقصد کا در کھلا

وحشت مین کہان اب کوئی ہمسایہ ہے میرا
سب چلد یے ہمزاد ہے یا سایہ ہے میرا

گرکر زمین مین ظلم سے بچنے کا دہیان تھا
دیکھا تو زیرِ خاک وہی آسمان تھا

راہ بتلادی عدم کی خضر منزل ملگیا
گھر سے اچھے وقت نکلا تھا کہ قاتل ملگیا

بعد مرنیکے لگی ہاتھ دوا بھی تو کیا
مردۂ تشنہ جو دریا مین بہا بھی تو کیا

کیف حاصل ہو لگے داغ نہ مینخواری کا
مستیِ عشق بڑا کام ہے ہشیاری کا

بیداد تھی شوخی تھی جفا تھی کہ ستم تھا
ہوتی جو وفا آپ مین جو کچہ تھا وہ کم تھا

جان کر دوست وہ ہوے شاکی
چاہیے شکر اس شکایت کا +

دہیان کیون فرقت مین باندہا اس لبِ جان بخش کا
وائے قسمت دم نکلنے کا سہارا بھی گیا

تمنے ہمسے بیوفائی کی توتم سے حُسن نی
لے گیے مسجد سے مجھکو مغبچے
کب گیا دل سے حسینون کا خیال
برسون کعبے مین رہی جا کے کلیسا کیسا
مانگ بالونمین نکلواتے ہین اب غیر سی وہ
بسترِ خواب کو دیکھو کہ ہی ٹکڑے ٹکڑی
ہار اُس گل کا مرے ہاتھ سی ٹوٹا ہیہات
احسان یہ وقتِ گریہ ہے تیری خیال کا
خُم توڑ کر بناے بہت ساغرِ شراب
قبر کھودی تو مگر یہ مری وحشت سے ڈرا
یون شبِ ہجر مین کرتے ہین غلط غم اپنا
شہرِ بیگانہ مین ہوتا ہی مسافر کا جو حال
مین انجمن مین حسینون کی تازہ آیا ہون
فریب اور کسی کو یہ جا کے دے قاصد
خط وطن کو لیے جاتا ہے تو لیجا قاصد
ہچکیان لیتی ہین مقتل مین تری بسملِ ناز
قاصد کو ہوا دیکھہ کے شاید اُسے سودا
پوچھو نہ مجھسے جا کے حسینونمین دل کا حال
ساتھ طاؤس کی صحرا مین کیا قیس نی رقص
ہے دُورِ روی یار مین غایب سُراغ شب
گستاخ کسقدر ہے کہ محفل مین یار کی

وہ بڑا عادل ہی دیکھا انتقام آخر ہوا
توبہ توبہ مین پکارا ہی گیا ✤
شیشے مین پریان اُتارا ہی گیا
نملا ڈھونڈ چکے ہم اُسے کیسا کیسا ✤
ہے جو منظور مرا چاک گریبان ہوتا
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابی کا
ساتھ ہی کیون نہ مرا تارِ نفس ٹوٹ گیا
دریا مین ڈوبتا تھا نکالا کرم کیا
مستون پہ محتسب نے نرالا کرم کیا
اپنی چادر بھی نہین دزدِ کفن چھوڑ گیا ✤
مُردہ خود بنتے ہین خود کرتے ہین ماتم اپنا
ہے حسینونکے محلے مین وہ عالم اپنا
خبر نہین ابھی کسکا مزاج ہے کیسا
وہ اور صلح کا پیغام ہو نہین سکتا
برمرا حال نہ یارانِ وطن سے کہنا
یا کسی بزم مین مجمع ہی خوش آوازون کا
آیا درِ جانان سے مگر کچھہ نہین کہتا
آپس کی چھین چھان مین صد چاک ہو گیا
ابرِ تیرہ کو سیہ خیمۂ لیلی سمجھا ✤
باقی ہے اب تو ماہ کی سینے مین داغِ شب
خاموش صبح تک نہین ہوتا چراغِ شب

ممکن نہین کہ بوسے ملے مجکو یا جواب
مشکل کی بات ہی دہن اُسکا ہی لاجواب

مجسے مسکین کے ساتھ رہتا ہے
کتنا مسکین نواز ہے غم دوست

شب وصل کی نہین ہی یہ گویا ہی روزِ حشر
جنت ہی روی دوست جہنم ہی خوی دوست

اشک دامن سے یار نے پوچھے
کچھ تو آنسو پچھے ہمارے آج

کسے ہی وصل کی خواہش تری خیال کی بعد
کہ حشر تک نہین ہی ہجر اس وصال کی بعد

خوشی کا رنج ہی مجکو ملال کی ہے خوشی
کہ رنج ہے پسِ راحت خوشی ملال کی بعد

خبر آمدِ گل کیسی سنائی صیاد
یونہی ہم جلتے تھے اور آگ لگائی صیاد

ہو گو سنے سی اُنکے جو صدمہ ہو جان پر
خوش ہون کہ میرا نام تو آیا زبان پر

رو سیاہ جرمِ الفت بے قصور آیا نظر
سطر قرآن کی طرح ظلمت مین نور آیا نظر

اے دشمنِ جان خوف تری تیغ سی کہا کر
آئی ہے اجل چشمۂ حیوان مین نہا کر

کر لے قبول اگر کسی مجرم کا یار عذر
نا کردہ جُرم جا کے کرو نمین ہزار عذر

آیا غش اُسکے سامنے پروردگار شکر
پانی تو مُنہ پہ یار نے چھڑکا ہزار شکر

مقام شکر ہی ممتاز غیرون سے کیا اُسنے
گناہون پر سزا دی اُنکو مجکو بیگناہی پر

نیرنگیِ عالم مین کبھی فرق نہ پایا
دیکھا تو وہی صبح وہی شام ہے ہر روز

کہین مٹتی ہین ہمارے دلِ مایوس کی داغ
ہو گئے مرہم سی نہ اچھے کبھی طاؤس کی داغ

حقا کہ دو جہان مین ہے ذات الٰہ ایک
دو آنکھین جسطرح کہ ہی اُنمین نگاہ ایک

وہی دلبر ہے ہو جو دلربا ایک
ہزارون بُت ہین عالم مین خدا ایک

اُس در پہ سجدہ کر کے یہ دربان سے کہہ لیا
مسجد یہان سے دور ہی وقتِ نماز تنگ

کہا مین نے کہ تم پر جان دون مین
کہا یہ بھی ہے کیا دینے کے قابل

ہمکو پروا نہین بھولی ہین جو گلزار مین گل
نوکِ مژگان پہ ہی یان لختِ جگر خار مین گل

لٹ گئے ایسی جفا کار ترے جور سے ہم
چار ہی روز مین کچھ اور ہوی اور سے ہم

ہی قصد شب غم مین کرین دل ہی سی باتین
پھر کہتے ہین دیوانی سے کیا بات کرین ہم

دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا
نہوئی پر نہوئی گردشِ ایّام تمام

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
رہگئی ایک نہین ہان کا کہین نام نہین

یاد موے مژۂ یار رلا دیتی ہین ٭
چبھ کے پھانسین جو مری دلکو مزا دیتی ہین

دیکھنے کو تمہین اے اہل عدم آتے ہین
خیر اگر تم نہین آتی ہو تو ہم آتے ہین

کیجیے شوخی وہ جسمین شرم کے انداز ہون
پھاڑیے کپڑے مگر سب چاک بے آواز ہون

مرگ مجنون سی ہے ماتم اب بھی برپا دشت مین
خاک اُڑاتی ہین بگولے سر پہ کیا کیا دشت مین

آیا ہی یار سامنے لازم ہی غش کرون
ہوش و خرد جو کچھ ہی وہ سب پیشکش کرون

رحم کرنا تو جفا کارون کا دستور نہین
ہان اگر درد ہو میرا سا تو کچھ دور نہین

ملال کس سے کہون کوئی آس پاس نہین
شریکِ غم فقط اک دل اُسی حواس نہین

ہر چند نہین وصال ممکن ٭
وہ چاہے تو ہے محال ممکن ٭

امید جواب کی ہو کیا خاک ٭
جب اُس سے نہو سوال ممکن ٭

پیکے مے ان واعظون سی عذر خواہی کیا کرون
بوی مے آتی ہی ہونٹھون سی الٰہی کیا کرون

کھا کے تلوار جو قاتل کی فغان کرتا ہون
لذت زخم رقیبون سے نہان کرتا ہون

بزمِ جانان سے مین کب جاتا ہون
روز کہتا ہون کہ اب جاتا ہون

کبھی وہ دن تھے کہ خورشید تھا مین
ابتو سائے سے بھی دب جاتا ہون

ہجوم رنج ہی اسکا خیال کچھ بھی نہین
ملال یہ ہے کہ اُنکو ملال کچھ بھی نہین

مین بھی اب امتحانِ یار کرون ٭
چاہیے ضبط اختیار کرون

بعدِ مرگ آئے ہین وہ تربت پر
اب کہان جان جو نثار کرون

دل بھی ہے انتظارِ یار مین گم ٭
اب کہو کس کا انتظار کرون

حالت سے دل کی مین اُسے آگاہ کیا کرون
طاقت جب آہ کی بھی نہو آہ کیا کرون

عادت ہے مجھکو آہ کی نازک مزاج یار | ہے وصل مین یہ سوچ کہ اللہ کیا کرون
آتا ہی یہ دلمین اُسے ناصح کو دکھا دون | پر رشک جو مانع ہی جواب اُسکو مین کیا دون
بے دیکھے برہمن کو ہی انکار مین حیران | اللہ کوئی بُت تو نہین ہی کہ دکھا دون
پیری مین ہین یون عشق کی داغ اپنی بدن مین | گُل پھولتے ہین صبح کو جسطرح چمن مین
رشتہ برپا مجھے صیّاد نے آزاد کیا | تا اُلجھ کر کسی کانٹے سے بیابان مین رہون
رہنے دیتا نہین صیاد بھی اپنے گھر مین | ایسی تقدیر کہان ہی کہ گلستان مین رہون
دل سے کہتا ہے تصور یار کا | تو مصور ہے تو مین تصویر ہون
جاے میخانہ بنی ہے مسجد | کبھی گھورے کے بھی دن پھرتے ہین
مانگیے کیونکر دعاے طولِ عمر | مُنہ کی مانگی موت بھی ملتی نہین
جانکر غیر بلایا جو مجھے مین آیا | اپنے دہوکے یہ خفا ہو مین گنہگار نہین
سب بلاؤن سے چھڑایا ہی جنون نے مجھکو | لاکھ اب مجھسے خطا ہو مین گنہگار نہین
حیاتِ جاودان ہے اُنپہ مرنا | مرے دشمن نصیبِ دشمنان کیون
کیون کہون اُنسے کہ چھوڑو شیوۂ جور و ستم | ترک عادت ہی عداوت مین کوئی دشمن نہین
کام آیا ضعف ہی کوے بُتِ دلخواہ مین | سایے کی ہمراہ گر کر بچھ گیا مین راہ مین
سُنی اک بھی بات تمنی نہ میری | سُنین مین نے سارے زمانے کی باتین
کبھی ذکرِ دشمن کبھی ذکرِ فرقت | یہ سب ہین مرے آزمانے کی باتین
لیا نام واعظ نے جب اُسکے در کا | کہا مین نے اب ہین ٹھکانے کی باتین
نکالا اُسنے اس حیلے سی ہمکو اپنی کوچے سے | چلو جلدی کرو سامان دعوت کا ہم آتی ہین
اُس کوچے مین کچھ رہرو نکلے نقشِ قدم ہین | کچھ طالب دیدار بچھا آے ہین آنکھین
آٹھ اللہ نے جنت کی بناے گلزار | ہی نوان داغون سی گلزار مری سینے مین
مرد مفلس ہون مری اشک مسلسل ہون قبول | اور مین موتیونکی ہار کہان سے لاؤن

قاضی کی سامنے مین اگر مست ہون تو ہون — خدمت مین مےفروش کی ہشیار تو نہین
کہان کوئی محرم کہون کس سے غم — کہ غم کے سوا کوئی محرم نہین
دعاے مرگ فرقت مین جو مانگی — محلے والے چلا اُٹھے کہ آمین
اس رشک کا بُرا ہو کہ گلیو نہین خلق سی — کہتا ہون تجکو مین یہ مرا دلربا نہین
دل مکدر ہی بہت بیٹھا ہی آئین تیر یار — ہے یہ وہ ٹر کا زنگ لگجاے نہ پیکان کہین
ٹھہر ٹھہر کے ذرا لیچلو مرا تابوت — کہان اُمید کہ پھر آؤن کوے قاتل مین
بعد مرگ آسودگی کیسی کہ سو سو بار ہم — مر چکے ان خوبرویون پر مگر راحت نہین
تیرے وعدے پہ شاد ہون کیونکر — اپنی قسمت کو جانتا ہون مین
ہوے زاہد مرید پیر مغان — واہ مرشد کو مانتا ہون مین
فقط دو ہاتھ سو ہی ایک مین جام ایک مین شیشہ — کہان وہ ہاتھ ہی اب جو پڑی ساقی کی گردن مین
کریگا قتل آخر رشک مجکو قتل ہوئی دین — شفاعت کے لیے کیون لوگ اُسکی پاؤن پڑتی ہین
جان دی تب ملی مجھے راحت — موت سے کچھ مین شرمسار نہین
اس جُرم پر بجا ہی سزا دے جو مجکو ہجر — جیتا رہا مین لذت روز وصال مین
فقط غرض کی ہی دنیا کہ جب نکلتی ہی جان — عزیز مردے کو گھر سے نکالدیتے ہین
غافل مری طرف سے ایسی جو ہو رہے ہو — آنکھین تو کھولو صاحب کس نیند سو رہی ہو
قاتل کا جب تمام زمانہ شریک ہو — اللہ ہے کہ فیصلہ بسمل کا ٹھیک ہو
آہ کرنے پہ کیون بگڑتے ہو — تم تو صاحب ہوا سے لڑتی ہو
درپئے دشمنی عاشق ناکام نہ ہو — خوبصورت ہو خدا کے لیے بدنام نہو
خوشی ہو نزع مین بھی پاس آس پاس نہو — کہ دیکھنے جو وہ آئے کہین اُداس نہو
مہر و وفاے غیر کا بیجا گمان کرو — ترچھی نظر سے پہلے ذرا امتحان کرو
نہین گھیرا ہی پلکون نی یہ چشم مست دلبر کو — لیا ہی دونون ہاتھون سی کسی میکش نی ساغر کو

جان بخش لب سے فیض جو ملجائے آپ کو
طوفان مین عمر نوح ملے ہر حباب کو

جھکنے مین سر کے دیر نہ تیغ کین نہو
وہ شوخ زود رنج ہی چین بر جبین نہ ہو

منکر گوشہ نشینان خرابات نہو
کہ یہی گوشہ کہین قبلۂ حاجات نہو

ہمنشینون ہی پہ ایما ہی نہ پاس آنے دو
حکم دربانون کو باہر نہ اسے جانے دو

پہلے زلفونکو سنگھا کر مجھے بیہوش کرو
پھر مرے سینے سے تم تیر کا پیکان کھینچو

بھر کے آتی ہین آنسو میرا حال زار دیکھو تو
اٹھا ہی آج کیسا ابر دریا بار دیکھو تو

عیادت کیسی اتنا بھی کبھی منہ سے نہین کہتے
جہان سے اٹھ گیا عاشق کہ ہی بیمار دیکھو تو

سناؤن کیا انہین نالی ہین اپنے راتونکو
وہ دلمین خوب سمجھتی ہین ایسی باتون کو

آپ تو دیکھتے چلتے ہین وہ جوبن اپنا
دیکھتا ہو نہین تو کہتے ہین کہ کیا دیکھتے ہو

شبہہ کرتے ہین وہ جب رکھتے ہین دربان نوکر
بھیس بدلے ہوئے انمین کوئی چالاک نہو

ضعف سے پاؤن کا وہ حال کہ جنبش ہی محال
ہاتھ وہ جن ہی گریبان بھی کبھی چاک نہو

ناز ہے تم کو بہت حسن کی یکتائی پر
اک ذرا آئینہ خانے مین تو چلکر دیکھو

داد ہر وار مین کرتا ہے مجھی ہی وہ طلب
قدر دان زخم کا سمجھا ہے جو قاتل مجکو

یون بھی آتا ہی کہین کوئی کہ میری گھر مین
پاؤن رکھا نہین کہتے ہو کہ گھر جانے دو

لاغری کا ہی یہ احسان کہین اس محفل مین
روز جاتا ہون خبر تک نہین دربانونکو

یار کے ذکر سے ناصح نے لگائی اور آگ
یارب آیا تھا تسلی کو کہ تڑپانے کو

دیکھے کہان تھے ایسی حسینونکی جمگھٹے
محشر کا روز اور الٰہی دراز ہو

دل منعم و فقیر کے بدلا کرا ے سپہر
اسکو کبھی خوشی کبھی اسکو ملال ہو

ملتا ہی مشقت سے ترا دامن دولت
بی توڑے ہوئی پاؤن یہ آتا ہی کہان ہاتھ

خدا کرے کہین تو اے صنم سفر سے پھرے
کہ جان بلب ترا عاشق خدا کی گھر ہی پھرے

ضعف سے کچھ بھی چل نہین سکتی
آہ منہ سے نکل نہین سکتی *

یہ غش ناتوانی سے آنے لگے
کہ پانچون حواس اب ٹھکانے لگے

ایسا ہے کون اُسکو جو میری خبر کری
ایک آہ ہی سو وہ بھی جو پیدا اثر کرے

ہین بڑی بیدرد یہ بت کسکے آگے روئیے
خاک بھی ہونا نہین ہی آبرو کیون کھوئیے

ٹالتی ہین روز وہ پر دل مرا مسرور ہی
آج کل کب تک کرینگے کیا قیامت دور ہے

کیا مزہ انجمنِ یار مین دل پاتا ہے
ذِلّتین روز اُٹھاتا ہے وہین جاتا ہے

خوشی نظر کہین اندوہ و یاس مین آئی
اجل ہی کاش پری کے لباس مین آئی

گلا کٹا نہ زرا اُف بھی داد خواہ نی کی
چُھری وہ تیز تری شرمگین نگاہ نی کی

ہجر مین نیند کا جھونکا اگر آجاتا ہے
پھر کوئی خواب مین ٹھوکر سی جگا جاتا ہے

فوجِ بہار باغ سے گرم شتاب ہے
تھالے سے جو شجر ہے وہ پا در رکاب ہے

اب یہ حالت ہی کہ واقف ہو گی حال زار سے
میری دشمن کرتے ہین میری سفارش یار سے

عشق سی پیری مین بھی کچھ لاگ باقی رہگئی
کاروانِ عمر گزرا آگ باقی رہگئی

سے ہے دُختِ رز حلال تجھی کیا تمیز ہی
واعظ یہ زر خریدہ ہماری کنیز ہی

جان سمندر و دل پروانہ دے مجھے
اے سوزِ عشق ہمتِ مردانہ دی مجھے

دل چُرایا ہے مرا پر وہ خجل کتنا ہے
فق ہوا جاتا ہی مُنہ چور کا دل کتنا ہے

ناتوانی کی ہمپہ تہمت ہے
ناز اُٹھانے کی اب بھی طاقت ہی

وہ دوپہر کو گھر سے ہمارے نکل گیے
ہم دن ڈھلا تو گور کی سانچی مین ڈھل گیے

یہ نکلا نتیجہ جو آے گیے
کہ اُس در پہ بیٹھے اُٹھاے گیے

یہ بھی اک بات ہے عداوت کی
روزہ رکھا جو ہم نے دعوت کی

کچھ کام نہین ہی انہین فریادرسی سے
رونیکا سبب کرتے ہین دریافت ہنسی سے

دل ہی پروانہ مرا پر وصل سی مایوس ہی
شمع تو ہی چار دیواری تری فانوس ہے

یار نے آئینہ دیکھا دشمنِ دل دو ہوئے
شکل کیا اب جان بچنے کی کہ قاتل دو ہوے

شمشیر آبدار کہ اُس کا نظارہ ہی — دل ٹکڑے ٹکڑے ہے تو جگر پارہ پارہ ہی

جاری ہے لین دین یہ رسم زمانہ ہی — دریا کا ابر ابر کا دریا خزانہ ہے

میرا جگر تو کانپ گیا اُس نگاہ سے — اُس سنگدل کا دل نہ ہلا میری آہ سے

مرض میرے افزون یہ ہوتے گیے — کہ عیسیٰ بھی بالین سے روتے گیے

دیوانگان زلف کا کب کام بند ہی — آواز شب کی سرمۂ شب سے بلند ہی

دیکھے جو میری آنکھونمین حلقے پڑے ہوے — اُفتادیہ نئی ہے کہ وہ اُٹھ کھڑی ہوے

کُھلین پلکین نگہ اُس چشم افسون ساز سے نکلی — کہ لیلی پردۂ محمل اُٹھا کر ناز سے نکلی

پردہ اُلٹ کے جب وہ دیدار عام کرتے — ایوب صبر کرتے تو ہم سلام کرتے

تیز یون دل ترے کوچے کیطرف جاتا ہے — بسطرح تیر کوئی سوے ہدف جاتا ہی

شمع کو کس کی تجلی یہ نظر آتی ہے — تھوڑی تھوڑی جو یہ محفل مین ہوئی جاتی ہے

دل اُسکا نرم کیا یہ دل نوحہ گر کرے — ڈر ہے کہین نہ غیر کا نالہ اثر کرے

لٹک کر زلف نے کیا حُسن ساقو مین چھپایا ہے — تعجب کی جگہ یہ ہی کہ دو شمعون مین سایا ہے

کیا تغافل ہی کہ سمجھا یار بیگانہ مجھے — سب نے جانا آج تک اُسنے نہ پہچانا مجھے

وہ ہم نازک دلونکو آنکھ دکھلاے تو کیا گزرے — دکان شیشہ گر مین مست آجاے تو کیا گزرے

اُس سنگ آستان سی جو اپنی جبین ملی — سمجھے کہ بادشاہی روی زمین ملی

میری گھر ہے قصد آنیکا تو آؤ ناز سے — پر ذرا چھپ کر سپہر تفرقہ پرداز سے

وہ درد ہے کہ اسکا مزا کچھ نہ پوچھیے — کہتا ہی دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے

درازی کا اگر دونوکی دیکھو ایک مطلب ہے — شب نے روز فرقت ہے قیامت روز کی شب ہے

بتون کی روش کوئی کیا جانتا ہے — بڑے بے وفا ہین خدا جانتا ہے

دنیا سے کتنے اُٹھ گیے ہی انجمن وہی — آئے بھی گل گیے بھی مگر ہے چمن وہی

کچھ شرم نہین خلق جو اُنکو نگران ہے — سمجھے ہوی ہین تاب نظر انکو کہان ہی

مجکو کیا کام ہی دنیا مین جو عید آئی ہے
جو آنسو یون زمین پر دیدۂ نمناک ڈالینگے
ہزار نالہ مرا آسمان تک پہنچے
قدم زمین پہ رکھو جو تم تو ہو یہ خوشی
جو ضعف دل کا یہی حال ہی تو عرش کجا
اُن ابروون کو دیکھکے حالت سقیم ہی
فرقت مین زندگی یہ عنایت خدا کی ہی
جینا بھی دل جلونکو تمہارے ممات ہے
عاشقون مین کہیے ایسا کون ہے
اسلیے در پر صدا دیتا ہو نہین
ہونگے روزِ حشر اعضا تک عدو
چھوٹی ہی قیامت شبِ فرقت ہی بڑی ہے
ہے مدِنظر خون یہ کس کا کہ حنا نے
اُس بزم مین ای شوق نہ باہر ہوا دب سے
سرمے کی سلائی نے کیا آکے جو مجرا
آزردہ نہو لیکے جو بوسہ نہ کیا شکر
میری مرنیکی خبر جھوٹی اُڑا جاتے ہین وہ روز
آپ ملتے نہین ہین گھر مین کبھی
نشہ مے نے کردیا اندھا
ممنون ناز کی ہون کہ وہ پاس سے مرے
وصال یار سے ہی بے تکلفی ہی یہان

کیا ملون اس سے کہ معشوق یہ ہرجائی ہی
کہان سے سر پہ پہر اہل مصیبت خاک ڈالینگے
نہین امید کبھی اُسکے کان تک پہنچے
اُچھل اُچھل کے زمین آسمان تک پہنچے
نہین امید کہ نالہ زبان تک پہنچے
تلوارین دُہری مجھپہ پڑین دل دو نیم ہی
آگے جو کچھ کہون تو شکایت خدا کی ہی
اخگر کو موت قطرۂ آبِ حیات ہے
ہم بُرے ٹھہرے تو اچھا کون ہے
بول اُٹھے شاید وہ اتنا کون ہے
جو ہین بیگانے ہین اپنا کون ہے
اس چار پہر رات کی وہ ایک گھڑی ہی
چومے ہین تری ہاتھ تری پاؤن پڑی ہے
اللہ بچائے نگہِ چشمِ غضب سے
اُس آنکھہ کی شوخی نی صدا دی کہ ادب سے
لب بند مرے ہو گیے شیرینیِ لب سے
کیا مسیحائی ہی غیرونکے جلانیکے لیے
کہتے ہین خانمان خراب مجھے
خاک سوجھے رہِ صواب مجھے
اُٹھ اُٹھ کی بیٹھ جاتی ہین دامن کی بوجھ سے
کہو ادب سے کہ رکھی معاف آج مجھے

ہے خدا ہی اگر پڑا جاوے
خط لکھا اضطراب مین ہمنے

کسی قاتل سے پوچھیے تعبیر
کشتے دیکھے ہین خواب مین ہمنے

دیکھکر چشم مست جی ڈوبا
غوطے کھاے شراب مین ہمنے

برسون جب دوڑی شوق دید مین ہم
چھپکے تب اک نگاہ کی ٹھہری

مین تو کیا دل مین مصور کی چھپی جاتی ہی
کیا کہون نوک پلک کیا تری تصویر مین ہے

پسند آئی نہ وسعت جنون کی بیکاری
جنون مین اسلیے پہنا ہے پیرہن ہمنے

ہوی کسی کے نہ ممنون صورت اخگر
بدن سے مرکے بھی پیدا کیا کفن ہمنے

ہے عید کہ زندان سے مین آیا ہون سوے دشت
کانٹونسی گلے کیون مری چہالے نہین ملتے

نیرنگی عالم ہی کا شاکی ہی تو اے دل
ناوان ابھی نیرنگ محبت نہین دیکھے

جو سیر شب ہجر دکھاتا ہے تصور
ایسے تو تماشے شب وصلت نہین دیکھے

گریبان چاک دیکھے گا تو کیا کیا بدگمان ہوگا
خداوندا کہین آئے رفوگر یار سے پہلے

جب سے پیدا ہوی صیاد کے بس مین آئی
پر نکلنے بھی نپاے کہ قفس مین آئی

مضمون کمر کہ اس کی دہن کا نکالیے
ملک عدم کا کوئی تو رستا نکالیے

مجکو یہ شوق ہی کہ کہین جلد ہو وصال
انکو یہ فکر ہے کوئی جھگڑا نکالیے

وحشت جنون کی ہمکو اذیت پسند ہی
پھر کیا سمجھ کے پاؤنسی کانٹا نکالیے

بوسہ عطا ہو مجکو جو ہے قصد قتل کا
مرتے ہوے کہ دل سی تمنا نکالیے

ہم بتون سے امیدوار کرم ÷
کارخانے ہین اسکی قدرت کے

ہوا نہ وصل نصیب اب بھی التجاؤن سی
زمین ہی سجدونسی تنگ آسمان دعاؤن سے

خالی نہ جام مے سے ہی میخانے مین نہ خم
خرد و بزرگ جو ہی یہان آفتاب ہے

دیتا نہین جواب بھی مجکو وہ ننگ سے
مجکو گمان کہ بات مری لاجواب ہے

یہ دماغ انکو کہان تہا جو تکلم کرتے
کاش منکر مرے شکوون کو تبسم کرتے

بٹھکر کون تری کوچے مین یار اُٹھتا ہی
خاک ہوتی ہین کوئی دم مین غبار اُٹھتا ہی

روکتا ہو نہین زبان پر کبھی ہو کر بیتاب
دل نالان اُسے سینے مین پکار اُٹھتا ہے

ترے کوچے مین جو بیٹھا ہے جم کر
وہ مین ہون اور میر النقش پا ہے

بنی ہے چین تری زلف عنبرین کی لیے
یہ میری جان مناسب نہین جبین کے لیے

بڑا ہی داغ سجود اور داغ عشق مین فرق
کہ ہے یہ دل کی لیے اور وہ جبین کی لیے

اتھو روے مردم دنیا نہ دیکھین گے کبھی
بلکہ آئینے مین مُنہ اپنا نہ دیکھین گے کبھی

دیکھکر میری تڑپ بولے فرشتے قبر مین
یہ تماشا آج تک دیکھا نہ دیکھینگے کبھی

ہے بجا رنگ جو یہ تیرے سیہ خال کا ہے
یہ بھی اک نقطہ مری نامۂ اعمال کا ہی

شور محشر کا سنا ذکر تو اُسنے یہ کہا
وہ تو آوازہ مری پاؤنکی خلخال کا ہے

عجب دلچسپ نقشہ عالم ایجاد رکھتا ہے
جو آنکھین دیکھ لیتی ہین اُسی دل یاد رکھتا ہے

نہ یہ ساعد نہ یہ بازو نہ یہ آنکھین نہ یہ ابرو
فقط تیرا سا قد ہی اور کیا شمشاد رکھتا ہی

دل بے آرزو بھی دے تو ہی لطف
یون تو سب کچھ دیا خدا نے مجھے

ایمان لای کعبے مین اُس بت کو دیکھکر
کچھ بتکدے مین جا کی برہمن نہین ہوے

دے کہین حکم نہ وہ گھر سے نکلوانیکا
بیخودی جلد مجھی آپ سے باہر کر دے

اسواسطے ناصح کی مین سنتا ہون کہ شاید
بات اُسکی زبان سے کوئی مطلب کی نکل جاے

جان لینے مین دم ذبح یہ جلدی ای موت
اک ذرا اور توقف کہ مزا ملتا ہے

دینے تو دل چلے ہین اُسی شوق و ذوق مین
پر دیکھیے وہ لی کہ نہ لے بے نیاز ہے

فارسی کیسی وہ ہندی بھی نہین پڑہ سکتا
سیر دیکھو مری عرضی عربی مین گزری

نام عزت سے جو لیتے ہین وہ اب
غیر بھی شاید مرا ہمنام ہے

ناصحون نے اُسی دیکھا تو نصیحت کیسی
اُلٹی کرنی لگے اب اُس سی سفارش میری

کرون نہین بندہ نوازی کا عشق کی کیا شکر
ہزار زخم دیے ہین ہزار داغ مجھے

ٹالنے کو مجھی جب پاؤن سے لپٹا تو کہا
سختی نہ وہ بھی دیکھ سکی میری نزع کی
کیا جانے کہان لی گیی اُس بت کی تمنا
دیت کیواسطے محشر مین کب ہون دامنگیر
کون جاتا ہی کہین بے مطلب
چھیڑ چلا جو بہت مین تو کہا خیر ہے صاحب
بتخانے کے دروازے پہ مدت سے پڑے ہین
سُنتا ہون دعای سحری کرتی ہے تاثیر
چراغِ رُخ نے کیا صاف اُنکا پردۂ فانُوس
رات کو آئی ہین پریان خواب مین مجکو نظر
وصل مین وہ کیا کرینگے چاک اے دستِ جنون
گناہون سی مجھے اب ناتوانی باز رکھتی ہے
قطرہ زن پھرتی ہی ہر سو جو ہوا پر بدلی
کیا کسی خوش چشم کا دیوانہ آیا باغ مین
اک دن مرے گھر ماہ محرم مین تو آؤ
کس کو مین اپنی تنگدلی پر کرون گواہ
بیساختہ دل دُکھا تو بولے
مجھے جب دور سے دیکھا وہ بولے
قدر مرنے کی ہم سمجھتے ہین
اک جا رہے ہمیشہ مگر مثل رنگ و بو
افسانۂ سنگ و تیشہ ہے اور

جا کسی روز تری سر کی قسم آئین گے
گھبرا کے روح خانۂ تن سے نکل گئی
اب آپ مین آنا مجھی دشوار ہوا ہے
مجھے نمود ہی منظور اپنے قاتل کی
جان لینے کو اجل آتی ہے
پردیکے نہ باہر کہین آواز نکلجائے
شاید کبھی کچھ کام خدا ساز نکلجائے
امید کہان پر شبِ فرقت مین سحر کی
سیاہ خانۂ گیسو مین دل چھپا سنکے
تیر وہ مجھپر لگائین گے یہی تعبیر ہے
پر زہی دامن کی اڑا امیر گریبان چھوڑدی
ہے وخم دیکھکر چاہون تم نیت پھر نہین سکتی
ڈھونڈتی ہی کہ کہان خاک ہے برباد مری
دیکھتی ہی ہر طرف نرگس جو آنکھین پہاڑ کی
اب مہندی لگانیکا بہانہ تو نہین ہی
محشر مین وہ دہان و کمر دونون چھپے ہی
کیا جانیے آہ تھی یہ کس کی
کوئی ناوک فگن ہے یا نہین ہے
صدمے جھیلے ہین زندگانی کی
ہم سے نہ وہ ملے نہ کبھی اُن سے ہم ملے
یان صحبتِ ناخن و جگر ہے

پرزے خط کے ہین دستِ قاصد مین
ایک کیا سنو جواب لایا ہے

عاشق و معشوق دونون تیرے دیوانے ہین یارا
دامنِ یوسف گریبانِ زلیخا چاک ہے

شبِ فرقت تو ابد تک نہین ہو سکتی تمام
تیرے عشاق کو اندیشۂ فردا کیا ہے

مین ہر اک سے جو خطا اپنی بیان کرتا ہون
ہے یہ مطلب کہ اُسے کوئی ستمگر نہ کہے

دشمنون کا شکوہ کرتے ہین حضورِ دوستان
دوست جب دشمن ہو پھر کس سے شکایت کیجیے

تمام عمر اُسے دیکھتا رہا ہون مگر
ہنوز حسرتِ دیدار یار باقی ہے

آئینے کی آنکھ سے لڑتی ہے جب عاشق کی آنکھ
چاہتی ہے چھین لی لذت تری دیدار کی

وعدۂ وصل سنے کیا بیخود
دیکھیے کیا وصال مین گزرے

پوچھو نہ اس زمانے مین اُلفت کا حال کچھ
اک رسم تھی قدیم سو موقوف ہو گئی

خوشا تقدیر بلبل پیشِ گل کہتی ہے حال اپنا
نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ حاجت ہے کبوتر کی

مجھے دشمن سمجھتے ہو تو پھر مجھسے ہو کیون غافل
کوئی غافل نہین رہتا جہان مین اپنے دشمن سے

برہمن یا صنم کہتا ہے زاہد یا صمد یا رب
زبان جسکی ہے جو اُسمین وہ تجکو یاد کرتا ہے

دو پیاس مین آب دمِ شمشیر تو ہم کو
اتنی بھی مروت تمہین اللہ نہین ہے

مشتاق ستم ہو گا نہ مجھسا کوئی بسمل
ہر زخم کی قاتل کی طرف آنکھ لڑی ہے

سینے پہ مری ہاتھ ہے اُسکا لی تسکین
تھم اے دلِ بیتاب کہین وہ نہ اچھل جائے

چمن اشک مجنون سے سیچا ہے شاید
کہ سنبل مین گیسوی لیلے کی بو ہے

آئینہ ہو نہین شاید جو دیکھتا ہے مجکو
ہندو ہو یا مسلمان اپنا سا جانتا ہے

خواب مین آئے تھے وہ غیر کے ساتھ
کھل گئی میری آنکھ خیر ہوئی

تکلیف ہے پہ شکر گدا کو ہے مناسب
شاہون کیطرح کچھ غم عالم تو نہین ہے

ذرا دب کچھ ہم نہین خواہش ہم آغوشی کی کیا
دو نگاہین جب ملین گی ہم بغل ہو جائینگی

بالخیر

قطعاتِ تاریخ

منشی محمد ممتاز احمد صاحب آرزو خلفِ حضرت مصنف

ورق تصویر کا ہے ہر ورق ہر صفحہ آئینہ — مضامین جمع ہیں یا مہ جبینوں کا یہ مجمع ہے
کھچے جاتے ہیں کیوں دل آرزو کیوں ہوش اڑتے ہیں — پری رویوں کی محفل یا حسینوں کا مرقع ہے
١٣١٣ھ

حکیم محمد عبدالکریم خان صاحب برہم فتحپوری

این نغز کلام کیست دانی — کاندر ہمہ دہر ہیچو جان است
برہم دل و دیدہ کن نثارش — دیوانِ امیر نکتہ دان است
١٣١٣ھ

مولوی محی الدین حسین خان صاحب تسنیم پروفیسر محبوب کالج سکندرآباد

زہے جوشِ طبعِ روانِ امیر — مضامین کا دریا ہے اک بہر ہا
کہی میں نے تسنیم تاریخ طبع — صنمخانۂ عشق ہے بے بہا
١٣١٣ھ

محمد جلیل حسن صاحب جلیل

سارے مصرع قدِ دلبر کا جواب — سارے مطلع رخِ انور کا جواب
خوب دیکھا جو صنمخانۂ عشق — پایا بتخانۂ آزر کا جواب
١٣١٣ھ

حضرت علی عبدالقادر شمس القادری المدعو بہ مرشد علی الحنفی القادری البغدادی المتخلص بالجمال و العاصی

کرد عشق آباد دیوان را تمام
گفت تاریخش جمالِ عشقباز
حُسنِ طبع عشق بنیانِ امیر
اے ہمہ عشقیت دیوانِ امیر
۱۳۱۳ھ

ولہ

چھپا جو آپ کا دیوان تو شاعروں نے کہا
کہ آپ سعدیِ شیوا بیانِ عہد ہوئے
جمال یہ دُرِ شہوارِ سال کر دو نثار
امیر خسروِ اہلِ زبان عہد ہوئے
۱۳۱۴ھ

محمد حسام الدین صاحب حسام خلف مولوی حافظ محمد نور اللہ

کیسے کیسے ہیں شعر معنی خیز
سمجھیں وہ انکو ہوں جو ذو معنی
مصرعِ سال بھی ہے باغ و بہار
ہیں یہ الفاظ پھول بو معنی
۱۳۱۴ھ

حافظ محمد علی صاحب حفیظ جونپوری

کھچا ہے عطر گلہائے مضامین
معطر بزم اربابِ سخن ہے
حفیظ اچھا کھلا تاریخ کا پھول
نہیں دیوان تر و تازہ چمن ہے
۱۳۱۳ھ

مقرب الخاقان اُستاذ السلطان بلبلِ ہند جہان اُستاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ

فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی

واہ کیا دیوان کہا ہے لاجواب
ابتدا سے انتہا تک بے نظیر
شوخیِ الفاظ ہے یا برقِ شوخ
بارشِ مضمون ہے یا ابرِ مطیر
لفظ مصرع بیت سب جادو بھرے
دلفریب و دلستان و دلپذیر
ہر نکیلا شعر دل میں چبھ گیا
اِس سے بڑھکر کوئی کیا ماریگا تیر

یہ سخن سے ہے لایقِ بزمِ سخن	یہ سخن سے ہے قابلِ شاہ و وزیر
یہ کلام ایسا کلام اتنا کلام	ہے نشانِ مصحفی شانِ اسیر
محو ہو جاتے جو اسکو دیکھتے	ناسخ و آتش تو کیا مرزا و میر
فیض لیں اس سے فغانی و فغان	داد دیں اسکی ظہیر و ظہیر
مستند کیونکر نہو ایسا کلام	جو کہا گویا ہے پتھر کی لکیر
بہاگتے گنے کی راہ ڈہونڈیں عیب جو	اپنا اپنا کان پکڑیں حرف گیر
آج ہے یہ طوطیِ معجز بیان	بلبلِ ہندوستان کا ہمصفیر
ایسا استادِ زمانہ پھر کہاں	زندہ رکھ تو اسکو یاربِّ قدیر
ہے یہی اے داغ اسکا سالِ طبع	کہدے تو زیبا خیالاتِ اسیر ۱۳۱۲ھ

ولہ

اس گنجِ سخن سے تا قیامت	محروم نہونگے طالبِ فیض
یہ داغ نے سالِ طبع لکھا	دیوانِ امیر صاحبِ فیض ۱۳۱۲ھ

محمد ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری

میرے استاد کا پہلا دیوان	تھا بلاغت کے چمن کا گلِ تر
اسکی تاریخ یہ لکھدے اے دل	اب فصاحت کا چھپا ہے دفتر ۱۳۱۲ھ

منشی امتیاز احمد خان صاحب راز

قالبِ طبع میں آیا جو صنمخانۂ عشق	جتنے مشتاق تھے بھرنے لگے دیوانے سے
راز تاریخ کہی مینے جو نکلا دیوان	نکل آئی ہے پری سجکے پریخانے سے
	۱۳۱۲ھ

سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری

اشعار ہین یا گوہرِ شہوار کی لڑیان
ترتیب کی تاریخ کہی مینے یہ زاہد
یہ لطفِ لطافت کسی دیوان مین کہان ہے
دھوئی ہوئی کیا چشمۂ کوثر سے زبان ہے
۱۳۱۳ھ

سید ولایت احمد صاحب شمیم خیرآبادی انسپکٹر سعدآباد ضلع متھرا

عشاق کی جان یہ صنمخانہ ہے
کہتا ہے شمیم دیکھکر حسنِ کلام
معشوقون کی یہ آن صنمخانہ ہے
اللہ کی شان یہ صنمخانہ ہے
۱۳۱۳ھ

مولوی محمد مظفر حسین صاحب صبا خلف اکبر مولوی یوسف علی مرحوم

اک پھول ہے گلشن مین صنمخانۂ عشق
کیا حسن دکھاتا ہے صبا آنکھون کو
اک لعل ہے معدن مین صنمخانۂ عشق
۱۳۰۶
اعجاز کے دامن مین صنمخانۂ عشق
۱۳۱۳ھ

مولوی محمد عبدالواسع صاحب صفا خلف مولوی یوسف علی مرحوم

صفا نزاکتِ مضمون دکھا رہی ہے بہار
برنگ لالہ ہے ہر شعر رنگ مین ڈوبا
سخن کے باغ مین ہے تازہ گل صنمخانہ
ڈھلا ہے حُسن کے سانچے مین گل صنمخانہ
۱۳۱۳

منشی محمد مسعود احمد صاحب ضمیر خلف کوچک حضرت مصنف

گوہر و جوہر صنمخانے کے ساتھ
نور کی تاریخ ہے یہ اے ضمیر
دیکھکر بولا یہ چرخِ چنبری
ایک جا ہین ماہ زہرہ مشتری
۱۳۱۳ھ

منشی سید قمر الدین صاحب قمر تحصیلدار ملازم دار الاقبال بھوپال

حسنِ صورت حسنِ معنی دونوں یکتا ہے یہ
فکرِ رنگین نے کہی تاریخ ترتیب اے قمر

ہے نئی بندش نئے مضمون نیا ہر شعر ہے
دیکھنا کیا رنگ مین ڈوبا ہوا ہر شعر ہے
۱۳۰۶ھ

منشی امرناتھ صاحب نصیب ہیڈ کلرک پوسٹماسٹر جنرل لاہور

بت سے بہزاد نہ ہے حسنِ صنمخانۂ عشق
یہ صنمخانہ ہے یارب کہ پریخانہ ہے

نام ہی نام ہے مانی کا نہین کچھ بھی نہین
سامنے جسکے صنمخانۂ چین کچھ بھی نہین
۱۳۱۳ھ

منشی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر بنارسی

نیّر دیوان اک چمن سے ہے
کیسی سے ہے چمک دمک کی تاریخ

اشعار یہ پھولونکی ہین چھڑیان
مصرع ہین یہ موتیون کی لڑیان
۱۳۱۳ھ

منشی محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت مہتمم تصویر سخن

ہو سکے کیا وصفِ دیوانِ امیر
لکھ وجاہت مصرعِ تاریخِ طبع

ہے سراپا دلپسند و دلپذیر
بے بہا ہے یہ کلام بے نظیر
۱۳۱۳ھ

محمد حبیب حسن چشتی دیوبندی مقیم حال روڑکی

۱۳۱۳ھ

ہوا شاہد مدعا جلوہ گر
پئے غنچۂ خاطرِ شائقین
دل خلق مین صورت بوئے گل

چھپا ہے کلام جناب امیر
صبا ہے کلام جناب امیر
بسا ہے کلام جناب امیر

عروسِ سخن کے لئے لا کلام
گرے ناز لے جسقدر دون کی
نکیون ختم ہوجاے شوقِ سخن
نہ وحشی کو کیون فکر تاریخ ہو
یہ آنے لگی چار سو سے صدا

ادا ہے کلامِ جنابِ امیر
بجا ہے کلامِ جنابِ امیر
سُنا ہے کلامِ جنابِ امیر
بھلا ہے کلامِ جنابِ امیر
نیا ہے کلامِ جنابِ امیر

۴۷۴ + ۱۴۲۲
۱۸۹۶ء

سید مومن حسین صاحب صفی امروہوی

مداح امیر لکھنوی کے
دیوان دوم چھپا جو اُن کا
لفظون سے عیان رُخِ معانی
ہر نقطے مین بے شمار نکتے
خوش ہو کے کہی صفی نے تاریخ

ہین سارے سخن شناس انسان
ہر ایک کے تن مین پڑگئی جان
آئینہ ہے اس صفا سے حیران
ہر نکتے پہ نکتہ فہم قربان
چھاپا بخدا یہ خوب دیوان

۱۳۱۳ھ

محمد قادر علی خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

نواب رامپور کے اُستاد کا جواب
غل ہی یہ اُنکے دوسرے دیوان کی طبع کا
قادر ہوا جو گوش برآواز بہر سال

دیکھا نہ آج تک تہِ چرخِ کہن سُنا
چھوڑا گلون نے زمزمہ بلبل کا اُن سنا
دل سے آ امیرِ سحر بیان کا سخن سُنا

۱۳۱۳ھ

اطلاع

اس دیوان کے ملحقات کا مجموعہ جسمین قصائد قطعات رباعیان تاریخین وغیرہ ہین انشاء اللہ جداگانہ چھپے گا اسلیئے کہ اگر وہ سب چیزین اس دیوان کا ضمیمہ کیجاتین تو حجم بڑھجاتا اور یہ پسند نہوا کہ ملحقات کے انضمام سے دیوان کو طول دیا جای بلکہ اسی اختصار کی نظر سے احباب کی تاریخین بھی بہت ہی کم درج کی گئین اور تقریظین بالکل نہین لیگئین فقط

بعد کو یہ تمام ملحقات چھپ گئے اور مطبوعہ ہیں

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	١٨	جلانا	جلاتا	١٣٤	٦	ناشنا	ناآشنا	٢٥٦	حاشیہ	وحید	وجیہ
٧	١٣	اِن	اُن	١٤٠	٢٠	ہین	بین	٢٦٥	٢	تربت	نزہت
١١	٢	بھی	ہی	١٤٠	٢١	بین	ہین	٢٦٥	٤	جزوکل	جزوو کل
١٣	١٧	ترے	تیرے	١٤١	١	شایہ	سایہ	٢٦٥	٤	ہوئی	ہوئے
١٨	٧	تم	ہوتم	١٤٢	١	گنہگار	گناہگار	٢٧٢	١	پہ	پر
٢٢	٢١	تری	تیری	١٤٦	١٧	آئنہ	آئینہ	٢٧٢	١	لقاب	نقاب
٣٢	١٣	تیری	تری	١٥٥	١٧	اپنے	اپنا	٢٧٤	٥	دود	درد
٤٧	٨	عدم	حرم	١٦٣	٧	طرف	طرفہ	٢٨٥	١٤	یون	یان
٤٨	١٣	بھی	بھین	١٦٣	١١	آئنے	آئینے	٢٩٧	٥	نہین	نہین نکلی
٤٩	١٧	ظہور	ضرور	١٦٩	٧	منزل	محفل	٣١١	٩	دینی	دیتی
٥٣	١١	لشکر	شکر	٢١١	٢١	تیری	تری	٣٣٣	١٣	آنسون	آنسوون
٥٥	١١	چھائی	چھالی	٢٢٤	٥	تڑپتے	تڑپنے	٣٤٠	٣	جوگیے نہ ملے	جوگنی نہ ملی
٥٥	١٣	چوستا	چومتا	٢٢٤	٢١	کنگھیون	کنکھیون	٣٤١	١٤	نہین	ہے
٥٨	٨	مز	مزہ	٢٣٨	٧	آنگین	آگین	٣٥٨	١٧	آئنہ	آئینہ
٨٣	٢٠	بتخانے	بتخانے	٢٤٤	٤	تری	تیری	٣٥٨	١٩	پہ	پر
١٠٨	٦	برسایا	برسایہ	٢٤٦	١	چب	چپ	٣٦٣	١	قمرالدین صاحب	قمرالدین احمد صاحب
١١٥	٩	مری	میری	٢٤٦	٧	چھنٹنے	چھٹنے	٣٦٤	٢٠	ہجم	ججھم
٢٨	٢	نگاہ	پناہ	٢٥١	١٠	کی ہنسی	کو ہنسی	٠	٠	٠	٠

اشتہار

اس کتاب کی رجسٹری بفحواے قانون بستم
سنہ ۱۸۶۷ع ہوگئی ہے کوئی صاحب اس کتاب کو
بغیر اجازت مصنف طبع نفرمائیں ورنہ بعوض
نفع نقصان اُٹھائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ